تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد نہم

زوال سلطنت تیموریہ

جلد دہم

مضامین مختلفہ

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر
ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء

شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

مضمون	صفحہ
رانا املج سنگہ کا خط اورنگ زیب کے نام	۳
محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھانا اور دلی طرف پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا۔	۱۳
محمد کام بخش کا کچھہ حال	۱۴
اعظم شاہ کا کوچ	۱۵
شاہ عالم بہادر شاہ کا حال	//
بہادر شاہ کی سلطنت کا استقلال ہونا	۲۲
امیر الامرا اسد خان اور دوواب کا خرچ	۲۴
بادشاہ کا سید بننا	۲۶
جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ اجیت سنگہ اور اور راجپوت	۲۷
جشن سال دوم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ شاہزادہ کام بخش	۲۸
کام بخش کا حال۔	۲۸
سیف خان کی کارستانی۔	۳۱
مرہٹون کے ساتھہ بادشاہ کے تعلقات	۳۳
بنیاجی سیندھیا۔	۳۴
راجہ ساہو کا چھوٹنا	۳۵
سردیس مکھی کے باب مین ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف آرا ہونا۔	۳۵
خطابات بہادر شاہ کی دریادلی و نرمی	۳۶
بہادر شاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو ارادت خان نے لکھا۔	۳۹
پاپ راے لیٹرے کا ذکر۔	۴۰
قندھار کا معاملہ۔	۴۴
سوانح سال سوم ۱۱۲۰ھ	۴۵
بادشاہ کا سفر۔	۴۵

جلوس شاہی — ۱۱۱

نظام الملک بہادر فتح جنگ — ″

ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۵ھ / ۱۷۱۳ — ۱۱۲

سید حسین علیخان کا مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور سے لڑنے کے لئے جانا اور اوسکا فی الفور اطاعت کرنا — ۱۱۲

فرخ سیر اور سادات کے درمیان افزائش منازعات — ۱۱۲

شاہزادون کا مکحول ہونا — ۱۱۳

بادشاہ کی سادات کے ساتھ تجدید عہود — ۱۱۴

نظام الملک بہادر فتح جنگ کی صوبہ داری دکن مین — ۱۱۵

نظام الملک کا حال — ۱۱۸

حسین علی خان کی صوبہ داری دکن و داود خان پر فتحیابی — ۱۱۹

سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ / ۱۷۱۳ — ۱۲۰

ہندو مسلمانون اور شیعہ سنیون کا جھگڑا — ″

ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۶ھ — ۱۲۲

عبد الصمد خان دلیر جنگ کا سکھون پر فتح پانا اور اونکے سردار بابا بندہ کا قتل ہونا — ″

سوانح سال پنجم ۱۱۲۷ھ / ۱۷۱۵ — ۱۲۴

فرخ سیر کی شادی مہاراجہ اجیت سنگھ کی بیٹی سے — ″

عیسی خان کی سرکشی — ۱۲۷

دھیر کی سرکشی — ″

سوانح سال ششم ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۷ — ۱۲۹

بادشاہ کی کدورت کا امیر سے زیادہ ہونا — ۱۲۹

جزیہ و عنایت اللہ خان و رتن چند کی رنجشین — ۱۳۰

چورامن جاٹ سے صلح — ۱۳۱

سوانح سال ہفتم ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۷ — ۱۳۲

ذکر سوانح سال ہشتم ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۸ — ۱۳۳

رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امراء عظام کا اجتماع — ۱۳۹

حسین علی خان کا دہلی مین آنا — ۱۴۳

ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات — ۱۴۹

ابو البرکات کا بادشاہ ہونا — ″

جزیہ کی موقوفی اور امرا رگھو نکی ضبطی — ۱۵۰

فرخ سیر کا مارا جانا اور دفن ہونا — ۱۵۱

بھائی بھائیون مین نا اتفاقی — ۱۵۲

اکبر آباد مین نیکوسیر کا بادشاہ ہونا — ۱۵۳

رفیع الدرجات کا مرنا — ۱۵۴

مضمون	صفحہ
گورو نانک شاہ ۔	۴۶
گورو انگد ۔	۴۸
گورو امرداس صاحب بادشاہی سوم ۔	//
گورو رام داس بادشاہی چہارم ۔	۴۹
گورو ارجن بادشاہی پنجم ۔	۵۰
گورو ہرگوبند بادشاہی ششم ۔	۵۳
گورو ہر رائے بادشاہی ہفتم ۔	۵۵
ہرکرشن بادشاہی ہشتم ۔	//
گورو تیغ بہادر بادشاہی نہم	//
بابا بندہ بہادر	۵۷
سکھوں کے حال کا خلاصہ دسویں گورو تک	//
بہادر شاہ اور بابا بندہ کی لڑائیاں ۔	۵۹
راجپوتوں سے لڑائیاں	۶۴
سوانح سال چہارم ۱۱۲۱ھ	۶۶
مرہٹوں کی برہانپور پر لڑائی ۔	۶۷
سکھ ۔	۶۸
چین قلیچ خان ۔	۷۰
منعم خانخانان کی وفات اور خصائل ۔	//
وزارت کے باب میں اختلاف رائے ۔	۷۲
غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات	//
خطبہ	۷۲
سوانح سال پنجم ۱۱۲۳ھ	۷۳
اعظم شاہ ۔	۷۵
شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر	۸۳
حکایت ۔	۸۵
بہادر شاہ کے بیٹے ۔	۸۶
ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ	۸۷
عظیم الشان کی شکست و موت ۔	۸۷
رفیع الشان کا مرنا ۔	۸۹
معزالدین کا بادشاہ ہونا	//
فرخ سیر کا بنگالہ سے کوچ کرنا	۹۱
عبداللہ خان اور سید عبدالغفار خان کا محاربہ اور سادات بارہ سے سید عبدالغفار خان کی شکست ۔	۹۳
امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی ۔	۹۴
فرخ سیر کا سفر ۔	۹۵
ذکر سلطنت محمد فرخ سیر	۱۰۰
فرخ سیر کی ولادت سے تخت نشینی تک	//
محمد رضا علی قلعہ دار رہتاس پر فرخ سیر کی فتح	۱۰۰
سوانح سال اول فرخ سیر	۱۰۷
وزرا و امرا کا تقرر ۔	۱۰۷
بادشاہ و وزیر کی ناموافقت ۔	۱۰۸
قتل اور سزائیں ۔	۱۱۰

سربلند خان کا احمد آباد کا صوبہ ہونا ۔ ۲۱۶

حیدر آباد دکن میں آصف جاہ کے بندوبست کا بیان ۲۱۷

آصف جاہ کی تدبیر مرہٹوں کے باب میں ۲۱۸

مرہٹوں کی سلطنت کے استقلال کی حالت ۲۱۸

بالاجی وسوناتھ پیشوا ۔ ״

ساہو کی خصلت اور پیشوا کی لیاقت ۲۲۳

مسلمانوں کا مرہٹوں سے مدد طلب کرنا اور چوتھ دینا ۔ ۲۲۴

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگھ کا صوبہ گجرات میں مقرر ہونا ۔ ۲۲۵

آصف جاہ کا مرہٹوں میں فساد ڈلوانا اور اپنی سلطنت جمانا ۔ ۲۲۶

ترمبک راؤ ۲۲۹

سربلند خان اور مرہٹوں کی شرائط صلح اور اُن کا نتیجہ ۔ ۲۳۰

آصف جاہ اور باجی راؤ کی مصالحت ۔ ۲۳۱

ہولکر اور سیندھیا ۔ ۲۳۱

راجہ ابھے سنگھ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات ״

مالوہ کی صوبہ داری پر باجے راؤ کا مقرر ہونا ۔ ۲۳۳

محمد غضنفر اور بندیلوں کی لڑائی اور مرہٹوں کا دخل ۔ ۲۳۴

غضنفر پر بادشاہ کا عتاب ۲۳۵

متفرقات حالات ۔ ۲۳۵

بادشاہ کا سیر و شکار کو جانا ۲۳۶

مظفر خان کا مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے جانا ۔ ״

نواب امان الملک کی جنگ راجہ بھگونت کھچار سے ۔ ۲۳۷

امیر الامرا صمصام الدولہ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجے راؤ مرہٹہ کے لئے جانا اور اس مہم کا انجام ۔ ۲۳۹

برہان الملک کا مرہٹوں سے لڑنا اور انکو شکست دینا ۲۴۱

برہان الملک کو صمصام الدولہ کا باجی راؤ سے لڑنے کے لئے منع کرنا اور شاہجہان آباد پر باجے راؤ کا تاخت کرنا ۔ ۲۴۲

نادر شاہ کا دور ۔ ۲۴۷

ایران پر افغانوں کا قبضہ ״

نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر ۲۵۱

محمد علی وردی خان اور شجاع الدولہ داماد جعفر کا بیان ۔ ۲۶۲

شجاع الدولہ کا مرنا اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرافراز خان سے اور اوسکا انجام ۲۶۳

مرہٹوں کا ملک بنگال میں غدر مچانا ۔ ۲۶۵

مصطفے خان سے مہابت جنگ علی وردی خان کا بگاڑ اور اوسکا انجام ۔ ۲۶۶

ہیبت جنگ اور مصطفی خان کی لڑائی اور اوسکا انجام ۲۶۷

مضمون	صفحہ
ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی	۱۵۴
ذکر سلطنت عزار روشن اختر ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ	۱۵۷
بہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ الہ آباد کا مرنا اور اوسکے بھتیجے گردھر بہادر کا سیدون سے لڑنا اور اوراس مہم کا آخری فیصلہ ۔	۱۵۹
سادات کا تنزل اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کی ترقی ۔	۱۶۴
نظام الملک کا حسن اخلاق	۱۶۸
عبدالصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا	۱۶۹
نظام الملک کی خبرون کا سیدون کے پاس آنا ۔	۱۷۰
کشمیر کا مذہبی فساد ۔	۱۷۱
نظام الملک اور دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کی لڑائی ۔	۱۷۳
زلزلہ ۔	۱۷۵
بادشاہ اور سید حسین کا ارادہ ۔	″
عالم علی خان کی شکست اور کشتہ ہونا ۔	۱۷۶
تدابیر وزرا ۔	۱۷۹
امیر الامرا سید حسین علی خان کا مارا جانا ۔	۱۸۱
عزت خان کا بادشاہ پر چڑھ آنا اور مارا جانا	۱۸۴
امرا کے خطاب ۔	۱۸۷
سید عبداللہ خان کے مرنے کی خبر پہنچنا اور سلطان ابراہیم کا بادشاہ بننا	۱۸۸
سلطان ابراہیم کی چند روزہ سلطنت اور اوسکی لڑائی محمد شاہ سے اور اوسکا شکست پانا اور سید عبداللہ کا قید ہونا ۔	۱۸۹
بادشاہ کا شاہجہان آباد مین آنا ۔	۱۹۷
جزیہ کی معافی ۔	″
راجہ اجیت سنگہ کی سرکشی ۔	۱۹۸
بزم آرائی ۔	۲۰۱
نظام الملک کی وزارت	″
سید عبداللہ خان کی وفات ۔	۲۰۲
سید عبداللہ خان و سید حسین علیخان کے خصائل	۲۰۲
جاٹون سے لڑائی ۔	۲۰۳
میر محمد حسین معروف بہ مئودودو امئود کا مذہب جدید ۔	۲۰۴
حیدر قلی خان ۔	۲۰۶
نظام الملک کا دوبارہ دکن جانا ۔	۲۰۸
مبارز خان اور نظام الملک بہادر کی لڑائی ۔	۲۰۹
احمد نگر کا ذکر ۔	۲۱۳

احمد شاہ کے ہاتھ سے پراگندہ ہونا۔
احمد شاہ اور شجاع الدولہ کا ملنا۔ ۳۰۳
مرہٹون کا حال۔ ۳۰۳
سداشیوراو معروف بھاؤ اور بسواس راو کا لشکر
لیکر دکھن سے آنا اور شاہ ابدالی سے شکست پانا ۳۰۴
احمد شاہ درانی کا واپس جانا + ۳۰۹
عماد الملک کا حال ۳۱۱

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان ۳۱۰

بادشاہ کی خصلت ولیاقت۔ ۳۱۱
بہار کی لڑائی۔ ۳۱۲
شجاع الدولہ وزیر کا دلی سے آنا اور ۳۱۳
بادشاہ سے ملنا +
شاہ عالم اور انگریزون کی صلح۔ ۳۱۴
بادشاہ کا الہ آباد مین رہنا۔ ۳۱۵
دہلی مین نجیب الدولہ کے معاملات۔ 〃
جاٹون کے ساتھ نجیب الدولہ کی لڑائی ۳۱۶
شاہ ابدالی کا آنا اور سکھون کو ۳۱۸
شکست دینا +
مرہٹونکا پھر تہورا اور دوآبہ کا لینا۔ ۳۱۹
ضابطہ خان کا دلی سے مرہٹون کا نکالنا ۳۲۰
شاہ عالم کا دلی مین آنا۔ 〃
مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر ۳۲۱
مرزا نجف خان کا حال۔ 〃
رہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح۔ ۳۲۲
دلی کے قریب لڑائی اور ضابطہ خان 〃
کا امیر الامرا ہونا۔
مرہٹون اور نجف خان کا ملاپ۔ ۳۲۳
رہیلون سے لڑائیان۔ 〃
مرزا نجف خان کا دلی مین پہنچ آنا ۳۲۳
جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان ۳۲۴
عبد الاحد خان کی سازشین اور ۳۲۷
سکھون سے لڑائی۔
نجف خان کا دلی مین آنا اور ۳۲۸
سکھون کو شکست دینا۔
شمرو کا مرنا اور اوس کی بیگم کو 〃
ریاست ملنا۔
مرزا نجف کی وفات اور مرزا شفیع ۳۲۹
اور افراسیاب خان کا آپس مین لڑنا۔
مرزا جوان بخت کا دلی سے ۳۳۰
انگریزون پاس جانا۔
مادہوجی سیندہیا کا دلی پر ۳۳۱
قابض ہونا۔
غلام قادر کا باپ کی جگہہ بیٹھنا۔ ۳۳۳
مرزا جوان بخت کا لکھنو چھوڑنا [illegible]
اور انگریزونکو اپنا اختیار جتلانا۔
سیندہیا کے ملکی اور جنگی انتظام۔ ۳۳۲

علی وردی خان کی مرہٹون سے لڑائی — ٢٦٨
علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان — ٢٦٩
محمد علی وردی کی وفات و خصائل — ٢٧١
نادر شاہ کے جانے کے بعد شاہجہان آباد کا حال — ٢٧٢
مرہٹون کے معاملات — ٢٧٣
آصف جاہ کے ملک پر باجے راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور راؤ کے مصائب — ٢٧٣
کانکن کی لڑائیان — ״
باجے راؤ کے دشمن — ٢٧٤
بالاجی کی جانشینی کے خلاف سازشین — ٢٧٥
متفرقات حالات — ״
بالاجی کا مالوہ پر قبضہ ہونا اور بعض اور معاملات — ٢٧٦
مرہٹون کا ملکی انتظام — ״
آصف جاہ کی وفات — ٢٧٧
آصف جاہ اور باجے راؤ پیشوا — ״
راجہ ساہو کا مرنا اور جانشینی کے لئے جھگڑا ہونا — ٢٧٨
تارا بائی کا فساد — ٢٧٩
دلی کا حال — ٢٨٠
روہیلون کا عروج — ٢٨١
احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر — ٢٨٣

احمد شاہ کی سلطنت — ٢٨٥

روہیلون کی لڑائیان — ٢٨٦
حاکم اجمیر کا شکست پانا — ٢٨٨
احمد شاہ درانی کا حملہ — ״
صفدر جنگ کی ناراضی — ٢٨٩
صفدر جنگ و غازی الدین خان عماد الملک کا حال اور خاص دار الخلافہ کے فساد — ״
غازی الدین خان کی لڑائی جاٹون سے — ٢٩١
احمد شاہ کا قید ہونا — ٢٩٣

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان — ٢٩٤

غازی الدین خان کی مہم لاہور پر — ٢٩٥
احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا — ٢٩٦
وزیر کا دلی مین آنا اور مرہٹونکا ساتھ لانا — ٢٩٨
شاہزادہ ولیعہد عالی گوہر کا حال — ٢٩٨
ملک پنجاب پر رگھوناتھ کا قبضہ — ٢٩٩
مرہٹون کا ارادہ کل ہندوستان فتح کرنے کا مسلمانون کا متفق ہوکر انکا مقابلہ کرنا — ٣٠٠
احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا — ٣٠١
عالمگیر ثانی کا قتل — ٣٠١
ہندوستان خاص مین مرہٹونکی فوج کا — ٣٠٢

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

تم روز دیکھتے ہو کہ صبح - دوپہر - شام ہوتی ہے کچھ وقت فجر اور دوپہر کے درمیان اور کچھ وقت دوپہر اور شام کے مابین گذرتا ہے اسی طرح سلطنت تیموریہ کی صبح و دوپہر و شام ہوئی - یگانہ روزگار دانشور فرزانہ شہریار بابر فرغانہ سے ہندوستان میں آیا یہ سلطنت تیموریہ کی صبح ہوئی یعنے آفتاب اوسکا مشرق سے طلوع ہوا - اور اونچا ہوتا گیا اور اپنی گرمی کو بڑھاتا اور روشنی کو پھیلاتا گیا - اہل فرنگ کے نزدیک شاہجہان کے عہد میں اور اہل اسلام کے نزدیک اورنگزیب کے عہد میں وہ اپنے نصف النہار پر پہنچا اور پھر وہ مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوا اپنی تیزی اور روشنی کو کم کرتا گیا یہانتک کہ نابینا شہنشاہ شاہ عالم کے زمانہ مین شام ہوگئی وہ غروب ہوگیا اوسکی روشنی باقی نہین رہی ایک زمانہ اُسکا ابتدا سے انتہاء عروج تک گذرا جسکا حال کئی جلدون میں مرقوم ہوا دوسرا زمانہ انتہاء عروج سے انتہاء زوال تک گذرا اوسکا حال اس جلد مین تحریر ہوتا ہے +

زمانہ کا دستور چلا آتا ہے کہ جن اقوام اور سلطنتون کی ترقی ہوئی اون کا تنزل ہوا -

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رجپوتون کا اتفاق اور لال سوت کی لڑائی	۳۴۴	خاتمہ	۳۴۸
رجپوتون کی امداد کے لئے بادشاہ کا جانا۔	۳۴۵	مسلمانونکی سلطنتین ایشیا مین کہان کہان ہین اور بالفعل اُنکا کیا حال ہے۔	۳۴۸
مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور اور بنارس مین مرنا +	۳۴۶		
رانا خان اور اسمعیل بیگ کی لڑائی۔	۳۴۸		
مغلون کی سرکشی اور ہندو فوج کا بھاگنا اور غلام قادر کا تسلط۔	رر	سلطان روم کی فرمانروائی ایشیا مین	۳۵۱
غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھین نکالنی۔	۳۴۹		
مرہٹون کا غلام قادر سے لڑنا اور اسکو پکڑ کر مارنا۔	۳۴۱	سلطنت ایران۔	۳۵۵
محمد سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ	۳۴۲	افغانستان اور بلوچستان	۳۵۸

فہرست مضامین جلد دہم

مضامین مختلف

مضمون	صفحہ
ہندوستان اور ہندوؤں کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا۔	۱-۲۰
دہلی مین مسلمانون بادشاہون کا پایہ تخت کا بدلنا اور انکی عمارت کا بننا۔	۲۰-۲۵
سکوں کا بیان۔	۲۵-۳۰

اورنگ زیب پر بغیر تحقیق و تفتیش کے تھوپتے ہیں میں اس بادشاہ کی ان باتون کو بہ ترتیب
بیان کرتا ہون جسکو اسباب تنزل سلطنت مغلیہ ٹھیراتے ہین بتاتا ہون کہ وہ کیسے اصل ہین
اول سلطنت مغلیہ کے تنزل کا سبب عیسائی مسلمانون کے اورنگ زیب کے تعصب
مذہبی کو بتلاتے ہین اورنگ زیب نہایت متشرع بادشاہ تھا وہ ساری عمر مین ایک کام بھی ایسا
کرنا نہیں چاہتا تھا جسکو شریعت مصطفوی عدالت کے خلاف بتلائے وہ شریعت اسلام کا
پورا پابند تھا۔ بہت سے عیسائی جو اپنے مذہب کے تعصب کی بلا مین گرفتار ہین وہ شریعت
مصطفوی کی نسبت یہ رائے رکھتے ہین کہ اس مین صلاحیت و قابلیت ہی نہیں ہے کہ اس کی
پابندی سے کوئی قوم مہذب و شائستہ ہو یا کوئی سلطنت اسپر عمل کرکے ظلم و ستم سے خالی ہو سکے
مسلمانون مین انھین بادشاہون کی سلطنت کا عروج ہوا جنھون نے اپنی شریعت اسلام
کو بالائے طاق رکھا۔ اکبر اور عالمگیر کا مقابلہ اس طرح کرکے اپنے دعوی کی دلیل پیش کرتے
ہین۔ اکبر شریعت اسلام کا پابند نہ تھا اسکے عہد مین سلطنت کا عروج ہوا۔ اورنگ زیب شریعت
اسلام کا پابند تھا۔ اوسکی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ اکبر نے شریعت کے برخلاف جزیہ
ہندوؤن کو معاف کیا۔ عالمگیر نے شریعت کے موافق جزیہ غیر اسلام قومون پر مقرر کیا۔ اس
جزیہ کے باب مین ٹوڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام کے خط کا ذکر ہے جسکو اون صاحب نے
تو یہ تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جی سنگہ نے اورنگ زیب کو لکھا ہے مگر یہ راجہ جزیہ کے
حکم سے پہلے مر چکا تھا تو ٹوڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگہ نے اورنگ زیب کو
لکھا تھا۔ اودے پور سے انکا منشی اصل کی نقل اون پاس لایا تھا اونھون نے اسکا
انگریزی ترجمہ لکھا ہے مین اس انگریزی ترجمہ کا ماحصل ترجمہ کرکے لکھتا ہون +

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لئے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لئے ہے جو
شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے۔ بندہ گو حضور پر نور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ
ہے حضور کی اطاعت اور دولت خواہی کے کامون کے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے

اس اقبال اور زوال کے اسباب کو مسبب الاسباب ہی خوب جانتا ہے مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ یہ خدائی کارخانے ہیں اُن کو کون سمجھ اور جان سکتا ہے یہ محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ قوموں کی ترقی و تنزل کا تار بندھا رہتا ہے کہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آجاتے رہتے ہیں

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے	پس	سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے		طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہان ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

ابھی بشر کی عقل و دانش کی ایسی ترقی نہیں ہوئی کہ وہ ان اسباب کو بالکل صحیح صحیح دریافت کرلے۔ مگر دانشمند ارباب الرآے ان اسباب کی عالمانہ تحقیق اور حکیمانہ تدقیق کرتے ہین اور دلچسپ خرد افروز مباحثے اور دل آویز دانش آموز گفتگوئیں ارقام فرماتے ہیں۔ اسلئے میں اونکو باقی شاہان تیموریہ کے عہدون میں بیان کرون گا کہ کیوں ہند کی سلطنت مغلیہ کے کاخ بلند کی بنیادیں اندر ہی اندر ایسی ہل گئیں کہ وہ دھڑام سے گر پڑا جسکے برج و مینار آسمان سے باتین کرتے تھے اور اوس کے سونے اور چاندی کے روپہلی سنہری کلس اپنی چمک دمک ایک عالم کو دکھلاتے تھے اوسکے ستونون میں ساری دنیا کے جواہر جڑے جاتے تھے گو اسکے کلس اور جواہر اس خاک کے ملنے پر بھی کہیں کہیں اپنی درخشانی دکھاتے رہے اور کیون اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی کان بہرے دانت ٹوٹے پوپلے ٹانگیں لنگڑی کمر ٹوٹی ہاتھ لنجے ہوگئے کوئی کل سیدھی نہ رہی جیتے جی مرگئی کیون اسکا حال یہ ہوگیا جیسے کوئی مردہ زمین سے نکل آئے کہ زیور پہنے ہوئے اور ہتیار لگائے ہوئے ہو مگر اسکا حال یہ ہو کہ اوسپر پھونک مارو تو اوسکی خاک اوڑنے لگے۔ اگرچہ شہنشاہی کا سرچشمہ بزرگی دہلی بنی رہی مگر اسے میلا گدلا پانی ان باغون مین جاری رہا جو خس و خاشاک سے پر تھے سلطنت مغلیہ کے زمانہ تنزل کی ابتدا مقرر کرنی بڑی مشکل بات ہے جو مورخ کہ اورنگ زیب کے عہد کو اسکی ابتدا ٹھیراتے ہیں وہ اپنے فرض کو نہیں ادا کرتے بہت ہی تہمتیں

کے گھروں میں افلاس آگیا ہو تو واے برحال امیران سپاہ واویلا مچا رہی ہے سوداگر شکایت
کر رہے ہین مسلمان ناراض بیٹھے ہیں ہندو بے نوا بے دست وپا ہو رہے ہیں۔ بدنصیب
خلقت کو رات کو روٹی میسر نہیں ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو
دے دے مارتے ہیں +

کس طرح اس بادشاہ کا جاہ وحشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد
غایت کو پہنچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے۔ اس زمانہ مین مشرق سے مغرب تک شہرت
ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندؤن سے جلکر برہمنون۔ سناروں جوگیون۔ بیراگیون سناسیون
سے جزیہ لے گا۔ اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ و نام وعزت واحتشام کا خیال کچھ نہیں کرے گا
بے گناہ تارک الدنیا آدمیون پر زبردستی کریگا۔ اگر جناب عالی کو کتب الہامی پر ایمان و اعتقاد
ہو تو آپ کو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے ہندو
مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہیں اوس نے اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین۔ وہی سبکو
پیدا کرتا ہے۔ مساجد مین اذان ہوتی ہے بت خانون میں گھنٹہ بجتا ہے مگر دونو جگہ ایک
ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے کسی غیر کے مذہب و رسم و رواج میں دست اندازی کرنا اور اسکو
بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑئے تو مصور کے دل میں کینہ خود
بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کامون کی
عیب جوئی نہ کرو +

القصہ جو ہندؤن سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت
کے لئے مضر ہے۔ وہ ملک کو مفلس بنائے گا وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین
و آئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی تھی تو عدالت
کا مقتضا یہ تھا کہ اول رام سنگہ سے جو سارے ہندؤں کا منڈہ ہے جزیہ طلب کرتے بعد اسکے
اس خیرخواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کر سکتے ہین۔ بہادر جوانمردون کو چیونٹون
اور مکھیون کا ستانا زیبا نہین۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ ارکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو

میری عین تمنا، دلی یہ ہو کہ میں ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جنسے بادشاہون امیرون ذمرزاؤن
راجاؤن رانیون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری
و خشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو۔ یہ میرا ایمان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اس مین
ذرا شک نہ ہوگا مین اپنی خدمات سابقہ پر اور حضور کے تحمل پر نظر کرکے جناب عالی کی خدمت
مبارک مین حضور کے اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کے لئے چند التماسیں کرتا ہون۔

مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندہ خیر خواہ کے استیصال کے لئے اتنی دولت خرچ
ہو چکی ہے کہ خزانہ شاہی خالی ہو گیا ہے اوسکے معمور کرنے کے لئے جزیہ لینا قرار پایا ہے

حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت
اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسایش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہی
اور شے عیسائی۔ موسوی۔ داؤدی محمدی برہمن لا مذہب دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے
دیکھا سب پر دیا مہربانی شفقت عاطفت فرمائی۔ اس لطف و کرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو
اسکا خطاب و لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شاہنشاہی
کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستون کی نیک خواہی اور خیر خواہی
کی وجہ سے فتحمند رہا +

شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی
کم نہین حاصل کی رحم دلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی

یہ حضور کے باپ دادا کے رافت و کرم و عدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت
و بزرگی کے پیرو ہوئے تو جہان انہون نے قدم رکھا وہان فتح و ظفر ہمرکاب ہیں۔
بہت قلعے اور ملک ونکے قبضہ و تصرف مین آئے۔ مگر حضور عالی کے ممالک مین سے
بہت سا ملک نکل گیا اور آیندہ اور نکلنے والا ہے۔ سارے ملک مین تباہی اور غارت گری قزاقی
کا بازار گرم ہے اور کوئی اوسکی روک ٹوک نہیں۔ رعایا ویران و برباد ہو گئی۔ سارا ملک بھوکا
مرتا ہے۔ روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین جب بادشاہ اور بادشاہزادون

کہ بنگالہ مین قحط مین اس زکوۃ نے افلاس کی مصیبت کو اور بڑھا دیا تھا - دنیا مین یہ قاعدہ ہے کہ جب
بادشاہ کوئی نئی ٹیکس رعایا پر لگاتا ہے تو وہ ناراض ہوتی ہے اور واویلا مچاتی ہے کہ ہم پہلے ہی بھوکے
مرے جاتے تھے یہ ٹیکس کس گھر سے دینگے - اس سے سارے ملک مین فتور برپا ہوگا خلقت برباد ہو جائیگی
اورنگزیب نے جب جزیہ لگایا تو ہندو اوس کے پاس واویلا کرتے ہوئے جیسے ایسے موقعون پر بادشاہون
پاس جایا کرتے ہین دہلی ہین قلعہ کے نیچے گئے - بادشاہ کو گھیر لیا - بھیڑ بھاڑ مین دو ایک آدمی بھی
پس گئے - یہ ایسا واقعہ عظیم نہ تھا جیسا ڈرانونا دکھایا جاتا ہے +

دوم بعض مورخ مسلمانون کی تذلیل کے لئے اس بات کے دکھانے کا قصد کرتے ہین کہ سلطنت
مغلیہ کا تخت سلطنت راجپوتون کے کندھے پر قائم تھا - اکبر نے راجپوتون سے ناطے رشتے پیدا
کرکے ان کے دل مین وہ مسلمانون کی محبت و موالست پیدا کی کہ اس خاندان کے بادشاہون
پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے - ان کے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے
لڑنے لگے - عالمگیر نے اسکے برخلاف عمل کیا تو وہ اوسکے دشمنون کے معاون ہو گئے اس لئے
سلطنت کا زوال ہوا - یہ بیان غلط ہے - اول تو خود عالمگیر نے راجپوتون سے رشتے کئے اپنے
بیٹے کو راجپوتون مین بیاہا - دوم مسلمان اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے حق مین مضر جانتے تھے
کہ کیا راجپوت محکوم تھے یا اس رشتہ مندی کے سبب سے برابری کا دعوی کرنے لگے اور گستاخ ہو گئے
وہ ان راجپوتون کی معاونت کو اپنی سلطنت کا استحکام نہین جانتے - اور اکبر کی رشتہ مندی
کو پسند نہین کرتے - ٹو صاحب لکھتے ہین کہ عالمگیر نے جودھپور مین آدمی بھیجکر بتخانے ڈھوائے اور
بت تڑوا کر منگائے - اودے پور مین ہیں پجاریون کا خون کیا - غرض سارے راجپوتانہ مین
تین سو بتخانے و مندر عالمگیر نے مسمار کرائے - یہ تعداد کا تعین تو صاحب ممدوح کی تحقیق کا نتیجہ
ہوگا - مگر اس مین شک نہین کہ اوس نے راجپوتانہ مین بت خانے ڈھوائے اور ان کے سوا
ہندوؤن کے مقدس شہر بنارس مین بشیشورا و بندمادھو کے مندر توڑے - متھرا کا مندر کیشورا ے
کو مسمار کرایا اور اوس کی جگہہ مسجد بنوائی - ملتان مین بھی ایک مندر توڑا - ہند مین تین
دریا جمنا گنگا ستلہ ہندوؤن کی مذہبی پرستش گاہیں ہین جن کے کنارون پر یہ مندر اس نے

قواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہیں کی +

کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہیں کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اوسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جائے کہ وہ اوسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اس پاس نہین بھیجا گیا۔ اگر یہ عرضداشت اس پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا۔ اس کے فرامین و خطوط و رقعات مین کہیں اس کا جواب نہیں اور مسلمانون کی تاریخون مین مذکور نہین ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہیں مثلاً بعض انگریزون کو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بنا کر اسکو لا دیئے۔ ایسے ہی ٹاڈ صاحب کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دے دیئے ہونگے وہ راجپوتون کے بڑے سرپرست تھے جب تک کسی نوشتہ کی سند معتبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے +

مسلمانون کا جزیہ۔ مہذب قومون مین ایک وحشیانہ ٹیکس سمجھی جاتی ہے اون کو اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹیکس متعصبانہ اسلئے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانون کی عزت عظمت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہوا اور [illegible] وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبراً ہے جب جزیہ دینے والا [illegible] گر ہین مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان [illegible] مگر اس جزیہ کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھنا جیسا اور مین نے بیان کیا فقط غیر قومون کا تعصب ملنے ہی ہے۔ مین ان مباحثون کو یہان نہیں لکھتا جسکو اونکو دیکھنا ہو تو سر [illegible] سید احمد خان اور مولوی چراغ علی مرحوم اور نواب محسن الملک و شمس العلما مولوی شبلی اور شمس العلماء حافظ مولوی نذیر احمد کی تصنیفات مین دیکھے کہ کن براہین متین سے عیسائی متعصبین کے ان خیالات کو غلط و باطل ثابت کیا ہے عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ جب شریعت اسلام کے موافق ہندوان پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانون پر زکوۃ بھی لگائی تھی۔ شہاب الدین طالش تاریخ آشام مین لکھتا

عیسائی مورخ اوسکو متعصب کہتے ہین اور جو کام اوسکے ایسے ہین کہ بالکل تعصب سے خالی ہیں اون کو
مکر و ریا سے منسوب کرتے ہیں اور شیعہ مورخ عالمگیر کو سراپا مکر و تزویر و با تدبیر بتلاتے ہیں اور
اور عیسائی مورخ بھی اون کی اس تحریر کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہی جانتے ہیں
عیسائی مورخون کو سنی مسلمانون کی تذلیل و تضحیک کے واسطے ہمیشہ شیعہ مورخون کی تاریخون سے
بہت دلائل و شہادتین ملجاتی ہین وہ محض بے اصل ہوتی ہیں وہ صرف باہمی عداوت و مذہبی
کی وجہ سے گھڑی ہوئی ہوتی ہین - وہ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب جو لمبی چوڑی نمازین پڑھتا
تھا اور رمضان مین روزے رکھتا تھا تراویح پڑھتا تھا اور اعتکاف مین بیٹھتا تھا اس کا
سبب نہ تھا کہ وہ عابد تھا جو عبادت الہی کرتا تھا بلکہ وہ اس مذہب کی آڑ مین شکار کھیلنا
چاہتا تھا - بھائیون کے خون کو اور باپ کی قید کو مذہبی چادر مین چھپانا چاہتا تھا - دُنیا
پرستون کے نزدیک تو نماز نچگانہ ہی ایک ہنسی کی بات ہے وہ اورنگ زیب کی
حق پرستی اور خدا شناسی کو ریاکاری سے کب خالی گنتے ہیں وہ اس زاہد بادشاہ کو زہد
کے سبب سلطنت کی قابلیت سے خالی سمجھتے ہیں - اہل فرنگ جو اس بادشاہ کی نسبت برے خیالات
ظاہر کرتے ہیں اسکے کئی سبب ہین انمین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہان کے عیب و صواب و نیک و
بد کو اپنے ملک کے عیب و صواب کے پیمانے سے ناپتے ہین مثلاً وہ اورنگ زیب کو غاصب سلطنت
کہتے ہین کیونکہ انکے دستور کے موافق پسر اکبر مستحق سلطنت ہوتا ہے یہان کچھ پسر اکبر کی قید
نہین باپ کے مرنے کے بعد جو بیٹا لڑ بھڑ کر کامیاب ہوا وہ سلطنت کا مستحق سمجھا گیا - دوسرا سبب
ہے کہ وہ یہان کی بعض تحریرون کی طرز کو پوری طرح سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ غلط سمجھتے ہیں
اورنگ زیب نے جو اپنے آخری وقت میں شاہزادون اعظم اور کام بخش و معظم شاہ کو خطوط لکھے ہین
وہ سمجھتے ہین کہ اورنگ زیب ایسی حالت مین مرا جیسے بد آدمی مرا کرتے ہیں
مگر جو اونکو سمجھتے ہیں وہ اوسی سے جانتے ہیں کہ اورنگ زیب خدا پرست متوکل علی اللہ کی موت مرا
وہ اپنے افعال پر بھروسہ نہین رکھتا تھا بلکہ خدا کے لطف و کرم پر - اُس کو کہتے ہیں کہ وہ ہر دل عزیز نہ تھا
دنیا مین نیک نیت بادشاہ تھوڑے ہوتے ہین اور اونمین بھی جو سب سے زیادہ نیک ہوئے ہوں کچھ نہ کچھ

مسمار کرائے۔

دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی فاتح کسی شہر اور ملک کو اپنی جان پر کھیل کر تسخیر کرتا ہے تو وہ اوس کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے وہ انتقام کو اس طرح بھی دکھاتا ہے کہ مفتوح جن چیزون کو مقدس جان کر اون کے آگے سر جھکاتا ہے وہ اون کو ناپاک و نجس سمجھ کر پامال کرتا ہے - ان بتون کا توڑنا اور بت خانون کا ڈھانا ہندؤں کی سرکشی کی سزا تھی - قاعدہ ہے کہ رعایا کے دل مین بادشاہ کے سو ظلم و ستم وہ نفرت و عداوت نہین پیدا کرتے جو ذرا سا مذہبی تعصب قلبی عداوت اور دلی نفرت پیدا کرتا ہے اسلئے ہندو راجپوتون کے دل ناراض ہوئے مگر یہ کہنا کہ راجپوتون کی اس ناراضی سے مسلمانون کی سلطنت مین زوال آیا غلط ہے — کوئی مہم اسکی ایسی نہ تھی جس مین راجپوت اسکے ساتھ شریک نہ ہون - مآثر عالمگیری مین ہر سال کے جشن مین دیکھو کہ کتنے راجپوت راجہ و رائے اور منصبدار بنائے جاتے تھے - رقعات عالمگیری کو پڑھو کہ اوسنے اپنے بیٹون سے کتنے ہندؤنکی سفارش کی اصل حال یہ ہے کہ اورنگ زیب کی یہ پابندی مذہبی تھی جسنے اوس کے سر پر تاج رکھا اور پاؤں تلے تخت سلطنت بچھایا - اوسکی کئی پیڑھی سے سلطنت مین ہندؤنکا عروج ہوتا جاتا تھا - تورانی - ایرانی - افغانی - ماوراءالنہری اور غیر ملکون کے مسلمان اپنے تنزل سے اور ہندؤن کی ترقی سے زہر کھائے ہوئے بیٹھے تھے - اونھون نے اورنگ زیب کو دیکھا کہ وہ سچا و پکا دیندار مسلمان ہے - سارے مسلمان امرا اوس کے دلی خیرخواہ بنے اوسکو بادشاہ بنایا - شاہجہان جیسا بادشاہ سات برس تک قیدخانہ مین پڑا رہا کسی نے اوسکی رہائی کی پیروی نہ کی - دارا - شجاع - مراد برابر کے مدعیان سلطنت کو خاک مین ملا دیا وہ سچا دیندار تھا - اپنے دین کی پابندی سے خواہ اوسکا دنیا کا نقصان کیسا ہی ہو اوس کو وہ فائدہ سمجھتا تھا - وہ مسلمانون کی خاطرداری کے لئے جنکی عنایت سے اوسکو بادشاہی میسر ہوئی تھی ایسے احکام جاری کرتا تھا کہ ہندو اہل قلم موقوف ہون اور اون کی جگہ مسلمان مقرر ہون - گو ایسے احکام پر اوسکی تعمیل نہین ہوتی تھی مگر مسلمان خوش اور ہندو ناخوش ہوتے تھے

بعض معاملات کو تو شریعت کے موافق اور بعض کو آئین و قوانین سلطنت کے موافق فیصلہ کیا کرتا تھا +
اسکی سناری تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی اوسنے کسی ہندو کو اس کی مذہب کی وجہ سے مارا ہو یا پکڑا
جکڑا لوٹا کھسوٹا ہو کسی اسکی آبائی رسوم علانیہ عبادت کی روک ٹوک کی ہو۔ اسکا سبب یہ بین کہتے
ہیں کہ اوسکی دادی ہندنی تھی اوسکا اخریہ تھا کہ کسی ہندو کو نہیں مارا سارا گھوٹا پھوٹی آنکھہ۔
وہ اسپنے اس اصول کا پابند تھا جسکو فرمان مذکور مین خود اوسنے بیان کیا۔
اسکے ذمہ یہ بھی الزام لگایا جاتا تہا کہ اوسکی سلطنت بدگمانیون کا ایک متواتر سلسلہ تھا۔
ہر عہدہ دار کے پیچھے جاسوس لگے رہتے تھے۔ ایک مہم مین کئی شریک کئے جاتے تھے۔
یا وسکی بدظنی نہ تھی بلکہ یہ اوسکے پردادا اکبر کا ضابطہ تھا کہ ایک مہم مین دو مہتمم کا اس سبب سے
جایا کریں کہ اگر ایک مر جائے یا بیمار ہو جائے تو اوسکی جگہہ دوسرا مہتمم موجود ہو۔ اور یہ بھی کہ اگر
ایک کی نیت مین فساد آئے تو دوسرا اوسکا علاج کر دے۔ اسپر اسکا عمل تھا +
عالمگیر مین ایک ملکہ خدا داد تھا کہ وہ مردم شناس بڑا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ سیمائے آدم
آئینہ حال باطن ہست جب وہ کسی نوکر کی نیت بگڑتی ہوئی دیکھتا اوسی وقت تاڑجاتا اور اسکا
علاج کرتا۔ وہ معتمد آدمیون کا قدر شناس بڑا تھا عبدالرزاق لاری کی کیسی خاطرداری فقط
اس سبب سے کی کہ وہ قابل اعتماد تھا جو مورخ یہ کہتا ہے کہ نوکرون نے اس سبب سے کہ اورنگزیب
پورا اعتبار کسی پر نہیں کرتا تھا۔ اوسکی بری طرح خدمت گزاری کی وہ اپنے اوپر ہنسواتا ہے
اگر اوس کے نوکر خدمت گزار نہ ہوتے تو کیسے اوسکو بادشاہ بناتے اور سلطنت کی وسعت
ایسی بڑھاتے جو کسی بادشاہ کو میسر نہیں ہوئی۔ انسان کے اعتماد اور اعتبار کی تکمیل کا اندازہ
پیمانہ عالمگیر کے ذہن مین تھا اوسّے وہ آدمیون کے اعتبار کو ناپتا تھا اسلئے وہ انکو بتاتا تھا کہ
لکھتا تھا۔ آدم خوب النادر کالمعدوم س

انچہ بر جستیم و کم دیدیم و بسیار است و نیست   نیست جز انسان درین عالم کہ بسیار و نیست

اوسنے لکھا ہے کہ ہر چند جوہر دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلی است بہر کہ حق تعالیٰ
کرامت کردہ باشد اما ہمت و انصاف آقا را نیز دخلے ہست کہ نوکر را مرفہ الحال و از وجہ معاش

نہین کہ ہر ول عزیز بھی ہون یعنے یہ کہ باد شاہ جن کامون کو حق جانتا ہو اونکو رعایا بھی اسلئے حق
جانے کہ باد شاہ انکو حق جانتا ہے۔اورنگ زیب جس کام کو اپنے مذہب کے موافق حق جانتا تھا
اوسکو کرتا تھا خواہ اسّے کسی کا دل دکھے یا خوش ہو۔گو بادشاہ کو یہ بات کرنی لازم نہین ہے اوسکو
جیسا کہ ملک پر حکومت کرنے کا خیال ہو ایسا ہی اوسکو رعایا کے دل مین محبت پیدا کرنے کا بھی
خیال ہونا چاہیئے۔یہ سچ ہے اُسنے اپنے مذہب کی پیروی کی کے ملک پر سلطنت کی لیکن لوگون
پر حکمرانی کرنے کی پروا نہیں کی جو مورخ اوسکو یہ کہتے ہیں کہ وہ زبردستی مسلمان کرتا تھا بڑا جھوٹ بولتے ہیں
پروفیسر ارنلڈ نے اپنی کتاب دعوت اسلام مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے فرامین اور خطوط
رقعات کا مجموعہ جو طبع نہیں ہوا ایک صاحب کے پاس موجود ہے اس مجموعہ کو مین نے دیکھا ہے
اور اوس مین ایک فرمان مین مذہبی آزادی کا وہ جامع اصول درج ہے جو ہر بادشاہ کو
غیر مذہب رعایا کے ساتھہ برتنا لازم ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بادشاہ کو اس
مضمون کی عرضی دی کہ دو شاہی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہیں بادشاہ اس ہناء
برخاست کردے کہ وہ کافر آتش پرست پارسی ہیں اور اونکی جگہہ تجربہ کار معتمد مسلمانون کو
مقرر کردے کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے + یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَ
عَدُوَّکُم اَوْلِیَاءَ (ای مومنو مت سمجھو میرے اور اپنے دشمن کو دوست) عالمگیر نے
جواب لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہ دینا چاہیئے اور ان مین معاملات تعصب
کو جگہہ نہیں مل سکتی۔اور مین اپنی قوم کی تائید مین۔لَکُم دِیْنُکُم وَلِیَ دِیْنِ (تم کو تمھاری راہ اور
مجھہ کو میری راہ) نقل کرتا ہون اور لکھتا ہون کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر وہی
سلطنت کا دستور العمل بنایا جائے تو ہم کو اس ملت کے سب راجاؤن اور اونکی رعیت کو غارت
کردینا چاہیئے تھا لیکن یہ کب ہو سکتا ہے۔بادشاہی نوکریان لوگون کو ان کی لیاقت اور
قابلیت کے موافق ملینگے اور کسی طرح کا لحاظ نہیں ہوسکتا فقط اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے
کہ وہ اس شریعت پر عمل کرکے رعیت کا انصاف کرتا تھا جسکو رعایا مانتی نہ تھی۔ایسی عدالت
رعیت اپنے حق مین ظلم و ستم سمجھتی ہے۔یہ بات بھی اوسکی عدالت کے بیان مین دیکھہ لو کہ وہ

محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دکنی مراد پر پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا

ہم نے بیان کیا ہے کہ محمد اعظم شاہ مالوہ کی صوبہ داری پر بادشاہ سے رخصت لیکر گیا تھا
وہ ۲۰ بیس کوس پر پہنچا تھا کہ باپ کا انتقال ہوا اسکی سگی بہن زیب النسانے قاصد کو دوڑا کر
شہزادہ کو بادشاہ کے انتقال کی خبر دی شاہزادہ یہ خبر سُنتے ہی راتوں رات لشکر میں آیا -
امرانے مراسم تہنیت و تعزیت کو ادا کیا جب کفن دفن سے فراغت ہوئی تو شاہزادہ نے امرا حاضرین
و خدمۂ محل کی تسلی اور تالیف قلوب کی - اور کمیت خزانہ و جواہر خانہ و توپخانہ اور کارخانجات
کی خبر گری - باربردار اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنے کا حکم دیا منجموں کے کہنے سے جلوس کے
لئے - دہم ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ مقرر ہوئی - شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا اوسکو اپنی نیابت
مین مقرر کیا اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شاہزادہ کو یہ حکم ہوا کہ سرحد [illegible]
پہنچکر حکم کا منتظر رہے - ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت
پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ محمد مراد خان تم تحقیق جانو کہ ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہو گیا
عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہین جانتی تھی اب اوس سے زیادہ کچھہ نہیں ہے کہ چند روز
میرے باپ کو سلطنت نصیب ہو اور خون ریزی ہو - اب عید الضحےٰ آئی ابراہیم خان
ناظم کو یہ فکر ہوئی کہ خطبہ کس کے نام کا پڑھوایا جائے - مگر آخر کو یہ فیصلہ ہوا کہ اس سبب سے
کہ عالمگیر کے واقعہ کی خبر عالمگیر نہیں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - ابراہیم خان اعظم خانی
کہلاتا تھا وہ چاہتا تھا کہ بیدار بخت کو حکم ہو کہ وہ آگرہ جائے تو مین اوسکے ساتھہ
جاؤن - اگر اعظم شاہ کو بیدار بخت سے دل میں وسوسہ ہوتا اور اوس کو اکبر آباد بھیجتا
جہان بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا اور وہان نو کروڑ روپیہ ہوا اشرفی
و روپیہ غریب نواز کے کہ پانسو تولہ وزن میں تھا و طلا و نقرہ آلات غیر مسکوک کے
موجود تھا وہ ہاتھہ آتا - قلعہ دار منتظر تھا کہ وارثان ملک مین سے جو پیشتر آئے اوسکو
خزانہ و قلعہ حوالہ کرے - یہ کام مصلحت عقل اور رائے صائب کے موافق تھا مگر تقدیر الٰہی مین کچھہ اور تھا

بمقدار احوال فارغ البال دارد تا ضروریات عالم تعلق خلل انداز اعتقاد او نشود + ع
که مزدور خوش دل کند کار بیش +

اورنگ ٹن صاحب لکھتا ہے کہ اورنگ زیب عدالت کا سمندر تھا ذلیل سے ذلیل آدمی
کی فریاد اس طرح سنتا جسطرح کہ ایک بڑے امیر کی۔ سب امیر اوس سے خائف رہتے ہیں کہ وہ
اپنے کامون کو احتیاط سے کرتے ہین اور اونکو جس کسی کا دینا ہوا دا کرتے ہیں +

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانون کی نزدیک تو اورنگ زیب بادشاہ کے افعال زوال سلطنت مغلیہ
کا سبب نہین ہوسکتے۔ وہ تو اوسکو سب بادشاہون مین اعلی اور اکبر سے بہتر جانتے ہین دلی
سمجھتے ہین اب بھی وہ خلد آباد اورنگ آباد مین قبر مین ایسا پڑا ہے جیسا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا
ہے اوسکی زندگی مین جو لوازم تسلیم و کورنش تخت کے آگے ادا کئے جاتے تھے اب اوس کی
قبر پر ادا کئے جاتے ہیں باقی انگریزی و شیعہ مورخ اپنے خیال کے موافق اوسکی نسبت جو بانین
بیان کرتے ہیں وہ اوپر کے بیان سے ثابت ہوا ہوگا کہ صحیح استناد و استشہاد پر مبنی نہین ہین
اصل سبب سلطنت مغلیہ کے زوال کا یہ تھا کہ کوئی بادشاہ خاندان تیموریہ کا اسکے بعد سلطنت کے
لائق نہین پیدا ہوا۔ اسکے بعد جو شاہ عالم جانشین ہوا اول تو تعجب ہے کہ ایسے سنی باپ کا
بیٹا شیعہ ہو پھر اوسکی عقل و لیاقت باوجودیکہ اوسنے باپ دادا کی سلطنت کا زمانہ دیکھا
تھا ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلطنت وسیع کا انتظام کرتا جسکو اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان۔ عالمگیر
جیسے دانشمند بادشاہون اور اوسکے عاقل فرزانہ امیرون و وزیرون نے قائم کیا ہو
سلطنت عالمگیری کا انتظام تو وہی بادشاہ کرسکتا تھا جو دوسرا عالمگیر ہوتا۔ اوس کے
نالائق دیرانے بیٹون سے سلطنت نہ سنبھل سکی جسکا ناحق الزام باپ پر لوگ لگانے لگے عالمگیر
کے مرنے کے بعد خاندان تیموریہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہ پیدا ہوا کہ اوسکی طبیعت امور
سلطنت سے مناسبت رکھتی اور دل و دماغ شاہانہ رکھتا شاہی کے اعتبار سے
وہ بالکل بانجھ ہوگیا +

فوجدار اور قلعہ دار تھا اور اپنے چھوٹے بیٹے کو بطور توره کے اوسکے ہمراہ کیا۔ یوسف خان نے احسن خان کو سرکار کے لئے تین لاکھ روپیہ دیکر راضی کیا۔ اور بلا کو سر پر سے ٹالا۔ پھر وہ ارکاٹ کی طرف ملک گیری کے لئے تعین ہوا اس ضلع کا داؤد خان افغان فوجدار تھا مگر احسن خان نے یہان بڑی جان فشانی کی گو لشکر عسرت کے سبب فاقہ کی نوبت بھی باقی حال کام بخش کا اپنے محل پر بیان ہوگا + اعظم شاہ نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ کو اس شعر سے رونق دی ۔ ؎

سکہ زد در جہان بدولت و جاہ بادشاہ ممالک اعظم شاہ

امرائے بادشاہی اور اکثر امیران ہمرکاب کی خلعت و جواہر و اضافہ و وعدہ و عید بلطف آمیز سے نوازش کی گئی۔ وسط ذی الحجہ مین جمدة الملک امیر الامرا اسد خان و ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اور اور امرائے نامی جو بادشاہ مغفور کے رکاب مین تھے ان سب کو اعظم شاہ ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کے قصد سے چلا محمد امین خان اور چین قلیچ خان مخاطب بہ خاندوران خان نے اعظم شاہ کے بعض وضع و سلوک سے افسردہ خاطر ہو کر ترک رفاقت کی اور اورنگ آباد میں وہ آئے اور اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے +

شاہ عالم پاس منعم خان کو بادشاہ مرحوم نے بھیجا تھا اسنے شاہزادہ کی خدمت میں ایسی رسوخیت بہم پہنچائی کہ شاہزادہ نے لاہور مین اپنی جاگیرات کی دیوانی بھی اوسکو عنایت کی حیب عالمگیر کی علالت کی امتداد کی خبر منعم خان کو معلوم ہوئی تو اوسنے باربرداری اسباب سفر مہیا کیا اور جنگ سلطانی کے لئے اونٹونکی قطارین اور توپ کشی کے لئے بیل اور ضروری یحتاج براہ لاہور آور پشاور میں چھپے چھپے جمع کئے کہ بروقت کام آئیں پشاور میں ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ کے مرنے کی خبر شاہ عالم کو معلوم ہوئی - وہ اوسی روز کوچ کی فکر مین ہوا - اور امیرون اور تابعیون کی طلب مین فرمان جاری کئے اور کوچ کیا - لاہور کے نزدیک منعم خان چار لاکھ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت مین آیا - اور تسلیمات سلطنت بجالایا شاہ عالم نے بھی اوسکو وزارت کی سپارش کیا دی - سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور میں مقام کر کے اپنے خطبہ اور سکہ کا

اعظم شاہ کا جلوس +

شاہ عالم بہادر شاہ کا حال +

کام بخش باپ سے رخصت ہو کر قلعہ پرینڈہ میں کہ چالیس پچاس کوس کی مسافت پر تھا پہنچا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کی خبر اوسکو ہوئی۔ محمد امین خان ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اعظم شاہ کی خدمت میں آیا۔ اس سے کام بخش کے لشکر مین تفرقہ و فساد پیدا ہوا۔ احسن خان باقی ہمراہی لشکر کو تسلی دیکر قلعہ بیجاپور پر تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ کے پاس آیا تو نیاز خاں قلعہ دار نے احسن خان کی حسن سعی و تدبیر سے قلعہ کی کنجیاں بھیجدین اور کام بخش کی خدمت مین آیا۔ دو مہینے بعد یہاں کے بندوبست سے خاطر جمع کر کے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کیا اور بخشیگری پر مستقل اور حکیم محمد محسن کو قلمدان وزارت عطا کیا اور تقرب خان کا خطاب دیا اور راو رام کو خطاب و منصب عطا کئے اور جشن جلوس کیا خطبہ مین اپنا لقب دین پناہ پڑھوایا اور سکہ پر یہ شعر مسکوک کرایا

در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ ۔۔۔ بادشاہ کام بخش دین پناہ

جب سات آٹھ ہزار سوار جمع ہو گئے تو قلعہ واکنکیرہ کی تسخیر کی طرف کام بخش متوجہ ہوا۔ سید نیاز خان ایک دو منزل ساتھ گیا اور بعد ازان وہ اعظم شاہ کی خدمت مین چلا گیا تو کام بخش گلبرگہ مین آیا اور قلعہ پر تصرف کیا گیا اور سید جعفر کو قلعہ دار کیا۔ اور پھر قلعہ واکنکیرہ پر متوجہ ہوا جو عالمگیر کی وفات کے بعد پریا نایک کے قبضہ مین آگیا تھا۔ احسن خان نے قلعہ کا بندرہ بیس روز تک محاصرہ رکھا اور اوسکو تسخیر کر لیا قلعہ دار قلعہ چھوڑ کر ملک گیری مین مصروف ہوا تقرب خان اور احسن خان مین ہمچشمی کے سبب سوء مزاج باہم ہوا تقرب خان نے گلبرگہ کی قلعہ داری پر سید جعفر کی جگہ جو احسن خان کی تجویز سے ہوا تھا دوسرا آدمی بھیجا اوسنے عمل دخل نہ دیا کام بخش یہان گلبرگہ مین آیا تو جعفر خان نے قلعہ کے حوالہ کرنے مین چند روز ایستادگی کی جسکے سبب سے احسن خان کی بدنامی ہوئی۔ احسن خان ایک بازار تھا جسمین محصول کی معافی کا قول دیکر رسد جمع ہوتی تھی تقرب خان نے کام بخش سے کہا کہ بازار گنج احسن خان سے بازار شاہ گنج بادشاہی کی کساد بازاری ہوتی ہے تو کام بخش بازار احسن خان کی آبادی کا مانع ہوا تو احسن خان نے اپنے بازار کا جھنڈہ توڑ کے تقرب خان پاس بھیجدیا۔ پھر کام بخش نے احسن خان کی تسلی کر کے قلعہ کرنول کی تسخیر کے لئے معین کیا۔ یہان یوسف خان

(حاشیہ:) [illegible]

روپئے اشرفیان خزانہ سے نکالی جائیں۔ تین شاہزادون مین سے ہر ایک کو جو ہمرکاب ہین تین تین لاکھ روپیہ دیا جائے۔ تین لاکھ روپیہ خان زمان بہادر کو مع پسرون کے اور ایک لاکھ روپیہ سادات بارہ کو اور ایک لاکھ روپیہ آغر خان اور اوسکے ہمراہی مغلوں کو اور اسی طرح اور بندہ ہاے بادشاہی کو جو ہمرکاب ہیں اور نوکران سابق کو آٹھ نو مہینہ کی طلب اور نئے ملازمون کو دو ماہہ اور توپخانہ اور تمام کارخانون کے ملازمون اور خدمۃ محل کو سہ ماہہ دیا جائے اور ایسے ارباب طلب اور صاحب یا صنعت درویشون کو بہت روپیہ دیا گیا۔ یون دو کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا۔ خان زمان کو پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب عطا اور وزارت حوالہ کی اور صاحب السیف والقلم وزیر با فرہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب دیا۔ فوج کا بخشی مقرر کیا اور فوج بندی کی ترتیب دی۔ جرانغار و برانغار و التمش و قول و چنداول مین امراے کارزار نامور مقرر کئے۔ آغر خان کو قراول مقرر کیا۔ بادشاہزادہ محمد عظیم آٹھ نو کروڑ روپیہ اور ایک قول کے موافق گیارہ کروڑ روپیہ صوبہ بنگالہ کا فراہم شدہ ساتھہ لایا تھا اوسنے تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھائی۔ قیاسا اسّی ہزار سوار تھے +

محمد اعظم شاہ توپخانہ اور پینتیس ہزار سوار موجودی کہ بحساب فوج بندی اسّی نوّے ہزار سوار ہوگئے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ اگرچہ وہ عطاے اضافہ و ترقی مراتب اور عنایات سے امرا کا جذب قلوب کرتا تھا لیکن تقسیم دادنی و طلب سپاہ و عطاے مساعدۃ و انعام نقد مین بسبب خزانہ کی قلت کے امساک کو کار فرما ہوتا تھا۔ اوسکو اپنی بہادری کا غرور اتنا تھا کہ وہ عدم احتیاج لشکر اور طرف ثانی کی نامردی کے باب مین کلمات درشت زبان پر لاتا تھا۔ فی الحقیقت اس شہر خزانہ بھی اس پاس نہ تھا کہ وہ کشادہ پیشانی سے خرچ کرتا۔ علاوہ اسکے درشت گوئی اور کج خلقی کا بدلہ اسکا ایسا تھا کہ جس سے ہمراہیون کی خراش خاطر اور دل افسردگی ہوتی۔ محمد اعظم گوالیار مین آیا۔ یہان اوس کو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھہ اکبرآباد مین موجود ہین۔ اپنی سگی بہن زیب النسا بیگم اور فضول اسباب کو قلعہ گوالیار مین چھوڑا۔ کچھہ روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا اور شاہزادہ بیدار بخت کو ہراول کیا

حکم دیا اور امرا نذر نیاز کے ساتھ تسلیمات مبارکباد بجالائے شاہ عالم نے حکم دیا کہ روپئے کے وزن میں نیم ماشہ بڑھا کر میرے نام کا سکہ نکالا جاے - مگر ارباب طلب کی تنخواہ مین داد و ستد پہلے ہی سکے کے وزن کے موافق ہوتی تھی اسلیے یہ سکہ رائج نہ ہوا - یہان اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا اور اس کو بست و پنجہزاری پانزدہ سوار کا منصب عنایت ہوا - اور محمد عظیم کی ہجدہ ہزاری پانزدہ سوار کا منصب غائبانہ عطا کیا اور اوسکو حکم دیا کہ وہ اکبرآباد مین بنگالہ سے آئے - بہت امیرون کو منصب عنایت کئے اور خزانہ لاہور سے چالیس لاکھ روپیہ لیکر کوچ کیا سہرند مین اٹھائیس لاکھ روپیہ وزیر خان صاحب سہرند نے پیشکش مین دئے شاہ عالم اواخر صفر مین شاہجہان آباد کے حوالی میں آیا - بادشاہزادہ محمد عظیم الشان بیس ہزار سوار لیکر محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد مین آگیا - اوسنے مختار خان صوبہ دار کو مغلوب بیدخل و محصور کرکے اسکا مال ضبط کیا - باقی خان قلعہ دار کو خزانون کی کنجیون کے سپرد کرنے کا حکم دیا - قلعہ دار نے خزانہ کے سپرد کرنے مین یہ عذر کیا کہ اگرچہ قلعہ اور خزانے زدن وارث تاج و تخت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو پہلے آجائیگا اوسکو خزانے کی کنجیان اور قلعہ سپرد کردونگا +

جب شہزادہ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مختار خان قید ہوا اور باقی خان مطیع اور اکبرآباد تسخیر تو شاہ عالم نے شادیانے بجانے کا حکم دیا - شاہجہان آباد سے تئیس لاکھ روپیہ لیکر اوائل ربیع الاول میں اکبرآباد کی طرف کوچ کیا اور وسط ماہ مذکور مین وہ باغ دہرہ نواح اکبرآباد مین آگیا - باقی خان قلعہ دار نے قلعہ اور خزانون کی کنجیان - بادشاہ کی خدمت مین بھیجدین شاہجہان نے خزانہ مین یہان جو بائیس کروڑ روپیہ جمع کیا تھا جسمین سے مہم دکن مین اورنگزیب نے بہت روپیہ خرچ کیا بعد اس خرچ کے نو کروڑ روپیہ سواء طلا آلات و نقرہ غیر مسکوک کے باقی تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیرہ کروڑ روپیہ تھا اس مین اشرفی و روپیہ غریب نواز کہ سو تولہ سے پانچ سو تولہ تک مخصوص انعام مسکوک سے تھا اور بارہ و تیرہ ماشی اشرفیان محمد اکبر شاہ کی بھی موجود تھین - شاہ عالم نے حکم دیا کہ چار کروڑ کے

اپنے تئیں تہلکہ میں ڈالے اور غالب ہے کہ اپنے غرور کی وجہ سے آرزوے سلطنت اپنے ساتھ
لے جائے۔ غرض جب بڑے بھائی کا یہ نامہ و پیغام اعظم شاہ پاس پہنچا تو برآشفتہ ہوکر
اوسنے کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہیں پڑھی ہے جس میں شیخ سعدی
شیرازی نے لکھا ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دہ درویش در گلیمے بخسپند اور
آستین چڑھا کر یہ شعر پڑھا + بیت +

چو فردا برآید بلند آفتاب   من و گرز و میدان و افراسیاب

جب بہادر شاہ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج کا ہراول آب چنبل پر جو
اکبرآباد سے اٹھارہ کوس ہے آگیا ہے اور وہ اس دریا پر تصرف کرنا چاہتا ہے تو اوسنے
حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان داروغہ توپخانہ اور آغر خان قراول جاکر معبر آب پر
تصرف کریں اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دیں۔ ان دنوں میں شاہ عالم سے عرض
ہوا کہ محمد اعظم شاہ چاہتا ہے کہ سموگڈہ کی طرف کے گھاٹ سے اتر کر آئے اور اکبرآباد کو
پشت کی طرف چھوڑ کر مقابلہ کرے شاہ عالم نے حکم دیا کہ سراے جاجو کے نزدیک
پیش خیمہ کھڑا کیا جائے۔ رستم دل خان اور دو تین امیروں کو مقرر کیا کہ غنیم کی فوج کی
خبر متواتر پہنچاتے رہیں اور آپ شکار کے لئے سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد عظیم کو پیغام بھیجا کہ
کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مستعد جنگ رہے اور فوج خصم کے ساتھ مقابلہ میں مشغول ہو۔
خان زمان کو مامور کیا کہ فوج بندی میں مشغول ہوا اور ہر وقت محمد عظیم کی کمک کرے
اور ایسی باقی تین شاہزادوں کو جرانغار و برانغار و التمش مقرر کیا۔ اور ہر ایک کو ایک
ایک طرف بھیجدیا کہ وہ فوج خصم سے کارزار کے لئے مستعد رہے۔ محمد اعظم نے اپنی فوج کی
آرایش کی اور از راہ تہوری جیسے شیر غران گوسفندوں کے گلہ کی طرف جاتا ہے وہ شاہ عالم
کی فوج کی طرف چلا۔ شاہزادہ بیدار بخت نے سبقت کر کے پیش خانہ بہادر شاہی پر حملہ کیا
اور اوس کو آگ لگا کے جلادیا۔ تھوڑی سی فوج جو مقابل آئی اوسکو ہزیمت دی عظیم الشان
کہ مقدمۃ الجیش پر تھا وہ کچھ آگے چلا اور باپ کا انتظار کیا جو شکار افگنی میں مشغول تھا۔

اور چھبیس ہزار سوار لیکر اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم کے ساتھ پچاس ہزار سوار
تھے۔ لیکن یہان خزانہ کی تنگی کے سبب سے سپاہیون کے زر دینے مین امساک ہوتا تھا اور
طرفانی مین تند باشی اور گنج بخشی کی شہرت تھی اکثر سپاہ اور تمن دار با نام و نشان متفرق ہوکر
شاہزادہ محمد عظیم الشان کی طرف چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم شاہ کے گوالیار
مین آنے کی خبر جب شاہ عالم کو ہوئی اوسنے بھائی پاس یہ نامہ نصیحت آمیز بھیجا کہ پدر بزرگوار
نے اپنے خط مبارک سے وصیت نامہ تقسیم ملک کے باب مین لکھا ہے کہ دکن کے کل چھہ صوبون
میں چار صوبے مع صوبہ احمد آباد کے تم کو دئے جائین انکے سوا مین ایک دو اور صوبے
تمھاری تواضع کرتا ہون اور یہ نہیں چاہتا کہ مسلمانون کی خون ریزی ہو۔ اہل اسلام کے
نزدیک ایک مسلمان کے ناحق خون کے کفارہ مین خراج ملکی دیت تو اوسکی تلافی نہین ہوسکتی
باپ کی وصیت کے موافق راضی ہوکر فساد و آشوب کے دفع مین کوشش کرو اور یہ بھی کہتے ہیں
کہ اوسنے یہ پیغام دیا کہ اگر زیادہ طلبی اور بے انصافی سے ہاتھ نہ اوٹھاؤگے اور باپ کے
ارشاد کے موافق جو خداوند مجازی ہے اور جس نے خداوند حقیقی کے حکم کے موافق وصیت
کی ہے اوسپر راضی نہوگے اور اپنی شجاعت و تہوری کے اظہار کے لئے شمشیر خلاف
علاقے سے نکالوگے تو کیا لازم ہے کہ ملک فانی کے لئے جسپر باہم نزاع ہے ہم تم اپنی
شامت سے ایک عالم کو زیر تیغ لائیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم تم بنفس واحد میدان معین میں
مقابلہ مین آئیں ع + بہ بینیم کہ تا بلندی کرا است + بادشاہ حقیقی کسکی اعانت کرتا
ہے۔ تم اپنی تلوار کے مقابل کسی دوسرے کی حقیقت نہیں سمجھتے تمھارے لئے اس
کارزار مین فائدہ ہے۔ پھر دیکھئے واہب منت کسکی یاوری کرے +

محمد اعظم کی شجاعت مشہور تھی۔ شاہ عالم تا مقدور جنگ مین اقدام نہیں کرتا تھا اور
مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن دشمن کے ساتھ کارزار و مقابلہ پر
اوسکی استقامت اور حوصلہ مین خلل نہیں پڑتا تھا۔ کبھی کبھی وہ یہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا
بھائی شجاعت و پردلی مین ایسا غرہ رکھتا ہے کہ شاید حملۂ اول مین تیز جلوی سے

سے بھیکا جاتا تھا ہوا کی مخالفت سے فوج خصم میں پہنچتا ہی نہ تہا چند قدم چلکر زمین پر گر پڑتا
تھا۔ اس گرد و باد نے اعظم شاہ کے لشکر کی آنکھون نکے آگے جہان کو سیاہ کردیا تھا
با وجود شاہ عالم کی فوج کے غلبہ کے اوا(ئل) غلبہ مین محمد اعظم شاہ کے حملہاء رستمانے کارنامہ
بہادری پر زخمہاے کاری سے سکہ و مُہر ختم بہادری کو لگایا۔ ایسی کوشش کی کہ
آج کے دن تک یہہ جنگ ہندوستان مین بہت عظمت کے ساتھ مشہور ہے۔ اس
اثنا مین مُنور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی نے کہ اپنے قوم کے رئیس اور شجاعت
و قوت مین جمہور مین مشہور تھے یہ کہا کہ ہم میدان رزم کو مجلس شادی اور بزم کتخدائی
جانتے ہین اور لباس زرتار پہنتے ہیں ہمارے پانچہزار سوار اپنے سردارون کے
اتباع سے دستار زرتار بادلہ سر پر پہنے ہوئے اپنی خون فشانی پر اور اعدا کی جان ستانی
پر مستعد ہو رہے ہین۔ اعظم شاہ پاس آن کر اونھون نے عرض کیا کہ ہمکو سواری اسپ کا
حکم ہو کہ ہم اپنے ہمراہیون کو لے جاکر میدان داری کی راہ و رسم اور گھوڑون کی جولانی اور
اعدا کی جان ستانی اور ولی نعمت کی راہ میں سربازی دوست دشمن کو دکھلائیں
اعظم اونکے مخالفون کی بدگوئی کے سبب سے اونکی طرف بدگمان تھا اوس نے قبول نہین کیا
اوسنے اونکو ہاتھیون پر جنکے فیلبان سرکاری مقرر تھے بٹھائے رکھا مجبور سواری فیل
مع ہمراہیون کے لشکر محمد عظیم کے ہراول سے لڑے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میان مخاطب
عبد اللہ خان اپنی جمعیت کے ساتھ اونکے روبرو آئے۔ خانعالم کے بہت رفیق کشتہ
و زخمی ہوئے حسن علیخان اور اوسکے بھائی اور اکثر ملازم زخمہاے کاری اٹھاکر خاک و خون
مین غلطان ہوئے۔ خانعالم چند آدمیون کے ساتھ عظیم الشان کے ہاتھی کے مقابل پہنچا اور نیزہ
جسکو ہندی مین بلّم کہتے ہین ایسا مارا کہ اوسکی انی ہاتھی کے ہودہ کے پیچھے کے تختہ کے پار
ہوئی عظیم الشان نے پہلو تہی کر کے بچ گیا۔ خان عالم کو عظیم الشان کے رفقا نے مار ڈالا
اس حال میں بیدار بخت جو اعظم شاہ کا مقدمۃ الجیش تھا اس جہان فانی سے گذرا اور اوسکے
بعد والاجاہ بھی عالم جاودانی کو دوڑا۔ اعظم شاہ نے اپنے بیٹون کے مرنے کی خبر سُنکر

جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو وہ مع شاہزادہ محمد معزالدین اور تمام ارکان دولت کے ساتھ اپنے فرزند کی
مدد کو آیا۔ مخالفون کے دفع کرنے مین جرأت کی۔ اعظم شاہ نے بڑے بیٹے بیدار بخت کو
مقدمتہ الجیش بنایا اور بادشاہزادہ والاجاہ کو دست راست پر تعین کیا۔ شاہزادہ عالی تبار
کو کہ خرد سال تھا اپنے ساتھ ہاتھی پر بٹھایا۔ مقدر یہی تھا کہ ہندوستان کی سلطنت بہادر شاہ
کو نصیب ہو اس اثنا مین ایسی تند ہوا اعظم شاہ کی فوج کے منہ پر اور مخالف کی پشت پر چلنی شروع
ہوئی کہ بادِ عاد کو یاد دلاتی تھی۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ نے ازراہ دولتخواہی عرض کیا
کہ اب دوپہر ہو گئی اور ہوا بھی تند چل رہی ہے اور آصف الدولہ اسد خان اور آتشخانہ
گران گولہ لیا رہیں ہیں اس صورت میں جنگ مین قدم رکھنا صلاح وقت نہیں ہے اور اسی قدر
غلبہ کو کہ خصم کے بیشتر خیمہ کو جلا دیا ہے اور آدمی کو منہزم کیا ہے فتح سمجھ کر اپنے خیمہ میں
نزول فرمائین کہ کل لشکر اور اسباب آ جائیگا خاطر جمع سے مخالف پر تاخت کرینگے
اعظم شاہ کو شجاعت اور رفقائے قدیم پر ایسا تکیہ تھا کہ وہ اوسکے جواب پر ملتفت نہیں ہوا
اور جب دوبارہ اوسنے کہا تو خشونت سے یہ جواب دیا کہ بہادر جی تم اپنی جان بچا کر جہان
چاہو چلے جاؤ ہم تو اس گل زمین سے ہل نہین سکتے۔ بادشاہون کے لئے تخت ہے
یا تختہ سپہ سالار نے کہا کہ جب حضور بندہ کی سنتے نہین تو مین رخصت ہوتا ہون اعظم شاہ
نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ذوالفقار خان اپنے باپ آصف الدولہ اسد خان
پاس جو بنگاہ مین پیچھے تھا چلا گیا۔ اعظم شاہ نے اپنی پہلی طرح ستیز و آویز مین اصرار کیا
دوڑتا ہوا دشمن پر چڑھا مقابلہ سے مقاتلہ پر نوبت آئی طرفین کے پر دلون نے مردی
اور مردانگی کی داد دی لیکن مقابل کی ہوا کی شدت نے اور گرد و غبار کی کثرت نے عرصہ
کارزار کو آدمیون کی آنکھون میں ایسا تیرہ و تاریک کیا کہ قریب سے بھی حریف و رفیق
مین تمیز نہیں ہوتی تھی۔ جو تیر اعظم شاہ کے لشکر سے آتا تہا وہ ہوا کی مدد سے محمد اعظم
کے لشکر کے زرہ و بکتر کے پار جاتا تہا اور سنگ ریزہ جو باد صرصر سے اڑ کر اس لشکر
مین آتا تھا وہ چھرّہ کی طرح چہرہ پر لگتا تھا اور برخلاف اسکے بان و تیر و گولہ لشکر محمد اعظم شاہ

ضمیمۂ وزارت ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ وہ کچہری مین آصف الدولہ کے داہین طرف بیٹھا کرے اور کاغذات مین اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے لگایا کرے +

شاہزادہ عالی تبار پر ترحم کیا اور رادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا اور عزت واحترام کے ساتھہ مطلق العنان کیا بیٹون نے مصلحتاً ممانعت کی تو جواب دیا کہ اگر سلطنت کے لئے اندیشہ دشمنی ہے تو تم میرے بڑے دشمن ہو اور وہ میری سلامتی کا خواہان ہے +

شاہ عالم نے ایک مختصر ساخیمہ کھڑا کیا۔ اور دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ پھر عالی تبار اور محمد بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا اور سب کو گلے لگایا پدرانہ دست شفقت اونکے سر پر رکھا اور فرزندون کی طرح پالنے کا مژدہ اونکو سنایا۔ پردگیان مغموم کو پیغام تسلی دیا و پرسہ ماتم کیا۔ خانخانان کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جو کچھہ مجھکو ملا وہ آپ کی سعی و تردد و جان فشانی سے ہاتھہ آیا۔ حکم دیا کہ محمد اعظم اور بیدار بخت اور والاجاہ کی لاشون کو غسل وکفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین مدفون کرین۔ دوسرے روز خان خانان کی عیادت کو جسکے زخم لگا تھا تشریف لے گیا اور اوسکو خانخان بہادر ظفر جنگ یار وفادار سے مخاطب کیا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا کہ ابتداء عہد تیموریہ سے کسی بادشاہ نے کسی امیر کے ساتھہ ایسی رعایت و بخشش نہین کی اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دیا خانخانان نے جو دس لاکھہ روپیہ کی پیش کش دی تھی اس مین سے ایک لاکھہ روپیہ نقد و جنس قبول کیا اور منعم خان پسر کلان خانخانان کو خان زمان بہادر سے مخاطب کیا پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب و بخشی سوم کا خلعت دیا۔ اور چھوٹے بیٹے کو خانہ زاد خان بہادر کا خطاب دیا۔ اور چار ہزار سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ اور چارون شاہزادون مین سے ہر ایک کو سی ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دیا محمد معزالدین سب سے بڑے بیٹے کو جہاندار شاہ کا اور محمد عظیم کو عظیم الشان بہادر اور رفیع القدر کو رفیع الشان اور خجستہ اختر کو جہان شاہ بہادر کا خطاب دیا +

بہادر شاہ کی فتح کی اور محمد اعظم شاہ کے کشتہ ہونے کی خبر جب گوالیار مین آئی تو

علی الخصوص بیدار بخت کی جسکو وہ بہت ہی عزیز رکھتا تھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور کہا کہ اب مجھے زندگی و فتح درکار نہیں ہے میرے ہاتھی کو بھائی کے ہاتھی کے مقابل لاؤ
دوسری طرف سے کماندار اعظم شاہ تیر اندازی کیا کرتے تھے مینہ برساتے تھے اس سبب سے اعظم شاہ
کے اکثر ملازم مقتول و مجروح ہوئے۔ باوجود اسکے اعظم شاہ اپنی شجاعت و استقلال کو نہیں
چھوڑتا تھا۔ مخالف کے سر پر حملہ آور تھا۔ اور بڑی جرأت سے تیر چھوڑتا تھا اور شاہزادہ
عالی تبار کو کہ ہمراہ تھا شفقت اور مہربانی سے سپر کے نیچے سلا رکھا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ دن سے
کم دن باقی تھا کہ اعظم شاہ کے رفقاے معتبر مثل امان اللہ خان و قطب خان و تربیت خان
و منور خان و راجہ رام سنگہ و راجہ دلیپ سنگہ وغیرہ کشتہ ہوئے اور اعظم شاہ کے
لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ خود بھی زخموں سے چور ہوا سکرات کی حالت مین گرفتار
تھا کہ رستم دل خان نے اعظم شاہ کے ہاتھی پر سوار ہو کر اوسکا سر جدا کیا۔

جب رستم علی خان محمد اعظم کا سر بہادر شاہ پاس لایا تو اوسکو اپنے دامن سے نکال کر
اوسکے رخسارہ خون آلود پر غضب سے چپکتا بھرا۔ اور شاہ عالم کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا۔
اور مبارکباد دی۔ بہادر شاہ نے اوسکی طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھوں میں آنسو
بھر آئے پیچھے چاروں شاہزادے و خان خانان مع بیٹوں اور امیروں کے دست و زبان
سے تہنیت فتح بجا لائے۔ آصف الدولہ اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کے ہاتھ دستمال
سے بندھے ہوئے تھے۔ بہادر شاہ نے مہربانی کرکے آگے بلایا اور خود اپنی جگہ سے اٹھ کر
آصف الدولہ کے دست بستہ اپنے ہاتھ سے کھولے اور ذوالفقار کے ہاتھ اپنے بیٹے معز الدین
سے کھلوائے۔ پدر اور پسر کی تسلی خاطر کی خلعت ملبوس خاص عنایت کیا آصف الدولہ
اسد خان سے معانقہ کیا بیٹھنے کی اجازت دی منصب ہزاری ہفت ہزار سوار دیا اور
اجازت دی کہ اوسکی سواری کی پالکی غسلخانہ کے دروازہ تک وہان آیا کرے جہان شاہزادہ
کی نالکی آتی ہے اور حضور کے روبرو وہ اپنی نوبت بجوائی۔ اور وکالت کل کا عہدہ جلیل القدر
عنایت کیا منعم خان نے خطاب جملۃ الملک اور وزارت اعظم کا عہدہ پایا۔ اور اکبرآباد کی صوبہ داری

بہادر شاہ کی سلطنت کا مستقل ہونا+

گو اسد خان وکیل اور منعم خان وزیر تھا مگر ان دونوں میں مراتب وکالت اور وزارت کے تعلقات
بھی نہیں چاہئے تھا کہ آصف الدولہ جب دیوان کرتا تو خان خانان اور امرا کے دستور
کے موافق آنکر مجرا کرتا اور کھڑے ہوکر کاغذون پر دستخط کراتا۔ ایسا کرنا منعم خان کو ناگوار
تھا۔ آصف الدولہ عیش و آرام طلب تھا اور عالمگیر کے سفر دائمی سے زندگانی کی لذات
سے متمتع نہیں ہوتا تھا۔ تو مصلحت یہ ٹھیری کہ پدر کی نیابت وکالت صمصام الدولہ سرانجام
دے اور آصف الدولہ نواب بادشاہ بیگم کو اپنے ساتھ لے کر دارالخلافہ شاہجہان آباد
کو جائے اور ایام پیرانہ سالی کو بغیر سفر دائمی کے حرج کے فراغ خاطر سے بسر کرے۔
آصف الدولہ کی مہر پروانون اسناد مالی و ملکی پر مہر وزارت کے بعد لگتی تھی مگر اس کے
سوا کوئی دخل امور سلطنت میں اصلا نہ تھا۔ خان خانان نے خدمت وزارت کو بہت
نیک نامی اور نیک نفسی و بے طمعی و استقلال سے سرانجام دیا۔ اجرائے کار خلق میں اس
مرتبہ کوشش کی کہ دیوان میں بیٹھنے کے وقت سزاول تعین کئے کہ آج کے ارباب حاجت
کے کاغذ اور دستخط دوسرے روز کے لئے باقی نہ رہیں اوسنے بڑی نیکنامی اور ثواب
عظیم یہ حاصل کیا کہ اورنگزیب کے عہد میں اختہ بیگی اور متصدیون نے یہ مقرر کر رکھا تھا
کہ خوراک دواب کا سرانجام کرنا منصبدارون کے ذمے لازمی تھا۔ منصبدارون کا
حال یہ تھا کہ مشکل سے انکو روٹی ملتی تھی۔ ایک بار صد بیچارہ بادشاہ نے خود اونکے لئے دستخط
کئے تھے جب اونکے وکیلون کو مقید کرکے خرچ دواب طلب کرتے تھے تو وہ بادشاہ سے
فریاد کرتے تھے تو داروغہ فیلخانہ اور اختہ بیگی بادشاہ سے ایسی باتین بنا دیتے تھے کہ وہ
اونکی سنتا نہ تھا۔ اس بدعت سے یہانتک نوبت آئی کہ وکیل وکالت سے استعفا دینے لگے
شاہ عالم کے عہد میں خانخانان نے یہ مقرر کیا کہ تنخواہ (نقد) جاگیر کے منصبدارون کو دیجائے
اور دواب کی خوراک کے دام جاگیر کی کل آمدنی میں سے منہا کئے جائے اور باقی کو
تنخواہ میں محسوب کریں۔ اس صورت میں دواب کا کسالہ منصبدارون کے سر سے اٹھہ گیا
فی الحقیقت یہ خوراک دواب کے معاف ہونے کا حکم ہوگیا +

خیمے خیمے مین ایک ماتم حشر برپا ہوا۔ امیر الامرا اسد خان نے اعظم شاہ کی سگی بہن زیب النسا بیگم کی خدمت مین جاکر تعزیت کی مراسم اداکین۔ اور اوسکو اور سب کارخانون کو لیکر گوالیار سے بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ زیب النسا بھائی کے ماتم کا لباس پہنے رہی اور آداب تہنیت نہین بجالائی۔ یہ امر بادشاہ کو ناگوار تو ہوا مگر چشم پوشی کی اور بیگم کا سالیانہ مقرر مضاعف کیا اور خدمہ محل محمد اعظم مین سے ہر ایک کے فراخور حال یومیہ مقرر ہوا۔ اور شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بہادر شاہ نے عہد کیا تہا کہ اگر خدا اوسکو بادشاہی دیگا تو وہ کسی سائل کا سوال نہین رد کریگا۔ اوسنے چہوٹے بڑے نوالا کہون روپیون کے انعام سے اور بڑے بڑے وظیفون سے اور مراتب کے سہ چند و چہار چند کرنے سے اور جواہر وفیل کے عطاء سے کام رواکیا۔ اوسنے منعم خان کو مامور اور مختار کیا تہا کہ ہر کام کے حسن و قبح کو سمجھکر انتظام سلطنت کے لئے جو بہتر جانے وہ عمل مین لائے۔ اوسکے عہد مین عمدہ خطاب و مناصب عظیمہ مبتذل ہوگئے اور ہر کس وناکس کو ملنے لگے انکا اعتبار جاتا رہا

ایک نقل دل لگی کی مشہور ہے کہ کسی پیشکار نے داروغہ کی معرفت ۔ ائی کی درخواست کی عظیم الشان کی طرف سے صاحب دستخط تہا اوسنے توقیع کیا کہ خانی بہتر رائی در سر بازار بپاش خاطر شما این گیدی ہم راے باشد۔ اسکا خطاب گیدی راے مشہور ہوگیا جسکے سبب سے وہ بڑا جز بز ہوا پیشکش مین روپیہ دیکر اس فضیحت سے رستگاری چاہتا تہا لیکن کچھ فائدہ نہوا مرتے دم تک یہی خطاب رہا +

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ بادشاہ نے اسد خان کو وکیل مطلق اور منعم خان کو وزیر مقرر کیا پہلے بادشاہون کے زمانہ مین وکیل مطلق کو وزیر کے عزل ونصب کا اختیار ہوتا تہا اور ارکان سلطنت وکیل کے قبضۂ اقتدار مین ہوتے تہے بعض حسد پیشہ مفتریون نے خلوت مین بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ اعظم شاہ کا رفیق شفیق اور مصلحت مین شریک امیر الامرا تہا تو اوسکے جواب مین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر دکن مین میرے بیٹے بھی ہوتے تو تقاضاء مصلحت یہ تہا کہ اپنے عموی کی رفاقت کرتے +

امیر الامرا اسد خان اور [illegible] +

طرح طرح کی خوبیان اور وصف تھی اور سراے فردا پور وسط سرحد خاندیس مین کہ پاس کتل مین واقع ہے اوسکو جاگیر ملی تھی - اورنگ آباد مین بائی جی پورہ اوسکا آباد کیا ہوا ہے پس اس صورت سے شاہ عالم کی سیادت مان کی طرف سے ثابت ہوتی ہے -

اکبر آباد مین ۱۱۱۹ھ سلخ رجب کو بادشاہ کا وزن قمری ہوا

بادشاہ نے اودے پور جودھ پور کی طرف کوچ کیا صوبہ اجمیر و پرگنات و اطراف جودھ پور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ راجہ اجیت سنگہ پسر راجہ جسونت سنگہ جو درگاداس کے بہکانے سے اورنگ زیب سے برگشتہ ہوگیا تھا اوس نے بادشاہ کے مرنے کے بعد از سر نو نافرمانی اور سرکشی کا طریقہ اختیار کیا مسلمانون کو ایذا پہنچائی اور گاؤکشی کو منع کیا اذان دینے کی ممانعت کی - اُن مساجد کو ڈھادیا جو اورنگ زیب کے عہد مین بت خانون کو مسمار کر کے بنی تھیں اور اپنے نئے نئے معبد خانے بنانے شروع کئے - رانا ے اودیپور کی فوج اور اپنے خسر جے سنگہ راجہ کی رفاقت کے زورون سے ایسا مغرور ہوا کہ قبل از فتح اور بعد از جلوس بادشاہ پاس نہ آیا - اسلئے ۱۱۱۹ھ شعبان راجپوتون کی گوشمالی پر بادشاہ متوجہ ہوا اور انبیر وطن جے سنگہ کی راہ سے منزل پیما ہوا - اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان شریف آگیا - مقامات کا حکم دیا - راجپوتانہ پامال و غارت کرنے کے لئے فوج کو بسر فوجی شاہزادہ عظیم الشان اور ہراولی جمدۃ الملک خانخانان بہادر و صمصام الدولہ مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال وجان و عیال کی خرابی بہت کی اور راجپوتون اور رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال و عیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو اشجار خار دار سے پر تھے - اجیت سنگہ اور اوسکے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال و عیال کی امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اونھون نے خان خانان اور اوسکے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کر کے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آکر مساجد کی تعمیر

جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ رجب [illegible] ہوئے +

خان خانان کے مزاج مین تصوف غالب تھا علم سے بھی بہرہ تھا اوس نے ایک کتاب
علم سلوک اور تصوف مین تالیف کی اوسکا نام الہامیہ رکھا بعض مقدمات و فقرات
اوسکے متکلمین کے نزدیک شرع کے خلاف تھے +

خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ روپیہ و اشرفی کے سکہ مین نظم نہ ہو نثر عبارت
مین شاہ عالم بادشاہ اور نام بلدہ لکھا جائے اور خطبہ مین حکم دیا کہ نام نامی شاہ عالم لفظ سید
کے ساتھ پڑھا جائے - اگرچہ از روئے تاریخ ابتدا سلسلہ صاحبقران سے ملکہ شروع
سلطنت غوریون سے اسم سیادت بادشاہان سلف مین سے کسی کے نام کے ساتھ خطبہ مین
اور حسب و نسب کے ذکر مین ثابت نہین ہوا ہان خضر خان جب وہ دہلی کی سلطنت پر کامروا
ہوا تو روایت ضعیف کی دلیل سے اوسکے عہد کے مورخون نے اوس کو سید بنایا
مگر اوسکے جد و آباے کی اصل اور اونکی اسم ملک سے اوسکی قوم افغان معلوم ہوتی - اس
مورخ کے نزدیک خضر خان سید نہ تھا - لیکن بہادر شاہ نے ایک اور ہی دلیل سے اپنے
تئین سید بنایا - اگرچہ اس مین اختلاف اقوال سنا گیا لیکن حاصل کلام مجمل خامہ صدق بیان
کرتا ہے کہ سید میر حضرت غوث الاعظم کی اولاد مین تھا اور جد مادری کے ملک و پہاڑون
مین جو نواح کشمیر سے تھے گوشہ نشین ہوا تھا - راجہ کشمیر اوسکا مرید و معتقد ہوا اپنی بیٹی کو
سید شاہ میر کی خدمت مین بھیجا سید نے اوسکو مسلمان کر کے نکاح کیا - اوس سے ایک بیٹی
اور ایک بیٹا پیدا ہوا سید جبت اللہ چلا گیا پھر اوسکا کچھ پتا نہ لگا کہ کیا ہوا - اسی پہاڑ
مین اوسکی اولاد کی پرورش مین راجہ نے بھی کوشش کی - اہل اسلام سے اونکو پیوند نہ دیا
جب شاہجہان نے راجہ سے اوسکی لڑکی کی باج و خراج کے ساتھ درخواست کی تو راجہ
نے اوسی سید کی دختر کو کہ حسن صورت و سیرت و ذکا مین موصوف تھی تحف و پیشکش کو
اوسکا جہیز بنا کے روانہ کیا - شاہجہان نے معلم اور ادب دان مغلانیان اوسکے واسطے
مقرر کین اور زبانون سے آشنا کیا - اور شاہزادہ اورنگزیب سے اوس کا نکاح کیا - نواب
بائی بیگم اوسکا خطاب ہوا - اوسکے بطن سے شاہ عالم بہادر شاہ پیدا ہوا - اس بیگم مین

ادعاے سیادت +

یہ ٹھیرائی کہ قلعہ کی تسخیر میں صرف اوقات نہ کی جائے حکام و عمال مقرر کرکے ملک کا بندوبست
و محصول اطراف کی گردآوری کی جائے اور مداخل جاگیر کی راہ اور رسد غلہ قلعہ دار پر مسدود
کی جائے کام بخش کے تمام کاموں کا مدار احسن خان پر تھا حکیم محمد حسن وزیر اور امرا اوسکے
اکھیڑنے کے درپے تھے مگر احسن خان اپنی مدد طالع کے بھروسہ اور نشہ جوانی اور آقا کے
کار میں تردد جانفشانی کی وجوہ سے مدعیوں کے حسد کی اصلاح پر اصلا خیال نہ کرتا تھا
کبھی کبھی احسن خان و یوسف خان جو کام بخش کا تیراندازی میں استاد تھا اور ارشد خان
و ناصر خان و احمد خان و رستم دل خان ہم داستان اور ہمدم ہوکر کار سرکار کے مشورت
کے لئے خلوت کرتے تھے اور آپس میں ضیافتیں اور تحفہ تحائف کی تواضع کرتے +

محمد کام بخش کے مزاج میں ابتدا سے سودا کا اثر تھا - بدخواہوں کے افسوں کے
پھونکنے سے اسقدر اوسکا سودا بڑھ گیا کہ اوسنے اپنے پاؤں میں آپ کلھاڑی ماری جسکی
تفصیل یہ ہے کہ تقرب خان و اسد خان و میر احمد نے محمد کام بخش کے دلنشین کر دیا کہ رستم دل
خان و احسن خان و سیف خان و احمد خان اتفاق کرکے بادشاہ دین پناہ کو مسجد جامع میں
جمعہ کے دن دستگیر کرینگے آپ انکا علاج جلد کیجئے - محمد کام بخش نے صاحب غرض کی باتوں
پر غور نہ کی کہ اوسکی تحقیقات کرتا - اپنے ہاتھ سے شقہ لکھکر رستم دل خان کو بلایا جب آیا تو اوسکو
مع بیٹوں کے کام بخش کے آدمیوں نے قید کر لیا تین روز قید رکھکر اوسکو مار ڈالا اور اوسکی بیوی
سیدہ معصومہ کو بھی جو لڑنے کو تیار ہوئی تھی ہلاک کیا اور سیف خان کے ہاتھ کٹوا - یہ جنہوں
نے اوسکو تیراندازی سکھائی تھی احمد خان کو لٹاکر اوسپر گھوڑے دوڑائے مظلومانہ
اوسنے جان دی - ارشد خان کی زبان کٹوائی اور مظلوموں کو ملا - احسن خان کو لوگوں نے
سمجھایا کہ بھاگ کر بہادر شاہ کی عملداری میں چلا جا مگر احسن خان اپنی عقیدت اور ہمروت
کے سبب خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا - کام بخش نے اوسکا گھربار ضبط کیا وہ تین مہینے
تک اوسکو طرح طرح کے شکنجہ عذاب میں کھینچا - پاؤ سیر کھچڑی جس میں نمک زیادہ ہوتا کھانے
کو دیتا وہ بھی مر گیا - اس کا غلبہ سودا اور وسوسہ سفاکی در پڑ رہا - جب بہادر شاہ کا ایلچی [illegible] آیا

اور بتخانون کی تخریب و در احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین
ذبح کرین ارباب عدالت کو تعین کرین جزیہ کے احکام مقرر کرین اور ہمارے اعمال کو معاف
کرین اور جودھپور اور اوسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی و مفتی اور
مساجد مین امام و موذن مقرر کرین اجیت سنگہ و جے سنگہ باتفاق درگاداس بادشاہ پاس
آئے اونکے قصور معاف ہوئے خلعت و فیل و شمشیر و پدم عنایت ہوئے +

۱۸ ذی الحجہ کو جلوس کے سال دوم کا جشن بڑی دہوم دہام سے ہوا - بادشاہ نے
فرمایا کہ محمد کام بخش کو نامہ محبت افزا اور فرمان نصیحت و تسلی آمیز اس مضمون کا لکھا جائے
کہ پدر بزرگوار نے صوبہ بیجاپور کی حکومت تم کو دی تہی ہم برادر عالی قدر کو دونو صوبون بیجاپور اور
حیدرآباد کو مع انکے کل توابع و لواحق کے دیتے ہین بشرطیکہ فرمانروایان سابق دکن کے دستور کے
موافق ہمارا سکہ اور خطبہ جاری کرو اور زمان قدیم سے ان دونو صوبون کے حکام جو پیشکش سرکار
شاہی مین داخل کرتے تھے وہ بھی نورالابصار کو معاف کرتے ہیں چاہئے کہ اس رعایت و
عنایت کا شکریہ دل اور زبان سے ادا کرو اور طریقہ سلوک و عدالت پروری و داد گستری اپنے
باپ دادا کے رویہ کے موافق رعایا و ضعفاء و کافہ انام کے لئے جاری رکھو - اور سرکشون
کی تنبیہ اور راہزنون اور ظالمون کا اخراج پیش نہاد خاطر رکھو - حافظ محمد مفتی مخاطب
بہ معتبر خان کو یہ خط دیا گیا - بادشاہ اواخر ذی الحجہ مین اجمیر کو چلا +

جشن سال دوم ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۶ع نامہ بنام شہزادہ کام بخش +

کام بخش کا حال کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ احسن خان عرف میر ملنگ کے حق مین مدعی
بادشاہ سے باتین لگاتے رہتے تھے جس سے بادشاہ کی توجہ اوسکی طرف کم ہوتی جاتی تھی
اور وہ خفیف ہوتا جاتا تھا مگر وہ سوا طریقہ فدویت و خیر خواہی کے کوئی اور ارادہ نہ
کرتا تہا - وہ گولکنڈہ اور حیدرآباد کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا - حیدرآباد سے تین چار منزل
پر پہنچکر رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد سے نامہ پیغام التیام افزا اور قلعہ گولکنڈہ
کے حوالہ کرنے مین رسل و رسائل بھیجے قلعہ دار نے بہادر شاہ کے فرمان کا عذر کرکے قلعہ سپرد کیا
مگر رستم دل خان چار پانچ ہزار سوار لیکر کام بخش پاس آیا اور احسن خان اور اوسنے اتفاق کرکے

کام بخش کا حال

دو تین منزل پر بہادر شاہ آیا باوجودیکہ محمد کام بخش کا لشکر اوسکی سفاکی اور غلبہ سودا سے متفرق
ہوگیا تھا۔ اور پانچ چھ سو سوارون سے زیادہ سپاہ اس پاس نہ تھی وہ بھی بدسلوکی و خونریزی اور
گرسنگی سے اور ایک سال کی تنخواہ نہ ملنے سے نالان اور رنجیدہ خاطر تھی اور شاہ عالم
بادشاہ کے ساتھ اسی ہزار سوار جمع تھے مگر اونکے دل مین دشمن کے شب خون مارنے کا
خوف و ہراس ایسا آیا کہ رات بھر سوئے نہین انہی ایام مین سیف خان عرف میر اسد اللہ
کہ عالمگیر کے خانہ زادون مین سے تھا اور ایسا جنون کا نشہ رکھتا تھا کہ بادشاہ نے اوس کو
لشکر سے خارج کرکے کعبۃ اللہ بھجوا دیا تھا وہان سے وہ آنکر کل صوبجات ہندوستان کا میر بحری
مقرر ہوا۔ ان دنون مین پھر جنون کی شورش ہوئی۔ ذوالفقار نصرت جنگ و آصف الدولہ
سے برہم ہوکر بادشاہ کے لشکر سے فرار ہوا اور راجہ جے سنگھ و اجیت سنگھ پاس پہنچا اور
با نام و نشان راجپوتون سے موافقت کی اور محمد کام بخش کی وکالت و حجابت کرنے لگا
اور یہ عہد و پیمان ٹھیرائے کہ محمد کام بخش راہ برار سے سرحد متعینہ راجپوتون مین آجائے
تو پچاس ہزار سوار راجپوت اوسکو شاہجہان آباد مین اُس سے پہلے تخت پر بٹھا دین
کہ دکن سے بہادر شاہ مراجعت کرے اور ایک دست آویز پر اس جماعت کی مہر لگوائی جو
بہادر شاہ سے غبار خاطر رکھتے تھے حسن خدمت و فدویت کے اظہار کے لئے راہ گوندوانہ
و برار و چاندہ سے حیدرآباد مین وہ آیا اور محمد کام بخش کو پیغام دیا کہ مین راجپوتون
مین اوسکو بالا بالا پہنچا دونگا۔ اور سترہ اٹھارہ ہزار سوار راجپوتون کے نربدا تک استقبال
کو آئینگے پھر حضور راجپوتون کی فوج سنگین کے ساتھ دار السلطنت مین پہنچکر سکہ و خطبہ جاری
کیجئے اور امراء غائب و حاضر کی تالیف قلوب فرمائیے۔ بہادر شاہ کو خبر بھی نہ ہوگی اور اوسکی
مراجعت سے پہلے یہ کام ہوجائینگے پھر بہادر شاہ کے مقابلہ مین آئیے۔ کام بخش کو اس حد
سودا اور وسواس نے مغلوب کر رکھا تھا اوسنے سیف اللہ خان کے آنے کو اور پیغام کے
اظہار کو محض بہادر شاہ کے تمہید اور ساختگی جانا اصلا اسکی بات پر کان نہ لگایا اور اوسکے
احوال پر متوجہ نہ ہوا اور اوسکو اپنے پاس نہ بلایا۔ اور پیغام کا جواب دیا۔ کہ یہان سے امر

سیف خان کی کارستانی +

تو بعض بدسرشت ہرزہ گو ہمراہیون نے اوسکی خاطر نشان کیا کہ معتبرخان ایک جماعت سرہنگون کی ساتھہ لایا ہے اور قصد فاسد رکھتا ہے کہ اُنکو دین پناہ تک لائے۔ کامبخش نے بے سوچے سمجھے حکم دیدیا کہ ایلچی کے ساتھہ جتنے ہمراہی آئے ہیں اونکے نام لکھہ کر لائین کہ مین ہر ایک کا یومیہ نقد و خوراک مقرر کرون اس یومیہ کی شہرت سے بہت حافظون اور طالب العلمون نے ایلچی پاس آمد و رفت کر کے اپنا نام ایلچی کے ہمراہیون مین لکھا دیا۔ ان سب کو جو کچھہ آدمیون کے قریب تھے دعوت مین بلایا۔ اُن مین سے دس دس آدمیون کی جماعت کو دست بستہ ہر محلہ اور بازار مین بھیجا کر تیغ سے بیدریغ قتل کرایا ہر چند لوگون نے داویلا مچائی کہ ہم ایلچی کے ہمراہیون مین سے نہیں ہیں لیکن کسی نے کچھہ نہ سنا۔ ملا سعدالدین مفتی حیدرآباد سے جو ایک فاضل متدین تھا مظلوم مقتولون کے باب مین فتوی مانگا تو اس خدا پرست حق گو نے بے باکانہ و بے محابا جواب مین کہا کہ موافق شرع محمدی محض از راہ سوء ظن و گفتۂ مدعیان جرارت اقدام بر خونریزی مسلمانان نمودن باعث ندامت باز خواست روز جزا ست +

کامبخش کی خونریزی اور ظلم کے سبب سے اکثر فضلا و شرفا نے حیدرآباد کا رہنا چھوڑ دیا مال و عیال لیکر جہان جان بچا سکے چلے گئے جب کامبخش کو انکے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی تو اطراف شہر مین چوکی مقرر کی ایلچی کو ذلیل کر کے مقید کیا۔ بہادر شاہ کے نامہ لطف آمیز کے جواب مین کلمات خصومت انگیز لکھے۔ جو بہادر شاہ نے اپنی مہربانی کا جواب نامہربانی سنا تو وہ مہم کامبخش کے لئے چلا اور جب اجین کے قریب آیا تو راجہ جے سنگہ اور راجپوتیہ جو اکبرآباد مین آنکر بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے تھے۔ بادشاہ کے قریب شکار کے بہانے سے سوار ہوئے اور جو اسباب وہ اٹھا سکے اوسکو اوٹھایا پرانے خیمون کو چھوڑا بعض خیمون کو آگ لگائی اور اپنے وطن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اونکے اسطرح چلے جانے پر کچھہ خیال نہ کیا۔ اوائل جمادی الاولی مین برہانپور مین وہ آیا۔ تمام رات مینہ برستا رہا اور دریاء تاپتی کہ قلعہ کے نیچے بہتی ہے ایسی طغیانی مین آئی کہ تین چار روز بمجبوری مقام کرنا پڑا۔ جب دریا کا پانی اتر گیا کہ وہ پایاب ہوئی تو برہانپور سے ایک کوچ ایک مقام کر کے آخر شوال مین حیدرآباد کے

نجیبہ کھل گیا اور اسی تکلیف مین جان آفرین کو جان سپرد کی - اسکا بیٹا فیروزمند بھی مرگیا - بادشاہ نے دونو کی لاشون کو شاہجہان آباد مین ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لئے بھیجدیا - فرزندان کامبخش محی السنتہ وغیرہ کو محل عالی تبار مطلق العنان رکھا اور تین روز تک اسم تعزیت ادا کین اور نوبت نہ بجوائی +

ارادت خان شاہزادہ کامبخش کا حال یہ لکھتا ہے کہ اوسکا حافظہ بڑا قوی تھا وہ عالم تھا اور خوش تحریر منشی تھا ظاہری کمالات اعلیٰ درجہ کے رکھتا تھا - مگر اس کے مزاج مین وہم و وسوسہ ایسا تھا کہ اوسکی نوبت جنون پر پہونچ گئی تھی - بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اپنے باپ پاس ایک مہینہ رہا ہوا - اور کوئی بداطواری ایسی نہ کی ہوگی کہ اوس پر لعنت ملامت نہ ہوئی ہو اور بےعزت یا مقید نہ کیا گیا ہو بعض کام اوسنے ایسے برے کئے ہین کہ مین اونکو بیان کرنے کے لائق نہین سمجھتا - خیالات باطل اور جنون کے سبب سے کوئی حماقت ایسی نہ تھی جو اوسنے نہ کی ہو - اوس کے خوشامدیون نے اوس سے کہا کہ کبھی نہ کبھی اسکا بڑا بیٹا بھی شہنشاہ ہوگا تو وہ حسد کے مارے اس معصوم بچے کے مارنے کی فکر مین ہوا گو اس گناہ کو اورنگزیب کے خوف سے نہ کرسکا - مگر بیٹے کو ہمیشہ قید مین رکھا فقیرون کے بچون کی طرح اوس کو بری خوراک کھلائی اور بری پوشاک پہنائی غرض اوسکو اس طرح رکھا کہ اوسکی زندگی موت سے بدتر تھی - اسی جنون کے سبب سے اوسنے ناحق بدگمانیان کرکے حرم کی بیگمون کو بڑی بےرحمی سے بری طرح مخفی مار ڈالا - اوسنے اپنے نوکرون اور مصاحبون پر وہ ظلم و ستم کئے جو پہلے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے تھے +

عالمگیر کے مرنے کے بعد سلطنت کے کامون مین انقلابات عظیم ہوگئے تھے اور تمام تعلقات کی صورت بدل گئی تھی اور مرہٹون سے جو سلطنت تیموریہ کے تعلقات تھے وہ بالکل کایا پلٹ ہوگئے تھے اونھون نے ایک نئی مستقل صورت پیدا کی - جبکہ رنگ زیب بیجاپور کی سلطنت فتح کررہا تھا تو اوسوقت مرہٹے اوسکے جان نثار خدمت گزار دوست تھے

زبان کاٹنے اور اقسام سیاست سے مارنے کی تدبیر حسن تردد و تحقیقات کا شجر کوئی او نہیں لائیگا بار بار اوسنے درخواست کی مگر اوسکو کام بخش نے اپنے پاس نہ آنے دیا کچھہ یومیہ مقرر کر دیا باوجود اس بے بضاعت ہونے کے کہ اصلا لشکر و خزانہ پاس نہ تھا۔ فقیرون اور مجنون کے فالون نے اوسکی فتحمندی کی شہرت اڑا رکھی تھی وہ دو تین کوس حیدر آباد سے تین چار سو سوارون کے ساتھہ بہادر شاہ کے لشکر کے انتظار مین بیٹھا۔ دہم ذی القعد ۱۱۲۰ھ کو بادشاہ کا خیمہ حیدر آباد سے تین کروہ پر لگا۔ بادشاہ نے رفیع الشان و جہاں شاہ اور خانخانان اور امیرون کو بھیجا اور فرمایا کہ تا مقدور جنگ مین سبقت نہ کرین اور کام بخش کو گھیر لین ایسا نہ ہو کہ وہ مارا جائے اور مسلمانون کی خونریزی ہو غرض دونو لشکرون مین محاربہ صعب ہوا محمد کام بخش مغلوب ہوا اور میدان دار و گیر مین اکثر اوسکے معتبر و عمدہ رفیق کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ محمد کام بخش ایسا مردانہ لڑا جیسا سلاطین تیموریہ و بابریہ کو سزاوار ہے اور زخمی ہو کر بیخود ہوا۔ ملازمان بہادر شاہی اوسکو جس حال مین تھا مع بیٹون کے بادشاہ پاس لائے۔ بادشاہ اوسکو دیکھہ کر رویا اور اوسکو اپنے خیمہ کے متصل احترام و اکرام کے ساتھہ جگہ دی اور یونانی اور فرنگی جراح اوسکے علاج کے لئے بھیجے مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اوسکو کچھہ ہوش آیا اور آنکھین کھولین۔ اوسکی حقیقت حال کو جب بادشاہ سے بیان کیا تو شاہزادہ جہان شاہ کو اوسنے عیادت کے لئے بھیجا۔ بھتیجے نے چچا سے کہا کہ ابا جان کا دل نہ چاہتا تھا کہ جناب ایسے زخمی ہون تو چچا نے آشفتہ ہو کر کہا کہ تمکو بھی باپ کے مرنے کے بعد یہی معاملہ بھائیو ں سے پیش ہونے والا ہے تم اپنی فکر کرو پھر بادشاہ خود بھائی کو دیکھنے آیا۔ اور اوسنے یہ کہا کہ نمیخواستم کہ باین حالت شمارا بہ بینیم۔ اما مقدر چنین بود۔ محمد کام بخش نے اس بے طاقتی کی حالت مین کہا کہ آن قبلہ بکدام صورت مرا میخواستید کہ بہ بینید یا ر التخت است و یا تختہ۔ بعض یہ لکھتے ہیں کہ اوسنے یہ کہا کہ من ہم نمی خواستیم کہ شہرت بیجہ ہری و بے عزتی اولاد تیمور دستگیر گردد۔ شاہ عالم نے اوسکو دو چمچہ شوربہ پلایا اور وہ بہت رویا۔ کام بخش ایسا غصہ مین آیا کہ تمام زخمون کا

راجہ ساہو نبیرہ سیواجی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اورنگ زیب اسپر بہت عنایت کرتا تھا
اور یہ نام بھی اوسی کا رکھا ہوا تھا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ اوس سے رابطہ خاص
رکھتا تھا۔ اور قدیم سے اوسکے احوال پر متوجہ تھا۔ اوسنے اعظم شاہ سے جب وہ سرحد دوراہہ
پر آیا سفارش کرکے اوسکو مطلق العنان کرادیا۔ وہ پچاس ساٹھ آدمیون کے ساتھ جو اوسکی
رفاقت کرسکے موہن سنگہ زمیندار پاس آیا۔ یہ زمیندار سرکار بیجاگڈہ و پرگنہ سلطان پور نندربار
مین مشہور مفسد پیشہ تہا۔ اوسنے راجہ ساہو کا کچھ سرانجام کار کیا۔ اور اپنے تعلقہ
اور سلطان پور سے عزت کے ساتھ باہر کردیا۔ یہانسے وہ ابہونا مرہٹہ معروف باندا
پاس گیا وہ ایک مشہور مفسد پیشہ تھا۔ پرگنہ سلطان پور مین گڈھی کو کرمندہ اسکے تصرف مین بھی
بندسورت سے وہ برہانپور تک تاخت و تاراج کرتا تھا۔ سلطنت کی افراتفری مین
اورنگ زیب کے فتح کئے ہوئے موروثی قلعے اوسکے ہاتھ آگئے تھے۔ بعض مرہٹون کے سردار
راجہ ساہو کے ساتھ اس سبب سے متفق ہوئے کہ وہ راجارام کی بیوی تارا بائی سے نفاق
رکھتے تھے۔ راجہ ساہو نے فوج عظیم فراہم کی اول نواح احمدنگر مین آیا۔ ایک روایت ہے کہ
وطن کے چلنے کے وقت اس کل زمین کی جہان اورنگ زیب کا واقعہ ہوا تھا جاکر زیارت کی
نقد و طعام فقرا کو تقسیم کیا۔ بیس ہزار سوار مرہٹہ فراہم ہوئے۔ اوسنے اورنگ زیب
کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ خلدآباد کی طرف چلا جب اسکی فوج پیش آہنگ اورنگ آباد
کے قریب آئی ہر چند راجہ ساہو اور اوسکے ہمراہی بہائی بند تاخت و تاراج کا ارادہ نہین
رکھتے تھے لیکن مرہٹون کو لوٹ کا چسکا البسا منہ کو لگا ہوا تھا کہ وہ کب دست اندازی سے
باز رہ سکتے تھے۔ اورنگ آباد سے منصور خان اور اور متعینہ نکلے اور اونہون نے برج و بارہ
کا بندوبست کیا اور اس جماعت کے رفع شر مین کوشش کی۔ اور راجہ ساہو نے بھی اپنے آدمیونکو
منع کیا۔ راجہ ساہو بزرگون کے مزارون اور اورنگ زیب کی قبر کی زیارت کرکے
اپنے قلعون مین چلا گیا +

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کل دکن کا صوبہ دار تھا اور اوسکی میر بخشی گری بھی

بعد اوسکے وہ ذات الجنب کی طرح بادشاہی اضلاع کے ہمسایۂ بد ہو گئے پھر اپنے مذہب و قوم کے آزاد کرنے والے اور مسلمانون کی پیش قدمی کے پیچھے ہٹانے والے آخر کو سلطنت مغلیہ سے چوتھہ لینے والے یا مالک ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ کمزور ہو کر قریب المرگ تھی مگر مرتے دم تک اپنی نخوت و تکبر سے ہاتھہ نہین اوٹھایا۔ اور مرہٹون کو اپنے آگے کچھہ نہ گنا۔ عالمگیر کے مرنے کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے اس قوم کے مطیع کرنیکا ارادہ نہین کیا۔ مرہٹے بادشاہون کی اولاد کو آپس مین لڑا لڑا کر اپنی قوت اور سلطنت کو بڑھاتے رہے اور بادشاہی فوجون کے سامنے اپنی بہادرانہ کوششین دکھاتے رہے۔ مرہٹون کو خواہ لٹیرا سمجھو خواہ قزاق جانو اور کوئی برا نام رکھو مگر جو اونہون نے اپنی قوم اور مذہب کے آزاد کرنے مین بہادرانہ اور مردانہ کوشش و سعی کی اور قومی ہمدردی کے جوش و ولولے ہندؤن مین پیدا کئے وہ ایک کارنامہ اونکا تاریخ مین ہمیشہ قابل ستایش و یادگار رہے گا۔ اب آیندہ حال جو مرہٹون کا لکھا جائے گا وہ اس بیان کی تصدیق کریگا +

نیما سیندہیا (نیماجی سیندھیا) کہ مرہٹون کے سردارون مین نامور سر فوج تھا۔ اور اوسنے تاخت و تاراج سے صوبہ مالوہ تک خرابی پھیلائی تھی۔ اس زمانہ مین ذوالفقار خان کی تجویز اور دستگیری سے اوسنے توبہ کی اور بادشاہ کی درگاہ مین آیا اور محمد کام بخش کی جنگ مین شریک ہوا۔ اور اس وسیلہ سے اوسکی مع بیٹون اور اوسکی اقوام کے شفاعت ہوئی اوسکو ہفت ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب و دو لاکھہ روپیہ نقد اور خلعت وغیرہ مرحمت ہوا اور اوسکے بیٹون اور پوتون مین ہر ایک کو منصب پنج ہزاری اور چہار ہزاری عنایت کیا جنکا مجموعہ چالیس ہزار اور پچیس ہزار سوار ہوتے ہین۔ اور اوسکی درخواست اور بخشی الممالک کی التماس سے پہلے کہ اسناد منصب تیار ہون بلکہ پہلے اس سے کہ عرض مکرر ہو حکم فرمایا کہ صوبہ اورنگ آباد اوسکی تنخواہ مین مقرر ہو جہان ہزار کے قریب چھوٹے بڑے منصبدار بیدخل ہو گئے +

خطابات و بہادر شاہ کی دریادلی و زرقی

ابتدا سے عہد خاندان تیموریہ میں یہ مقرر تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہ عطا کیا جاتا تھا ایک دو

لفظ کا فرق اس مین کیا جاتا تھا اس عہد مین صفدر خان بابی متعینہ احمد آباد کا یہ خطاب موروثی

تھا وہ دوسرے شخص کو عطا ہوا تو صفدر خان بابی نے اپنے خطاب کی بحالی کے لئے عرضی

بھیجی تو اوسکے اوپر یہ دستخط ہوئے کہ بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد۔ اس روز

سے ایک خطاب کا دو تین آدمیون کے ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب و نوبت و

نقارہ و فیل جیغہ و سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا ان دنون مین اخلاص خان

جدید الاسلام کہ حلیہ فضیلت و دیانت سے آراستہ تھا اور متصدی گری مین اور حساب مین

بڑی سختی کرنے مین مشہور تھا۔ وہ عرض مکرر کی خدمت مین معزز ہوا۔ بادشاہ دریادل بدون

مراتب کے ملاحظہ کے عطاے منصب و اضافہ مین آب سیل کی طرح الیسا رائگان ہوا تھا کہ

اخلاص خان اجراء عرض مکرر کا متحمل نہ ہوا۔ اوسنے جملۃ الملک سے التماس کی کہ بادشاہ

اقلیم بخش کی ہمت کی موافق دولت سلطنت ہفت اقلیم کا وفا کرنا خیال محال اور دور از عقل ہے

تمام عالم بیش طلب ہے اس صورت مین بادشاہ عالم نواز کی شجر فیض بخشی کا ثمر یہ ہوگا کہ تمام

منصب دار اور خانہ زاد با نام و نشان بے جاگیر ہونگے اور قلمرو ہندوستان کی دولت عشر عشیر

بادشاہ کی اس ہمت کے لئے وفا نہ کریگی صلاح دولت و تقاضاے مصلحت یہ ہے کہ اس بارہ

مین تدبیر و بندوبست کیا جائے کہ آب سیل کا سد راہ ہو کہ وسعت ہندوستان کے

مداخل کا سربسر ہونا بخشش خرچ کے لئے کم و بیش ہو سکے۔ اگرچہ اکثر کافہ انام کے نزدیک

اخلاص خان کے بخل و شرارت و حسد کی شہرت ہوئی اور فی الواقع مانع خیر و نافی رزق

خلق اللہ کا ہونا بدترین صفت مذموم ہے لیکن بعض نکتہ سنج منصف پیشون کے نزدیک

اوسکا سخن راست تلخی آمیز تھا۔ اخلاص خان چاہتا تھا کہ جسوقت یادداشت منصب وغیرہ

کے نزدیک عرض مکرر کے دستخط کے واسطے آئے تو چاہیئے کہ بعد تحقیق و غور اصل و نسل و

پایہ و مراتب صاحب منصب کے دستخط کرے۔ خانخانان نے اسوقت اس رزق خلق کی اسناد

کے بند کرنے کی بدنامی اپنے لئے پسند نہین کی اور اخلاص خان کو تحقیقات کی تکلیف دی

اوسکو سیر دکھی اوسکی وساطت سے راجہ ساہو کے وکیل نے درخواست کی کہ چھہ صوبون کی
سردیس مکھی کا فرمان مجھکو اس شرط سے مل جائے کہ وہ ویران ملک کو آباد کرے - اس
سبب سے کہ جملۃ الملک معظم خان خانان نے صوبہ برہان پور اور نصف صوبہ برار کو جو دفاتر
مین برابر پایان گھات کے نام سے موسوم تھا اور یہی نام اوسکا لوگ لیتے تھے - موافق
سررشتہ قدیم فاروقی و محمد اکبر بادشاہ کے دکن کے چھہ صوبون سے نکالکر شاہجہان آباد
کے توابع صوبون مین داخل کیا تھا جو اصل ہندوستان زبان زد خاص و عام ہے و
چاہتا تھا کہ امور ملکی و مالی کا اختیار عزل و نصب حکام اپنے بڑے بیٹے مہابت خان کو
سپرد کرے - اس سبب سے ذوالفقار خان اور معظم خان کے درمیان لوگون مین مشہور ہوگیا
کہ آپسمین بدمزاجی ہوگئی اور بخشی الملک نہین چاہتا تھا کہ کل مقدمات ملکی و مالی دکن مین
کوئی دوسرا شخص دخیل اور صاحب اقتدار رہے - راجا رام عموی راجہ ساہو کی زوجہ تارا بائی
تھی اوسکے بطن سے دو بیٹے راجا رام کے خرد سال تھے - عالمگیر کے عہد مین لشکر کشی و سرکشی
دس سال تک رہی اوسکے بعد اوسنے صلح کی التماس اس شرط سے کی کہ نو روپیہ فیصدی
سردیسمکھی اوسکو عطا کی جائے - یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ عالمگیر نے بسبب بعض شرطون کے
اس درخواست کو قبول نہین کیا تھا - ان دنون مین اوس نے جملۃ الملک کی وساطت سے یہی درخواست
پھر کی کہ نو روپیہ سردیس مکھی کا فرمان اوس کے بیٹے کے نام عطا ہو جسمین جوتھ کا کچھ نام نہو
تاکہ وہ مفسدون کو دفع کرکے ملک کا بندوبست کرے - اس سبب سے کہ صمصام الدولہ ذوالفقار خان
بہادر راجہ ساہو کا طرفدار تھا اس بارہ میں گفتگو مخالفانہ دونو امیرون کے درمیان واقع ہوئی - بادشاہ نے
اپنی وسعت خلق سے دل مین یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ادنی اعلی مین کسی ایک شخص کی التماس کو رد
نہ کریگا چنانچہ مدعی و مدعا علیہ اپنے مقصد و مدعا عرض کرتے جنمین صبح و شام کا سا تفاوت ہوتا
دونو کی التماس قبول ہوتی حکم ناطق فرمایا جاتا - مقدمہ سردیس مکھی میں بھی جملۃ الملک اور
میر بخشی دونو کی درخواست کے موافق عطائے فرمان کا حکم دیا - مگر آپس کی پرخاش کے موافق
مقدمہ سردیس مکھی دونو کے نام ملتوی رہا +

سردیس مکھی کے باب میں ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف رائے ہوا +

بادشاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو بلا واسطہ خافی خان نے لکھا

شاہ عالم سخی رحم دل عالی دماغ خوش اخلاق جوہر شناس تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کی
سلطنتونکو دیکھ چکا تھا کہ سیاست و قدرت شاہانہ کس طرح صحیح صحیح طور پر استعمال میں لائی جاتی
آخر پچاس سال سے وہ خود بھی حکومت کرتا تھا۔ جب وہ بادشاہ ہوا تو زمانہ نے ایک نئی رونق
پائی۔ سب درجے کے آدمی علی قدر حال اوسکی مہربانی سے مستفید ہوئے۔ اوسکی فیاضی اور
اور دریا دلی نے خلقت کے دل سے اورنگ زیب کی ساری خوبیوں کو محو کر دیا۔ بعض
تنگ دل بخیل حسد اور احسان فراموشی کے سبب سے اوسکی سخاوت و دریا دلی کو کہتے ہیں وہ بیجا
اسراف اور دولت کا رائگاں کرنا تھا۔ لیکن حقیقت میں ہر فرقہ اور سب درجہ کی لیاقت کے
آدمیون اور وضیع و شریف و عالم و سخنور نے بادشاہ کے تخت سے ایسا فیض پایا جو اس عہد سے
پہلے زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ کان نے سنا تھا۔ جو کمالات و صفات اوسکی ذات میں تھے
وہ بیان نہیں ہو سکتے۔ وہ بہادر ایسا تھا کہ جنگ میں اعظم شاہ سے جسکی شجاعت کی دھاک
تھی تن تنہا لڑنے کو مستعد تھا۔ اسکے چارون بیٹے بڑے صاحب قدرت تھے اور بہت
فوج اپنے پاس رکھتے تھے وہ اونکو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ایک لمحہ اون پر بدظن نہ ہوا۔
اور اونکو وزراء اعظم کے اختلاط و تعلقات پیدا کرنے سے منع نہیں کیا۔ خاکسار نے جیسا کہ
اورنگ زیب سے اپنا فرض سمجھکر عرض کیا کرتا تھا بادشاہ سے بھی معروض کیا کہ ان صاحبزادون سے
احتیاط کرنی اور خبردار رہنا ضرور ہے تو اوسنے مجھے جواب باصواب یہ دیا کہ مین نے ان شاہزادون
کے بیٹون کو جو اوسکے ساتھ معرکہ جنگ میں مقتول ہوئے اجازت دی کہ وہ اوس کے حضور
مین مکمل مسلح حاضر ہوا کرین چھوٹے بچون کو مین نے اونکے ماؤن پاس رکھا اور اونکو
کچھ نہیں ستایا اور جب وہ بالغ ہوئے تو میرے ساتھ شکار مین اور میری سیر و تفریح
مین بے روک ٹوک شریک ہوئے۔ جب اورون کی اولاد کے ساتھ میرا یہ نیک سلوک تھا
تو اپنی اولاد کے ساتھ کیون نہ ہو۔ شاہ عالم کا دربار شاہجہان کے دربار سے بھی ایک
درجہ بڑھا ہوا تھا۔ سترہ شاہزادے جنمین اوسکے بیٹے پوتے بھتیجے ہوتے اوس کے تخت
کے گرد اس طرح بیٹھتے۔ اوس کے دائیں طرف بڑا بیٹا جہاندار شاہ مع اپنے تین بیٹون کے

اخلاص خان نے ملامت وطعنون کے خیال سے اس بات کو قبول نہین کیا اور خدمت سے استعفا
دیا اور اوسکی جگہہ مستعد خان عرف محمد ساقی مقرر ہوا اور یہ انتظام ہوا کہ جسوقت یادداشت منصب
عرض مکرر کے لئے آئے تو مستعد خان کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ صاحب منصب
ملازم بادشاہ کی بندگی کی قابلیت رکہتا ہے یا نہین اور کس سبب اور وسیلہ سے اوسنے منصب
اضافہ پایا ہے۔ کوئی شخص پایہ و مراتب سے زیادہ اور قبل از ایام میعاد مقرری کے اضافہ نہ پائے
اور اسی طرح یومیہ وجہ معاش کی تحقیق کی جائے ان امور کے تجسس و تفحص کے بعد جنمین
بہت دیر لگے گی۔ لفظ صحیح کا نشان مستعد خان یادداشت منصب و اضافہ و یومیہ و وجہ معاش
پر کردے۔ زیادہ تر بادشاہ کی محل مہر پرور اور راتہ الحبیب اور مقربان حضور سزاول
شدید مقرر کرتے کہ یادداشت بے تحقیق کی کاوش کے بدون مستعد خان کے دستخط ہو جاتے بلکہ
باضابطہ و بے ضابطہ اجرای کار مین فورًا تفاوت ہوتا اور بادشاہ کے دستخط کا اعتبار نہین رہا۔
بادشاہ اپنے متصدیون سے فرمایا کرتا کہ سپاہیون کا مراتب میں مل گئے ہیں جو بہتر جانتے ہیں
عمل مین لاتے ہین۔ ہمارا فقط اعتبار رہ گیا ہے خلق کے مطلب قبول کرنے کے سوا ہم کو کوئی
اور چارہ نہین ہے وہ صائب کا شعر ورد زبان رکہتا تھا۔ **بیت**

ہر کہ اینجا دست رو بر سینہ سائل زند ✚ ما حیب جنت گذارد چون بہشتش روز با

ہر چند سخاوت و ہمت و وسعت خلق و عیب پوشی خلق و خطا بخشی مین ایسا بادشاہ زمانہ
ماضی مین از روے تواریخ خصوص خاندان تیموریہ مین کمتر نظر آتا ہے مگر بے عیب خدا کی ذات
ہے وہ کاروبار سلطنت اور ملک کی خبرگیری اور امور لا بدی کے بندوبست مین مستغنی و
بے خبر و بے پروا تھا کہ ظریف شوخ طبعون نے اوسکی تاریخ جلوس (شغہ بے خبر) کہی
راتون کو جاگتا۔ دو پہر دن چڑھے تک سوتا جس کے سبب سے خلق اللہ کو
سفر کے دن تکلیف ہوتی کہ اونکو اپنے خیمون کے شل نہ ملتی اور دربار معلّے کے نقارچی نے
اور کچہریون اور بازارون مین رات بسر کرتے +

ارادت خان نے بادشاہ کی خصائل اور اوسکے دربار کا حال یہ لکھا ہے +

مسافرون اور رعایا اطراف پر رہ زنی و دست اندازی شروع کی۔
فوجدار اور زمیندار اوسکے پکڑنے کی فکر مین ہوئے پاپ رائے کو اوسکی خبر ہوئی
تو وہ ذنکت رائے زمیندار پرگنہ کولاس سرکار ایلکندل پاس چلا گیا اور جماعہ داری
کی نوکری اوسکی کرلی چند روز بعد وہ چنا ہنونت ایک اور زمیندار کے
جماعہ دار کا ہم مصلحت ہوا اور اوسکو اپنا شفیق رفیق بنایا۔ پھر ان دونون نے
اس ضلع کے مسافرون پر دست اندازی شروع کی ذنکت رائو کو جب اوسکی خبر ہوئی
تو اوسنے دونو کو مقید کرکے شکنجہ سیاست مین رکھا ایک دو مہینے کے بعد دنکت رائو کا
بیٹا بیمار ہوا۔ اوسکی بیوی نے اپنے بیٹے کی شفا کے لئے تمام قیدیون کو چھوڑ دیا
پاپ رائے بھی قید سے خلاص ہوا موضع شاہ پور پرگنہ پرگنڈا سرکار بھونگری (بھونگری
انس خط پر واقع ہے جو حیدرآباد اور ورنگل کے درمیان کھینچا جائے اور اور مقامات
جنکا ذکر آئیگا وہ اس خط کے شمال مین واقع ہیں) مین چلا گیا اور یہان ایک بڑے
مشہور مفسد سردار کے ساتھ انباز و دمساز ہوا اور اپنے پاس بڑی جمعیت فراہم کی
اور شاہ پور مین ایک پارچہ زمین سنگلاخ پر گڈھی بنائی اور اطراف کو تاخت و
تاراج کیا۔ جہان کسی متقبول زن و مال ہنود و مسلمین کو سنتا اوپر تعدی کرکے متصرف ہوتا
اشرافون اور بیوپاریون کی ایک جماعت بادشاہ پاس استغاثہ کے لئے آئی اور رستم دل خان
پاس اسکی تنبیہ کا حکم لائی حکم پہنچنے کے بعد پرگنہ کلپاک مین جو شاہ پور سے سات آٹھ کوس تھا
رستم دل خان فوجدار نے قاسم خان افغان کو شائستہ جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ پاپ رائے
کو پکڑے۔ وہ پاپ رائے کی تادیب اور استیصال کی فکر مین رہتا تھا۔ وہ اوس کے
ساتھ کبھی کبھی شوخی کرتا تھا۔ ایکدن اوسنے پرگنہ کلپاک کے ایک موضع پر تاخت کی
قاسم خان اوسکی تنبیہ کو آیا اور ان دونو کے درمیان ایک جنگ واقع ہوئی جب پاپ رائے
کے بہت آدمی مارے گئے تو وہ بھاگ گیا اور پارچہ کوہ قلب مین چلا گیا۔ قاسم خان اوسکے
پیچھے گیا کہ ایک گولی اوسکے ایسی لگی کہ وہ مرگیا۔ باقی فوج نے ہزیمت پائی پھر رستم دل خان

اور اوسکا تیسرا بیٹا رفیع الشان مع اپنے تین بیٹون کے اور بیدار دل جو اوس کے بھتیجے
بیدار بخت کا بیٹا تھا اوسکے بائین طرف عظیم الشان مع اپنے دو بیٹون کے - جہان شاہ مع
اپنے بیٹے کے اور اعظم شاہ کا صرف ایک بیٹا عالی تبار جو زندہ رہا تہا وہ عظیم الشان کے بائین
طرف اور کچھ دائیں طرف سے آگے کام بخش کے دو بیٹے - ان شاہزادون کے پیچھے سکندر
عادل شاہ بیجاپور اور قطب شاہ گولکنڈہ کے بیٹے بیٹھتے - یہ بادشاہ وہ تھے جنکو اورنگزیب نے
مغلوب کیا تہا - چاندی کے کٹھرہ میں ہفت ہزاری سے سہ ہزاری تک امرا کھڑے رہتے اس
دربار کی شان و شکوہ بیان مین نہیں آسکتی عیدین اور اور جشنون مین بادشاہ اپنے ہاتھ سے
امیرون کو اونکے درجے کے موافق عطر و پان دیتا - اوسکے عطیات و انعامات شاہانہ ہوتے وہ جب
اپنے گھر میں ہوتا تو دینداروں کی طرح سادہ لباس میں ہوتا اور جماعت کے ساتھ نماز کبھی قضا نہ کرتا
سفر کے اندر اکثر تعطیلون اور جمعون میں وہ خود نماز دربار کے خیمہ میں پڑھاتا - اور قرآن کی
سورتیں ایسے خوش لہجے اور قرائت میں پڑہتا کہ بڑے فصیح اہل عرب بھی اوس پر فریفتہ ہو جاتے
وہ آخر شب کی عبادت کو کبھی ترک نہیں کرتا اور بعض دفعہ ساری رات نمازین پڑھا کرتا اور دعائیں
مانگتا - اول شب مین اوسکے پاس فضلا و علماء دینی کی ایک جماعت جمع ہوتی - وہ حدیثون کو
خود بیان کرتا اوس کو بہت حدیثیں یاد تھیں اور علم فقہ خوب جانتا تھا - اوس نے تمام فرقون کے
مذہبون کی تحقیقات کی تہی اور آزاد خیالون کی کتابین پڑھی تھین اور ہر ایک فرقہ کے عقائد سے
واقف تھا - اس سبب سے متعصب دینداروں نے اوسکے مذہبی رایون پر بدعتی ہونے کا الزام
لگایا - اسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی قابلیت پر وہ حسد کرتے تھے - اوسکے اوصاف لکھنے کے لئے تو
کتابین چاہئیں اسلئے مین نے اوسکا ایک جزو بیان کر دیا +

پاپ رائے سیندھی فروشون کی نسل میں تھا - اوسکی بہن بیوہ صاحب مال تھی اوس سے ملنے وہ
گیا پانچ چار روز اوسکے گھر مین رہا - اوسکی نقد و جنس کی مالیت کو تاکا چند پیادے اپنے رفیق کئے
اور اپنی بہن کو پکڑ کر طرح طرح کے ظلم و سیاست سے اوسکے تمام اعضا کو جلا کر جو نقد و زیور اسکے پاس
تھا لے لیا - اور بہت سے پیادے نوکر رکھ لئے اور ایک پارچہ کو ہر جا کر اوسکو اپنا ملجا و پناہ بنایا او

[illegible] +

سولہ گروہ نے ۱۲ ربیع الاول کو کہ لوگ فاتحہ درود میں مشغول تھے حملہ کیا اور اوسکو فتح کرلیا ہوتا مگر وہ ہاتھ نہ آیا قصبہ اور پینٹھ کو لوٹ لیا اور دو تین ہزار عورت مرد کو پکڑ کر لے گیا اور اوسنے یہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان عورت کو پکڑ کر لائے تو پانچ روپیہ انعام پائے اور کسی مشہور خاندان قضات و مشایخ کی عورت کو گرفتار کرکے لائے تو پانچ ہون انعام پائے - مارکنڈا کے قریب شاہ پور سے چار کوس پر ایک قلعہ بنایا اور ذخیرہ وافر اور مایحتاج اوسمیں جمع کیا - جب اوسکے فساد کو امتداد ہوا اس ضلع کے پاس اور دور کے رہنے والوں کو خواب و خور کا آرام حرام ہوا اور عروس و شادی کی رسم اوٹھ گئی جہاں وہ کسی بالغ نابالغ دلھن کو سنتا تو اوسکو راہ میں میانہ سے یا خانہ سے بلوا لیتا - قاضی جنکی جورو اوسنے چھین لی تھی اور مظلوم بہادر شاہ پاس آئے روزانہ مشعلیں روشن کرکے عرض کیا کہ بادشاہ خود جاکر اس کافر کا استیصال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ مناسب نہیں ہے کہ میں ایک سیندھی فروش کی تنبیہ کے لئے جاؤن یوسف خان صوبہ دار مقرر ہوا کہ اس مفسد کا استیصال کرے - پاپ رائے نے فوج آنے سے پہلے قصبہ کلپاک کا محاصرہ کیا جو شاہ پور سے آٹھ کوس تھا جب سپاہ آئی تو وہ شاہ پور کو بھاگ گیا اور اوسکے بہت آدمی مارے گئے قلعہ شاہ پور میں اسکا خسر مقید تھا فقط اوسکی بیوی کو اجازت تھی کہ آٹھ پہر میں اوسکو ایک دفعہ کھانا کھلاوے اوسنے اپنی بیوی سے تین چار سوہن کھانے میں چھپا کر منگائے اور اوسنے اپنی اور چند اور قیدیوں کی بیڑیاں کاٹین پاپ رائے مچھلی کے شکار کو دو کوس پر گیا تھا کہ ان قیدیوں نے قلعہ کے نگہبانوں کو مارا اور کلپاک کے زمیندار کو پہلے سے کہلا بھیجا تھا کہ جب ہم توپ چھوڑیں تو تم آجانا - پاپ رائے یہ خبر سنکر شاہ پور کے دروازہ پر آیا اور اوسکو جلایا مگر دروازہ اس حکمت سے بنایا گیا تھا کہ دروازہ چوبی جل جائے تو ایک پارچہ تختہ آہن و سنگ اوپر سے گرکر اوسکا قایم مقام ہو جائے - اسلئے دروازہ کے جلانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا - اسی عرصہ میں دلاور خان کلپاک سے سپاہ لیکر آیا - پاپ رائے سے لڑائی ہوئی - دلاور خان قلعہ میں داخل ہوا

نے ایک فوج بھیجی مگر فائدہ مرتب ہوا۔ تو خود اوسنے آنگر شاہ پور کا محاصرہ کیا۔ باپ راے اور
سردار دو مہینے محاصرہ میں رہے اور جنگ کرتے رہے آخر کو بھاگ گئے۔ رستم دل خان نے
گڈھی کو مسمار کیا اور مراجعت کی تو باپ راے اور سردار نے آنگر خام گڈھی کی جگہ پختہ
گڈھی بنالی اور اس مین مصالح جنگ فراہم کیا۔ اس گڈھی کے بننے سے عوام مین مشہور ہوا
کہ رستم دل خان اپنی گرمی بازار کے لئے باپ راے کی تنبیہ و استیصال مین واقعی تن دہی
نہین کیا غرض عذر و فساد کو طول ہوا اور نوبت یہ آئی کہ شاہ پور سے بندرہ بیس کوس تک
کوئی شخص رات کو آرام سے نہین سوتا تھا۔ سردار اور پیر دل خان جماعہ دار مین سے ہر ایک کو
دعوی سپہ گری کا دعوی تھا اونمین یکیکی ہوئی اور اوسکا انجام یہ ہوا کہ دونو آپس مین لڑکر
مارے گئے سردار کے مرنے کے بعد باپ راے کو اور زیادہ استقلال ہوا۔ فوج اور ذخیرہ کو بڑھایا
اور اطراف کے قلعون کی تسخیر مین کوشش کی رستم دل خان نے اسپر چڑھائی کی اور شاہ پور
کا محاصرہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ دار و مدار کرکے کچھہ روپیہ لے لیا اور مراجعت کی۔ اب
باپ راے قلعہ ورنگل کی تسخیر کے فکر مین ہوا وہ شاہ پور سے سولہ سترہ کروہ تھا قصبہ مذکور
مین بہت تجار مایہ دار رہتے تھے لاکھون روپیہ کے امتعہ اور بیش بہا قالین تھین۔
بست و دہم محرم سنہ ۱۱۲۰ کو مسلمان اور ہندو تابوتون کے گشت مین مصروف تھے کہ باپ راے
دو تین ہزار پیادے اور چار پانچسو سوار لیکر قلعہ ورنگل پہنچا۔ اور اوس نے قلعہ کو لے لیا
اور قصبہ کو لوٹ لیا لاکھون روپیہ نقد و جنس اوسکو ہاتھہ لگا اور سنگین بیش بہا قالینون کو
کاٹ کر دست بدست لٹیرے لیگئے بارہ پندرہ ہزار مرد و زن و اطفال اوسنے قید کئے۔ اور قصبہ
کو ایسا لوٹ لیا کہ اسمیں آدمیون کو خاک پر بٹھا دیا قاضی کی بیوی کو اپنی بیوی بنایا اور
اوسکی بیٹی کو رقاصون کو تعلیم کے لیے دیا۔ قاضی کو کچھہ دنون قید رکھہ کے چھوڑ دیا
اب اوسکی سواری کے ساتھہ سات سو بندوقچی چلتے تھے اور بندوق مین دو خزانے
تھے دس بارہ ہزار بیل غلہ کے بنجارون کے پکڑ کر قلعہ مین اونکا غلہ ذخیرہ کیا اور ملیون کو قلعہ دارانی
کے لئے بھیجدیا کہ اونکے واسطے زراعت کو سرسبز کرین پھر اوسنے قلعہ بھونگیر کو جو حیدرآباد

لشکر بھیجا جسکا نتیجہ کچھ نہ ہوا محمد شاہ کی تاریخ مین اسکا بیان ہوگا +

سوانح سال سوم ۱۱۲۱ھ

آغاز سال سوم +

۱۸ - ماہ ذی الحجہ کو سال سوم جلوس کا آغاز ہوا جس کے انعامات کی تفصیل بیان نہین ہو سکتی
شاہزادون کو فرمایا کہ نالکیون مین جو تخت روان کی طرح مرتب ہوئین تھین سوار ہون اور
محمد اعظم شاہ و بیدار بخت و کام بخش کے بیٹون کو خلعت دئے اور دربار مین بیٹھنے کا اور سواری
مین گھوڑون پر سوار ہو کر ساتھ چلنے کا حکم دیا - جملۃ الملک خان خانان اور بخشی الملک
ذوالفقار خان کو حکم دیا کہ وہ حضور مین اپنے آگے نوبت بجوائین ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ ہم خانہ زادون اور
شاہزادون مین یہی فرق نقارہ بجانے کا ولی نعمت کی رکاب مین ہے اسلئے مین اوسکے قبول کرنیسے انکار
کرتا ہون خانخانان کو حضور مین نقارہ بجوانے کی آرزو تھی اور اوسکی جملۃ الملک سے
سوء مزاجی تھی اسلئے یہ انکار ہوا +

بادشاہ نے اول ربیع الاول ۱۱۲۱ھ مین دار الخلافہ کے قصد سے کوچ کیا - وسط
جمادی الاول ۱۱۲۱ھ کو اورنگ آباد مین آیا اور آخر مہینے مین یہان سے کوچ کیا - آخر
رجب مین بادشاہ برہانپور مین آیا یہ مشہور شکارگاہ اور سیرگاہ ہے یہان رہنے کا ارادہ تھا کہ
راجپوتون کے فساد کی خبر آئی کہ جب وہ کام بخش کی مہم مین معروف ہوا تو نواح اجمیر مین راجپوت
اور اونہون نے شورش کی اور صوبہ اجمیر سے تھانون اور فوجدارون کو اوٹھا دیا سید حسین خان
بارھہ صوبہ دار اجمیر اونکی تادیب مین مشغول تھا - رجپوتون نے اطراف سے ہجوم کر کے
مقابلہ کیا سید حسین خان نے کارزار صعب کے بعد بہت رجپوتون کو مارا اور کئی ہزار زن و
فرزند رجپوتون کے پکڑ لئے - بت خانے مسمار کئے چارون طرف سے راجپوت مور و ملخ کی
طرح جمع ہوئے سید حسین خان مع احمد سعید خان فوجدار میرٹھ سنگھلانہ و غیرت خان
فوجدار نارنول جو حسین خان کے برادر حقیقی تھے اور اور فرزندون و خویشون و ہمراہیان
اور بندہ ہائے بادشاہی مین سے مارے گئے جب بادشاہ نے یہ سنا تو برہانپور مین
اوسنے توقف مناسب جانا اوائل شعبان ۱۱۲۱ھ کو یہان سے کوچ کیا - آب نربدا پار ماہ رمضان

پاپ‌رائے کی فوج متفرق ہوئی وہ قلعہ کے ریگیشڈامین آیا - نو مہینے اس قلعہ کا محاصرہ لشکر شاہی
نے کیا - یوسف خان نے قلعہ کے اندر پاپ‌رائے کے آدمیون کے ساتھہ سازش کی - وہ جوق
جوق قلعہ سے نکل کر یوسف خان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے - یوسف خان بیٹھہ پر کوٹ
وبارہ و برج اطراف قلعہ کو اپنے تصرف مین لایا - پاپ‌رائے آ قاجہ سے باہر موضع حسن آباد مین جو اسکا
آباد کیا ہوا تھا چلا گیا - وہان ایک تاڑی فروش نے پہچانکر اوسکو پکڑوا دیا وہ یوسف خان
کے روبرو لایا - اوسکے بند بند جدا کئے گئے - اوسکے اعضا حیدرآباد کے دروازہ پر لٹکائے
گئے اور سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

دہقان سال خوردہ چہ خوش گفت با پسر کاے نور چشم من بجز از کشتہ ندروی

اس سال کا آخر سانحہ یہ ہے کہ قلعہ قندہار کا قلعہ دار ضابط سلطان حسین شاہ ایران
کی طرف سے گرگین خان تھا اسکا نہایت معتمد نوکر میر اویس افغان تھا قلعہ کے ایک دروازہ کا بندوبست
اوس کے سپرد تھا کبھی کبھی قلعہ دار اور میر اویس کے درمیان ناخوشی ملال افزا ہوتی تھی
پھر بحسب ظاہر رفع کدورت ہو جاتی تھی اسکا ذخیرہ افغان کے دل مین جمع ہوتا جاتا تھا اسلئے
دغا دیکر گرگین خان کو مار ڈالا اور قلعہ پر اپنا عمل دخل کر لیا مصلحۃً خطبہ بہادر شاہ کے نام
کا پڑھوایا کہ بدنامی رفع ہو اور بندوبست کا استحکام ہو اور کلید طلائی اور عرضداشت
بادشاہ پاس بھیجدی - بہادر شاہ نے شاہ ایران کے ساتھہ نامہ و پیغام و تحفہ تحائف بھیجکر
موروثی اتحاد از سر نو پیدا کر لیا تھا - فی الحال تقاضاء مصلحت وقت یہ جانا کہ خلعت
و فرمان - آفرین باد - اور سند قلعہ داری مع عطاے منصب پنجہزاری میر اویس پاس ارسال
کیا اور خفیہ تجار کی زبانی پیغام سلطان حسین شاہ ایران کو کہلا بھیجا کہ افغان نے جو نمک حرامی
پر جرأت کی ہے اوس سے مجھے ملال خاطر ہوا اور اوس نے بہت برا کیا - آپ کو اسکے
فساد کے رفع کرنے کے لئے جلد کوشش کرنی چاہئے - ہم اوسکی کمک نہیں کرینگے
اسلئے آپ خاطر جمع رکھیں شاہ ایران بھی بندوبست سلطنت سے بےخبر تھا - اصلا فوج کشی
و تعین لشکر و مردم کشی پر راضی نہ ہوا قلعہ قندہار کی تسخیر کی کچھہ تلافی نہ ہوئی - دو برس بعد

[illegible] +

و ہندو کی باہم کچھ تمیز نہین اس مین دونو ایک ہین - انکا مذہب ایسا ہی تھا جیسا کہ سائین کبیر کا - اونکے مذہب کا خاص مطلب صلح کل تھا - وہ دونو ہندو و مسلمانون کو متحد کرنا چاہتے تھے - وہ توحید کے معتقد تھے - اونکے نزدیک جیسا کہ وید و پران ایسا ہی قرآن وہ کسی مذہب سے پرخاش کرنا اپنے مذہب مین کفر جانتے تھے - انکا یہ قول تھا کہ انسان پر خدا کی پرستش فرض ہے مگر پرستش الہی کی ظاہری صورت کی پابندی کی چندان ضرورت نہین - الغرض فقرا کے کلمات خواہ ہندو ہون یا مسلمان ہون ایسے ہوتے ہین کہ مذہبی عناد و فساد کو بالکل دور کرتے ہین - معراج کے باب مین گورو کا یہ دوہرہ ہے ؎

نانک تمھ مین در نہیں نبی گیو کس بار ✤ جیسے کچھ سے اچھ ۔ نکس جات ہے پار

ترجمہ اے نانک آسمان مین دروازہ نہین نبی کیونکر چلا گیا + جیسے عینک سے نگاہ پار جاتی ہے + نانک نے مذہب مین کوئی حصہ مسلمانون کے مذہب سے اخذ کیا ہے - کوئی ہندؤن کے مذہب سے + مسائل توحید قرآن و وید سے اخذ کئے ہین - اور گائے کی تعظیم اور بتون کی تکریم یہ ہندؤن کے پرانون سے استنباط کی - مذہب مین کوئی بات ایجاد نہین ہوتی + گرو نانک نے چار بڑے بڑے سفر کئے ہیں اور ان مین فقرا و صوفیہ سے تحقیقات مذہب کی ہے ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۱۵۳۹ء کو اونھون نے دنیا سے سفر کیا - اونکی پاکبازی اور راستبازی مین دونو ہندو مسلمانونکو اتفاق ہے - سیتمبر خالصہ مین لکھا ہے کہ جب بابر سے گرو نانک ملے تو اونھون نے اوس کو ہندوستان کے فتح کرنے کی اور اوسکی سات پشت تک ہندوستان میں فرمانروائی رہنے کی دعا دی تھی - بابر نے اونکی بھنگ کے قدح اور جواہر وغیرہ کی نذر کی انکو قبول کرنے سے اونھون نے انکار کیا - بابر نے اونکی بڑی تعظیم و تکریم کی +

نانک شاہ کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جسنے اپنی زندگی درویشی مین گذاری اور نہ جورو کی نہ باپ کی جانشینی کی - دوسرا لکھمی چند تھا وہ دنیا کے مال و عزت کو عزیز رکھتا تھا - کرتار پور مین اوسکی زمینداری تھی - ہمیشہ حکمرانی و شکار انگنی اور باغ و راغ کی سیر

مین آیا - گنذ اکبر پور پر مقام کیا عید فطر کے بعد آب نربدا سے عبور کیا جب سرحد اجین
پر پہنچا تو اوسنے خبر سنی کہ اطراف نواح دار الخلافہ اور پنجاب مین سکھون نے فساد مچایا ہے
مین نے التزام کیا کہ اگر کوئی شاذ و نادر ہندؤن کی تصنیف کی ہوئی تاریخ ہاتھ آجائے تو اس مین سے
بعض واقعات تاریخی کو نقل کرتا ہون کہ جس سے مسلمانون کے بیان سے اونکا مقابلہ
ہو جائے - اختلاف اور اتفاق اون کا کھل جائے سکھون کی کتابین بہت سی ہین جنمین
اونھون نے مسلمانون سے اپنی لڑائیون کا حال لکھا ہے شمشیر خالصہ ان سب کی جامع ہے
مصنف بھائی گیانی سنگہ گیانی نے مسلمانون کے ساتھ جو سکھون کو معاملات پیش آئے
مذہبی پیرایہ مین بیان کئے ہین اور کشف خرق عادت کو دخل دیا ہے جنکو مذہب سے تعلق ہے
تاریخ سے تعلق نہین ہے غرض اسمین سے بعض مضامین ان چند صفحون مین گھٹا بڑھا کر لکھتا ہون

سکھون کا بیان

سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ع کو
موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین گورو نانک پیدا ہوئے + انکی پیدایش کی
جگہہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوئی ہے جہان میلا ہوتا ہے اونکے باپ کا نام کالو چند
بیدی تھا جو قوم کا کھتری تھا اسکے حسب نسب کو راجہ رام چندر سے سکھ ملاتے ہین -
اونکے لڑکپن کی حکایات معجزات اور کرامات سکھ بہت بیان کرتے ہین اور اونکو اوتار
مانتے ہین یہ باتین تو اعتقادات کی ہین مگر یہ سب مانتے ہین کہ وہ لڑکپن مین وجاہت
اور لیاقت رکھتے تھے - ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات مسلمان یہ کہتے ہین کہ
سید حسن درویش نے کہ صاحب کشف وکرامات تھے گورو پر نظر توجہ کی اور اونکی صحبت کی
برکت سے گورو جی باپ دادا کے آئین و مذہب سے برگشتہ ہوئے اور فقراء صوفیہ کے زمرہ
مین آئے اور مسلمان فقرا کے اقوال سے اپنی پنجابی زبان مین گرنتھ کتاب بنائی سکھ
یہ کہتے ہین کہ وہ ہندو مسلمان فقرا کی صحبت مین رہے اور بعض سے وہ خود مستفیض ہوئے
اور بعض کو اپنے سے مستفید کیا گرو نانک موحد صوفی تھے اور فرقہ صوفیہ مین مسلمان و

گوروکی بددعا پہنچکر اس پاس گیا اور عرض کیا کہ مین آپ کا خادم ہون مجھہ پر نظر کرم رکھئے
گوروجو گوئندوال مین باولی کھدواتے تھے اس مین طاہر بیگ نے بڑی مدد دی اور جب وہ
قلعہ چتور کے محاصرہ مین گیا تو اکبر کو صلاح دی کہ آپ گوروکی منت مانینگے تو قلعہ فتح ہوجائیگا
اکبر بادشاہ نے جیسے بائیس صوبے مقرر کئے تھے - گوروجی نے بائیس منجے یعنے گدیان مقرر
کین سمت ١٦٢٦ مین گنگا اشنان کے لئے جمنا کے عبور کرنے پر گورو سے محصل نے حسب دستور سوار و پیادہ
فی کس محصول مانگا - گوروجی نے محصول دینے سے انکار کیا - اور کہا کہ ہم فقراء سے تو
دہرم راج بھی محصول نہین مانگتا تم کیونکر لے سکتے ہو جب اسکی خبر اکبر بادشاہ کو ہوئی
تو اوسنے فوراً معافی محصول کا حکم بھیجدیا جاتری سردار کا اشنان کرکے چلے گئے نہ آنے
مین محصول دیا نہ جانے مین - بہت لوگ اونکے ساتھہ سکھہ بن کر بے محصول چلے گئے
اکبر بادشاہ نے بھگوانداس کھتری کو گوروجی پاس چتور کی دعا کے لئے بھیجا - اونھون
نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پھوٹیگا تو قلعہ چتور گڈہ ٹوٹیگا - اکبر نے کاریگرون کو
بھیجکر سمت ١٦٢٤ مین باولی کا کڑہ توڑوادیا تو اوسی وقت چتور گڈہ فتح ہوگیا - تو بادشاہ نے
اس پاس تحائف اور نذر نیاز بھیجی +

جب اکبر بادشاہ سمت ١٦٢٥ مین لاہور آیا تو قصبہ گوئندوال مین گورو امرداس جی
پاس گیا بلکہ پرگنہ جھبال کے بارہ دہات کی آمدنی گوروجی کو دینی چاہی مگر وہ انہون
نے لینی نامنظور کی +

یہ گورو ٦٢ برس کی عمر مین گورو انگد کی خدمت مین آئے - بارہ برس اونکی خدمت
کی پھر اونکے استقبال کے بعد ٢٢ برس گدی نشین رہے - ٩٥ سال ٣ ماہ ١٣ یوم کی عمر
مین انتقال کیا +

گورو رامداس ٢ کاتک بدی نوچ سمت ١٥٩١ مطابق ١٥٣٣ء مین لاہور مین شیر شاہ کے
زمانہ مین ہرداس سوڈہی کے گھر مین پیدا ہوئے - گورو امرداس نے اپنی
بیٹی کا بیاہ اون سے کیا +

مشغول رہتا۔ اونکی ونسکی اولاد کو صاحب زادہ کہتے ہین +

گورو نانک کے جانشین گورو انگد ہوئے - وہ سکندر لودھی کے زمانہ مین ۱۵۰۴ء مین ضلع فیروز پور مین پیدا ہوئے - سمت ۱۵۸۸ مین گورو نانک کے چیلے ہوئے - اونھون نے اپنے گورو کی پوری پیروی کی - گورمکھی حرفون کو ایجاد کیا - اور جنم ساکھی کتاب لکھی - ہمایون بادشاہ جب شیر شاہ سے شکست پاکر بھاگا ہے تو وہ اس گورو سے ملنے گیا - اوسنے تعظیم نکی تو ہمایون نے اوسکے تلوار مارنے کا ارادہ کیا تو گورو نے کہا کہ یہ شمشیر شیر شاہ پر کیون چلائی وہان سے بھاگ آئے اب فقیرون پر تلوار چلاتے ہو تو بادشاہ نے اونسے معافی مانگی تو گورو نے کہا کہ چند سال بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہو جاؤ گے - اور اکبر کے پیدا ہونے کا مژدہ سنایا

یہ گورو سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ء مین بمقام کھنڈورے ۳۵ سال ۲ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوا - ۱۲ سال ۹ ماہ ۲ یوم گدی نشینی کی اور ۴۷ سال ۱۱ ماہ ۵ یوم کی عمر مین سفر آخرت کیا +

یہ گورو سکندر لودھی کے وقت مین ۹ بیساکھ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۹۸ھ ۱۴۶۹ء کو موضع باصر پرگنہ امرتسر مین تیج بھان بھلے کھتری کے گھر مین پیدا ہوا - سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے امرداس کو گورو ائی کی گدی پر سرفراز کیا - اس گورو نے قصبہ گوئند وال کو آباد کیا +

ایک دفعہ گوبندا مرداے کھتری کے بیٹے نے حاکم لاہور کے روبرو گورو جی پر یہ نالش کی کہ گورو کو فقیر سمجہ کر اس گانو مین ٹھیرنے کو مکان دیا تھا مگر اب وہ مالک بن کر بیٹھا ہے اور نکالنے سے نکلتا نہین - گورو جی نے اپنے داماد کو جو اوسکے لئے بھیجا مرزا جعفر بیگ حاکم نے گورو کو لاہور مین طلب کر کے ثبوت طلب کیا - گورو نے غصہ مین آنکر کہا کہ گردن ٹوٹنے زمین سے گواہی لے - حاکم گوبندوال گیا اور تحقیق سے مدعی کا دعوی باطل ٹھیرا - وہ اولٹا جاتا تہا کہ گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی - اسکا بیٹا مرزا طاہر بیگ اس واقعہ کو

گورو انگد +

گورو امرداس [illegible] +

اس گورو کے زمانہ مین بڑی رونق ہوئی - ساہلو جی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو لا کر امین
بسایا سمت ۱۶۴۹ مین قصبہ ترنتارن مین گوروارجن نے ایک تالاب کھدوایا اوسکی اینٹون کے
پزاوے پرتھی چند گورو کے بڑے بھائی کے بہکانے سے امیر الدین پسر نور الدین حاکم وقت
اپنے مکان کے بنانے کے کام مین لایا - گوروارجن لاہور مین آیا تو حسن خان حاکم شہر اوسکی
خدمت مین آیا اور معتقد ہوا - اس نے اس باولی کے کھدوانے مین بڑی امداد کی جو
گورو جی لاہور مین ولی بازار مین کھدوائی تھی - پرتھی چند بڑا بیٹا گورو رامداس کا گدی کے
نہ ملنے سے اپنے بھائی گوروارجن کا بڑا دشمن تھا - موضع ہیہر مین جا کر آباد ہوا - یہ موضع
اوسکے دوست خلجی خان نے آباد کیا تھا - یہان اوسنے امرتسر کے تالاب کی نقل اوتاری
اور کہا کہ یہی تیرتھ نجات دیگا - پرتھی چند نے خلجی خان کو جو اس ملک کا حاکم تھا بہت کچھ رشوت
دیکر اپنا مددگار بنایا اور گوروارجن پر دعوی دائر کیا جسکا اکبر شہنشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ باپ جسکو
جو رتبہ دے گیا ہے وہ منسوخ نہیں ہو سکتا پرتھی چند ہمیشہ خلجی خان کی امداد سے گوروارجن کو
ستاتا تھا - اس اثنا مین وزیر خان حاکم لاہور جلندھر کے مرض مین مبتلا ہوا تو وہ حضرت میان میر
کے ارشاد سے گوروارجن پاس آیا - اور اونکے علاج سے وہ اچھا ہو گیا - اس سبب سے وہ ان کا
معتقد ہو گیا +

آخر مین خلجی خان نے پرتھی چند و گوروارجن کا آپسمین یہ فیصلہ کیا کہ تمام سکھی سیوکی کا
مالک تو گوروارجن کو بنایا اور باقی گورو چک کے کل زمیندارہ وغیرہ کی وراثت مع کچھ حصہ اس
شہر کے جو اکبر شاہ دے گیا تھا پرتھی چند کو دیا - اس اکبر شاہ کی سند مین چودہ ہزار بیگہہ غیر مزروعہ
اراضی ستلج کے کنارہ پر مندرج تھی - پرتھی چند نے اپنی دشمنی نہ چھوڑی - وہ چندو لال قوم
کھتری بادشاہی دیوان پاس گیا - اوسکی اور گوروارجن کی اس بات پر عداوت ہو گئی تھی کہ دیوان
اپنی بیٹی کی سگائی گوروارجن کے بیٹے ہرگوبند سے چاہتا تھا اور گوروارجن نے کسی خاص وجہ سے
اوسکو نامنظور کیا تھا - اس دیوان کے ذریعہ سے اکبر بادشاہ کو یہ شک دلایا کہ گوروارجن ڈاکوؤن
اور رہزنون کو اپنے پاس رکھتا ہے ہمیشہ ڈاکہ زنی کے مال سے گذارہ کرتا ہے جس کے

سمت ۱۶۳۲ مین جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا تو گورو سے ملنے آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ وتونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتھ شامل کرکے گوروجی کو دیدی اور سند معافی لکھ دی۔ امرت سر اسی زمین پر گوروجی نے آباد کیا +

گورورام داس کے تین بیٹے پرتھی چند و مہا دیو اور ارجن تھے۔ گوروجی ارجن کو گدی پر بٹھا کے ساون سمت ۱۶۳۸ مین دنیا سے چل بسے۔ عمر ۴۹ برس ۱ ماہ ۱۴ دن کی تھی +

گورو ارجن بیساکھ سدی ستمی سمت ۱۶ مطابق ۱۵۶۳ء کو اکبر بادشاہ کے عہد مین موضع گوبندوال مین گورورام داس کے گھر مین پیدا ہوئے۔

سمت ۱۶۳۸ کو گورویائی کی گدی مین اونھون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ اس گورو کے عہد سے سکھون مین فقیری کے ساتھ دنیاداری شروع ہوئی۔ گورورام داس کی اولاد مین مسند گورویائی کے لئے ہمیشہ جھگڑے وفساد ہوتے رہے دولت کی محبت بھی پیدا ہوگئی۔ سکھون کی پوتھیون مین لکھا ہے کہ دنیا کی دولت گورونانک سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔ اور گورو انگد سے چھہ کوس پر۔ اور گورو امرداس کے دروازہ پر۔ اور گورو رام داس کے قدمون پر۔ اور گورو ارجن کے گھر مین تھی +

گورو ارجن سے پہلے کسی گورو کے عہد مین گورؤن کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا۔ گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک مسند یعنی کارکن مقرر کیا کہ وہ دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کیا کرے۔ جب سال ختم ہوتا تو یہ مسند (کارکن) اپنے اپنے علاقہ کے سکھون سے کار بھیٹ (چندۂ مذہبی) لاکھون روپیہ گورو ارجن پاس لاتے اور سکھون کے گروہا گروہ گرو ارجن کی زیارت کو آتے اور نقد و جنس نذر مین دیتے اور گورو اونکو خلعت و دستار رخصت کے وقت دیتے۔ یہ طریقہ دسوین گورو تک جاری رہا +

گورو ارجن نے امرت سر مین تالاب کے اندر جو مندر بنایا اوسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی۔ اوسی مندر کو احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۹ مین ڈھایا تھا۔ شہر امرت سر کو

گورو ارجن پیدا ہوئے (margin note) +

دو لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرو ورنہ جان سے مارے جاؤگے۔ اوسکے جواب مین گورو نے کہا کہ
کہ ہم فقراؤ پاس سوا خدا کے نام کے کوئی اور دولت نہین ہے اور نہ حسرو کو پچاس ہزار روپیہ
مین نے دیا ہے۔ یہ کسی دشمن نے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ بادشاہ نے گورو کو حوالی مین چندو لال
چندو لال گرو کو اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری لڑکی سے اپنے لڑکے کا بیاہ قبول کیجیے نہیں
آپ بُری طرح مارے جائینگے۔ گورو نے یہ رشتہ کرنا منظور نہ کیا۔ اوس نے گورو پر گرم ریت ڈلوا
اور دیگ آہنی مین بند کیا۔ پھر گائے کی کھال مین گورو کو سینا چاہا۔ گورو نے کہا کہ مجھے دریا
راوی میں اشنان کر آنے دے۔ پھر جو تو کہے گا مین قبول کرونگا۔ چندو لال نے اپنے آدمیوں
کی حوالات میں اشنان کو بھیجا۔ وہ اشنان کرکے جیٹھ سدی چوتھ سنہ ۱۶۶۳ مطابق ۱۶۰۶ء
پرلوک گون ہوئے۔ ۴۳ برس کی عمر تھی۔

گورو نانک کی ولادت سے ۱۳۶ برس بعد سمت ۱۶۵۳ مطابق ۱۵۹۶ء اساڑھ مین گورو ہرگوبند
وہ گورو ارجن کے بیٹے تھے۔ وہ ۱۱ سال کی عمر مین سمت ۱۶۶۳ مین گدی پر بیٹھے۔ اب گورو نے
فقیرانہ طریقے کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندھیں اور تمام سپاہیانہ کرتبوں میں مہارت
پیدا کی۔ باپ کے مرتے ہی چندو لال سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ سکھوں کو فن سپہ گری کی
طرف راغب کیا۔ عمدہ گھوڑوں اور ہتیاروں کے نذر مین آنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ غرض
تھوڑے دنوں مین ظاہری اسباب درست کرکے اپنے تئین فقیر سے راجہ بنالیا۔ سمت ۱۶۶۵ مین
دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ بنوا کے اسکا نام اکال بنگاہ رکھا۔ دونو وقت اوس پر
دربار کرنا شروع کیا اور یہیں بیٹھ کر دینی و دنیاوی مواعظ سکھوں کو سناتے اور سکھوں کے
مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ انکا خطاب سچا بادشاہ ہوا۔ گورو جی کی شاہانہ شان دیکھ کر پرتھی چند
سودی کا بڑا بیٹا مہربان چندو لال پاس دہلی گیا۔ اور اوسکے توسل سے بادشاہ کے گوش گذار
کیا کہ گورو ہرگوبند پاس ہزاروں اور ڈاکوؤں کا جمگھٹ لگا رہتا ہے۔ اور سکھوں کو سپہ گری سکھاتا
ہے کہ بادشاہی ملک میں فساد پیدا کرین۔ وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ گورو کو حاضر کرے۔ وہ
گورو گوبند کے پاس امرت سر میں آیا۔ اور گورو اوسکے ساتھ دہلی گیا۔ ایک سو سوار ہمراہ دے

گورو ہرگوبند اور شاہی شمشیر

سبب سے سمت ۱۶۵۷ مین صلحی خان تعینات کیا گیا۔ مگر اوسکو گوبند وال مین ایک نوکر نے مار ڈالا
تو دیوان چندو لال نے اکبر بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ گورو ارجن نے سازش کر کے اوسکو قتل کرایا
ہے۔ تو بادشاہ نے غصے مین آکر صلحی خان حاکم لاہور کو گورو ارجن کی تنبیہ کے لئے فرمان
لکھا۔ صلحی خان بھیہ مین برھی چند پاس آیا۔ دونو شکار کھیلنے گئے کہ صلحی خان کا گھوڑا ایک
جانور کے اڑنے سے بھڑک کر جلتی آگ مین جا پڑا اور صلحی خان مرگیا +

سمت ۱۶۵۹ مین اکبر بادشاہ لاہور مین آیا۔ تو قصبہ بٹالہ ضلع گورداس پور مین دیوان
چندو لال سے فیـ بادشاہ سے یہ کہا کہ گورو ارجن نے گرنتھ کو مرتب کیا ہے اور اوسکو کہتا ہے
کہ مین نے الہام الہی سے لکھا ہے۔ اسمین مذہب اسلام کی تحقیر کی ہے اور پیغمبران خدا
کی تضحیک اور بت پرستی کی تعریف۔ بادشاہ نے گورو ارجن کو بلایا کہ وہ گرنتھ لیکر آئے مگر
گورو کسی سبب سے خود نہ گئے مگر اپنے سیوکون بھائی گورداس جی اور بابا بدھا کو گرنتھ کے ساتھ
بھیجدیا۔ اکبر نے کئی جگہ سے گرنتھ کو سُنا۔ اور چندو لال کے بیان کو جھوٹا جانا اور اکیاون اشرفیان
گرنتھ پر چڑہائین اور گورو ارجن کے پاس جانے کا وعدہ کیا۔ اور اوسکو خلعت بھیجا
سمت ۱۶۶۰ مین تو وہ گورو ارجن پاس گیا اور اوسکے کلام سے مستفید ہوا۔ گورو جی کی سفارش سے
کل پنجاب کا لگان بوجہ قحط سالی اس سال کے لئے معاف کر دیا۔ بلکہ بہت سا غلہ دیکر بڑا
غریبون کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ شہنشاہ اکبر کی اس مہربانی سے گورو ارجن کی بزرگی کا
بڑا شہرہ ہوگیا +

جب نور الدین جہانگیر بادشاہ ہوا اور اوس کا سرکش بیٹا خسرو ترن تارن مین آیا تو وہ
گورو سے امداد کا خواہان ہوا تو گورو نے پانچ ہزار روپیہ اوس کو دیا جسکو دشمنون نے پچاس ہزار
روپیہ بنا کر بادشاہ سے شکایت کی۔ جب خسرو پکڑا آیا اور قتل ہوا تو دیوان چندو لال نے
گورو جی کو بھی اوسکے معاونون مین بیان کیا۔ تو بادشاہ نے گورو جی کو بھی طلب کیا تو وہ اوسکو
پیغام اجل سمجھ کر اپنے بیٹے گورو ہر گوبند کو گدی نشین کر کے لاہور آئے۔ اور چندو لال نے گورو کو
بادشاہ پاس پہنچایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے خسرو کو پچاس ہزار روپیہ دیا تھا اس جرم کا جرمانہ

بادشاہ کے ساتھ وہ دکن کے سفر مین ہمراہ تھا۔ گورو کے بیٹھے ہین اوسکے ایک مسلمان
نوکر نے زخم لگایا۔ جیسے وہ جانبر نہ ہوا۔ اور کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۵ کو گورو نے
اس دنیا سے انتقال کیا۔

بابا بندہ بہادر +

گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے
بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا رجپوت تھا۔ پہلے اسکا نام
نراین داس بیراگی تھا جب وہ ۔ ناندیر صوبہ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام
بندہ رکھا جسکی لڑائیون کا حال مسلمان بادشاہون سے آگے تاریخ مین لکھا جائیگا

سکھون کے حال کا خلاصہ دسوین گورو تک +

اب سکھون کے گروؤن کا سلسلہ دسوین گرو گوبند پر ختم ہوا۔ ان کے آخر
زمانہ تک سکھون کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ جبتک چھٹے گورو تک سکھون کا فرقہ فقیری
کے لباس مین رہا تو مسلمان بادشاہون نے اون کے گروؤن پر ہمیشہ مکرمت
و عاطفت شاہانہ کی کبھی اونکے پاس خود جا کر اونکے قدر و عزت کو بڑھایا کبھی اونکو
اپنے پاس بلایا۔ پانچوان گورو ارجن کو چندو لال نے قتل کیا جسکا سبب اوپر بیان ہوا
چھٹے گورو ہرگوبند نے جہانگیر کے بیٹے خسرو پر مہربانی کرکے اپنے تئین گوالیار مین
قید کرایا۔ جہانگیر نے اوسکا قصور یہ بیان کیا ہے کہ اس گورو نے خسرو کے راج تلک لگایا
تھا۔ مگر پھر اس گورو پر باوجود اس قصور کے کیسی کیسی مہربانیان کین اونکا ذکر اوپر ہوا شاہجہان
سے گورو کی بد احتیالیون کی ہندؤن اور اوسکے بھائی بندون نے اس قدر شکایتین کین
کہ وہ اوس سے ناخوش ہو گیا۔ دارا شکوہ گورو ہر رائے نے عنایت کرکے اورنگ زیب کو

اورنگ زیب

تیغ بہادر کو اورنگ زیب نے قتل کرایا۔ گورو گوبند نے تو مسلمانون سے لڑنے کا
بیڑا اوٹھایا اوسی گرو کی عقل و دانش نے سکھون کو ایک فرمان روا قوم کچھ دنون
کے لئے بنایا +

سکھون کا فرقہ مدت تک مرنجان مرنج رہا اور صلح کل کی صورت مین پرورش پاتا رہا
مگر اب وہ ایک جنگی قوم ہو گئی اور مسلمانون کی سلطنت مین اوسنے جاہ و جلال کا کمال دکھایا

گورو تیغ بہادر کا بیٹا گورو گوبند باپ کا جانشین ہوا۔ یہی گورو ہے جسنے سکھون کو فرمانروا بنایا۔ اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپے ہوا۔ اپنے دادا گورو ہرگوبند کی طرح عمدہ عمدہ گھوڑے بہم پہنچانے اور ہتیار تیار کرنے کے لئے سکھون کو لکھہ بھیجا۔
اب اوسنے سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ چارون طرف سے اونکی زیارت کو آدمی آئے اور گھوڑے اور ہتیار نذر کے لئے لائے اور کالے خان نجابت خان حیات خان بھیکن خان کو مع پانچ سو سوارون کے نوکر رکھا۔ اس گورو کو جیسا کہ سکھون کو پیشہ سپہ گری سکھانے کا شوق تھا ایسا ہی علم کی تعلیم کا بھی خیال تھا سنسکرت طلبہ کو پڑھنے کو بنارس بھیجتا تھا بہت سے کوہستانی راجہ دس ہزار سپاہ سے گورو گوبند پر حملہ آور ہوئے اور گورو نے ان سبکو شکست دیدی۔ اور لوہ گڈھ۔ انند گڈھ۔ پھول گڈھ۔ فتح گڈھ کے نامون سے قلعے جا بجا تعمیر کرائے۔ اور تھوڑے دنون مین بیاسا راٹھا ٹھہ شاہانہ بنالیا جب اورنگ زیب نے کوہستانی راجاؤن کی تنبیہ کے لئے فوج بھیجی ہے تو گورو گوبند بعض راجاؤن کا طرفدار ہوا لشکر شاہی سے لڑکر کبھی فتح ہوئی کبھی شکست پائی۔ اسکے ساتھہ سپاہی ایسے ہمراہ تھے جو اپنے گورو پر جان نثار کرنے کو اپنی عزت سمجھتے تھے خوب جان لڑا کر لڑتے تھے اس سبب فتح زیادہ اور شکست کم ہوتی تھی۔ گورو گوبند نے اپنی لڑائیون کا حال خود بچتر ناٹک مین لکھا ہے۔ گورو گوبند نے اورنگ زیب کی فوج سے بڑی شکست انندپور مین پائی جہان سے وہ مجبور ہوکر بھاگا اور راہ میں بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ گورو جی کی والدہ مع گورو کے بیٹے زور آور سنگھ اور اوسکے چھوٹے بھائی کے اپنے قدیمی رسوئیہ برہمن کے گھر مین جاکر چھپیں (رسوئیہ نے یہ دیکھہ کہ ماجی پاس سونا بہت ہے جانی خان مورنڈہ کو خبر کردی اوسنے اونکو جاکر گرفتار کرلیا۔ اور تمام مال اسباب چھین لیا اور دونو بیٹون کو دیوار مین زندہ چنوادیا۔ گورو کی ما ایک برج سے گرکر مرگئی۔ اورنگ زیب اس گورو کی شجاعت اور کامیابی سے ایسا گھبرایا کہ اوسنے مصالحت کرلی۔ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا سکھہ کہتے ہین کہ گورو گوبند کے تیر سے اسکا بھائی اعظم شاہ لڑائی مین مارا گیا تھا۔

جلادت پیشہ نے عیال اور ناموس کو جمع کیا اور سکھون کے دفع مین کوشش کی اونکی جان
مضرت جانی ومالی اور بے ناموسی نہین ہوئی جب سکھون کو مال وافر نقد وزیور اقمشہ بیش بہا
سے ہاتھ آئے تو اونہون نے اطراف کا بندوبست کیا جلال خان فوجدار جلال آباد
(مظفرنگر) کے نام تہدید آمیز حکم بھیجے۔ قصبہ جلال آباد کو جلال خان نے آباد کیا تھا۔
وہان حصار قائم تھا اور مایہ دار افغان بہت وہان سکونت رکھتے تھے۔ اس ضلع مین جلال خان
شجاعت وتہوری مین بہت مشہور تھا جب بندہ کا خط اس پاس آیا تو خط لانیوالون کو
تشہیر کرکے نکال دیا اور برج وبارہ کا بندوبست کیا اسباب جنگ مصالح نام وننگ کا
تہیہ کیا اور سپاہ کو سکھون سے لڑنے کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بندہ
کی فوج تین کوس پر آگئی ہے اور سکھون نے توابع جلال آباد کے دو مواضع میں گڈہیون کا
محاصرہ کیا جو خوب آباد اور تجارت کے مال سے بھری ہوئی تھین جلال خان اس خبر کو سنکر تین چار سو
سوار افغان اور قریب ہزار کے برقنداز تیرانداز بسرداری غلام محمد خان اپنے پوتے کے
اور ہزبر خان بنی عم کے محصورون کی کمک کو سکھون کے دفع کرنے کے لئے بھیجے۔ چار پانچ سو
برقنداز تیرانداز اور بہت سی رعایا طرح طرح کے ہتیار اور فلاخن لیکر سکھون سے لڑنے کے لیے
نکلی خوب لڑائی ہوئی۔ ہزبر خان اور ایک جماعت کثیر افغانون اور رعایا کی کشتہ ہوئی لیکن
آخر کو پیاپے حملے کرکے افغانون اور شرفا نے سکھون کو مار کر بھگا دیا پھر کئی دفعہ جلال خان
اور بندہ کی لڑائیاں ہوئین دونون دفعہ سکھون کو شکستین ہوئین۔ مگر جلال آباد کے محاصرہ مین
وہ جمے رہے سب طرف سے مور وملخ کی طرح ستر اسی ہزار سکھ پیادہ وسوار فراہم ہوگئے اور
اپنے ساتھ دو تین سو مورچال روان ساتھ لائے جو چوب کے تختون سے بنائے ہوئے تھے اور اونکے
پایہ مثل رابہ کے لگائے تھے اور جلال آباد کو نگینہ کی طرح چارون طرف سے گھیر لیا۔ افغانون
نے بھی ایسی بہادری دکھائی کہ بیان نہین ہو سکتی محاصرین مورچالون کے ساتھ پائے دیوار
مین دروازہ کے نزدیک آئے اور اونہون نے تیر وگولہ بندوق وسنگ پھینکا اور فتح درشن
پکارتے ہوئے پانچ سو کلندرا اقسام حربہ لیکر پائے حصار کھودنے کے لئے آئے اور زینے لگائے

وزیر خان کے ایک بندوق لگی جسسے وہ مرگیا اور اسلام کی فوج کو شکست ہوئی اور سکھون کو
تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے اوسکے ہاتھہ آئے سپاہ اسلام سواے جان اور بدن کے کپڑون
کے کچھہ اور نہ لے جا سکی اور سوار پیادے سکھون نے بہت مارے اور بندہ تعاقب کرتا ہوا
شہر سرہند مین آیا اور سرہند ایسا شہر تہا جو تجارت کے مال سے بہرا ہوا تھا اور جسکے صراف
مالدار اہل پیشہ مایہ دار تہے ہر قوم کے شرفا خصوص اعیان صلحا و فضلا بہت شہر مین رہتے
تہے کسی کو جان و مال و عیال باہر لے جانے کی فرصت نملی - وہ سب وزیر خان کے مرنے
کی اور لشکر اسلام کے غارت ہونے کی خبر سنکر بدحواس ہوئے اور محصور ہوگئے - ایک دو
روز دست و بازو نی لاحاصل کی آخر کو قہر الہی مین گرفتار ہوئے سکھون نے مال لوٹا -
مردونکو مارا - وضیع و شریف کے اطفال و عیال کو اسیر کیا - تین چار روز تک ایسا بیداد و ظلم
کیا کہ حاملہ عورتون کے پیٹون کو چاک کیا جو بچہ زندہ نکلا تو اوسکو زمین پر پٹک کر مردہ کیا
عمارات کو جلایا فقیر و غنی کو ہم صورت بنادیا جہان مسجد اور بزرگون کے مقبرے اور مزار
دیکھے اونکو توڑا ڈھایا اکثر مزارون مین سے مردون کی ہڈیون کو نکالا اور مردون کی
لاشون سے وحشیانہ عوض یہانتک لیا کہ اونکی بوٹیان کرکے کوّے چیلون کو کھلائین سرہند
کے تاراج کے بعد تمام پرگنات مین تحصیل باج و خراج کے لئے اپنے عمال تعین کئے ان کا
نوشتہ تہدید آمیز علی محمد خان فوجدار سہارنپور پاس گیا سرہند کے باشندونکے حال سننے سے
اوسکے ہوش و حواس اُڑے ہوئے تہے - ہر چند شرفا اور افغانون نے جمع ہوکر استقامت کے لئے
اور برج و بارہ کے مستحکم کرنے کے واسطے کہا مگر وہ مال و عیال سمیت شاہجہان آباد کو بہاگ گیا
قصبے کے آدمیون نے باہم اتفاق کرکے کل اطراف مین مورچال باندہے سکھون سے اونہون
نے بہادرانہ جنگ کی اور قالب مکانون کی پناہ مین بیٹھہ کر تیر و گولے مار کر بہت سکھون کو
مارا - شرفا کی ایک جماعت نے اپنے عیال و ناموس کو مار کر تردد نمایان کیا اور بہادرانہ جان
دی مگر قصبہ کے بڑے حصہ مین مال و عیال ضایع ہوئے - عورتون نے اپنے ناموس کا
پاس کرکے اپنے تئیں ہلاک کیا اور قید ہونے سے کنوئون میں گرنا پسند کیا لیکن بعض شرفا

سرہند سے لائے تھے اور ان پاس مصالح شمار فنا اور تختے اور ریت بھرے تھیلے مورچال باندھنے کے لئے اور سرب باروت بہت سا لدا ہوا اونکے ہمراہ تھا۔ لوٹتے مارتے قصبہ راہون (جلندر کے دوآب مین ہے) مین کہ سلطان پور سے سات کوس ہر وہ آئے اور لنگر اقامت ڈالا۔ ایک زمینون کا پرادو تھا اوسکی تمام اینٹون سے اپنے لشکر کی پناہ کے لیے ایک گڈھی بنالی اور اطراف مین مورچال بنا کے کارزار کے لئے مستعد ہوگئے۔ اور فوج طلایہ کو روانہ کیا اور اطراف کے پرگنات کے چودہریون اور قانون گویون کے نام اطاعت وتہدید کے حکام بھیجے +

شمس خان کے داہین اور باہین طرف کی ہزار ہا مسلمان جلادت شعار غزا اور جہاد کے لئے جمع تھے اور شہادت کی آرزو مین وہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے تھے کہ ہزیمت پانے اور شمس خان کے کشتہ ہونے کی حالت مین ہم سب کی جان ومال وعیال مہلکہ تلف مین آئین گے بہیئت مجموعی ذوق وشوق وانتعاش کے اظہار مین اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور مردانہ وار پیش قدم ہوتے تھے۔ جب سکھون سے گولہ رس فاصلہ پر آئے پہر دن چڑھا تھا کہ توپ بندوق کی آوازین بلند ہوئین۔ ایک بارگی قریب دس بارہ ہزار کے گولہ اور سنگ فلاخن اولون کی طرح لشکر اسلام پر برسے۔ مگر وہ لشکر اسلام پر کارگر نہ ہوئے کہ کوئی نامی آدمی مارا جاتا شمس خان تیز جلوی کو اور باروت کے بیفائدہ صرف کرنے کو تاکید سے منع کرتا تھا۔ اور قدم بقدم آگے جاتا تھا۔ سکھون کے شلک کے اول اور دوم کے تمام ہونے کے بعد فوج اسلام جرارت کرکے آگے بڑھی پرگنات اطراف سے چالیس پچاس ہزار مسلمان آن کر رفیق ہوگئے تھی صدا تکبیر ہمت افزا بلند کرکے سکھون پر یورش اور تاخت کی اور پیہم حملہ کرکے بہت سکھون کو قتل اور زخمی کیا سکھ مغلوب ہوکر قلعہ راہون مین چلے گئے۔ جو جنگ سے پہلے ان کے تصرف مین آگیا تھا۔ اس مین محصور ہوئے اور بندوق اور بان مارنے لگے۔ اسباب جنگ کا سابق ذخیرہ وماکولات کہ راہون کے پہلے آدمی چھوڑ کر جان سلامت لیکر بھاگ گئے تھے وہ قلعہ مین موجود تہا چند روز اس گڈھی مین استقامت کے ساتھ محصور رہے راتون کو قلعہ سے نکلکر بہیأت مجموعی لشکر اسلام کے اطراف پر حملے کرتے تہے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضایع کرتے تہے طرفین پر عاصی کر سکھون پر کا تنگ ہوا۔ رات کو سکھون نے گڈھی

اور دروازون کے جلانے میں حد سے زیادہ شوخی کی۔ افغان دروازون کو کھول کر ہاتہون
مین ننگی تلوارین لئے ہوئے اور منہ پر سپرین لگائے ہوئے نکلے اور سکھون پر حملہ کیا اور
ہر حملہ مین سو دو سو سکھون کو کشتہ و زخمی کیا۔ مسلمان بھی مارے گئے۔ رات کو بھی سکھون پر
حملہ کرتے۔ بیس روز رات دن محصورون پر خور و خواب و آرام حرام رہا۔ آخر کو سکھ کئی ہزار
قتل ہوئے اور کچھ فائدہ نہ حاصل کر سکے محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور سلطان پور اور رہ گئے
دوآبہ جالندہر کی تسخیر کے درپے ہوئے اور اپنے دستور کے موافق شمس خان کے نام پروانہ
لکھا کہ اطاعت قبول کر بعض فرمایشون کا سرانجام کرو اور خزانہ موجودہ لیکر استقبال کو آؤ۔ یہ پروانہ
دو سکھون کے ہاتھ بھیجا۔ شمس خان نے شرفا و متن دارون سے مشورہ کیا۔ سب شرفا نے اور سپرفاتحہ
خیر پڑھی کہ اوسکی رفاقت کرینگے اور شہادت پانے کی نیت سے رفاقت اور اتفاق نہ نفاق
کی کلام الہی پر قسم کھائی۔ شمس خان نے بندہ کے فرستادون کے سامنے باہر خیمہ نکالنے کا حکم دیا
اور جواب تہدید آمیز لکھا کہ ہم جلد آتے ہین۔ بندہ کی فرمایشون مین ایک یہ بھی تھی کہ سرب و
باروت بھیجدو۔ کچھ سرب و باروت بھیجدیا اور لکھا کہ بازار کے تاجرون اور باروت خانہ
سرکار مین یہ دونو چیزین بہت موجود ہین مگر باربردار اور سواری شرفا و رفقا کے لئے بہت درکار
ہین وہ خالی ہین۔ اسلئے زیادہ سرب و باروت نہین بھیج سکا جسقدر باربرداری
بھیجدوگے اس قدر وہ بھیجدی جائیگی۔ شمس خان نے چار پانچہزار سوار اور تیس ہزار
پیادے برقنداز و تیر انداز اور اسلحہ دار پرانے اور نئے اطراف کے زمینداروں کی
رفاقت سے جمع کئے اور سب اقوام کے شرفا و رعایا اور اہل کسب جنمین زیادہ تر جلاہے
شہادت کی آرزو مین رغبت و خواہش سے کمربستہ ہوئے۔ اور جان و اہل عیال سے ہاتھ
دھو کر پیمان رفاقت کلام اللہ کی کفالت پر آپس مین باندہا اور خرچ مین بھی شریک ہوئے
ایک لاکھ آدمیون سے زیادہ جمع ہوئے اور بڑے دبدبہ کے ساتھ سلطان پور سے نکلے
سکھون نے شمس خان کے جرأت پر اور ایسی فوج و مصالح جنگ کے ساتھ آنے پر اطلاع
پائی تو وہ بھی ستر اسی ہزار سوار اور پیادون سے چلے اونکے ساتھ توپین تھیں جو وہ

سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین۔ جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ رسولون کے درمیان مین ڈال کر خانخانان معظم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا۔ بادشاہ کو سکھون کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے بہادر شاہ نے راجپوتون کی بعض شرائط کو جو اوسکو پسند نہ تھین۔ بہ تقاضاء وقت منظور کر لیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جی سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا اودے پور کے اور راجپوتون کے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اوسی روز پہن کر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کر کے بادشاہ پاس آئیں۔ تمام بانام و نشان راجپوتون کی تیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت نے مسلح بنا کے اور اپنے ہاتھون کو رومال سے باندہ کے سرسواری ملازمت کی اور عطاء خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر ہوئے اور مرخص ہوئے۔

راجپوتون کا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے۔ ٹوڈ راجستھان اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنیکے لئے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ اودے پور نے ایک مخفی عہد نامہ کر لیا جس کی شرائط ٹوڈ راجستھان مین یہ لکھی ہیں۔

اول شاہجہان کے زمانہ مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو۔

دوم گائے کشی ممنوع ہو +

سوم شاہجہان کے زمانہ مین جو اضلاع رانا پاس تھے وہ سب بدستور اوسکو دئے جائیں +

چہارم ساری مذہبی رسوم اور عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی +

پنجم رانا جس شخص کو برطرف و خارج کریگا تو بادشاہ اوسپر مہربانی نہیں کریگا +

ششم دکن کی خدمت کے لئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے +

رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے انمین کبھی انحراف نہیں ہوگا۔

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھ نے انھیں شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لئے

فرار کیا - اور شمس خان نے کئی کوس تعاقب کیا - ایک توپ و چند شتر لدے ہوئے بہیر کے اوسکو
ہاتھ آئے - مادر اوس نے سلطان پور کو مراجعت کی مگر دوسرے روز ہزار کے قریب سکھون نے آن کر
راہون سے شمس خان کے تہانہ کو اوٹھا دیا اور اپنا تھانہ حصار مین قایم کیا - اور پھر اوسکے بعد سکھون نے
حوالی لاہور کے پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - لاہور کی اطراف مین عجب واویلا و تزلزل
ہوا - اسلم خان کہ دیوان شاہزادہ اور نائب صوبہ لاہور تھا - اوس نے برج و بارہ کا بندوبست کیا اور
کاظم خان دیوان بادشاہی اور حکام کے ساتھ اتفاق کر کے اہل اسلام و ہنود کے ازدحام کے ساتھ
باہر آیا اور شہر سے تین چار کوس پر خیمہ لگایا اور سکھون کے لشکر طلایہ کے دفع مین کوشش کی - اگرچہ
لاہور کے آدمی ضرر جانی و مالی سے محفوظ رہے لیکن اطراف لاہور شالامار تک کہ لاہور سے دو
کوس پر ہے بہت خراب ہوئے - القصہ آٹھ نو مہینے کے عرصہ مین دار الخلافہ شاہجہان آباد سے
دو تین منزل تک اور سواد دار السلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معموری سکھون کی تاخت
و تاراج سے پامال اور ویران ہوئے - اور بے شمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون
نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا قصبہ و دیہات سادہورہ
و کرنال مین لاہور سے زیادہ خرابی ہوئی - یہان کے فوجدار نے بقدر حالت سعی کی اور
جان دی - سود و سو ہندو و مسلمان جو سکھ گرفتار کرتے اونکو ایک جا بٹھا کر قتل کرتے - سکھ
ہندؤن سے مذہب مین ایسے جدا ہو گئے تھے کہ وہ اونکی بھی ایذا اور قتل مین کوشش کرتے تھے -

جب بادشاہ سے ان سکھون کے فساد کا حال معروض ہوا تو اوسکے چہرۂ حال پر ملال ظاہر
ہوا لیکن صلاح و صواب دولت اسمین سمجھی گئی کہ سکھون کا فساد مٹانا - راجپوتون کی سرکشی
اور شورش کے مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے - بہادر شاہ جس وقت اس طرف توجہ کرے گا
تو اونہیں جھاڑو پھیر دیگا لیکن راجپوتون کی تنبیہ اور تادیب کو اور فسادون کے رفع کرنے
پر مقدم جاننا اسلئے بادشاہ اجمیر سے راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا -

محمد مراد خان صوبہ دار اجمیر اپنی اجل طبعی سے مر گیا - جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اوسنے
اودے پور اور جودہ پور کی طرف افواج بھیجین کہ ملک و مال کو پامال اور اطفال و عیال کو قید کرین

فوج کشی بر راجپوتان

اور خطیب کو اپنے پاس سے ہمراہ کیا جسوقت شاہزادہ مسجد مین داخل ہوا بیگناہ خطیب کو پہلے اسکے کہ
کلمہ معلوم زبان سے نکالے ایک جماعت نے اسپر ہجوم کرکے مار ڈالا - اسی طرح احمد آباد مین ایک خطیب
کو مار ڈالا غرض اہل سنت وجماعت نے بادشاہ کے اس حکم کو چلنے نہین دیا اور بادشاہ کے مرنے
کی وہ دعائین مانگنے لگے -

تلسی بائی ایک مرہٹن تھی وہ پندرہ سولہ ہزار سوار لیکر اس قصد سے آئی کہ برہانپور
سے چوتھ لے برہانپور سے سات کوس پر قصبہ نانند پر تھا اوسکی سرائے مین بہت سے قافلے
اور رعیت کے آدمی پناہ گیر تھے اس سرائکو اوسنے محاصرہ کرلیا اور میر احمد خان صوبہ دار پاس
پیغام بہیجا کہ گیارہ لاکھ روپیہ چوتھہ کا بھیجدو تو سرائے جسکا محاصرہ ہو رہا ہے اور شہر برہانپور لوٹ مار
سے بچ سکتے ہین - میر احمد خان اس پیغام کے آنے سے پہلے اس رن جنگی کے باب مین فکر میں تھا
کہ عورتون کے مقابلہ سے مردون کا منہ چھپانا عورت بننے سے بدتر ہے - وہ ۹ محرم کو اپنی
اور نواح کے فوجدارون کی جمعیت آٹھہ نو ہزار سوارونکی لیکر برہانپور سے برآمد ہوا -
ظفر خان فوجدار پرگنہ جامود کو جو سب فوجدارون مین زیادہ بہادر تھا ہراول بنایا - تلسی بائی
نے یہ خبر سنکر تین چار ہزار سوار اپنے بہیر بنگاہ کی نگاہ بانی کے لئے چھوڑے اور چار پانچ ہزار
میر احمد خان کے مقابلہ کے لئے بھیجے - اور باقی فوج مرہٹہ کو شہر برہانپور کے پورون کو لوٹنے کے لئے
روانہ کی میر احمد خان نے دو تین روز تک خوب تردد کیا اور خود اور اوسکے بیٹے زخمی ہوئے -
برہانپور کے محاصرہ کی خبر سنکر اس طرف مراجعت کی - اس مراجعت مین ہر جگہ اوسکو
دشمن نے گھیرا وہ اوسنے لڑا - ظفر خان بھی لڑکر زخمی ہوا اور آخر شب مین جب وسنے
مرہٹونکا غلبہ دیکھا تو بہ تقاضائے مصلحت اپنی جان بچانے کے لئے وہ میر احمد خان کے بیٹے
کو ہمراہ لیکر شہر مین چلا گیا - چنداول کے بہت سے آدمی مارے گئے - باقی نے بھاگ کر اپنی جان بچائی
بہت آدمی قید ہوئے - میر احمد خان تنہا لڑتا رہا اور زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا اور درخت کے نیچے
اپنے تئین گھسیٹ پہنچایا اور وہان مرگیا - بہت امیر قید ہوئے - انمین شرف الدین تو انکی اپنی
مرہٹی زبان مین گیت سنا کے بارہ سو روپیہ دیکر چھوٹے اور یہ کہا کہ مین مشہور منصبدارون مین تھا یہہ

فوج کی شرط قائم رہی - بعد کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی شرطین لگائین وسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس راجہ نے خودمختاری کا دعویٰ نہین کیا تھا مگر بادشاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہو گیا تھا چنانچہ اسکی دار السلطنت مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا - امداس لعدادی فوج کی حکمرانی اسے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا -
جب کہ پورشس کے زمانہ مین بادشاہی فوج نربدا پر پہنچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونو نے اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہو گئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہو گئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اوسنے ان راجاؤن سے اتفاق توڑنے کا قصد کیا - راجپوتون کی مملکت مین ابتک نہ پہنچا تھا کہ ناگاہ اسکو یہ پرچہ لگا کہ سکھون نے سرہند پر قبضہ کیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اوسکو راجپوتون کے مقدمہ مین تدابیر مجوزہ کی تعمیل و تکمیل کی فرصت نہ ملی - بہادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتون کی فریبی چالون کا کھٹکا مانع و فراحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونو راجاؤن سے ملاقات کے لئے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستہ پر واقع تہا - یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے - غرض کہ ساری درخواستین راجپوتون کی منظور ہوئین - یہ صلح سنہ ۱۷۰۹ع مین ہوئی +

سوانح سال چہارم سنہ ۱۱۲۱ھ - ۱۷۱۰ع

سال چہارم کے جشن کے الفراغ کے بعد بادشاہ لاہور کی سمت مین چلا - ۶ ربیع الاول کو راوی کے کنارے پر آیا اور لاہور مین داخل ہوا - شیعہ مورخ لکھتے ہین کہ بہادر شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اوسنے بعض علماء کو جو یہ مذہب رکھتے تھے بلایا اور اونکی صلاح سے یہ حکم فرمایا کہ خطبہ مین خلفاء راشد کے ذکر مین حضرت علی کے نام کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ داخل کیا جائے اس حکم سے علمائے اہل سنت وجماعت نے اسقدر بلوائے عام کیا کہ یہ حکم جاری نہو سکا اور بادشاہ نے اس کلمہ کے اظہار پر ایسا اصرار کیا کہ بادشاہزادہ عظیم الشان کو جامع مسجد مین بھیجا

کئی لڑائیان ہوئین اور بادشاہی آدمی اور سکھ بہت سے مارے گئے اور سکھہ ہزیمت پاکر
لوہ گڈہ مین چلے گئے جو قلب پہاڑون مین راجہ برفی کے تعلقہ کے نزدیک تھا اور
اس مین ساٹھہ ستر ہزار سوار و پیادہ محصور ہو سکتے تھے۔ وہ برج بارہ کے درست کرنے مین
مشغول ہوئے اور بنجارون مین ہزار بیل تاخت کر کے حصار مین غلہ کا ذخیرہ جمع کر لیا۔
بادشاہی لشکر نے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور مورچال باندھے۔ بندہ اپنے معتقدون کو یہہ
سمجھا کر جنگ و محاربہ کی ترغیب و تحریص دیتا کہ جو کوئی تم مین سے اِس جنگ مین مارا جائیگا
وہ بلا فرصت و فاصلہ ایام صورت امرد و ریش دار مین عود کریگا اور حیات ابدی
اور درجات دنیوی مین ترقی پائیگا چیلے اوسکی باتون کو سچ جانتے تھے۔ اور حصار
سے نکل کر سچا بادشاہ کی فتح درشن کا آوازہ لگاتے ہوئے خوب لڑتے تھے۔ اور روز
بہت قتل ہوتے تھے اور مسلمان بھی کشتہ ہوتے تھے۔
سکھ سوا ان ہنود کے جو اونکے ساتھ شریک تھے سارے ہندوون کو مسلمانون کے
ساتھہ واجب القتل جانتے تھے۔ مصاف دیدگان رزم پر ظاہر ہے کہ اگر دو تین ہزار
سوارون مین سو دو سو سوار بھی ایسے ہوتے ہین کہ جوہر شجاعت و ارادت رکھتے ہین اور
جانفشانی مین حق نمک کی مراعات کرتے ہین تو اس کی فتح و فخر کا سبب ہوتے ہین۔
چہ جائیکہ سکھون مین بہت ہی کم سوار اور پیادے ایسے ہونگے کہ وہ دل و جان سے اپنے
گرو پر گوسفند کی طرح قربان ہونے کو کمال مراد اور رازہ کے دل نہ جانتے ہون اِدھر یہ ارادت
اُدھر طمع زر و اقسام امتعہ و زیور جو تاراج مین ہاتھہ آتا تھا۔ یون اس فرقہ گدا پیشہ کا
تسلط و غلبہ بڑہتا گیا۔ محاصرہ مین طرفین نے جلاوت و دلیری کی داد دی۔ اسکا امتداد ہوا
قلعہ کا ذخیرہ ختم ہوا سکھون کا ایسا تنگ حال ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر سے ہاتھہ اور آنکھون کے
اشارون سے لشکر شاہی کے بقالون کو بلاتے اور دو تین روپیہ سیر غلہ خریدتے اوپر سے
چادرین پھینک دیتے اور اس مین غلہ بند ہوا کے رسیون سے کھینچ لیتے اور ایک ایک دو دو
مٹھی آپس مین بانٹ لیتے تین چار ہزار سکھہ فاقون سے مر گئے سواری اور بار برداری کے

اپنے اوپر سے بارہ سو روپیہ کا صد مہاوتا رتا ہون محمد تقی جو قید ہوئے انہون نے اپنے تئین نہین چھپایا اور اپنے تئین منصب دار صاحب اسم و رسم بتایا تیس ہزار روپیہ دیکر چھٹکارا پایا +

بہادر شاہ دہلی کے قریب آیا اور محمد منعم خان و رستم دل خان و چوڑامن جاٹ کے ساتھ بڑی بھاری فوج روانہ کی کہ سکھون کا استیصال کرین اور انکے تھانون کو ڈھادین اور اپنے تھانے قایم کرین - شاہ آباد (مصطفے آباد) سادہورہ اور قدیم آبادیون کو جنکو سکھون نے ویران کیا ہے آباد کرین - باوجودیکہ بادشاہ اس ضلع مین موجود تھا - اور سکھ پہلے فرار ہو چکے تھے مگر اپنی شوخی سے باز نہین آتے تھے - دہم شوال ۱۱۲۲ھ کو سادھورہ سے چار پانچ کوس پر بادشاہ کا خیمہ آیا - رستم دل خان اور فیروز خان میواتی کو بھیجا کہ لشکرگاہ کے لئے جگہہ تلاش کرین - راہ مین راہ سکھون کے تیس چالیس ہزار سوار و پیادے بے شمار دس بارہ کوس سے فتح درشن کہتے ہوئے سیل کی طرح ناگہان فوج بادشاہی کے مقابل آئے سکھون کے حملون سے لشکر شاہی کا تیلا حال ہوا - بہت آدمی زخمی و کشتہ ہوئے - فیروز خان میواتی کی خاص و عام جماعت اور کچھہ سادات بارہ ہاتھی گھوڑون سے پیادہ ہوئے اور سکھون کے مقابل ہوئے - بہادرانہ حملے کر کے سکھون کو ہزیمت دی اسکے بعد بادشاہ سادھورہ مین اس قصد سے گیا کہ سکھون کی تنبیہ اور اخراج کے لئے سپاہ مقرر کرے - چار پانچ روز بھادون کا مینہ دھوان دھار برسا اور سردی بڑی شدت سے پڑی کئی ہزار آدمی خاصکر دکنی جو اس سردی کی تاب نہ لائے مر گئے - سواری اور بار برداری کے گھوڑے بہت مر گئے جنکی گندہ بو سے زندہ نکو رہنا دشوار ہوا - لوگ کہتے تھے کہ سکھون نے جادو کیا اور ایسی بیہودہ باتین کہتے تھے - یہ خبر بھی آئی کہ سکھون نے کہی اور اطراف کی بادشاہی فوج پر تاخت کر کے ایک دو نامی فوجدار مار ڈالے - حمایۃ الملک خان خانان کو ایک بیٹے کے ساتھہ و حمید الدین خان بہادر و رستم دل خان و راجہ چتر سال و فیروز خان میواتی و چوڑامن جاٹ اور باقی سرداروں کو بسرداری شاہزادہ رفیع الشان سکھون کے استیصال کے لئے بھیجا

فتحیابی کے ساتھہ کام کو ختم کریگا - اوسنے اپنی بدنصیبی سے ایک تنگ راہ جو قلعہ سے کوہستان کو جاتی تھی بند نہ کی تھی کیا تو اوسکو معلوم ہی نہین ہوئی یا وہ جانتا تھا کہ وہ راہ بھی اوسکے کسی معتمد چال کے درمیان جاتی تھی - رات کو بندہ نے تبدیل لباس کیا - اور معلوم قلعہ سے باہر چلا گیا - خانخانان نے صبح کو حملہ کرنا شروع کیا - اور تھوڑی لڑائی کے بعد قلعہ کو لے لیا - تلوار اوسکے ہاتھہ مین تھی اور بہت خوش تھا کہ بندہ کو زندہ یا مردہ بادشاہ پاس لیجاؤن - اور مین نے جو قلعہ پر بادشاہ کی باوجود ممانعت کے حملہ کیا ہے جس سے وہ ناخوش ہوا ہے - وہ اس خدمت سے خوش ہو جائیگا - مگر کون اس مایوسی اور غم کو بیان کرسکتا ہے کہ وہ چیز جسپر تمام امیدین منحصر تھین وہ ہاتھہ سے ایسی نکل گئی کہ کہین اوسکا پتا بھی نہین لگا - ایک لمحہ کے لئے تو اوسکے بالکل حواس بادشاہ کے خوف سے جاتے رہے - یہ خوف بیوجہ نہ تھا - یہہ دستور ہے کہ بادشاہ کے خیمون کی طرف فتح نمایان کے بعد نقارہ فتح بجتا ہوا چلتا ہے بادشاہی حکم آیا کہ نقارہ نہ بجے اور خانخانان بادشاہ کے حضور مین نہ آئے - وہ مایوس ہوکر اپنے خیمہ مین گیا - مگر بادشاہ عالم اوسکے پہلے خدمات پر نظر کرکے چند روز بعد پھر اوسپر مہربانی کرنے لگا - مگر یہ وفادار وزیر بادشاہی ناحسانمندی کے غم سے فارغ نہ ہوا اور اس غم پر یہہ اور طرہ چڑھا کہ اوسکے اکھیڑنے کے لئے تینون شاہزادے اور امیر الامرا یہ تدبیرین کرنے لگے - یہ زہر آلود تیر اوسکے کلیجہ مین چبھتا تھا - اب دنیا کی کوئی چیز اوسکو خوش نہین کرتی تھی جسکے ہیچ کارہ ہونے کا تجربہ اوسنے خود کرلیا تھا ذلت مذکور سے اوسکی صحت مین خلل آیا - چند روز مین صاحب فراش ہوا ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء مین حضرت عزرائیل کو روح اپنی نذر کی - ایسا وزیر مدتون مین بھی کوئی نہین پیدا ہوا فقط وہ صوفی مزاج اور فقیر دوست تھا - اوسنے اپنی حکومت کے عالم مین خلق کو کوئی ایذا نہین پہنچائی اس کی وزارت مین کسی مسلمان کو ضرر نہین پہنچا - ہر شہر مین اوس نے سرا اور مسجد و خانقاہ بنوانے کے لئے اور زمین اور تعمیر کیواسطے پیشگی روپیہ بھیجدیا۔

اب خانخانان کی وفات کے بعد اس باب مین اختلاف رائے ہوا کہ اوسکے عہدۂ

چھار پائے ذبح اور بن ذبح کئے کھا گئے۔ ایک کھتری جسکا نام کلابو تھا اور تنباکو فروشی اسکا پیشیہ تھا۔ اپنے پیر و مرشد پر جان نثار کرنے کے لئے بندہ کا لباس فاخرہ پہنا اور بندہ کے مکان مین بیٹھا اور بندہ مع فوج کے لشکر شاہی پر ایک طرف حملہ کرکے کوہستان راجہ برفی کی طرف باہر چلا گیا۔ فوج شاہی نے گڈھی مین جاکر کلابو کو زینت کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھکر مقید کیا۔ خوشی خوشی خانخانان پاس لائے۔ چارون طرف سے صداے مبارکباد بلند ہوئی۔ جب خانخانان پاس وہ اجل رسیدہ آیا اور تحقیقات حال ہوئی تو معلوم ہوا کہ باز اوڑگیا اور اوسکی جگہ اُلو ہاتھ لگا۔ اسسے خانخانان کو شرمندگی ہوئی اوس نے اپنے سب ہمراہی سردارون کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہوکر راجہ برفی کے کوہ مین جائیں اور بندہ کو پکڑکر لائین اور اگر وہ ہاتھ آئے تو راجہ برفی کو پکڑ لائین۔ چنانچہ یہ راجہ حضور مین پکڑا آیا۔ اس راجہ اور اس مرید کو پنجرہ آہنی مین بند کرکے قلعہ شاہجہان آباد مین بھجوادیا +

سکھون مین ڈاڑھی اور سر کا مُنڈانا گناہ عظیم ہے۔ بادشاہ کے دربار و دفتر و لشکر مین مخفی سکھ بھی نوکر تھے۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ سارے ہندو اپنی ڈاڑھیان منڈائیں ناچار سکھون کو بھی ڈاڑھی منڈانی پڑی چند روز حجامون کا استرا خوب چلتا رہا۔ بعض صاحب اسم و رسم ریش دارون کی ڈاڑھی صفاچٹ ہوئی +

چین قلیچ خان بہادر صوبہ دار اودہ بہادر شاہ کی بعضی وضع سے اور خلف عہد و قرار سے جو ابتدا مین ہوئے تھے اور بادشاہ کے اور سلوکون سے ملال خاطر رکھتا تھا اور اکراہ کے ساتھ اوسنے اودہ کی صوبہ داری منظور کی تھی۔ اس زمانہ مین اُس نے زمانہ کی سفلہ نوازی اور بادشاہ کی ناقدردانی کے سبب اپنے منصب و خدمت سے استعفا دیا اور گوشہ نشین ہوا۔ اور اپنا نقد و جنس فقرا و مساکین مین تقسیم کیا۔ ایک دن مین پانچ لاکھ روپیہ فقرا مین خیرات کردیا۔

ارادت خان لکھتا ہے کہ منعم خان خانخانان نے اس قلعہ کو جس مین سکھ تھے محاصرہ کیا اور یہ یقینی سمجھکر کہ بندہ اسکو ہاتھ لگ گیا سپاہ کو حملہ کرنے سے منع کردیا کہ وہ صبح کو خود

منعم خانخانان کی لاہور مین وفات + جون ۱۷۱۱ع

بھائی چاند خان جسکو اوسنے سپاہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا اور تورانی افسر اُسے چھوڑ کر
بادشاہ پاس چلے گئے تھے - ان واقعات کے سبب اوسنے وزیر کے اقرارون کے سبب سے احمد آباد
کی صوبہ داری گجرات مین قبول کی - بادشاہ پاس خبر آئی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ نے گجرات
مین وفات پائی - کہتے ہین کہ متصدیان سرکار نے نولاکھہ روپئے نکال کر وہیون کی جگہہ بیسی رکہدئے
فیروز جنگ اس تغلب پر مطلع ہوا تو اوسنے اپنے عمل و تدبیر سے سارا روپیہ لوگون سے
اگلوا کے خزانہ مین داخل کر دیا فضلائے لاہور نے ایسی شورش پیدا کی تھی کہ لفظ وصی خطبہ
مین نہ داخل ہو سکا بادشاہ نے فضلائے لاہور کی حاضری کا حکم دیا تو یار محمد و محمد مراد یہ دو تین
چار مشہور فاضلون کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت مین تسبیح خانہ مین حاضر ہوئے بادشاہ
نے خود حضرت امام اعظم کے قول کے موافق گفتگو کی حاجی یار محمد نے بادشاہ کے قول کو
بہت گستاخانہ اور بے باکانہ رد کیا - بادشاہ نے برآشفتہ ہوکر فرمایا کہ تو بادشاہون کے
غضب سے نہین ڈرتا - حاجی یار محمد نے جواب دیا کہ مین اپنے خدا سے چار چیزون کی عطا کی
آرزو رکھتا تھا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سیوم حج چہارم شہادت الحمد للہ کہ اللہ تعالے
نے تین نعمتین مجھے عطا کین آرزو ئے شہادت باقی ہے امیدوار ہون کہ بادشاہ کی
توجہ سے اس مین کامیاب ہون - اس مباحثہ مین کئی روز لگے - ایک لاکھہ آدمی جنمین
بعض افغان تمن دار بھی تھے حاجی محمد یار سے متفق ہوئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ
اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب حیدر نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے
اوسپر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانہ کی طرح خطبہ پڑھا جایا کرے - اس طرح جھگڑا ختم ہوا
کہتے ہین کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلون کو جنسے وہ آشفتہ خاطر تھا ایک
قلعہ مین بھیجدیا +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۲ھ

جلوس کا سال پنجم ۱۸ - ذی الحجہ کو منعقد ہوا ۱۴ محرم کو بادشاہ کے مزاج مین خلل
پیدا ہوا حکم ہوا کہ شہر کے سارے کُتّے شہر سے باہر نکالے جائین - اس زمانہ کی خلقت

وزارت اور صوبہ داری دکن پر کون شخص مقرر ہو عظیم الشان جو سلطنت مین صاحب اختیار تھا
اور سعد اللہ خان کو دیوان تن اور خالصہ تھا دونوبہ رائے دیتے تھے کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونو بیٹے
محتشم الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور ہون ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لیے چھوڑنا پسند نہین
کرتا تھا - اوسنے بادشاہ سے التماس کی کہ جب حضرت بادشاہ نے خانخانان سے وزارت کا
وعدہ کیا تہا ہم عذر نہین کر سکتے تہے لیکن اب میرا باپ جب تک عہدہ وزارت پر بدستور
سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے اسپر عظیم الشان نے
کہا کہ ذوالفقار خان چاہتا ہے کہ باپ کو وزارت ہو اور خدمات مذکور اوسکے نام کی
ہون - بادشاہ ان دونو درخواستون مین سے کسی کی درخواست کو رد نہین کر سکتا تھا
آخر کو وزارت کے باب مین یہ تجویز ہوئی کہ جب تک کوئی مستقل وزیر مقرر ہو سعد اللہ خان
پسر عنایت اللہ خان جو دیوان تن اور خالصہ مقرر ہوا تھا وہ وزارت کا کام شاہزادہ
عظیم الشان کی نیابت مین سب کام اوسکو دکھا کر کرے +

وزارت کے باب مین قرارداد +

غازی الدین فیروز جنگ بہادر نے ممالک دکن مین اپنا بڑا اعتبار اور تسلط پیدا کیا تھا -
وہ تورانی مغلوں کا سردار تہا - بڑی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا - اعظم شاہ سے وہ جدا ہو گیا
تھا معظم شاہ کے انتقام سے اسلئے بہت ڈرتا تھا کہ اوسنے عالمگیر کو اوسکے قید کرنے کی اسوقت
صلاح دی تہی کہ وہ گول کنڈہ کے سامنے تھا وہ فتح نصیب تھا غنیم پر زیادہ غلبہ پاتا
تھا - بڑا تجربہ کار مدبر تھا گو آنکھون سے اندھا تہا مگر وہ آدمی کے دل کو دیکھ لیتا تھا - اوسکی
بڑی آرزو تھی کہ مین کسی شہزادہ کو بادشاہ بناؤن - کام بخش کی ایسی بیوقوفیان دیکھ
جنسے وہ برباد ہوا اوسنے اوسسے کنارہ کشی کی منعم خان خانخانان نے غازی الدین
سے خط و کتابت کی اور اوسکی بہت تسلی و تشفی کی کہ بہادر شاہ اسپر عنایت اور شفقت
کریگا - اس تجربہ کار مدبر نے زمانہ کے انقلابات کو آنکھین کھول کر خوب دیکھا تہا وہ چاہتا
تہا کہ بادشاہ پہلے باتون کو بھول جائے اور مجھے تکلیف نہ دے آیندہ میری زندگی عبادت
الٰہی مین آرام سے بسر کرنے دے - اسکا بیٹا چین قلیچ خان مدت سے ناراض تہا - اسکا

غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات +

مقام کا حال جان سکتا ہے جو اوسکے پیش نظر ہو۔پس مین کس طرح سے یہ کہہ سکتا ہون
مین نے دونو طرف کی صف بندی کو دیکھا ہے جو کوسون مین پھیلی ہوئی تھی - ایک مصنف نے
اورنگ زیب کے روبرو اوسکی ایک لڑائی کا حال پڑھا تو آخر کو بادشاہ نے ارشاد کیا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ لڑائی کے وقت تو کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایسا ذرا ذرا سا
جنگ کا حال دیکھا ہے مین خود ہاتھی پر سوار تھا اور فوج پر حکمران مگر مین نے تو ان حالات
کی ایک تہائی بھی نہین دیکھی جو تو نے بیان کی اب ہم اوسے انتخاب کرکے بعض واقعات
لکھتے ہین جو پہلے بیانون سے کچھہ اختلاف کچھہ اتفاق رکھتے ہیں +

اعظم شاہ کو اورنگ زیب کے مرنے کی خبر ارکین سلطنت نے دی جو اوسکے خیر خواہ تھے
وہ احمد نگر کے لشکر شاہ گاہ مین ۳- ذی الحجہ کو آیا - بہت سے امرا جو اوسکے دلی خیر خواہ تھے
اس پاس آئے - بعض امرا نہ اوسکے نیک خواہ تھے نہ بد خواہ - بعض اوس سے نفرت رکھتے
تھے مگر اوسکی حکومت کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے سوا اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا - اُس سے
ملنے مین ان تین مغل امرا نے فیروز جنگ و چین قلیچ خان و محمد امین خان نے تامل کیا -

۱۰- ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ کو اعظم شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور مراسم جلوس کی
تقدیم ہوئی اشنے امرا کو بقدر اونکی حالت کے عطیئے عطا کئے مگر چند ہی انین اُس سے
خوش ہوئے - جب اعظم شاہ شہزادہ تھا تو بہت سے امرا اوسکے دلی خیر خواہ تھے اور چاہتے تھے
کہ اس مین سلطنت کرنے کی پسندیدہ لیاقتین سب طرح کی موجود ہیں - مگر جب وہ تخت سلطنت پر
بیٹھا تو اوس کے کل اوضاع و اطوار کے سبب سے اوسکی نسبت کل امرا کی رائیں بدل گئیں
وہ بڑے بڑے امیرونکی عزت نہیں کرتا تھا - سپاہ کے خرچ مین خست ایسی کرتا تھا کہ
گویا اوسکو سپاہ سے کبھی کچھہ کام ہی نہیں پڑیگا - یہ خبط اوسکو اپنے اس بیہودہ یقین سے
پیدا ہوا تھا کہ کسی شخص کو اوسے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہین ہے - اور اوسکا بڑا بھائی
شاہ عالم ہندوستان کی یہ سلطنت عظیم الشان چھوڑ کر کسی اور اقلیم مین اپنی جان و
عزت بچانے کے لئے چلا جائیگا اور اسی زمانہ مین اوسکو اپنے بیٹے بیدار بخت پر حسد

یہ یقین کرتی تھی کہ بادشاہ کو سود اعلماء سنن کے آثار دعوت وسحر سے ہوا ہے۔ اس حکم سے
کہین کشتہ نظر نہین آتا تھا دور کے قصبات و دہات مین وہ تھے۔ دوسرا حکم والا یہ ہوا کہ ہندو
اپنی ڈاڑھی منڈائین اور آئندہ کوئی ہندو ہرگز ڈاڑھی نہ رکھے۔ تیسرا کام اوسنے اپنے
آئین کے خلاف یہ کیا کہ علماء پر عتاب و خطاب کیا اور جا بجا محبوس کیا پھر مزاج پر خفقان
کا غلبہ ایسا ہوا کہ دارالسلطنت لاہور مین ۱۹ محرم ۱۱۲۴ھ کو جہان سے رخصت ہوا اور اوسکی
نعش شاہجہان آباد مین حضرت قطب صاحب کے احاطہ کے باہر دفن ہوئی۔ تاریخ تولد بادشاہ
معظم تھی اس حساب سے ۷۲ سال کی عمر ہوئی۔ اور سلطنت کی مدت پانچ سال ۲ ماہ تھی

مین نے بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان زیادہ تر منتخب اللباب خافی خان اور تاریخ مظفری
سے لکھا ہے اور اسمین کچھہ اور حالات بھی اور تاریخون سے بڑہائے ہین۔ اب مین بطور
ضمیمہ کے بعض واقعات تاریخ ارادت خانی سے نقل کرتا ہون۔ ارادت خان شاہ عالم بہادر شاہ
کے عہد مین دوآب کا حاکم تہا اور وزیر معظم خان کا دلی دوست تھا وہ فرخ سیر کے زمانہ مین امر
وہ بڑا مشہور شاعر تھا اوسکا دیوان ہے۔ اسکا نام مبارک اللہ ارادت خان اور تخلص واضح
تھا وہ اپنے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اب میری عمر ۱۱۲۶ھ مین ۴۸ برس کی ہے اس تھوڑے
عرصہ مین دنیا کے معاملات مین یہ انقلابات سلطنتون کی بربادی۔ شاہزادون کا مرنا۔
پرانے شریف و امیر خاندانون کا مٹنا۔ لایق آدمیون کا تنزل اور نالائقون کی ترقی
مین نے ایسے دیکھے ہین کہ تاریخ مین ہزار برس کے اندر بھی اس کثرت سے متواتر ایسے
حادثات نہین بیان ہوئے۔ میرا ارادہ یہ نہین ہے کہ مین تاریخ لکھون بلکہ مین ان
حادثات و واقعات کو بیان کرتا ہون جنکو مین نے بچشم خود دیکھا ہے اور اون مین
شریک رہا ہون۔ ارادت خان نہایت عمدہ و معتبر سپاہی دانش مند فرزانہ تھا۔ تاریخ کو
بے تکلف عبارت مین سچ سچ لکھتا ہے۔ وہ جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی کے باب مین
لکھتا ہے کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جب کارزار شروع ہوتی ہے تو ایک آدمی کے
واسطے یہ ناممکن ہے کہ وہ میدان جنگ مین طرفین کا سارا حال دیکھے وہ صرف ایسے

حوالی آگرہ مین آیا تو اوسنے عالمگیر کے مرنے کی خبر سنی تو باپ کے لئے اس شہر کے لینے کیواسطے
گیا جب چنبل کے کنارہ پر بیدار بخت پہنچا اور اعظم شاہ گوالیار مین آیا عظیم الشان نے محتشم خان
کو آگرہ سے بڑی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا کہ وہ بیدار بخت کو دریا سے پار نہ اُترنے دے۔
بیدار بخت اولوالعزم تھا اور باپ کا رقیب تھا۔ سلطنت کا خواہان تھا۔ اعظم شاہ ایک بے باک
متہور تھا اور اپنے اوضاع مین عاقبت بینی اور دور اندیشی کرتا تہا اور زمانہ حال کے سوا
کچھہ اور آگے نہ دیکھتا تھا ہندوستان کے مرچھون کے تاؤ دینے والون لاف زنون کی
اگر سفر مین بیٹا تاخیر کرتا تھا تو اوس کی تضحیک کرتا اور کہتا کہ تو دشمن سے نامردی کرتا
ہے اسلئے بیدار بخت نے چنبل سے پار اترنے کا اور محتشم خان کے سوار چالون پر حملہ کرنے کا
جو ارادہ کیا تو اس تدبیر کو تجربہ کار ہوشیار سپہ سالار ذوالفقار خان نے ناپسند کیا۔
بعض امیرون کی رائے تھی کہ ذوالفقار خان دغا بازی کرتا ہے اب
انہون نے بیدار بخت کو یقین دلایا کہ وہ شاہ عالم سے خط و کتابت رکھتا ہے اور تاخیر کی
صلاح اسلئے دیتا ہے کہ معظم شاہ نزدیک آجائے تو وہ اپنے منصوبون کو پورا کر کے اوسی جا ملے۔
دوسرے دن یکایک صبح کی نماز سے پہلے جنگ کے لئے کوچ کا نقارہ بجا اور
بیدار بخت نے جنگ کا پورا سامان کیا۔ اور ہاتھی پر سوار ہوا ہمیشہ وہ لڑائی مین فیل نشین ہوتا
مین بھی جلدی سے اوسکی ہمراہی کے لئے گیا تو مین نے اوسکو دیکھا کہ چہرہ غصہ سے
بھرا ہوا ہے اور پکار پکار کر ذوالفقار خان کو دغا باز مکار جھوٹا اور اسی طرح کے
بُرے الفاظ اپنے ہاتھی کے گرد اد نی نوکرون سے کہہ رہا ہے +
اعظم شاہ اور اوسکے بیٹے بیدار بخت مین جو اختلاف تہا اس مین حق باپ کی جانب
مین تھا۔ بیدار بخت باپ کا رقیب تھا اور اس تاک مین لگا رہتا تہا کہ کسی طرح باپ کو تخت سے
اوتارون۔ ایک دن اوسنے مجھہ (ارادت خان) سے پوچھا کہ اگر باپ بادشاہ ہو
اور وہ اپنے بیٹے کی جان لینی چاہے اور بیٹے کو باپ کا یہ ارادہ تحقیق معلوم ہو گیا ہو تو بیٹے
کو اپنی حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہیے تم کوئی ایسی مثل پہلے جانتے ہو مین نے کہا کہ

اس سبب سے پیدا ہوا کہ دادا اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا - وہ قدیمی ارکین سلطنت کے حقارت
کرتا تھا اور بر سر دربار رکھتا تھا کہ وہ اپنی خدمات کے لایق نہین ہے - اعظم شاہ اپنا شا
تھاٹھہ ساتھ لیکر آگرہ کی طرف باقاعدہ منزل بہ منزل تومری گھاٹ کی طرف چلا - یہہ را
کوہستانی تھی اور درختون سے بہری ہوئی راہ مین بڑے بڑے فاصلون مین پا
نہین ملتا تہا - دو روز کے اندر بہت سے مرد عورت بچے جانور پیاسے مر گئے -

بیدار بخت کو دادا سے بڑی محبت تھی اور دادا کو اسسے - وہ باپ کے حکم سے فوراً
گجرات سے اپنے نوکر تین ہزار سوار لیکر چلا - اور اپنے ہی خزانہ کے بتیس لاکھ روپیہ ساتھ
لئے - بادشاہی خزانہ کے بیس لاکھ روپیون کو اسنے ہاتھ نہین لگایا - اپنی فوج و دولت
کو بھی نہین بڑہایا باوجودیکہ آسانی سے وہ اپنی سپاہ کو بہت بڑھا سکتا تہا اور صرافون اور
مالگزارون سے ایک کروڑ روپیہ لے سکتا تھا - خزانہ و فوج کے بڑہانے مین اوس کو یہ
اندیشہ تھا کہ باپ کو اوسکی وفاداری اور خیر خواہی مین شبہہ پیدا ہوگا بیدار بخت نے اجین
باہر ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ پر خیمے ڈالے وہ شہر کے اندر نہین داخل ہوا
ہبہ اللہ خان صوبہ دار مالوہ اوس پاس آیا اور اجین مین بیدار بخت نے ایک مہینہ چند روز باپ کے
آنے کے انتظار مین قیام کیا - تو باپ نے بیٹے کو یہ فرمان بھیجا کہ کسواسطے تو نے جلدی کر
دشمن کے روکنے لئے ستلج مین کشتیان نہین ڈبوئیں گو غنیم کا یہ حوصلہ نہیں ہے کہ وہ
مقابلہ کرے مگر تو خطاء عظیم کا مرتکب ہوا - بیدار بخت باپ کے حکم کے موافق آگرہ کی طرف چلا
ذوالفقار خان و رام سنگ ہاڈا زمیندار کوٹہ و دلیپ بندیلہ و امین اللہ خان کو اعظم شاہ نے
بھیجا کہ وہ شاہزادہ کی حرکات کو بھی دیکھیں اور اوسکی مدد بھی کرین - یہ سب اعظم شاہ
کے پاس سے چلکر بیدار بخت سے ملے مرزا راجہ جے سنگہ اور خان عالم سردار دکنی اور
اوس کا بھائی منور خان اور راو رام اچھہ ہزار سوارون کے ساتھ اعظم شاہ کے
حضور سے بیدار بخت پاس آئے +

شاہزادہ اعظم شاہ کو اورنگ زیب نے حکم بھیجا تھا کہ وہ بنگالہ سے اس پار آئے جب وہ

اسکا جواب دونگا۔ یہ سنکر پیغام بر چلا گیا۔ اعظم شاہ نے صبح کو کوچ کیا جاجو اور آگرہ کے درمیان بنجر زمین مین جہان پانی نہ تھا خیمہ زن ہوا جسسے سپاہ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ اس دن خبر آئی کہ شاہ عالم سات کوس پر خیمہ زن ہے اور کل اسکا ارادہ حرکت کرنے کا ہے۔ مگر یہہ معلوم نہین کہ کس طرف کا ارادہ ہے۔

ارادت خان کہتا ہے کہ ان دو بھائیون کی لڑائی کا حال جو میری آنکھون کے سامنے گذرا اوسکو بیان کرتا ہون شاہزادہ بیدار بخت ہراول تھا وہ ضروری احکام دیکر چلا۔ اعظم شاہ قول مین تھا۔ اسکا لشکر بھی اوسکے بعد روانہ ہوا۔ ابتک اونکو یہ نہ معلوم ہوا کہ غنیم کا مقام کہان ہے اور شاہ عالم کا ارادہ کیا ہے۔ بیدار بخت ایک گاؤں پر پہونچا جسکے نیچے ندی بہتی تھی اور اوسکا پانی صاف تھا اور اوسکے گرد کنوئے بھی تھے۔ اوسوقت افواج متفرق تھین اور کسی سردار کو فوج کی ترتیب کا خیال نہ تہا جس طرف اسکا جی چاہتا تھا جاتا تھا۔ یہ دیکھکر مین نے شاہزادہ سے کہا کہ بڑا لشکر پیچھے دور ہے اور سامنے ملک چند میل تک بے آب ہے اور دن بھی نہایت گرم ہے۔ ترتیب بغیر غنیم کے مقام وحرکت معلوم ہونے کے اب کہان چلے جائینگے۔ مین نے اسکو بتلایا کہ آپ کے ملازم کیسے پراگندہ پھر رہے ہین ذوالفقارخان بائین طرف ایسا ترچھا گیا کہ نظر نہیں آیا۔ آپ کو یہان مقام کرنا چاہئے کہ غنیم کی خبر آئے۔ لشکر کے لئے یہان پانی کافی ہے توپخانہ آجائیگا۔ وقت آتنا مل جائیگا کہ بادشاہ آجائیگا۔ اور لشکر مرتب ہوجائیگا۔ اگر غنیم چڑھکر آئیگا تو آپ کو یہ فائدہ رہیگا کہ آپ اچھی زمین پر اوترے ہوئے ہین اور یہان پانی بکثرت ہے۔ بیدار بخت نے کہا کہ آپ کی تدبیر راست ہے آپ جاکر میرے باپ سے کہئے مین اوسکے حکم کی تعمیل کرونگا شاہ عالم کو بھی ہمارے لشکر کی راہ پر اطلاع نہ تھی جہان وہ اوترا تھا وہان پانی کم تھا۔ اوسنے آج صبح کو اپنے بڑے لشکر کو منعم خان کے ساتھ بھیجا اور خود اپنے بیٹون کے ساتھ اپنے نوکرون کو لیکر جمنا کے کنارہ پر شکار کھیلتے گیا۔ پیشین خیمہ دستور کے موافق پہرہ چوکی کے ساتھ رستم دل خان نے ہمراہ روانہ کیا باتفاق سے دفعۃ

سوال کی ضرورت نہین ہے آپ کے دادا کا طریقہ اپنے باپ کے ساتھہ کافی مثال ہے۔ بادشاہ
کو بہ ضرورت ایسے کام کرنے جائز ہین جو اورون کے لئے جائز نہین ہین۔ پھر ایک دن
اوسنے مجھہ سے یہ پوچھا کہ مین باپ کو کس طرح گرفتار کرون۔ اسکا جواب بھی مین نے دیدیا
بیدار بخت چنبل سے کسی پایاب مقام سے پار اُترگیا جو دشمن کو معلوم نہوا۔ عظیم الشان کی
افواج دریا کے کنارہ پر ایک مقام مین پڑی ہوئی تھی وہ اپنا توپخانہ مختلف مورچالون مین
چھوڑکر آگرہ کو بھاگین وہ اپنی جان بچانے سے خوش تہین۔ ذوالفقار خان جو شاہزادہ
کو دریا کے پار جانے کے لئے منع کرتا تھا وہ مجبوری شاہزادہ کو ظفر جو سفر سے ہوئی
سیار کبا د دینے آیا۔ کچھہ دنون بعد اعظم شاہ قریب آیا۔ بیدار بخت نے ایک کوس سامنے
جاکر باپ کے خیمون کے لئے جگہہ تجویز کی اور جب باپ آیا تو دو کوس اوسکے استقبال
کے لئے گیا۔ باپ نے بیٹے کو بہت پیار کیا گو اوسکو وہ اورنگزیب کی محبت کے سبب اپنا رقیب
جانتا تہا۔ مدتون کے بعد بیٹے کو دیکھا تھا۔ اب قابت کی حب پدری شفقت نے غلبہ کیا
اوسپر بہت عنایت کی اور ایک شاہانہ خلعت عطا کیا +

تقدیر الہی مین تو شاہ عالم کو سلطنت ملنی تھی اعظم شاہ ایسا شیخی و گھمنڈ مین آیا کہ اسکو
یقین تھا کہ اگر اوسکے بھائی کے ساتھہ لاکھون تور اور سلح ہون تو بھی اوسکو میدان جنگ مین
اوسکے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوگی جو لوگ شاہ عالم کے قریب آنے کی خبر لاتے تو وہ
اونکو نامرد احمق کہہ کر دھتکار بتا دیتا اسکو سچی خبر سنانے سے بڑے بڑے افسرون کی جان
نکلتی تھی اسلیئے اعظم شاہ کو شاہ عالم کے نزدیک آنے کی خبر نہ ہوئی جب شاہ عالم متھرا مین
آیا تو اوسنے ایک بڑے مشہور درویش کے ہاتھہ اعظم شاہ کے پاس یہ خط بھیجا کہ خدا کے
فضل سے ہم ایسی موروثی وسیع سلطنت کے وارث ہوئے ہین جسمین بہت سی مملکتین ہین
ہم تم آپس مین ایک دوسرے پر تلوارین نہ کھینچین اسمین عدالت اور عزت و شان ہے۔
سلطنت کو آپس مین ہم تقسیم کرلین گو مین بڑا بھائی ہون مگر مین اوسکا اختیار تم کو سپرد کرتا
ہون۔ اعظم شاہ بڑا متکبر مغرور تھا اوسنے جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو کل میدان جنگ مین

بجاس ہزار سوارون کا معلوم ہوتا ہے یہ بات مین کہہ ہی چکا تھا کہ اور گرد اوٹھی جس سے ثابت
ہوتا تھا کہ دوسری سپاہ پاس آتی ہے مین نے شہزادہ سے کہا ابھی دشمن کچھہ فاصلہ پر ہے
آپ اتنے مین لڑائی کی تیاری کر لیجے شاہزادہ نے مجھہ سے کہا کہ تم جاکر میرے باپ کو
غنیم کے نزدیک آنے کی خبر کردو مین جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوکر اعظم شاہ کی طرف
چلا مین نے اپنی راہ مین سپاہ کی بڑی بے ترتیبی دیکھی سامان اللہ خان جو ایک عمدہ نامور
سپہ سالار تھا اور شاہزادہ والاجاہ کا ہراول تھا تین سو سوارون کے ساتھہ جاتا تھا جو پراگندہ
تھے اعظم شاہ ڈیڑہ کوس پیچھے تھا اور اوسکی سپاہ تین حصون مین منقسم تھی مجھے
معلوم نہین ہوتا تھا کہ اعظم شاہ کس حصہ مین ہے۔ توپ خانے دکن مین چھوڑ آئے تھے
جب یہ سالار نے توپ خانون کے حکم کی درخواست کی تو اعظم شاہ بہت خفا ہوا اور غصہ
مین آنکر چلایا کہ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ مین توپون کو ایک میدان پر چلاؤن گا مین تیغ
تلوار ابھی میان سے نہین نکالونگا اپنے عصا سے اوسکا سر پھوڑ دونگا +

اعظم شاہ نے جب مجھے دیکھا تو اشارہ سے بلایا مین نے پاس جاکر کہا کہ شہزادہ حضور کو
اطلاع دیتا ہے کہ غنیم پاس آگیا ہے۔ اعظم شاہ ایسا چونکا کہ جیسے کسی بچھو نے اوس کو کاٹا
اور چہرہ غضبناک بنایا اور آنکھیں دکھائین۔ یہ اوسکی عادت تھی جب غصہ آتا تھا تو وہ اپنی آستین
کو کھینچا کرتا تھا اوس کو کھینچکر چلایا کہ غنیم میرے پاس آ گئے مین نے کہا کہ ایسا ہی ظہور مین آتا
ہے تو اوسنے اپنا جنگی ہاتھی منگایا اور ایک خمیدہ عصا کو پکڑ کر غضبناک اپنے تخت پر بیٹھا اور
طنزاً کہا کہ تم ڈرو نہین مین اپنے بیٹے پاس آتا ہون۔ مین نے کہا کہ وہ بھی حضور کا بیٹا
ہے وہ ڈرنا جانتا ہی نہین۔ اوسنے تو فقط دشمن کے قریب آنے کی اطلاع دی ہے حضور
اپنے لشکر کے ساتھہ آگے بڑہین۔ اور لڑائی کے دن جو بادشاہ کی جگہہ ہوتی ہے وہان کھڑے
ہون۔ یہ سن کر مین بیدار بخت پاس آیا۔ نواوس کے ملازم کے جو پاس کھڑا تھا گولی
لگی اور وہ مر گیا۔

غنیم کی افواج کے دو غول ہماری جگہ سے گولہ رس مقامون پر کھڑے ہوئے۔ ایک غول کا سردار

اسی راہ پر آیا جسپر ہمارا لشکر پڑا ہوا تھا +

جب مین نے بیدار بخت کا پیغام اعظم شاہ کو دیا تو اوسنے کہا کہ بیٹے سے کہدو کہ مین اس پاس آتا ہون مین اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ شاہزادہ نے اس گانون کو چھوڑ دیا اور آگے گیا مین اوسکے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ لشکرگاہ مین فتح کی مبارکباد و تہنیت کا غل ہو رہا ہے شاہزادہ نے مجھے دیکھہ کر کہا کہ مین آپ کو فتح کی مبارکباد دیتا ہون مینے کہا کہ بغیر جنگ کے فتح کیسی ہوئی - یہ سنکر شاہزادہ نے ایک ہرکارہ کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھہ تو نے دیکھا ہے ارادت خان سے وہ بیان کر تو اس احمق نے یہ کہا کہ مین نے دیکھا کہ شاہ عالم کا ہاتھی خالی ہے اسکے ساتھہ چند آدمی آگرہ کو بھاگے جاتے ہین شاہزادہ نے کہا کہ ہمارے جرانغار نے دشمن کو شکست دی اور اوسکے تمام خیمے ڈیرے چھین لئے - اس خیالی فتح کا سبب تھا کہ شاہ عالم کا پیش خیمہ ہمارے جرانغار کی طرف آیا اوسکے ساتھہ آدمی کم تھے جرانغار نے حملہ کرکے پیش خیمہ چھین لیا — ہاتھی جو بھاگتا ہوا دیکھا تھا وہ رستم دل خان کا تھا جو پیش خیمہ کا سردار تھا -

اب شاہزادہ نے مجھے حکم دیا کہ میرے باپ کو اس فتح کی اطلاع دو مینے انکار کیا اور کہا کہ بھلا یہ بھی کوئی فتح ہے کہ جسکی اطلاع دیکے منشی اڑوا اڑین - اوپھر شاہزادہ مجھہ پر خفا ہوا اور چلایا کہ کیا تیری اس کہنے سے مراد ہے مین نے کہا کہ سپاہیون کے خیمون ڈیرون کے لئے ایسے اتفاق ہوتے ہی رہتے ہین اور ایسی شیخی کی فتح پھر نہ ہوگی حضور کی فوج نے غنیم کے پیش خیمہ کو لوٹا ہے اونکے حال پر افسوس ہے جنہون نے یہ کام کیا ہے اب اگر کوئی بڑا کام پیش آئیگا تو وہ لوٹ کے مال سے لدے ہوئے ہونگے اور بیکار ہونگے - ان باتونکو سنکر غصہ ہوکر وہ چلایا کہ تم ہمیشہ ایسی اندیشہ ناک بدفالی کیا کرتے ہو اوسنے اپنے دیوان کے داروغہ قاسم خان کو حکم دیا کہ اعظم شاہ کو میری اس فتح کا مژدہ سنا دو - آدھہ گھنٹہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ہماری دائین طرف بڑی خاک اڑی مین نے یہ دیکھہ کر شہزادہ سے کہا کہ ہماری فتح عظیم کا نتیجہ اور شاہ عالم کی پرواز دیکھو سامنے گرد کا بادل

نامور جنگی بہادری و کارنامے تمام شاہزادون کے عہد مین مشہور رہی اپنے ہاتھیون سے اوترے
اور پیادہ لڑنے کو تیار ہوئے - اب لڑائی دست بدست خنجرون اور شمشیرون نسے شروع
ہوئی اور طرفین کے بہت آدمی تلف ہوئے حسین علی خان کے کئی زخم ہاے کاری لگے
اور خون کے نکلنے سے وہ ضعیف ہوگیا - آخر کو ایک بندوق کی گولی اور کئی تیر سینہ پر آکے
کے لگے جسسے وہ فوراً اپنے ہاتھی پر مرگیا - اعظم شاہ کے بہت زخم لگے تھے مگر اب تک وہ زندہ تھا
شاہ عالم کی فوج کی طرف سے خاک کا گرد و غبار اوسکی طرف آیا اور اوسمین سے شاہزادہ عظیم الشان
معز الدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ نمودار ہوئے - اعظم شاہ کے زخم کاری ایسا لگا کہ
وہ مرگیا - اور شاہزادہ والا جاہ بھی خواب عدم مین سویا - رستم دل خان جو شاہ عالم کے پیش خیمہ
کا سردار تھا صبح کو بیدار بخت کے لشکر نے اوسکو شکست دی کہ راہ بند کردی تھی تو وہ اعظم شاہ کی ملازمت
کے لیے اوسکے ہاتھی کے ساتھ اس جنگ مین تھا جب اوسنے اعظم شاہ کو مردہ دیکھا تو
اوسنے ہاتھی پر چڑھ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور شاہ عالم کے خیمہ گاہ کی طرف بڑے انعام کی
اُمید مین دوڑا دوڑا آیا - سر کو شاہ عالم کے قدمون تلے رکھا - وہ بھائی کے سر کو خون آلودہ
دیکھکر بہت رویا رستم دل کو سواے گالیون کے کچھہ اور نہ دیا منعم خان نے مردہ شاہزادون
کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا اور اہل حرم کا نہایت اعزاز و احترام کیا - گو اوسکے ایک زخم
کاری لگا تھا جس سے اوسکو بڑی تکلیف تھی مگر اوسنے اوسکو چھپایا اور رات تک میدان جنگ
کا انتظام رکھا اور فوج کو لوٹ سے روکا -

شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر

اب مین کابل سے شاہ عالم کے سفر کا بیان کرتا ہون اور ان واقعات کا ذکر کرتا ہون
جو لڑائی کے دن تک واقع ہوئے +

اورنگ زیب نے اپنے مرنے سے کچھہ پہلے شاہ عالم کا دیوان منعم خان کو مقرر کیا تھا اور شاہ عالم
کابل کا حاکم تھا - یہ منعم خان بڑی قابلیت اور لیاقت کا آدمی تھا بڑا مدبر - کامون مین مستقل
بر امر دیانت دار اوسکے کام کرنے سے پہلے نالائق امرا کی ترقی سے شاہزادہ کے سبھی کارخانے

عظیم الشان تھا اور دوسرے غول کا افسر منعم خان جسکے ساتھ شاہزادہ معزالدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ تھے - ہماری سپاہ کی صفین کھلی پڑ گئین پیچھے ہاتھیون کے مویشیون اور بہیر کا ہجوم اس قدر تھا کہ اوسے لشکر کی عافیت تنگ تھی اور وہ اوس کو بیکار کرتی تھین اب شاہ عالم کے توپخانہ نے ہمارے لشکر پر برابر باڑین مارنی شروع کین جس سے بہت آدمی کشتہ ہوئے - اور شاہ عالم کے بیٹون نے بڑھ کر بندوقون کی گولیون کا مینہ برسا دیا - ہمارا لشکر بھی توپون کی مار سے طیش مین آیا اور اوسنے باڑین مارین - خان عالم بہت تیزی و تندی سے دشمن کی طرف بڑھا - جتنا وہ دشمن کے قریب ہوتا گیا اوتنے اوسکے ہمراہی پیچھے رہتے گئے - تین سو سے زیادہ آدمی اوس کی ہمراہی مین نہ رہے جب مین نے یہ حال دیکھا تو جان لیا کہ اب سب کچھ گیا - یہ بہادر جوانمرد شاہزادہ عظیم الشان کے ہاتھی پاس گیا - اور ایک نیزہ شاہزادہ کے لگایا مگر وہ بچ گیا اوسکی نوکر کی ران مین لگا شہزادہ نے ایک تیر اوسکی چھاتی مین ایسا مارا کہ وہ فنا ہو گیا غنیم کے ایک گروہ نے بسرداری بازخان افغان ذوالفقار خان پر حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹھا کر واپس گیا اور بازخان کے زخم کاری لگے - تقدیر الٰہی سے رام سنگھ ہاڈا اور دلیپت اور بندیلہ جنکی کارگزاری اور بہادری پر ساری جنگ کا مدار تھا توپ کے گولہ سے مر گئے - اونکے ساتھ راجپوتون کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے مردہ سردارون کی لاشونکو ساتھ لیکر چلے گئے ذوالفقار خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ استقلال سے قائم رہا جب عظیم الشان کی کل فوج نے اوسپر حملہ کیا تو وہ سید مظفر کو سپاہ کا اہتمام دیکر اعظم شاہ کے مقام کے پیچھے حمیدالدین خان کے ساتھ گیا - ہاتھی سے نیچے اترکر گھوڑے پر سوار ہو کر گوالیار اپنے باپ اسدخان پاس چلا گیا - اوسکے بھاگنے سے اعظم شاہ کے لشکر کو شکست ہوگئی -

اعظم شاہ کے ہمراہی اور ذاتی ملازم سواریوں سے اترے اور اوتھون نے اپنے ترکش زمین پر رکھ دئے اور دشمن کے حملہ کے انتظار مین بیٹھے اور اپنے ولی نعمت پر جان نثار کرنے کو تیار ہو گئے سید عبداللہ اور اوسکا بھائی حسین علی خان سادات بارہ کے

جب اورنگ زیب کے مرنے کی خبر منعم خان پاس لاہور مین آئی تو اوسنے ڈاک مین شاہ عالم
کو یہ خبر بھیجی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو لاہور کی طرف بے خوف و خطر بغیر کسی تیاری
کے سفر کرو یہان لاہور مین توپخانہ اور سارا سامان تیار اوسکو ملے گا۔ اس دانشمند وزیر نے
بہت سے دریاؤن پر پل بندھوائے جسکے سبب سے شاہ عالم کی سپاہ کو دریاؤن کے پار جانے
مین ایک روز کا توقف نہین ہوا لاہور مین اوسکو بڑا توپخانہ اور سب سامان اسکا تیار ملا۔ اور اوسنے
تمام سپاہ کی تنخواہ تقسیم کردی اور پہلی بھرتی کے سپاہیون کو پیشگی تنخواہ دینے مین بہت روپیہ
صرف کیا۔ شاہ عالم بہت جلد دہلی کی نواح مین آیا اور منعم خان ایک منتخب سپاہ کے ساتھہ شہر مین
داخل ہوا۔ محمد یار خان جو شاہجہان آباد کا حاکم تھا وزیر کی بہادری سے اور شاہ عالم کے آنے
سے ایسا خائف ہوا کہ اوسکو اپنی سلامتی کے لئے کوئی چارہ سوا اسکے نہ تہا کہ وہ قلعہ کو چھوڑ دے
اوسنے قلعہ حوالہ کیا جسمین اکبر کے عہد سے خزانہ جمع ہو رہا تہا۔ پہر منعم خان شاہ عالم سے
پہلے آگرہ مین گیا باقی خان قدیمی بادشاہی ملازم تھا اور یہان قلعہ دار تھا اور اوس نے
عظیم الشان کو قلعہ کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا تہا جب اوسکو یہ تحقیق ہو گیا کہ شاہ عالم نزدیک
آگیا ہے تو پہر اوسنے مقابلہ کرنا پسند نہین کیا اور یہ اوسنے عرض کیا کہ اگر منعم خان اکیلا
قلعہ مین آئے گا تو مین اوسکو قلعہ حوالہ کر دونگا منعم خان نے ذرا اوسکے کہنے پر بے اعتباری
نہین کی خندق اور کھڑکی کے درمیان ایک کم عرض تختہ دہرا ہوا تھا جسپر سے ایک آدمی جا سکتا تھا
اوسپر سے قلعہ کے اندر گیا۔ بعد کھانا کھانے کے اوسنے خزانہ پر مہرین لگائین اور قلعہ مین
مختلف مقامات پر اپنے پہرے جمائے اور آدہی رات کو عظیم الشان سے ملنے گیا جسکا خیمہ
چھہ کوس پر تھا۔ اسمین کچھہ شبہ نہین ہے کہ شاہ عالم کو سلطنت فقط منعم خان کی شجاعت
اور فرزانگی اور حسن تدابیر سے ملی +

بہادر شاہ بیمار تھا اوسکے بستر سے جہاندار شاہ عظیم الشان لگے بیٹھے تھے کہ عظیم الشان
نے ایک خنجر میان سے نکالا اور اوسکے لوہے اور جوہر کی تعریف کرنے لگا۔ جہاندار شاہ
یہ دیکھہ کر ایسا بدحواس ہوا کہ بے تحاشا بھاگا خیمہ کے دروازہ کی ٹکر سے پگڑی گری جوتیان

پریشان اور ابتر تھے اوسنے انکو سب کو جلا دیدی اور درست کردیا فضول سپاہ آخور کی بھرتی
جمع ہو رہی تھی جنکی تنخواہ کے لئے ملک کی آمدنی کافی نہ تھی سپاہ کو پوری تنخواہ ملتی نہ تھی
اسلئے وہ ناراض ہمیشہ بغاوت کے لئے پلی بیٹھی رہتی تھی سو اوس نے شاہزادہ کی سپاہ کو
کم کردیا - ہمیشہ اونکو باقاعدہ تنخواہ تقسیم کرنی شروع کی جسکے سبب سے اوس کو ناخوش یا شتر
بے مہار ہونے کے لئے کوئی عذر نہ رہا جب اورنگزیب کی علالت کا حال سُنا تو اعظم شاہ
کے حق میں منصوبوں کے روکنے کے لئے منعم خان نے یہ اشتہار دیدیا کہ شاہ عالم سلطنت
کے لئے بھائی سے لڑنے کا نہیں بلکہ اوسکے ہاتھ سے بچنے کے لئے وہ ایران میں چلا
جائیگا بہت دنوں پہلے شاہ عالم نے یہ خود شہرت دی تھی اور ایسا اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا
کہ اوسکے بیٹے جو ساتھ رہتے تھے وہ اوسکو یقین کرتے تھے اور اندیشہ ناک تھے منعم خان
نے مجھ سے اصل حال یہ کہا کہ میں نے بادشاہ سے ایکدن یہ پوچھا کہ یہ مشہور ہے کہ حضور کا
ارادہ ایران جانے کا ہے اور یہ امر ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ شاہزادوں نے جو آپکے بیٹے
ہیں مجھ سے قسمیں کھا کھا کر کہا ہے کہ یہ بات سچ ہے - تو شاہ عالم نے جواب دیا کہ اس شہرت
میں میرا ایک منصوبہ عظیم مخفی ہے جسکے سبب سے میں نے اس شہرت کو پھیلایا ہے اور محنت
کی ہے کہ اسپر یقین کیا جائے اول میرا باپ فقط ذرا سے شبہ پر مجھے نو برس مقید و
محبوس رکھا - اب اگر اوس کو یہ معلوم ہوجائے کہ میں نے ذرا سی بھی اولو العزمی کی ہے تو
وہ فوراً مجھے غارت و برباد کردے گا - دوم میرا بھائی محمد اعظم شاہ میرا بڑا قوی دشمن
ہے اور بڑا بے باک بہادر ہے اور سارا اپنے زور کو میری بربادی کے لئے کام میں لاتا ہے
اس شہرت سے میرے باپ کی خوشی اور میرے بھائی کی تسلی ہوگی کہ وہ اپنے تئیں محفوظ
سمجھے گا - مگر میں اس قادر مطلق خدا کی اور اس قرآن کی جسپر میرا ہاتھ ہے قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ ایک دست بھی نہ ہو تو بھی میں اکیلا اعظم شاہ سے لڑونگا خواہ
مجھ ہی ہو - اس امر کو میں نے اپنی اولاد سے بھی چھپایا ہے اب اس کو تجھ سے کہتا ہوں
اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا +

اور تعلق رکھتا تھا +

ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

شاہ عالم بادشاہ کی وفات سے ایک ہفتہ کے بعد چارون بھائیون کے درمیان تقسیم ملک و مال کے باب مین پیغام رسل و رسائل شروع ہوئے - ذوالفقار خان بہادر فی الحقیقت جہاندار شاہ کا طرفدار تھا - وہ چارون بھائیون مین سے ہر ایک کی طرف سے آمد و رفت کرتا تھا - جہان شاہ کے مقربون نے مکر یہ مصلحت بتلائی کہ ذوالفقار خان کو اس آمد و رفت مین گرفتار کر کے مقید کرنا چاہیے جس سے جہاندار شاہ کے پر و بال شکستہ ہون مگر جہان شاہ کو اوسپر جرائت نہین ہوئی - مخالفون نے قابو پا کے جہان شاہ کے باروت و توپخانہ مین آگ لگا دی - اول یہ قرار پایا کہ دکن تو جہان شاہ کو ملے - ملتان ٹھٹھ و کشمیر رفیع الشان کو دیا جائے اور باقی صوبے ہندوستان عظیم الشان و جہاندار شاہ کے درمیان آپس مین منقسم ہون - مگر آخر کو ملک و خزانہ کی تقسیم نہ ہوئی اور آپس مین نزاع ہو گئی - ان ایام آشوب مین میرزا صدر الدین محمد خان صفوی بخشی عظیم الشان سے برگشتہ ہو کر جہان شاہ کے روبرو جاتا تھا کہ جہان شاہ کے لشکر کے آدمیون نے غلط گمانی بدظنی سے اسقدر اسکو مارا کہ وہ مر گیا اس ما بین مین رفیع الشان نے حکیم الملک پسر محمد محسن خان سے جو اس کا ہمدم و ہم مصلحت تھا کسی تقصیر پر ایسا خفا ہوا کہ اوسکو نکالکے نقد و جواہر حرمتی کے ساتھ لے لیے - عظیم الشان نے کچھ تبدیل مکان کیا موضع بودھانہ مین جو شہر سے تین چار کوس تھا آیا - اوسکے لشکر کی ایک طرف راوی پشت پناہ تہا - لشکر کے دونو طرف خندق کھودنے کا حکم دیا - دوسری طرف عظیم الشان کا لشکر اوترا ہوا تہا وہ بسبب بطالت بنگالہ صاحب استطاعت تھا - اور باپ کے عہد مین مدار المہام صاحب و سخط بادشاہ تھا اور اور اسباب سلطنت اوسکے تصرف مین تھا - اب تینون بھائی بسبب عدم استطاعت غلبۂ مقدور کے باہم شریک ہوئے - اور آپس مین عہد و مواثیق ہوئے کہ عظیم الشان پر فتح پانے کے بعد ملک کو برابر تقسیم کرینگے اور ہر ایک اپنی ممالک متعلقہ پر فرمان روا ہوگا - چار پانچ روز تک تینون بھائی

عظیم الشان کی شکست و مرنا +

بہولا۔ رسون پر گر پڑا۔ نوکرون نے انکے اسکا لباس درست کیا۔ بہاگا بہاگ اپنے خیمہ مین آیا اس بات کا چرچا خیمون مین پہیلا۔ امیر الامرا نے عظیم الشان پاس عنایت اللہ کو بہیجا اور اوسنے پوچہا کہ مین آپکے ایسے موقع پر کیا خدمات بجالاؤن۔ اسکا جواب ایسا نامعقول دیا کہ امیر الامرا سنے ناراض ہوگیا۔ وہ پہلے بہی عظیم الشان سے اس سببسے ناراض تہا کہ وہ اوسپر خانخانان و مہابت خان کو ترجیح دیتا تہا۔ امیر الامرا نے قسم کہائی کہ مین تینون بہائیون کی مدد کرکے عظیم الشان کو تباہ کرونگا اور سلطنت اور دولت کو اوسکے سوار اور بہائیون مین تقسیم کرونگا +

بہادر شاہ کے بیٹے

معز الدین جہاندار شاہ سب بیٹون مین بڑا تہا۔ وہ خفیف العقل و عیش دوست تہا۔ سلطنت کے کامون کے کرنے مین اپنے اوپر تکلیف نہین گوارا کرتا تہا اور نہ کسی امیر کو اپنا یار مددگار و خیر خواہ بنانے کی پروا کرتا تہا۔ اوسسے چہوٹا بیٹا عظیم الشان تہا وہ مدبر اور خلیق تہا کہ لوگونکا دل اوسکی طرف کہینچتا تہا۔ اورنگ زیب کی مدبرانہ یہ حکمت تہی کہ وہ پوتوا پر بہت مہربانی اور شفقت کرتا تہا اور سلطنت کے معاملات عظیم اونکے سپرد کرتا تہا اوسکے بیٹے بادشاہی حاصل کرنے مین اولوالعزمی کرتے تہے۔ اوسکا علاج اورنگ زیب نے یہ نکالا تہا کہ ان ہی کے گہرون مین اونکا دشمن پیدا کردیا تہا۔ بیدار بخت اپنے باپ اعظم شاہ کا رقیب اور عظیم الشان اپنے باپ شاہ عالم کا حریف تہا جسکو اورنگ زیب نے تین اضلاع بنگالہ و بہار۔ اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا تہا جہان سے وہ بہت سی دولت اور سپاہ لاکر باپ کے ساتھ جنگ مین شریک ہوا تہا گو اوسنے لڑائی مین بڑی بڑی خدمات کین تہین مگر باپ اوسکو اپنا رقیب و حریف ہی سمجہتا تہا۔ تیسرا بیٹا رفیع الشان تہا جو باپ کے ہمراہ ہمیشہ رہتا تہا اور اوسکا بڑا لاڈلا تہا۔ بڑا ذہین تہا علوم دینیہ مین مہارت رکہتا۔ منشی تہا فقہ خوب جانتا تہا مگر وہ بہی عیش کا بندہ تہا۔ موسیقی کا اور دربار کی شان و شکوہ کا بڑا شوقین تہا۔ نہ وہ سلطنت کے کامون پر توجہ کرتا تہا نہ اپنے گہر کے انتظام پر۔ خجستہ اختر جہان شاہ سب مین چہوٹا بیٹا تہا۔ شاہ عالم کی تخت نشینی سے پہلے وہ معاملات ملکی پر بہت توجہ کرتا تہا اور آخر کو تمام کاروبار و اختیارات سلطنت مین وہ بڑا دخیل تہا۔ وہ منعم خان سے بہت محبت اور

فوج بھاگ گئی۔ جہان شاہ و فرخندہ اختر کی لاشون کو بادشاہ پاس ذو الفقار خان لایا - اور
خجستہ اختر زندہ مع اپنے چھوٹے بھائی کے گرفتار ہوا - معز الدین کی صدائے شادیانہ فتح بلند ہوئی

رفیع الشان کا مرنا +

رفیع الشان باوجود قلت سپاہ اور عدم استعداد کارزار پر متوجہ ہوا - کمال جرأت و جلادت کی داد دی اور کشتہ ہوا - معز الدین نے بعد فتح کے بھائی کی نعش کو شاہجہان آباد مقبرہ ہمایون مین دفن کرنے کے لئے بھیجدیا - رفیع الشان کے تین بیٹے زخمی زندہ رہے محمد ابراہیم - و رفیع الدولہ - و رفیع الدرجات -

معز الدین کا بادشاہ ہونا +

معز الدین ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ کو بہائیون سے فارغ ہوکر باون برس کی عمر مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جہاندار شاہ اپنا خطاب رکھا - محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت کہ نو دس برس کے لڑکے تھے اور جہان شاہ کے دونو بیٹون اور رفیع الشان کے بیٹونکو شاہجہان آباد کے قلعہ کو روانہ کیا - حکم دیا کہ رستم دل خان والہ وردی خان اور مخلص خان کے بند بند جدا کئے جائین اول دو کے ظلمون سے خلقت نالان تھی مگر تیسرے کی تقصیر نہین معلوم ہوئی کہ کیا تھی - حیات خان وغیرہ انہیں امیرون کو پابزنجیر قید کرنے کا حکم دیا اور اونکے گھرون کو ضبط کرلیا - عظیم الشان کے مفقود الاثر ہونے کے بعد محمد کریم بھاگ کر کسی مفلس کے گھر مین جاکر چھپا تھا اوسنے اپنی انگوٹھی بیچنے کے لئے بھیجی تھی اوسکے سبب سے وہ گرفتار ہوا - اور قتل ہوا -

جہاندار شاہ کے عہد نا پائدار مین فسق و فجور کی بنیاد پوری مستحکم ہوئی قوالون اور کلاونتون و ڈوم ڈھاڑیون کے گانے اور راگ کا بازار گرم ہوا - قریب تھا کہ قاضی قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو +

آصف الدولہ اسد خان بہادر کو وکالت کے عہدہ پر اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کو وزارت کے عہدہ پر سرفراز کیا - اور وجہ اسکی یہ تھی کہ ذوالفقار خان دانشمند فطرتی تھا اور سازشون اور جوڑ توڑ کرنے کا اوستاد تھا - وہ اول ہی جہاندار شاہ کے ساتھ بہاری مہمات مین اسلئے شریک ہوتا تھا کہ وہ سب شاہزادون مین زیادہ بیوقوف اور احمق تھا

گھوڑون پر سوار ہوکر آدھ کوس سے عظیم الشان کے لشکر پر گولے اور بان مارتے اور عظیم الشان کے توپخانہ سے تینون بھائیون کے لشکرون مین گولے آتے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضائع کرتے۔ ہر صف کے قریب طبل مخالفت بجا اور لڑائی شروع ہوئی عظیم الشان ایک ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہوگیا۔ بعض کا قول ہے کہ توپ کے گولہ سے اُڑ گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب اوسنے دیکھا کہ اوسکو ہالہ کی طرح گھیر لیا ہے اور افواج کو چار طرف سے جان بر ہونا ممکن نہیں ہے تو وہ دریا مین گر پڑا اور پھر اوسکا کوئی نشان نہین ظاہر ہوا + ایک بھائی مرا تین بھائی نقارے بجاتے ہوئے اپنے مکانون مین آئے۔ ایک سو اسّی ارب لے خزانے کے جنمین اسی ارب لے اشرفیون کے اور سو ارب لے روپیون سے بھرے ہوئے تھے معزالدین جہاندار شاہ کو ہاتھ لگے بھائی چاہتے تھے کہ وہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین تین حصے معزالدین اور دو حصے دونو بھائیون کو دئے جائین۔ اسی سبب سے آپس مین نفاق ہوا +

دوسرے روز معزالدین اور جہان شاہ کے درمیان مصالحہ کے پیغام سلام ہوئے مگر کچھہ فائدہ اس سے نہین ہوا آپسمین خونریزی پہ آمادہ ہوئے دونون مین فوج کشی ہوئی رفیع الشان کنارہ کش ہوکر دونو بھائیون کے جنگ کے نتیجہ کا منتظر رہا۔ ایک دفعہ جہان شاہ کے لشکر نے معزالدین کے لشکر کا عرصہ تنگ کیا اور وہ اپنے معشوق دلربا جانی لال کنور سے جدا ہوا اور دشمن کے غلبہ سے اینٹ کے پزاوون مین جا کر چھپا جہان شاہ کی فتح کا غل ایسا مچا کہ بعض جگہ اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر اس اثنا مین ناگاہ جہان شاہ کا بڑا بیٹا فرخندہ اختر کشتہ ہوا جس سے جہان شاہ کو بڑا اضطراب ہوا ہر چند دوستون نے سمجھایا کہ اب عنقریب حسب دلخواہ فتح ہوتی ہے مگر اوسنے کہا کہ مین فرخندہ اختر کے لئے سلطنت چاہتا تھا اب مجھے فتح درکار نہین ہے۔ یہان بھی وہی حال ہوا جو اعظم شاہ کا بیدار بخت کے مرنے پر ہوا تھا۔ وہ ہاتھی پر سوار ہوا۔ گولہ کے لگنے سے مارا گیا۔

بعد اسکے یہ خیال ہوا کہ بادشاہ خفیف العقل ہے کہیں اس عورت کے بہکانے مین آنکر مجھسے زیادہ ملال نہ پیدا کرے جسسے وہ انتقام کے درپے ہو۔ اس خیال سے وہ ذوالفقار خان پاس بھی گیا اوسنے چین قلیچ خان کے آنسو پونچھے اور اوسکا ممد و معاون ہوا۔ ایک اور یہ معاملہ ہوا کہ خوشحال خان نے کسی بھلے مانس کی بیٹی کو زبردستی بلانے کا ارادہ کیا۔ اس بھلے مانس نے نالش کی۔ ذوالفقار خان نے خوشحال خان کو خوب پٹوایا اور سلیم گڑھ کے قلعہ مین قید کر دیا۔ اس بادشاہ کی ایک اور حکایت شہرہ شہر نقل مجلس ہوئی کہ بادشاہ اکثر اوقات اپنی معشوقہ ہمدم کے ساتھ رات کو رتھ مین سوار ہو تا چند خواصون کو لیکر سیر و تفرج کے لئے بازار اور خرابات خانون مین تشریف لیجاتا۔ ایک رات کو دونو ہمدم جانی سوار ہوئے اور دونو نے اس قدر شراب پی کہ بالکل دونو بدمست ہوکر دولتخانہ بادشاہی کے دروازہ پر آئے۔ لال کنور ایسی بیہوش پڑی تھی کہ اوترنے کے وقت اصلا بادشاہ کی طرف متوجہ نہ ہوئی۔ بیہوش اپنے بستر پر چلی گئی شراب کے نشہ مین سو گئی۔ بادشاہ بھی اپنے حال کی خبر نہ تھی رتھ مین بیہوش پڑا رہا۔ رتھ بان رتھ کو اپنے مکان مین لے گیا اور اوس کو کھولدیا۔ صبح کو جب بادشاہ کی خواصون نے لال کنور پاس بادشاہ کو نہ دیکھا اور لال کنور کو خبر ہوئی کہ بادشاہ معلوم نہین کہان ہے تو وہ بڑی سراسیمہ ہوئی۔ رونے پیٹنے لگی اور بادشاہ کی ڈھونڈ ہلیہ مچی تو بادشاہ سلامت رتھ مین ملے۔ اور بہت افعال اوسنے ایسے کئے کہ اُن کے لکھنے سے بھی شرم آتی ہے +

صوبہ دکن مین ذوالفقار خان کا نائب داؤد خان پنی بہادر اور ذوالفقار خان کا دیوان بااختیار سبھا چند تھا۔ ان دونو کے سبب کوئی لکھتا ہے کہ انتظام رہا خافی خان لکھتا ہے کہ نائب کے ظلم سے اور دیوان کی ہرزہ گوئی جو اوسکی تکیہ کلام تھی خلقت رنج و پیچ و تاب مین رہتی تھی۔

جب اورنگ زیب نے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا ہے تو اوسنے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا۔ اثناء راہ مین دادا کے مرنے کی خبر سُنی تو وہ باپ سے آ

سلطنت کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ اسی کو سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھہ مین کٹ پتلی کی طرح
رہے گا جو ناچ نچاؤن گا ناچے گا چنانچہ سارا اختیار سلطنت اسی کے ہاتھہ مین تھا اور وہ
بادشاہ کی حقیقت کچھہ نہ سمجھتا تھا۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی مین آگیا۔ اگر وہ ذوالفقار خان
کی راے پر چلتا تو وہ مصائب نہ دیکھتا جو اوسکو پیش آئین۔ ایک کسبی لال کنور تھی بادشاہ
اوسکے عشق مین مرتا تھا۔ اب اوسکو امتیاز محل کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہانہ سواری کا سامان
عنایت ہوا۔ لال کنور کے سگے بھائی خوشحال خان کو صوبہ داری اکبرآباد اور منصب
پنجہزاری سہ ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور اوسکے چچیرے بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا
ذوالفقار خان نے ان خطابون کی اسناد دہی مین چند روز عمداً نہ لکھے تو بادشاہ کی خدمت مین
لال کنور نے ذوالفقار خان کی شکایت کی جہاندار شاہ نے ذوالفقار سے سبب پوچھا کہ برادران
لال کنور کی اسناد و فرمان لکھنے مین تعویق کا سبب کیا ہے۔ بادشاہ کی خدمت مین ذوالفقار خان
گستاخ تھا اوسنے جواب دیا کہ ہم خانہ زاد رشوت ستان ہین بغیر رشوت لینے کے ہم کسی کا کام نہین
کرتے۔ جہاندار شاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ لال کنور سے کیا رشوت لوگے تو اوسنے عرض کیا ہزار
طنبورے جنپر استادون کی نقاشی کا کام کیا ہو بادشاہ نے کہا طنبورے کیا کروگے تو ذوالفقار خان
نے کہا جب قوال صوبہداری کا کام کرین تو ہم خانہ زاد بیٹھے کیا کرین طنبورا اور ڈھول ہی
بجایا کرین بادشاہ نے ہنس کر اپنا حکم منسوخ کیا عجب عجب حکایتین مشہور ہین معلوم نہین سچ ہین یا
جھوٹ۔ ایک کنجڑن کا اقبال چمکا۔ وہ لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی اسکا نام زہرہ تھا اوسکی سواری
مین بھی سوار اور پیادے چلنے لگے۔ ایک دن کا اتفاق ہے کہ زہرہ اور چین قلیچ خان کی
سواریان آمنے سامنے آگئین چین قلیچ خان نے اپنے آدمیون سے کہا کہ سواری کو موڑ کر
اور طرف زہرہ کے آدمیون سے بچکر چلو۔ مگر زہرہ کے آدمیون نے اوسکے ہمراہیون کو
ایسا گھیرا کہ وہ کسی اور طرف سے نہ جا سکے۔ اسپر یہ اور طرہ ہوا جب چین قلیچ خان کے ہاتھی
کے برابر زہرہ کا ہاتھی آیا تو وہ پردہ اٹھا کر پوچھنے لگی کہ چین قلیچ خان پسر کور تو لی۔ اسکے سننے سے
چین قلیچ خان کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے زہرہ کی اور اوسکے ساتھہ کے آدمیون کی خوب ہی گت کی

ان دنوں مین عظیم الشان و جہان شاہ بہادر و رفیع الشان کی جہاندار شاہ کے ہاتھہ سے
مارے جانے کی خبر فرخ سیر پاس آئی حسین علی خان کا سگا بھائی سید عبداللہ خان
الہ آباد مین مستقل صوبہ دار تھا جو عہود و مواثیق ہوئے تھے وہ سید حسین علی خان نے
اپنے بھائی کو لکھے عبداللہ خان نے اول اول طرف ثانی کے غلبہ پر نظر کر کے چند در چند اندیشے
کر کے اس بات کے قبول کرنے مین تامل کیا اور بھائی کو بھی سمجھایا کہ آپ رفاقت کی
عزیمت کو فسخ کیجئے لیکن حسین علی خان اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہوا اور جواب مین لکھا

ع ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم + جب عبداللہ خان نے بھائی کا یہ اصرار دیکھا تو
برادر مشفق کی محبت کے سبب سے فرخ سیر کے ساتھ ہوا - جب ان دونو بھائیون نے فرخ سیر
کی رفاقت کے لئے کمر باندھی تو اس مہم عظیم کی استعداد و مواد کے لئے وہ دل مستعد ہوئے
جو امید و بیم سے بھرا ہوا تھا - فرخ سیر کے مقربون نے اس بیت کے مطابق عمل کیا +

دو دل یک شود بشکند کوہ را — پراگندگی آرد انبوہ را

دونو بھائیون کی بہادری اور شجاعت کے سبب سے فرخ سیر کو اطمینان ہوا احمد بیگ
کوکہ معزالدین جہاندار شاہ نے فرخ سیر کی طرف رجوع کی - اسکا سبب یہ تھا کہ جہاندار شاہ
نے کوکل تاش خان کو بہت بڑھا دیا تھا - یہ خان کہ عظیم الشان کے جان نثارون
مین تھا وہ محرک ہوا کہ فرخ سیر عظیم آباد سے شاہجہان آباد کی طرف چلے - جب
جہاندار شاہ کو فرخ سیر کے ساتھ سادات بارہ کے متفق ہونے کی خبر پہنچی تو اسی سال کے
ربیع الثانی مین وہ لاہور سے دارالخلافہ مین آیا - راجی محمد خان جو منعم خان بہادر شاہی کا
آوردہ تھا اور شجاعت بھی کچھہ رکھتا تھا اوسکو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا اور عبداللہ خان
کو بدل دیا - اور سید عبدالغفار کو کہ شجاع نامور تھا اس کا نائب قرار دیا اور الہ آباد مین بھیجا گیا
سید عبدالغفار نے ایک دو صاحب فوج زمینداروں کو اپنے ساتھہ رفیق کیا اور آٹھہ سات ہزار
اور چار ہزار پیادے ہمراہ لیکر صوبہ الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا - جب وہ قصبہ کڑہ مانک پور کے
پاس آیا تو عبداللہ خان نے اپنے بخشی ابوالحسن خان کو چار ہزار سوار اور تین ہزار پیادون

آگرہ مین لڑکر فتحیاب ہوا دکن مین باپ کے ساتھ کام بخش سے لڑنے گیا - پھر باپ کے ساتھ عظیم الشان
لاہور مین آیا - اس عرصہ مین فرخ سیر اپنی جگہ سے نہین ہلا جب لاہور سے اوسکے دادا
بہادر شاہ نے بلایا اور بنگالہ مین اوسکی جگہ عزالدولہ خان جہان بہادر کو مرحمت ہوئی
تو فرخ سیر بنگالہ سے کوچ کرکے عظیم آباد مین آیا - بعض وجوہ کے سبب سے اوسکو سفر کرنا
شاق تھا - برشکال کا اور اپنی بیوی کے وضع حمل کا بہانہ بناکے عظیم آباد مین رہا -
یا اس سبب سے نہیں گیا کہ باپ اوسکے بھائیون احمد کریم و محمد ہمایون کی نسبت اوسکی قدر کم کرتا تھا -
بعض مورخ لکھتے ہین کہ جہاندار نے جعفر خان صوبہ دار بنگالہ کو لکھا تھا کہ فرخ سیر کو گرفتار
کرکے بھیجدے اسلئے وہ راجمحل سے عظیم آباد مین گیا - یہان بعض ریاضی دان درویشون اور
محمد رفیع منجم نے اوسکو یہ مژدہ سنایا کہ وہ اس سرزمین مین بادشاہ ہوگا - اسلئے بھی وہ
اس بلدہ مین زیادہ ٹھیرا - انہی دنون مین دادا کے مرنے کی خبر آئی تو پہلے اس سے
کہ باپ اور چچاؤن مین سلطنت کا مقدمہ فیصل ہوا اپنے باپ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ
چلوایا - اور باپ پاس جانے کے لیے بعض اپنے مقربون سے مشورہ کیا تو مشائخ و محمد رشید
منجم مانع ہوئے کہ یہ حرکت نہ کرنا جب تک اپنے نام کا خطبہ و سکہ نہ جاری کراؤ اس سرزمین
سے حرکت کرنا مناسب وقت نہین ہے - صوبہ بہار مین عظیم الشان کی طرف سے سید حسین علی خان
نائب تھا اور وہ اس صوبہ کے بعض پرگنات کے متمردون کی سرزنش مین مصروف
تھا اس خبر کے سننے سے کہ فرخ سیر نے باپ کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا تو فرخ سیر کی
موافقت مین جب تک اوس کے بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر پہنچے مضائقہ کیا - اس بات سے
فرخ سیر کو وسوسہ عظیم ہوا - بہار مین سید مذکور کا تسلط بالکل تھا خطوط معذرت آمیز اور
پیغام محبت انگیز سید حسین علی خان پاس بھیجے اور والدہ فرخ سیر نے حسین علی خان کو
اپنے پاس بلایا - اور ماں بیٹون نے بڑی منت سماجت کی - اور دونون نے سخت قسمین کھا کر
عہد و پیمان کیا کہ اگر فرخ سیر بادشاہ ہوگا تو حسین علی خان مدار المہام ہوگا +
بعض مورخ لکھتے ہین کہ فرخ سیر کی بیٹی نے بھی سید کی گود مین بیٹھ کر باپ کی اعانت کی منت سماجت کی

امانت خان کو دخل نہ دیا۔ گفتگو کی نوبت فوج کشی پہ پہنچی۔ امانت خان نے رحیم بیگ کو سارنگ پور
مین بھیجا تھا کہ دلیر خان افغان اور راجہ نے چار پانچ ہزار سوار لے کر اوٹھا دیا اور تھانہ مین
بہت آدمیون کو مار البعض کو اسیر کیا۔ امانت خان یہ خبر سُن کر سوار ہوا اوس کے
پاس کل تین ہزار سوار تھے جنمین سے چار پانچ سو تھانہ مین مارے گئے تھے وہ اس فوج کے
ساتھ جدید الاسلام سے لڑنے آیا وہ باوجود اسلام کے قبول کرنے کے ایسا متعصب
ہندو تھا کہ مسلمانون کو مالی اور جانی ضرر زیادہ ایام کفر سے پہنچاتا تھا۔ اس کے پاس دو بڑے
سردار دولت محمد رہیلہ اور دلیر خان تھے۔ نالہ سارنگ پور پر کہ اجین سے چار پانچ منزل ہے
اسلام خان کا لشکر آیا اور امانت خان سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور تیر اندازی اور
برق اندازی سے ایک قیامت برپا ہوئی۔ آخر کار راجہ گولہ سے مارا گیا۔ اس کے لشکر کو
شکست ہوئی۔ ہاتھی گھوڑے بے شمار اور خیمے باتکلف اور زر وافر امانت خان کی سرکار
مین داخل ہوا۔ اور سارے لشکر نے تخت وتاراج سے ذخیرے جمع کئے۔ پھر امانت خان
رام پورہ مین جہان اسلام خان کا وطن تھا گیا تو اوسکی بیوہ رانیون نے عرض کیا کہ راجہ نے
اپنے کئے کو پایا ہم بیواؤن سے لڑنا بزرگون کے طریقہ کے خلاف ہے۔ بعد ازان جہاندار شاہ
نے امانت خان کو بدستور سابق احمد آباد مین صوبہ دار کر دیا جسکا سبب معلوم نہیں + محمد فرخ سیر
شاہجہان آباد کی طرف کمال بے استعدادی کے ساتھ چلا اوسکے ساتھ سید عبد اللہ خان و
سید حسین علی خان وصف شکن خان نائب اڈلیسہ و احمد بیگ و خواجہ خان وغیرہ تھے
جنکی ساری فوجین ملکر تیس ہزار سوار اور پیادون سے زیادہ نہ تھیں خرچ کی ایسی تنگی تھی کہ
عظیم آباد کے سوداگرون سے تین لاکھ روپیہ کی جنس قرض لی تھی۔ اسی اثنا مین چھبیس
لاکھ روپیہ اطراف بنگالہ سے فرخ سیر کے ہاتھ لگ گیا۔ جب جہاندار شاہ نے سنا کہ فرخ سیر
عظیم آباد سے چلا ہے تو اوس نے اپنے بڑے بیٹے عزیز الدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ اور
شائستہ توپخانہ کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ خواجہ حسن خان نبیرہ کوکلتاش کو
پنج ہزاری سے ہفت ہزاری بنا کے خان دوران خان کا خطاب دیا اور بادشاہزادہ کو

کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ سراے عالم کے نزدیک جو دو تین کوس دہ پرگرہ سے ہے دونو لشکر اوترے چند روز سوال جواب مین گذرے جمادی الاولی کے آخر مین عبد اللہ خان کے بھائی سیف الدین علی خان و سراج الدین علی خان و نجم الدین علی خان و رتن چند دیوان تین چار سو تازہ دم سوارون کے ساتھ ابو الحسن کے ساتھ متفق ہوئے اور سید عبد الغفار کے حملہ مردانہ سے سادات بارہ کا باوجود شجاعت کے ایسا عرصہ تنگ ہوا کہ قریب تھا کہ ابو الحسن خان کی فوج کے پیر اکھڑ جائین اور لشکر کو ہزیمت ہوجائے لیکن عبد اللہ خان کے تینون بھائیون اور ابو الحسن و رتن چند نے جان سے ہاتھ دھوکر میدان مین پاؤن جمایا سید عبد الغفار نے اونکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ سراج الدین خان ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا بعض لکھتے ہیں کہ توپ خانہ کا دہوان ایسا گھرا کہ لڑائی مین ایک دوسرے کی صورت مطلقاً نہین معلوم ہوتی تھی کہتے ہیں کہ گرد اور باد تند ایسی چلی کہ دوست دشمن معلوم نہوتے تھے غرض اسی حالت مین سید عبد الغفار کے کشتہ ہونے کی جھوٹی خبر دونو لشکرون مین اڑ گئی۔ اسکے لشکر کے آدمیون نے کچھ تحقیق نہ کیا اور بھاگ گئے۔ ہرچند عبد الغفار نے غل مچایا کہ اسے حق ناشناسو مین زندہ ہون مجھے تنہا چھوڑکر کہان جاتے ہو مگر کسی نے نہ سنا نہ کوئی الٹا آیا۔ ناچار سید عبد الغفار نے ننگ فرار کو اختیار کیا اور شاہجہانپور مین چلا گیا لشکر سادات بارہ مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا۔ جب یہ خبر معز الدین جہاندار شاہ کو پہنچی تو اوسنے ارکان سلطنت سے استصواب کرکے عبد اللہ خان کے چار ہزاری منصب پر دو ہزاری کا اضافہ کرکے صوبہ الہ آباد کی صوبہ داری پر فرمان بحالی مع خلعت بھیجدیا +

سربلند خان فوجدار کڑہ دس بارہ لاکھ روپیہ جمع کرکے جہاندار شاہ پاس آیا اور مورد آفرین ہوا۔ احمد آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔ احمد آباد کا صوبہ دار امانت خان مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ امانت خان اوجین مین آیا۔ انقلاب سلطنت کے فساد سے اوجین کو اسلام خان عرف رتن سنگھ دبا بیٹھا تھا۔ ذو الفقار خان نے راجہ کو لکھ بھیجا کہ امانت خان کو عمل و دخل نہ دو یا راجہ نے ایسا نوشتہ جعلی بنا لیا تھا یا زیادہ سرے سے راجہ نے

امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی +

باندہ کے ایک پہر دن سے تین پہر رات تک اعز الدین کی فوج پر گولہ اندازی کی ۲۹ ماہ مذکور
شاہزادہ بجاے اسکے کہ لڑتا حسن خان خاندوران خان سے مشورہ کرکے جسقدر جواہر اور
اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اور سارے کارخانجات بادشاہی کو چھوڑ کر ایک پہر رات رہے
بھاگ گیا اور لشکر مین ایسا تزلزل پڑا کہ لشکر کے عمدہ سردارون کو ما یحتاج کے اوٹھانے کی
بھی فرصت نہ ملی ایک روایت یہ ہے کہ شاہزادہ نے بددل و افسردہ خاطر ہوکر یہ حرکت اسلیے
کی کہ جہاندار شاہ اپنی معشوقہ و منکوحہ لال کنور کے اغوا سے اوسکے ساتھ جو زوجہ اولی کے
بطن سے تھا بدسلوکی کرتا تھا اور خاندوران خان کا اس مہم مین صاحب مدار ہونا اور اوسکے
ساتھ بید ماغی کرنا ناگوار تھا فرخ سیر کا لشکر جو بے طعمہ باز کی طرح شکار کا انتظار کر رہا تھا
شاہزادہ کے بھاگنے کی خبر سنتے ہی سامان لشکر کے لوٹنے کے لئے دوڑا ۔ اور بہت مال و اسباب
اوسکے ہاتھ آیا ۔ جو جماعت فقر و فاقہ کی آگ سے جلتی تھی آج جنس کے ذخیرے وافر جمع کر لئے اور
شاہزادہ اعز الدین کمال سراسیمگی سے اکبر آباد گیا لشکر فرخ سیر مین مبارکباد کی صدا خیمہ بخیمہ تال
اور مردنگ کے ساتھ بلند ہوئی ۔ قلیج خان نے کہا کہ شاہزادہ کو جہاندار شاہ کے آنے تک اکبر آباد مین
ٹھیرنا مصلحت ہے ۔ جہاندار شاہ ۱۰ ۔ جمادی الاول کو شاہجہان آباد مین داخل ہوکر فتح پسر کا
منتظر تھا جب اوسکی شکست کی خبر پہنچی تو اوسکی عقل و ہوش جو عشق کے تاراج سے بچے تھے
وہ بھی جاتے رہے ۔ تہیہ اسباب جنگ مین مشغول ہوا ۔ وسط ذیقعد ۱۱۲۳ھ مین شاہجہان آباد سے
چلا ۔ ذوالفقار کی سپاہ بیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی کوکلتاش کے پچیس ہزار سوار تھے مجموعہ
کل سپاہ کا اسی ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کے قریب تھا ۔ لشکر کوچ بکوچ فرخ سیر کے
مقابلہ کے لئے سموگڈہ مین اکبر آباد کے متصل آیا ۔ اس طرف سے فرخ سیر دو سپہ سالار بارہ اور امرا
کے ہمراہ ایسی جمعیت کے ساتھ کہ افواج جہاندار شاہ کے سوم حصہ کی برابر تھی ۔ کمال بے سامانی
کے ساتھ دو روز کی مسافت ایک روز مین طے کرکے جمنا کے اس طرف لشکر جہاندار شاہ کے
مقابل اوترا ۔ عبد اللہ خان نے آخر شب یاندہم ذی الحجہ کو ایسی معبر کی تحقیق کرکے جس کا پانی
قد آدم سے کم تھا سراروز بہانی سے جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس ہے

اور تمام فوج اور توپ خانے کا اختیار اوسکو دیا۔ اگرچہ ذوالفقار خان شاہزادہ کی تنگ حوصلگی و عدم تجربہ و سوے مزاجی وافسردہ خاطری پر اور خواجہ حسن خان کی حسب نسب و سلوک و درشت خوئی پر مطلع تھا اوسنے بادشاہزادہ کے ساتھہ خواجہ کے بھیجنے کو راے سلیم کے خلاف جان کر بادشاہ سے عرض کیا لیکن اس سبب سے کہ کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان میں ہمچشمی کی عداوت اس درجہ پر پہونچی تھی کہ کسی بات اور مصلحت میں انکی رایون میں اتفاق نہ ہوتا تھا اور بادشاہ کا ایمان تھا کہ وہ کوکلتاش خان اور لال کنور کی خاطر کرے اسلئے وہ ذوالفقار خان کی کچھہ نہ سنتا تھا قلیچ خان بہادر خلف الصدق غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جو شجاعت کارطلبی و راے صائب و اکثر کمالات انسانی میں نادر العصر تھا اور بہادر شاہ کے عہد میں بادشاہ کی دون پروری اور بیخبری کے سبب سے ترک منصب کرکے گوشہ نشین ہوا تھا بتقاضاے مصلحت کار فرمایون نے اوسکی استمالت کرکے منصب پنجہزاری کا اوسکو دیا اور شاہزادہ کی کومک کے لئے مامور ہوا وہ بسبب عدم سرانجام سفر شاہزادہ کے ساتھہ نہ جاسکا مگر پیچھے آیا جب وہ اکبرآباد میں آیا تو اوسنے سُنا کہ سرداروں کی ناموافقت کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر کا حال ابتر ہو رہا اوسنے یہ مصلحت جانا کہ اکبرآباد میں چند روز توقف کرنے اور دیکھے کہ کیا ظہور میں آتا ہے۔ اس طرف عبداللہ خان وحسین علی خان کے ساتھہ فرخ سیر کوچ بکوچ چلا آتا تھا چھبیلہ رام ناگر کہ کوڑہ وکڑہ کا فوجدار تھا اپنے تعلقہ کے پرگنات کا خزانہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں آیا مگر جب اوسنے دیکھا کہ شاہزادہ نے اختیار ہے اور خاندوران خان بالکل مختار ہے تو وہ خزانہ سمیت محمد فرخ سیر پاس چلا گیا جب اعزالدین قصبہ کھجوہ کے پاس قریب آیا اور اوسنے سنا کہ فرخ سیر تین منزل پر ہے تو اوسنے یہیں اقامت کی اور لشکر کے گرد خندق عمیق کھدوانے کی تیاری کی۔ اس خبر کے سُننے سے فوج حریف دلیر ہوئی اور پہلے زیادہ جلد چلنے لگی ۲۸۔ جمادی الاول کو خندق سے دو کروہ پر فرخ سیر کے پیشخانہ کے جھنڈے نصب ہوئے سید عبداللہ خان نے اطراف کی دیہات کی دیواروں پر مورچال

اور دفعتہ جان کے خوف سے جگہ کو خالی کیا۔ جہاندار شاہ نے ہرچند چاہا کہ دشمن کے مقابل ہو مگر اوسکی
سواری کا ہاتھی لال کنور کے ہاتھیون کے طرح شوخی و اضطراب کرنے لگا اور فیلبانون کے اختیار
مین وہ نہ رہا۔ اسی اثنا مین عبد اللہ خان کے متفرق آدمیون نے داہنے بائین طرف سے کچھ کچھ
ملنا شروع کیا جسسے تقویت ہوئی اور اس امداد غیبی سے بہادرونکے قدم جرأت آگے رکھا۔
اور اس سبب سے جہاندار شاہی لشکر مین اکثر آدمیون کا پاؤن ایسا اکھڑا کہ پھر نہ جما سب اس طرح
پریشان ہو گئے جیسے کہ ہوا سے بادل ہوتے ہین۔ اس حال مین کوکلتاش خان نے چاہا کہ جہاندار شاہ
پاس جائے اس ضمن مین علی اصغر خان و چھبیلہ رام ناگر جو کمین گاہ مین بیٹھے تھے بہ ہیأت مجموعی
کوکلتاش پر دوڑے اور سر راہ اونکو روکا اور زخمی کرکے اوسکو مار ڈالا۔ رضا قلیخان میر آتش اس
جنگ مین کوکلتاش کا ہم عنان تھا وہ بھی مارا گیا۔ اعظم خان برادر کوکلتاش زخمی ہو کر جہاندار
شاہ پاس گیا۔ مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ یہانتک کہ جہاندار شاہ کا ایسا قافیہ
تنگ ہوا کہ خود فیل زنانہ کی عماری میں بیٹھا۔ اور جب آفتاب مین زردی آگئی تو اکبر آباد کی راہ لی
ذوالفقار خان میدان جنگ مین ایک پہر تک لڑتا رہا۔ آدمیونکو جہاندار شاہ اور اوسکے
بیٹے اعز الدین کی جستجو کے لئے آدمی بھیجا اور اونکو انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اسکا
ارادہ یہ تھا کہ پدر اور پسر مین ایک ہاتھ آجائے تو بہادری کرکے دشمن کے صفوف سپاہ
کو پرے ہٹا دے۔ لیکن اس کو نہ شاہ ملا نہ شاہزادہ۔ ناچار آخر کار مایوس ہو کر اکبر آباد کی طرف
متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ فرخ سیر جب نے ذوالفقار خان کا استقلال دیکھا تو وہ گھبرایا اور اوسکو
پیغام بھیجا کہ سلطنت کا دعویدار تو بھاگ گیا۔ اب تم کو کیا دعوی ہے۔ اگر سلطنت کا دعوی
رکھتے ہو تو یہ ایک اور بات ہے لیکن اگر کسی اور کو بادشاہ چاہتے ہو جہاندار شاہ نہ ہوا تو
فرخ سیر ہوا۔ ذوالفقار نے جب یہ پیغام سنا اور بادشاہ اور اوسکے بیٹے کا پتا نہ لگا تو میدان
جنگ کو چھوڑ دیا۔ اوسکے بعد فرخ سیر کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے عبد اللہ خان کے
آدمی لاشون کے درمیان حسین علی خان کی تلاش مین گئے۔ وہ زخمون میں جو چھرچھون
کی دست اندازی سے تھا غش مین پڑا تھا مگر جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کی آواز

دلدل قم سے عبور کیا۔ اور جہاندار شاہ کی فوج کے عقب مین فروکش ہوا اسکے تین پہر بعد فرخ سیر بھی
اس جسر سے گذرا اور حسن علی خان اور چھبیلہ رام ناگر کہ جہاندار شاہ کی فوج کے انسداد راہ
کے لئے بطریق چنداول تھا دریا کے اس طرف دلجمعی کے ساتھ شبانہ روز مین ساری سپاہ کے
ساتھ اوترا۔ جہاندار شاہ کے سردارون کو اس وقت اس ماجرے سے اطلاع ہوئی کہ مخالف کی
فوج ناگاہ عقب سے نمودار ہوئی۔ اسلئے اونسے جو پہلے مورچال باندھے تھے وہ بیکار ہوئے
اب اوسے پشت کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اور از سر نو افواج کی ترتیب اور توپخانہ کے آگے لیجانے کا
اہتمام کرنا پڑا۔ مگر اس کام کی مہلت اونکو نہ ملی۔ کوکلتاش خان و محمد راجی خان و اسلام خان و
جانی خان و محمد امین خان و اعتماد الدولہ و قلیچ خان و جان نثار خان وغیرہ میمنہ مین اور
ذوالفقار خان و عبد الصمد خان اور ایک اور جماعت میسرہ مین قایم ہوئی۔ روز چہار شنبہ
دہم ذی الحجہ ۱۱۲۴ کو ایک پہر دو گھڑی دن رہے اول سید عبد اللہ خان نے جہاندار شاہ کی
فوج پر حملہ کیا اور جہاندار شاہ کی طرف سے بھی ایک فوج نام آورون کی جماعت کے ساتھ مقابل
ہوئی سخت جنگ ہوئی صف شکن خان جو فیل پر حسین علی خان کے ساتھ بیٹھا تھا اور فتح علی
داروغہ توپخانہ پسر بہادر خان رہیلہ و میر اشرف خان برادر میر مشرف خان بہت بہادرون کے
ساتھ کام آئے۔ جہاندار شاہ کی طرف جانی خان شاہجہانی و مختار خان ایک جمع کثیر کے
ساتھ جان نثار ہوئے جب حسین علیخان نے عرصہ کارزار کو اپنے اوپر تنگ دیکھا تو بندوقچیون
کے متہورون کی طرح ہاتھی سے کودا اور سادات بارہ کی ایک جماعت لیکر ہمت کی اور
زخمہائے کاری اوٹھا کر حالت غش مین معرکہ مین زمین پر گرا۔ جہاندار شاہ کے ہان فتح کا
کا شادیانہ بجا اس ضمن مین عبد اللہ خان ایک پشتہ پر چڑھا کہ جہاندار شاہ کی فوج پر مشرف
تھا اور ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا اوسنے دیکھا کہ جہاندار شاہ اپنی عقب سپاہ سے
غافل ہے سادات بارہ جلو ریز ہوکر جہاندار شاہ کی زنانہ سواریون کے ہاتھیون کی طرف
دوڑے اور ایک آشوب و شیون وہان پیدا ہوا۔ جہاندار شاہ خبر کی تحقیق ہی مین تھا کہ لال کنور
اور نغمہ سرایان و خواجہ سرایون کے ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش سے ناچنے لگے

اور استقلال کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوا۔ اور بندوبست سے خاطر جمعی کے ساتھ محصول محال و ذخیرہ
قلعہ مین جمع کیا۔ اسکی غدر کی حقیقت بہادر شاہ کو معلوم ہوئی اور محمد رضا نے خود بھی
لکھا کہ مین قلعہ پر حضور کے متصدیون کی بے بندوبستی سے متصرف ہوا ہون۔ دیکھون کہ اس
قلعہ سے مجھے کون باہر نکال سکتا ہی۔ بہادر شاہ اور عظیم الشان دونون نے فرخ سیر کو لکھا کہ
محمد رضا کی تنبیہ و تادیب کریں اور قلعہ کو اوس کے تصرف سے نکالیں محمد فرخ سیر نے اپنی ہمراہی
صاحب الیون سے مشورہ کیا۔ اس قلعہ کا محاصرہ مصالح و تردد طلب تھا اور اوسپر اقدام
اندیشہ صائب کے بے مدد متعذر تھا۔ لاچین بیگ قلماق فرخ سیر کے معضوب نوکرون مین تھا
جسکو برطرف کر دیا تھا۔ وہ جانبازی کرکے رزق کی امید مین آیا۔ اور ایک مقرب کی معرفت
عرض کیا کہ اگر شاہزادہ محمد فرخ سیر یہ شہرت دے کہ فرمان عفو جرایم اور آفرین باد کا محمد رضا کی
جرأت و جلادت و رشادت پر اور قلعہ کو بدستور رکھنے کا مع خلعت و نشان آیا ہے اور وہ
بندہ کے ہمراہ اوسکے پاس بھیجے تو جسوقت مین یہ نشان اوسکو دونگا تو اوس کو مار ڈالونگا
اگر مین جانبر ہون تو اوسکے صلہ سے سرفرازی پاؤن اور اگر میرا سر صدقہ ہو تو میرے فرزند
اوسکے نتائج سے سربلند ہون۔ یہ مصلحت ارکان دولت نے پسند کی۔ لاچین بیگ کو خلعت
و نشان دیا گیا کہ محمد رضا پاس لیجائے وہ یہ لیکر پہنچا۔ گفتگو کے بعد محمد رضا نے لاچین بیگ
کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی نشان و خلعت کی تعظیم مین وہ مصروف ہوا کہ لاچین بیگ
نے کاردازیکی سے اُسکا کام تمام کیا۔ لاچین بیگ کو اوسکے نوکرون نے زخمی کیا مگر اوس کی
جان بچگئی۔ فرخ سیر نے اوسکو بہادر دل خان کا خطاب بادشاہ سے عرض کرکے دلایا۔
فرخ سیر کا یہ منصوبہ عاقبت بخیر باپ دادا کے نزدیک مستحسن ہوا۔ ان ہی ایام مین بہادر شاہ بادشاہ
کے مرنے کی خبر آئی محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر بدون اس تحقیق کے کہ بھائیون کے درمیان
کیا انفصال مقدمہ ہو عظیم الشان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اوسکے نام کا سکہ جاری کیا
اور اپنے ہمراہیون سے صلاح کی کہ مین عظیم الشان پاس جاؤن یا نہ جاؤن۔ بعض مینا طلب
درویش اور محمد رفیع منجم مانع آئے۔ اونھون نے کہا کہ حضور کا اس مکان سے حرکت کرنا

پہنچی تواس مژدہ سے وہ مردہ زندہ ہوگیا۔ اوسکو اوٹھا کے بھائی پاس لائے۔ جہاندارشاہ نے
رات اکبرآباد مین بسر کی اور تغیر ہیات کرکے آخر شب مین مستورات کی سواریون کے ساتھہ شاہجہان آباد
روانہ ہوا اور اوسکے ایک پہر پیچھے ذوالفقار خان بھی دارالخلافہ مین آیا۔ جہاندارشاہ سیدھا
آصف الدولہ اسدخان پاس گیا اور معاونت و مصلحت کار کا طالب ہوا۔ ذوالفقار خان نے بھی باپ
سے التماس کی کہ جہاندارشاہ کو کابل یا دکن کی طرف لے جائے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجئے
اسدخان جہان دیدہ اور تجربہ کار اور مدبران روزگار کا سردار تھا اوسنے کہا کہ سپاہ اور توپخانہ
کی گردآوری خزانہ کی امداد بغیر نہین ہوسکتی اور خزانہ سے ایک مہینہ کا خرچ وصول ہونا
دشوار ہے اسلیئے سوا شورش فتنہ و خرابی خلق و خونریزی سپاہ کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ آب
از جو سے رفتہ باز آمدن امریست متعذر الوقوع بیٹے کی اس عزیمت کا مانع ہوا اور اوسنے
کہا کہ اولاد تیموریہ میں سے جو شخص تخت فرمانروائی پر قدم رکھے ہم پر اوس کی اطاعت واجب
ہے۔ اگرچہ اس معنی کا حسن عقل سلیم و راے صحیح پر پوشیدہ نہین ہے۔ اسد خان کو بیٹے کا
اس حرکت سے باز رکھنا سب طرح سے مستحسن الوجوہ تھا لیکن مآل کار سے وہ واقف نہ تھا
کہ قضا نے اوسکو غافل کیا۔ آصف خان نے جہاندارشاہ کو قلعہ مین نظربند کیا۔

ذکر سلطنت محمد فرخ سیر

۲۔ رجب ۱۰۹۵ھ کو فرخ سیر پیدا ہوا جب بہادرشاہ نے اپنے بیٹے عظیم الشان کو صوبہ
بنگالہ سے طلب کیا تو عظیم الشان نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین نائب مقرر کیا اور خود
باپ پاس گیا اور اوسکے ساتھہ ہوکر اعظم شاہ سے لڑا اور اوسکو مارا۔ بہادرشاہ ہندوستان کا
بادشاہ ہوا۔ جب ۵ جلوس مین بہادرشاہ لاہور مین تھا اور صوبہ بنگالہ مین اعزالدولہ خان خانان
صوبہ دار مقرر ہوا تو فرخ سیر حضور مین طلب ہوا اور وہ ۲۴ سال کی عمر مین صوبہ بہار مین
آیا اور یہان جس سبب سے مقیم ہوا وہ ہم نے اوپر بیان کر دیا۔
ان ہی ایام مین محمد رضا مخاطب بہ رعایت خان جو بہادرشاہ بادشاہ کے منصوبون
مین تھا اوسنے دکن سے صوبجات مشرقی مین آنکر قلعہ داری رہتاس کا ایک جعلی فرمان بنالیا

فرخ سیر کا اعزالدولہ خان خانان [illegible] +

رہتاس پر فرخ سیر کی فتح +

پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف فرخ سیر دو سپہ سالارون اور صف شکن خان و خواجہ عاصم
اور رفیقون کے ساتھ چلا اوسکی کل سپاہ پچیس ہزار سوار تھے اور خرچ کی بہت تنگی تھی محمد
عظیم الشان کی جاگیر کے بنگالہ کے صوبون سے اٹھائیس لاکھ روپیہ عبد اللہ خان کے اور پچیس
لاکھ روپیہ فرخ سیر کے ہاتھ آئے تھے - اور دو تین لاکھ روپیہ کی جنس تجار پٹنہ سے قرض
لی تھی - جہاندار شاہ نے یہ سنکر کہ فرخ سیر پٹنہ سے چلا ہے اپنے بڑے بیٹے اعز الدین کو پچاس ہزار
سوارون کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے مقرر کیا - خواجہ احسن خان مخاطب خاندوران خان
کو شاہزادہ اور تمام فوج کا اختیار دیا اور توپخانہ سنگین ہمراہ کیا قلیج خان بہادر پسر غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ نے بہادر شاہ کے عہد مین استعفا دیکر گوشہ نشینی اختیار کی تھی اوسکو شاہزادہ کی مدد
کے لئے مقرر کیا - اور وہ پیچھے روانہ ہوا - جب وہ آگرہ مین آیا تو اوسنے معلوم کیا کہ شاہزادہ جمنا پار چلا
گیا ہے اور سردارون کی آپس کی نا اتفاقی کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر مین جوتیون مین
دال بٹ رہی ہے تو اوسنے آگرہ مین توقف کیا - شاہزادہ اعز الدین قصبہ کھجوہ مین آیا اور
اوسنے سُنا کہ محمد فرخ سیر تیرہ چودہ کروہ پر ہے تو اوسکے دل مین شمشیر سادات کا خوف پیدا
ہوا اور اواخر شوال مین اوسنے منزل کھجوہ مین اقامت کی اور اپنے خیمہ اور لشکر کے خیمون
کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مورچال باندھے - یون دشمن کو اپنے اوپر دلیر کیا جب
ایک دو کوس کے فاصلہ پر سید عبد اللہ خان و حسین علی خان کے پیش خانہ کے جھنڈے
نصب ہوئے - فوجون مین کچھ مقابلہ نہ ہوا مگر اعز الدین کی فوج پر سید عبد اللہ خان نے
اطراف کے دیہات کی دیوارون پر مورچال باندھ کے دن کے تیسرے پہر سے رات کے تیسرے پہر تک توپین
ماریں - شہزادہ اعز الدین لال کنور کی ناموافقت کے سبب سے باپ کی نظر سے گرا ہوا تھا اور اس مہم مین
خاندوران خان کے تسلط کے سبب سے بالکل بے اختیار رہتا - ان وجوہ سے زیادہ بیدل اور دل باختہ
ہوا - خاندوران خان کی پیشانی سے نامردی ٹپکتی تھی - ان دونون مین مشورہ ہوا اور دونون
ایسے ڈرے کہ اپنی مقدور کے موافق جواہر و خزانہ اشرفی اٹھایا اور باقی تمام خزانہ و خیمہ و توشک
و کارخانجات بہمہ جہت چھوڑ کر تین پہر رات گئے بھاگ گئے - اکثر عمدہ سردار اپنی مایحتاج ضروری بھی

جب تک صاحب سکہ وخطبہ نہون صلاح دولت نہین ہی ان ہی دنون مین حسین علی خان
بارہ پٹنہ مین عظیم الشان کا نائب تھا اور سرکشون کی سزا کے لئے پرگنات مین گیا ہوا تہا
جب اوسنے یہ خبر سنی کہ اوربھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر آنے بغیر فرخ سیر نے عظیم الشان کا
سکہ وخطبہ جاری کیا تو اوسکو فرخ سیر کی طرف سے ملال ہوا اور ایسے ہی فرخ سیر کے دل میں
سادات بارہ کی ذاتی شجاعت کا اور صوبہ مین حسین علی خان کے تسلط کا وسوسہ عظیم پیدا ہوا۔
نامہ وپیغام موت الیتام بھیجکر سید کو مستمال کیا اور اپنے پاس بلایا اور والدہ فرخ سیر حسین علیخان
سے ملتجی ہوئی اور فرخ سیر کی زبانی قول او رعہد او ر ایفا او رختیار او رمدار سلطنت کو بیان
کر کے ایسا اوسکو مطمئن کیا کہ طرفین کے وسواس وہراس اخوت سے مبدل ہو گئے۔ اس عرصہ
مین عظیم الشان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی تو محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر اوائل ربیع الاول
۱۱۲۳ھ مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا۔ اور روز بروز حسین علی خان اور فرخ سیر کے استقلال
کے باب میں عہد وپیمان استوار ہوتے گئے۔ الہ آباد کا صوبہ دار سید عبد اللہ خان عرف
حسن علیخان تھا اور تبدیل سلطنت سے اوسکو بنگالہ کا خزانہ ہاتھ لگا تھا او رصاحب شجاع
مشہور تھا۔ فرخ سیر کے دل مین اوسکی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ جہاندار شاہ کی طرفداری کرے گا
اور میری اطاعت نہین کریگا۔ اوسکو فرمان تسلی بھیجا۔ اس مین ان اقرار ونکا بیان کیا جو اوسکے
بھائی سے ہوئے تھے اور خزانہ کے تصرف کی اجازت دی اور سپاہ کی نگاہداشت کی
ترغیب دی اور حسین علی خان نے بھی اس بارہ مین اپنے بھائی سید عبد اللہ خان کو لکھا او
غبار دلی کو اوس کے آئینہ خاطر سے دور کیا۔ غرض دونو بھائیون نے دل وجان سے مدد
رفاقت کا پیمان کیا۔ اور از سر نو عہد وقرار ہوئے اور اس مہم عظیم کے سرانجام مین دل سے
اتفاق کیا۔ آرے باتفاق جہان میتوان گرفت۔ اب فرخ سیر پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف
چلا۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو وہ لاہور سے اوائل ربیع الثانی
مین دار الخلافہ مین آیا۔ سید عبد اللہ کو الہ آباد سے بدل کر سید عبد الغفار کو بھیجا جنگی لڑائی کا
حال پہلے بیان ہو چکا ہے +

اس کو شکست نہ ہنگی تو وہ از سر نو ملک مین فساد مچائیگا اور مہم کو طول ہوگا اور عدم پایاب و بسیاری
آب کے سبب بھی یہ خیال تھا کہ فرخ سیر دریا سے جلد نہین اُتر سکتا - فرخ سیر کے لشکر مین خرچ
کی بڑی تنگی تھی وہ دو دو روز کا سفر ایک روز مین طے کرتا ہوا آتا تھا - وہ جمنا کے اس طرف کچھ آدمیون کے
ساتھ آیا اور بہت سا لشکر اوسکے پیچھے تھا اوسکو شب خون کے مارنے کا ایسا خوف تھا کہ اکثر سپاہی
گھوڑون کی لگامین پکڑے سر پا لرزان اور دشمن سے ہراسان پوس کے مہینے کی اندہیری
رات مین چار پہر کھڑے رہے - آخر شب یازدہم ذی الحجہ مین سید عبد اللہ خان ہراول نے
ایک معبر تحقیق کیا جسمین پانی آدمی کی چھاتی تک تھا - وہ پانی کے اوپر سے جہاندار شاہ کے لشکر
کے سامنے سے معبر وہ پانی سے اترا جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس پر ہے
دشمن کی فوج کے عقب مین نمودار ہوا چار دن مین ساری فوج اُتر آئی - جہاندار شاہ کے سپہ سالار
اسوقت خبردار ہوئے کہ جب فرخ سیر کے لشکر کا سیلاب اونکے لشکر کے عقب مین آگیا - تو وہ
سراسیمہ ہوئے فوج ہراول بحال رہی از سر نو فوج کی ترتیب دشمن سے لڑنے کے لئے
کرنی پڑی اور توپخانے کے لیجانے مین اہتمام کرنا پڑا - ایک پہر دن باقی تھا کہ سید عبد اللہ خان
ہراول نے لڑائی شروع کی - ایک عجیب و غریب دارو گیر ہوئی - جہانتک نظر کام کرتی تھی تلوارین
چمکتی نظر آتی تھین - ان حملون مین صف شکن خان کہ فیل پر حسین علی خان کا ردیف تھا اور
فتح علی خان وغیرہ توپخانہ محمد فرخ سیر و زین الدین خان پسر بہادر خان رہیلہ اور میر اشرف
برادر میر مشرف کشتہ ہوئے چھبیلہ رام ناگر و خان زمان کنارہ کشی کرکے قابو وقت کے منتظر رہے
جہاندار شاہ کی طرف سے جانی خان جہان شاہی و ممتاز خان مارے گئے حسین علی خان نے
عرصہ کارزار مین اپنی فوج پر دشمن کا غلبہ دیکھا ہندوستان کے بہادران تہور پیشہ کی طرح
ہاتھی سے اُترا اور بارہہ کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر دستبدہ کام کیا اور تیر و گولیون سے
زخمی ہوکر بے خبر معرکہ مین پڑا - سید عبد اللہ خان کی فوج بھی تیر باران کے صدمات سے متفرق
ہوگئی تھی اور اوسکے نشانون کے فیل بھی اکثر جماعہ دارون کے ساتھ سے جدا ہوگئے تھے
اوسکے ساتھ سو دیڑھ سو سوارون سے زیادہ نہ تھے کہ سید عبد الغفار سید عبد اللہ خان کے ہاتھی کے روبرو آیا

نہ اٹھا سکے اور گھوڑون پر زین نہ لگا سکے اور فرار مین ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے گرتے پڑتے
جان سلامت لیگئے جب بہر کا سوانح فرخ سیر کے لشکر کو دشمن کی ہزیمت کی خبر سنائی تو بے شمار پیادے
اور سوار لوٹ پر ایسے جھک پڑے جیسے کہ بھوکا باز اپنے شکار پر گرتا ہے - ہاتھی گھوڑے وخزانہ وخیمہ
اور کل کارخانجات لوٹ لے جنکو ایک عدد کی روٹی میسر نہ تھی اور رات کو فاقہ سے سوتے تھے
اونھون نے ذخیرے جمع کر لئے غرض فرخ سیر کے لشکر کی عسرت عشرت سے بدل گئی - اعز الدین تباہ
حال اکبر آباد مین آیا قلیچ خان نے اوسکو مصلحت بتلائی کہ اکبر آباد مین جہاندار شاہ کے حکم آنے
تک منتظر رہو جہاندار شاہ - ۱۷ جمادی الاولی کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آیا - اعز الدین کی
فتح پر آنکھیں لگائے بیٹھا تھا کہ اوسکے پاس بیٹے کے فرار ہونے کی خبر آئی تو وہ وسط ذی قعدہ ۱۱۲۴ھ
دار الخلافہ سے باہر آیا - ذو الفقار خان بہادر نصرت جنگ کو ہراول بنایا - اور کوکلتاش خان بہادر
واعظم خان وجانی خان وسید راجن خان اور امیران توران کے بہادر اور توپخانہ کو لیکر نکلا - اور
ستر اسی ہزار سوار وپیادے جمع کئے - فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے سموگڈھ مین اکبر آباد کے متصل آیا -
فرخ سیر بھی سید عبد اللہ خان وسید حسین علی خان کی پامردی اکبر آباد کے قریب آیا - اوسکے لشکر مین
خرچ کی بڑی تنگی تھی جہاندار شاہ کی سپاہ کی افزونی وتوپخانہ اور اسباب جنگ عقلا کے نزدیک اسپر
دلالت کرتا تھا کہ کبھی وہ مغلوب نہین ہوگا لیکن اسکے بعضے اطوار ناہموار اور ظلم اصل بدنام آدمیونکو
ہمراہ لانا ایسا تھا کہ جسکے سبب امراء قدیم وجدید اور تمام سرداران سپاہ آزردہ خاطر تھے اور زبان پر گلے
اور کلمات یاس لاتے تھے اور بعضے لوگ کہ نامداران بانام ونشان اس تدبیر جہاندار شاہ سے آزردہ
خاطر تھے کہ اونھون نے فرخ سیر سے عہد موافقت کر لیا تھا - ذو الفقار خان اور کوکلتاش خان مع برادر
جہاندار شاہ کے جان نثار عقیدت نشان بندے تھے مگر حسد ونفاق اس قدر آپس مین رکھتے تھے کہ ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے تھے سالشکر عمدہ کامونکو آپس کی ضد ابتر وضائع کرتے تھے - اور ایک دوسرے
کے ہتھیال مین منصوبے باندھتے تھے خصوصاً کوکلتاش خان حسد ذاتی کے سبب سے ہر وقت رائے
سلیم کے خلاف کام کرتا تھا - ایک کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار کسی طرح نہین آنے دینا چاہیے
اور خود جمنا پار جاکر مقابلہ کرنا چاہیے - دوسرا کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار اترنے دین - اگر ہم جمنا پار جاکر

لاشون مین اپنے بھائی حسین علی خان کی جستجو کے لئے آدمی بھیجے۔ وہ بے خبر اور لیجو نکی دست اندازی
سے ننگا پڑا ہوا تھا جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کا مژدہ پہنچا تو اوسکے قالب مین جان آئی
اوسکو اوٹھا کر عبد اللہ خان پاس لائے۔ جہاندار شاہ رات کو اکبر آباد مین رہا اور بقول مشہور
ڈاڑھی کو صفاچٹ کرا کے تغیر وضع ہیئت کر کے آخر شب مین لعل کنور کے ساتھ شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا۔ ذوالفقار خان اور جہاندار شاہ ایک پہر کے فرق سے شاہجہان آباد مین پہنچ گئے
آصف الدولہ پاس جہاندار شاہ گیا اور مصلحت کار پوچھی۔ ذوالفقار خان نے بھی اس باب مین
باپ سے التماس کیا کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن لے جائیے اور پھر لشکر جمع کر کے تلافی کیجئے
آصف الدولہ جہاندیدہ اور آزمودہ کار تھا جب اوسنے دیکھا کہ کام ہاتھ تلے سے نکل گیا
معز الدین فرمانروائی کے قابل نہین رہا۔ روپیہ نہین سپاہ کی گرد آوری کی جائے صلاح کار
اسمین جانی کہ معز الدین کو قلعہ مین بھیجکر نظربند کیا اور ذوالفقار کے ارادہ جہان آشوب کا
مانع ہوا اور کہا کہ اولاد تیمور مین سے جو کوئی فرمان فرما ہو ہم کو اوسکی اطاعت لازم ہے جہاندار شاہ
کو دوسری سمت مین لے جائے اور تازہ فتنہ و فساد کے باعث ہوتے ہین خدا علیم ہے کہ
مآل کار کیا ہو۔ آصف خان کی یہ نصایح بموقع و بجا تھین لیکن وہ نہین جانتا تھا کہ یضحک القدیر
علے التدبیر۔ اس تدبیر مین بیٹے کی جان جائیگی اور دولت موروثی خاک مین ملیگی جسکا آگے بیان
ہوگا۔ جہاندار شاہ کی سلطنت دس مہینے رہی +

سوانح سال اول فرخ سیر

فتح کے بعد سید عبد اللہ خان کی وساطت سے اول قلیچ خان بہادر اور سرداران تورانی
آداب تہنیت بجا لائے اور مورد عنایات و آفرین ہوئے۔ بادشاہ نے سید عبد اللہ خان کو مع
لطف اللہ خان صادق اور امرا کے دار الخلافہ کے بندوبست کے لئے روانہ کیا۔ بادشاہ
ایک ہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۴ محرم سنہ ۱۱۲۴ کو بارہ پلہ پر جو دار الخلافہ
کے متصل ہے اترا۔ سید عبد اللہ خان کو قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب اور ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب عطا کیا اور وزارت تسلیم کی۔ سید حسین علی خان کو

اور کہا کہ مین سید عبد الغفار ہون - ایک تیر سید عبد اللہ خان کی طرف چلایا اونسے اوسکے تیر کو
رد کرکے اپنے تیر سے سید عبد الغفار خان کو زخمی کرکے بھگا دیا - سید عبد اللہ خان کو معلوم نہ
ہوتا تھا کہ مین کہان جاتا ہون اور انجام کیا ہوگا کہ کچھ آدمی ایسے آن ملے جسنے اوس کو
تقویت ہوئی - اسنے یہ چاہا کہ جہاندار شاہ کی فوج کے عقب سے خصم کی بہیر پر جا پہونچے لیکن اطراف
کی فوج کے صدمات سے اوسکو معلوم نہ تھا کہ کہان مین نکل سکونگا اسلئے وہ ایک پشتہ پر
چڑھا جو تیر رس فاصلہ پر جہاندار شاہ کے قول اور فیل پر مشرف تھا جہاندار شاہ کے
لشکر مین فتح کے شادیانے بج رہے تھے لیکن اسکو یہ خبر تھی کہ عقب فوج مین خصم کیا کر رہا ہے
سید عبد اللہ خان نے تھوڑے سے آدمیون سے تیر مارنے شروع کئے - سادات بارہ کمان کھینچ کر چلے
آسے - اور زنانہ کے سواری کے ہاتھیون میں ایک آشوب غریب پیدا کیا - ابھی جہاندار شاہ
دفع خصم مین نہین مشغول ہوا تہا - کہ لال کنور اور نغمہ سرایون اور خواجہ سرایوں کی سواریوں کے
ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش میں آئے اور اپنی جگہ کو خالی کیا جسنے جہاندار شاہ
کے ہمراہی اکثر ڈر گئے جہاندار شاہ دشمن کی طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھی بھی
اور ہاتھیون کی طرح شوخی کرنے لگا اور فیلبان کے اختیار مین نہیں رہا - اس حالت مین
سید عبد اللہ خان کی افواج متفرقہ بھی جمع ہوگئی - سادات بارہ نے قدم جرأت آگے
رکھا جہاندار شاہ کے لشکر مین ایسا خلل ڈالا کہ وہ بھاگ گیا - جہاندار شاہ کی مدد کو کلتاش خان
جاتا تھا کہ علی اصغر خان اور چھبیلہ رام ناگر نے اسے گھیر لیا اور زخمی کیا - رضا قلی خان داروغہ
توپخانہ بھی کام آیا اور اعظم خان برادر کوکلتاش بھی زخمی ہوا - جہاندار شاہ کا حال ایسا تنگ ہوا
کہ لعل کنور کی سواری کے ہاتھی مین جا بیٹھا اور شام کے وقت آگرہ چلا گیا - پہر رات گئے ذوالفقار خان
دشمن سے لڑتا رہا اور جہاندار شاہ اور اعز الدین کی خبر کی جستجو کرتا رہا - لوگون کو روپیہ دیکر
اطراف مین دوڑایا کہ اگر سیر جہاندار شاہ کو پاوین اور یہان لاوین تو اوسکی تقویت سے
حریف کو آگے سے ہٹا دے - مگر ان گم گشتون کا پتا نہ لگا تو ذوالفقار خان بھی مایوس ہوکر
شاہجہان آباد کی طرف چلا - فرخ سیر کے لشکر مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا سید عبد اللہ خان نے

اگرچہ محمد فرخ سیر وسیع الاخلاق اور قدردان تھا ہر ایک کی خدمت اور تردد کے مقابل مین چاہتا تھا کہ بقدر امکان منصب و عمدہ خدمات عنایت کر کے ہم چشمون مین ممتاز کرے مگر اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تہا امور سلطنت سے بے خبر۔ خردسالی سے صوبہ بنگالہ مین باپ دادا سے دور نشو نما پایا۔ استقامت مزاج ورائے صائب نہین رکھتا تھا اورون کی رائے پر چلتا تھا قسمت سے تاج و سلطنت مل گیا تہا۔ خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اوسکے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کے سخن کی تہ پر نہ پہنچتا۔ ابتدا سے اپنی سلطنت کا مادہ فساد خود ہی جاجسکا بیان مفصل آگے آتا ہے آغاز جلوس مین بڑی غلطی اصول بنائے جہانبانی مین اوسنے یہ کی کہ منصب وزارت سید بارہ عبداللہ خان کو دیا منصب وزارت ایک ایسا امر خطیر ہے کہ پہلے ہمیشہ بادشاہون نے مدتون کے امتحان کے بعد اون باوقار اور صاحب حوصلہ دانشمندون کو دیا ہے جو بردباری کی صفت و تجربہ کاری اور طبع حلیم اور رائے سلیم رکھتے تھے سادات بارہ کی شجاعت و بہادری ضرب المثل تھی وہ اکبر شاہ کے عہد سے پایہ امارت پر پہنچے تھے مگر شاہجہان نے اپنی ۳۱ سال کی سلطنت مین اورنگ زیب نے اپنی اکیاون سال کی بادشاہت مین کسی بارہ کے سید کو وزارت کا منصب دیا اور اونکو اس منصب کے دینے کے سبب جو خرابیان سلطنت مین واقع ہوئین وہ آگے بیان ہوتی ہین کہ سید اس امر خطیر کے بار سنگین کو اٹھاکر خود مطعون عالم ہوئے اور اہل عالم مین اور بادشاہان ہفت اقلیم مین اونکی آقاکشی کی بدنامی ہوئی اور تمام سواد اعظم ہندوستان مین فساد و آشوب پھیلایا اور آخر کار خود دولت بارہ کے استیصال کے سبب ہوئے جسکا بیان اب آگے آتا ہے۔ عاقلون نے سچ کہا ہے کہ ہر کسے را عقل بکمال و فرزند بجمال نماید لیکن ایسا نہین ہے کہ ہر کسے را بہر کارے آفریدہ اند صدارت و دیوانی خالصہ تن کا اس طرح فیصلہ ہوا کہ صدارت تو موافق بادشاہ کے حکم کے افضل خان کو اور دیوانی خالصہ لطف اللہ خان صادق کو ملی اور چھبیلہ رام ناگر کو اکبرآباد کی صوبہ داری مگر آپس مین عداوت کا تخم دلون مین بویا گیا +

میر جملہ نے بادشاہ کے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ اگرچہ وہ آشناؤن اور محتاجون کے ساتھہ

امیر الامرا بہادر فیروز جنگ کا اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب مرحمت کیا اور میر بخشی
کی خدمت پر مقرر کیا محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیا ہزاری ہزار سوار کا منصب
پر اضافہ کیا اور بخشی دوم مقرر کیا قلیچ خان کو جو پنج ہزاری تھا ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب اور
نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور دکن کا صوبہ دار کیا۔ جہانگیر نگر کے
قاضی عبد اللہ تورانی کو فرخ سیر نے اپنی روانگی سے پہلے بیشتر بعض مقدمات کی صلاح کے
لئے خفیہ شاہجہان آباد بھیجا تھا اوسکو خانخانان میر جملہ کا خطاب اور ہفت ہزاری ہفت ہزار
سوار کا خطاب دیا۔ گرچہ بحسب ظاہر دیوان خاص کی اور ڈاک کی داروغگی کی خدمت اوس کو
سپرد تھی لیکن وہ ہمدم و محرم راز تھا دستخط خاص کا اختیار اوس کو دیا۔ وہ بالکل بادشاہ پر حاوی ہوا
اور کل خلقت کا مرجع بنا +

قطب الملک سید عبد اللہ خان حکم کے بموجب شاہجہان آباد مین بندوبست ملکی کے لئے آیا
اور سلطنت کے نظم و نسق اور مہمات ملکی اور وزارت کے کامون مین مشغول ہوا تو اول بادشاہ اور
وزیر کے درمیان نزاع اسپر ہوا کہ جب فرخ سیر سے قطب الملک جدا ہوا تو بادشاہ نے دیوانی
خالصہ پر چھبیلہ رام ناگر کو مقرر کیا اور افضل خان کو جو بادشاہ کا اوستاد تھا صدر الصدور مقرر فرمایا
اور قطب الملک نے دار الخلافہ مین پہونچکر دیوان خالصہ لطف اللہ خان صادق کو اور صدارت
کل پر سید امجد خان کو مقرر کیا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بھی یہ سید اس خدمت پر مقرر تھا۔
جب بادشاہ دار الخلافہ مین آیا تو وہ سلطنت کے کامون پر متوجہ ہوا صدارت اور دیوانون کے مقرر کرنے
کے باب مین بادشاہ اور وزیر کے درمیان مضائقہ ہوا۔ قطب الملک نے کہا کہ اگر میرے مقرر
کئے ہوئے آدمی برقرار نہ رہینگے تو میری وزارت کا اعتبار نہین رہیگا میر جملہ اور بعض اور حسد پیشہ نوکرون
نے اس بارہ مین بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ بادشاہ اگرچہ نوکرون کو اختیار دیتے ہین مگر انکو
چاہیے کہ وہ اپنی حد کو نگاہ رکھین نوکر کی کیا مجال ہے کہ بادشاہ کے حکم بدون عمدہ خدمات
صدارت و نیابت و وزارت پر کسی کو تعین کرے +

خواجہ گر لطف بے عدد راند بندہ باید کہ حد خود داند

بادشاہ و وزیر کی ناموافقت +

اسد خان کا نام ابراہیم اور ذوالفقار خان کا نام اسمعیل تھا۔ اسی روز قلعہ مین جا کر جہاندار شاہ
کو جو ترپولیہ مین تنگ و تار جگہ مین مقید تھا مار ڈالا۔ محمد فرخ سیر ۱۷ محرم کو شہر و قلعہ مین
داخل ہوا۔ ہاتھی پر جہاندار شاہ کے سر کو نیزہ پر لگایا۔ اور لاش کو حوضہ مین ڈالا۔ ہاتھی
کی دم مین ذوالفقار خان کو اُلٹا لٹکایا اور شہر مین مشتہر کر کے لاش کو قلعہ کے دروازہ
کے آگے ڈالا۔ اے برادر مادر دہر از غرور خونت مرنج + چون ترا خون برادر ہمچو شیر مادر است
آصف الدولہ کو پالکی مین ڈال کر مع زنانہ سواریون کے حویلی خان جہان مین بطور
محبوس کے رکھا کچھہ اسباب سوا بدن کے کپڑون کے ان قیدیون پاس نہ تھا۔ ان باپ بیٹون کو کلتاش
خان و راجہ سبھا چند کے اموال و اسباب کو ضبط کیا۔ سبھا چند نے زبان درازی کی تو
اوسکی زبان کاٹی گئی۔

لاچین بیگ مخاطب بہادر دل خان کا نام تسمہ کش مشہور ہو گیا۔ نہ تقصیر ہوتی نہ
اسکا ثبوت کچھہ ہوتا مگر تسمہ گلے کا ہار بنتا۔ اسلئے امراء عالمگیری اور بہادر شاہی کے دلون
مین تسمہ کا خوف ایسا پیدا ہوا۔ کہ جب گھر سے بادشاہ کے مجرے کو آتے تو اپنے گھر والو
سے کہا سنا معاف کرا کے آتے تسمہ کشی بھی ایک پیشہ رزق کا وسیلہ ہو گیا +

ہدایت کیش خان کو اس جرم مین مارا کہ وہ محمد کریم برادر فرخ سیر کا ہاتھی جہاندار شاہ
کے پاس لایا تھا اور ہدایت اللہ خان کے قتل کے لئے بیگم کا رقعہ جعلی بنایا گیا +

شاہ قدرت اللہ درویش کو محض اس شہرت سے کہ کبھی کبھی جہاندار شاہ اوسکو شریک
مصلحت کرتا تھا فنا کیا۔ حکیم سلیم کو جو عظیم الشان کے مقرب نوکرون میں تھا اور یہ مشہور تھا
کہ اسی کی صلاح سے شاہزادہ مارا گیا اسکو میر جملہ نے اعزاز کے ساتھ اپنے گھر مہمان بلایا +
اور اوسکو پھانسی دیدی۔ اکثر آدمیون کے مارنے کی بدنامی میر جملہ کی نسبت مشہور ہوئی +
حکم ہوا کہ جہاندار شاہ کے ایام سلطنت کو عہد مخالف لکھہ کر ابتداء سال جلوس
محمد فرخ سیر غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ سے شمار کی جائے +

جب نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن مین آیا اسکی شمشیر موسقی کے صدمہ سے اور اُسکی

فیض رسانی کرتا تہا اور خلق اللہ کے اجرای کار اور دیانت مین ممتاز تہا اور ایک عالم اُس سے
کامیاب ہوتا تہا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ فرمان فرمائی ہند کا اختیار سادات بارہ کے ہاتھہ
مین رہے - دونو بھائیون کے ہاتہہ مین اقتدار سلطنت دیکھ کر حسد کے مارے جلا جاتا تھا
اظہار خیرخواہی و ہمدمی کے وسیلہ سے مقربان تازہ پیدا ہوئے اونہون نے بادشاہ اور سادات
بارہ کے درمیان اور آتش فساد کو بھڑکایا +

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان نے بارہ پلہ پر خیمہ لگایا - اور بادشاہ کی ملازمت کا ارادہ کیا
امیرالامرا حسین علی خان کو بادشاہ اور میر جملہ کے مشورہ پر اطلاع تھی اونسنے آصف الدولہ
پاس پیغام بہیجا کہ اگر میری وساطت سے بادشاہ پاس جاؤگے تو کوئی تمہاری سر کا ایک بال بیکا نہ
کرسکے گا جب اور صاحب مدار اس بات پر مطلع ہوئے تو اسکو صلاح و صوابدید دولت کے خلاف
جانکر تقرب خان کو جو ایرانی ہونیکی وجہ سے ذوالفقار کا ہم جنس تھا اس پاس بھیجا کہ اوسکی تسلی
کرے کلام اللہ کی قسم کھاکر خاطر نشان کرے کہ امیرالامرا کی معرفت بادشاہ کی ملازمت کرنے
مین سوای ندامت و خسارہ جانی و مالی کے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا - حاصل یہ کہ میر جملہ آصف الدولہ
اور ذوالفقار خان کے ہاتھہ باندہ کے بادشاہ پاس لایا آصف الدولہ نے تقصیرات کے عذر
مین اور عفو جرائم کے لئے دو تین کلمے التماس کئے - بادشاہ نے مہربانی کرکے اونکے ہاتہہ کھلوائے
خلعت و جواہر عنایت کئے اور آصف الدولہ کو حکم دیا کہ آپ اپنے خیمہ مین تشریف لیجائین اور
ذوالفقار خان خیمہ مین باہر بیٹھے اسسے ایک مصلحت ضروری کا پوچھنا ہے - آصف الدولہ نے
جان لیا کہ بیٹے کی موت آگئی روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا اور ذوالفقار خیمہ مامورین جاکر بیٹھا
اوسکو امرا و چیلیون نے گھیر لیا عظیم الشان اور محمد کریم کے خون کے دعوی کی بابت
کچھہ باتین کہین ذوالفقار خان نے - ہر کہ دست از جان بشوید + ہرچہ در دل آید بگوید
پر عمل کیا - لاچین بیگ نے تسمہ اوسکی گردن مین ڈالا اور اور چیلیون نے مارکر اوسکا دم نکالا
باپ نے بیٹے کے قتل کی یہ تاریخ کہی **بیت**

ہاتف شام غریبان با دو چشم خون فشان گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود

کے لئے عمدہ کارسازی نہ کرلیتا کسی کام پر متوجہ ہوتا اور میر جملہ پاس جو صاحب مطلب رجوع کرتا تو عطاے و اضافہ و تفویض خدمت سے بے غرضانہ بہ نیابت بادشاہی دستخط کرکے اسکو کامیاب کرتا - یہ بات وزارت کے دستور کے خلاف سیدون کی بے استقلالی کا باعث ہوئی جس سے دونو بھائی رنجیدہ خاطر ہوتے بعض اوقات میر جملہ سادات بارہ کے گلہ شکوہ کو اظہار خیر خواہی کا سرمایہ بناتا اور انواع دلائل سے بادشاہ کے خاطر نشان کرتا کہ اسقدر عمدہ خدمات اور اختیار ملکی حوصلہ سادات بارہ سے باہر ہے اور اونکے اطوار سے نمک حرامی کے آثار ظاہر ہوتے ہین اور خلوت میں گاہ و بیگاہ ایسے کلمات بادشاہ کے دل نشین کرتا کہ دونو بھائیون کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوتا اور امیر الامرا اور سید عبداللہ خان کے دستگیر کرنے کی مگر بہ تدابیر و مصلحت کرتا محسن خان کے باغ مین سیر و شکار کے قصد سے بادشاہ گیا - یہان ہر چند مختلف تمہیدات اس ارادہ کی کین مگر کوئی پیش رفت نہ ہوئی مشہور یہ تھا کہ بادشاہ کی والدہ نے اس قول پر نظر کر کے کہ دونو بھائیون سے کیا تھا سید عبداللہ خان کو اس راز کا اشارہ کر دیا تھا +

اعز الدین پسر جہاندار شاہ جو معرکہ جنگ سے باپ کے بھاگنے کے بعد اکبر آباد مین پنہان ہو اتھا اور گرفتار ہو کر آیا تھا اور محمد ہمایون بخت فرخ سیر کا چھوٹا بھائی دس گیارہ برس کا تھا اور والا تبار جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا ان شاہزادون کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی - اور جہان روشن اُن کی نظرون مین سیاہ کیا گیا بس کام مین سادات بارہ کو کچھ دخل نہ تھا عوام الناس اس کام کو میر جملہ سے نسبت کرتے تھے لوگ سمجھتے ہین ان گناہون کی سزا فرخ سیر کو بھی یہ ملی کہ ان دنون مین اسکا دو برس کا بیٹا مر گیا - اسکا نور چشم بہہ گیا انکا وہ نور گیا - اگر فرخ سیر کو گناہ کی یہ سزا ملی کوئی پوچھے کہ ان معصومون کو کس گناہ کی سزا ملی تھی - دنیا کے بھی عجیب معاملات ہوتے ہین کہ سیدون کو فرخ سیر کے بادشاہ بنانے کا یہ گھمنڈ تھا کہ سلطنت کے سارے اختیارات ہمارے ہی مُٹھی مین رہنے اور فرخ سیر کو یہ خیال تھا کہ جنکی پاہمردی سے سر پہ تاج رکھا گیا ہے ان ہی

شاہزادون کا اندھا ہونا +

راے صائب سے بغیر اسکے کہ دکن کے مرہٹون سے لڑائی ہو - ایام سابق کی نسبت ملک و قافلون کی تاخت وتاراج مین تخفیف ہوگئی مگر نصرت جنگ داود خان کے دستور عمل کے موافق جہان مرہٹون کا ہاتھہ پہنچتا تہا دار و مدار کرکے جو حصہ لیتے تھے فتح جنگ کی صوبہ داری کا باقی حال آگے بیان ہوگا +

ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۶ ہجری ۱۷۱۳ء

سید حسین علیخان کا مہاراجہ اجیت سنگہ راٹھور سے لڑنیکے لئے جانا اور اوسکا فی الفور اطاعت کرنا +

مہاراجہ اجیت سنگہ نے عالمگیر کے عہد مین تمرد کیا تھا اور جودہ پور مین مساجد کی تخریب کرکے بتخانے بنائے تھے بہادر شاہ کو اعظم شاہ وکام بخش وبابا بندہ سکہہ کی مہمات سے فرصت نصیب نہ ہوئی اسلئے یہ مہم تعویق مین پڑی رہی جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو مہاراجہ نے کوئی حسن خدمات کرکے رفع ندامت نہین کی اسلئے امیر الامرا حسین علی خان چند امرا کے ساتھہ اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا - مہاراجہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ افواج بادشاہی کے صدمہ سے خائف ہوا اور امیر الامرا کی خدمت مین وکلائے معتبر کو مع تحفون کے بھیجا اور عفو جرائم کی التماس کی اس ضمن مین فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان برہم کارونکی سعایت سے ایسا عناد و فساد بڑہ گیا کہ فرخ سیر نے عبد اللہ خان کے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا تو عبد اللہ خان نے امیر الامرا کے بلانے کے لئے نوشتجات روانہ کئے - امیر الامرا نے قطب الملک کے ایما سے اجیت سنگہ سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیشکش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے - امیر الامرا شائستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ پاس آیا +

فرخ سیر اور سادات کی درمیان افزائش

سید عبد اللہ اور امیر الامرا یہ چاہتے تھے کہ کوئی کام ومنصب واضافہ وخدمت ہم دو بھائیون کی تجویز وصلاح کے بغیر صورت پذیر نہ ہو اور بادشاہ نے میر جملہ کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا حکم دیدیا تھا اور مکرر فرمایا تہا کہ میر جملہ کی زبان میری زبان ہے اور میر جملہ کے دستخط میرے دستخط ہین - قطب الملک نے رتن چند بقال کو اپنا دیوان بنایا اور راجہ کا خطاب ودو ہزاری منصب دیا تمام امور سلطنت اور وزارت مین اختیار دیا وہ جب تک اپنے لئے (اور سید عبد اللہ خان

صوبہ عظیم آباد عرف پٹنہ کی صوبہ داری پر اُسنے پہلے جائے کہ امیرالامرا دکن کو روانہ ہو چنانچہ میرجملہ کو صوبہ داری کا خلعت دیکر رخصت کیا اور امیرالامرا نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے جانے مین اول شرط یہ ہے اگر میری غیبت مین پھر میر جملہ کو طلب کیا یا میرے بھائی قطب الملک سے اور قسم کا سلوک کیا تو مجھہ کو بیس روز مین آیا ہوا جانو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اختیار عزل و نصب جاگیر و خدمات جزو و کل قلعہ داران کا بدلنا میرے اختیار مین رہین بادشاہ نے بہ تقاضاء وقت اور مصلحت اوسکو قبول کیا۔ بلکہ مشہور یون ہے کہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً مہر خاص اپنے ہاتھہ سے امیرالامرا کو دیدی کہ قلعہ دارون کے نام فرمان جاری کرنے مین حضور کے فرمان کا محتاج نہ ہو۔ اِن فساد آمیز گفتگوؤن مین امیرالامرا کے رخصت ہونے تک چار یا پنج مہینے بارہ بلکہ مین توقف ہوا۔

نظام الملک بہادر فتح جنگ کی صوبہ داری دکن مین

نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن کا صوبہ دار ہو کر اورنگ آباد مین آیا۔ بغیر اسکے کہ راجہ ساہو اور رانی تارا بائی سے قتال و جدال ہو اس نامدار سردار کی شمشیر زنی کی شہرت نے مرہٹون کی فوجون کو ملک اور قافلون کے تاراج مین جو ہر سال شوخی کرتے تھے باز رکھا۔ اُن کا ہاتھہ سب جگہہ پہنچتا تھا۔ اور اونکے گماشتے سابق سے چوتھہ یعنی جمیع مال کے چہارم حصہ وصول کے لئے ہر محال مین جابجا مقرر رہتے تھے اور دستور کے موافق ہر سال دار و مدار کرکے وجہ چوتھہ پرگنات لیتے تھے۔ بھلا نظام الملک کی غیرت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ اورنگ آباد کی نواحی مین اسقدر چوتھہ کرمہٹے وصول کرین اسلئے اوسنے فوجدارون اور ضلع دارون کو تاکید کی کہ راجہ ساہو کی گماشتون اور ان کو اکثر جگہہ سے اور محال اورنگ آباد سے بیدخل کرین۔ عید فطر سنہ جلوس کے بعد نظام الملک پانچ چھہ ہزار سوارون اور توپخانہ سنگین کے ساتھ پرگنات کے بندوبست اور فوج غنیم کی دفع مضرت کے لئے نکلا اور محمد غیاث خان اور بھیم کرن اپنے دیوان کو اور سردارون کے ساتھہ پرگنون کے انتظام اور مفسدون کی تنبیہ کے لئے متعین کیا۔ مرہٹون کے سردارون مین سے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہوئی اور فرار ہو گئے۔ بندوبست سے خاطر جمع کرکے اور بعض سرکشون کی گوشمالی دیکر

ہی کے سر کو اول قلم کیجئے +

امیر الامرا نے دکن کی صوبہ داری کی درخواست کی اور یہ چاہا کہ ذو الفقار خان کی طرح داؤد خان کو اپنا نائب مقرر کرون کہ وہ ہر سال محصول دکن کا کل وصول کیا کرے اور خود دکن نہ جاؤں اور حضور مین حاضر ہون - بادشاہ اور امیر جملہ کی مصلحت یہ تھی کہ وہ دکن جائے مگر امیر الامرا اپنے بھائی قطب الملک کو اکیلا بادشاہ پاس چھوڑنا مصلحت نہیں جانتا تھا دکن جانے پر راضی نہ ہوا - اسپر ایسی گفتگوئین باہم سخت ہوئین کہ دونو بھائیون نے دربار مین جانا چھوڑ دیا اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کرنے اور اپنی حویلیون کے گرد مورچے لگانے کی فکر مین ہوئے - بادشاہ نے بھی اپنے امراے خیر اندیش کو جنمین عمدہ میر جملہ و خان دوران خان و محمد امین خان تھے خلوت مین طلب کیا - ہر روز ایک نیا منصوبہ ہوتا اور کوئی امر قرار نہ پاتا - ان خبرون کے اشتہار و انتشار سے غلہ گران ہو گیا - اور دور اور نزدیک کے شہرون مین مادہ فساد آمادہ ہونے لگا - وزیر اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت جاری تھی اور خود بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر مین گئی اور اوس کو مطمئن خاطر کیا - یہ قرار پایا کہ اول قلعہ مین سادات اپنا بندوبست کرے اور پھر بادشاہ کی خدمت مین دونو بھائی حاضر ہون چنانچہ یہ بندوبست ہوا کہ قلعہ مین جا بجا سید عبد اللہ اور امیر الامرا کے آدمی بیٹھے اور دونو بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اپنی تقصیرات کا عذر کیا اور بادشاہ کی بدگمانی کا شکوہ کیا اور کمر سے تلوار کھول کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر غمازون کے کہنے سے بادشاہ کی خاطر مین کوئی وسوسہ آیا ہو تو یہ تلوار حاضر ہے سرون کو اڑوا دیجے اور اگر حقوق خدمت پر نظر کرکے قتل کرنا ناگوار ہو تو ہم کو منصب سے معزول فرمایئے کہ ہم حج کرنے اور اپنے آباے کرام مزارون کی زیارت کے لئے روانہ ہون لیکن چغل خورون اور صاحب غرض درہم اندازون کہنے سے ہم جان فشان بندون کی باعث خفت و ضرر جانی و مالی ہونا بادشاہ کی حق شناسی سے بعید ہے - غرض اس کو فتنہ دفع کرنے کے لئے صلح اس بنا پر ہوئی کہ میر جملہ

بادشاہ کی صفائی سادات سے بظاہر مجبور ہو +

اور ابراہیم خان پاس سپاہ بھی مرہٹون سے کم تھی پندرہ سولہ ہزار سوار مرہٹون نے ابراہیم خان
کو گھیر لیا اور افغانون پر عرصہ کارزار گرم گیا۔ ابراہیم خان استقامت کرکے مرہٹون سے لڑا
اور نظام الملک سے کمک طلب کی۔ اوس نے سرداری اپنے پسر ہشت سالہ محمد غازی الدین
خان کے باقی سپاہ روانہ کی۔ اور محمد غیاث الدین خان کو اس لڑکے کی اتالیقی کے لئے
مقرر کیا۔ مرہٹے فتح جنگ کے لشکر کے خوف سے بھاگ گئے اور مقابلہ نہ کیا۔ انبوجی
بادشاہی اطاعت اور مرہٹون کی رفاقت اور معاونت مین حکم مخنث کا رکھتا تھا اوس نے
نظام الملک کی فوج کے مقابل ہونے کی صلاح مرہٹون کو نہ دی۔ وہ جنگ بگریز کرکے
بھاگ گیا۔ فتح جنگ کے بہادرون نے گڑھی کو مسمار کیا۔ اور باوجود برسات کے باشندہ کو
ان مرہٹون کا تعاقب کیا ہر منزل مین لڑائی ہوئی۔ کافر کشی اور غنیمت کشی زیادہ ہوئی۔
مرہٹون کی گھوڑیان اور چھتریان اور نشان بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئے اس طرح پر
لڑتے ہوئے منزلون کا طے کرنا فریقین پر خالی تعب سے نہ تھا۔ اس مابین مین جو گڑھیان مرہٹون
کی ملجا تھین رہ مین آئین لشکر شاہی کو اونکے محاصرہ کی فرصت نہ تھی اور دیہات کے مقدمون
نے ہر ایک پرگنہ مین بسبب طاہر غنیم کی مضرت کی دفع کے لئے احاطہ کمال استحکام کے ساتھ
کھینچا تھا۔ اور باطن مین اپنے مال وعیال کے دفع ضرر کے لیے مرہٹون سے رابطہ اتحاد گرم کیا
تھا اور ایسے اوقات مین کہ مرہٹون پر آفت آتی ۔ مرہٹون کے زن وفرزند کو وہ ان حصارون
مین جگہ دیتے اور فوج بادشاہی کی گزند سے محفوظ رکھتے پس جب ہٹے یہان آتے اسباب زائد
کو یہان چھوڑتے اور فرار کے لئے سبکبار ہوجاتے اس طرح شرانشی گروہ مرہٹون کا تعاقب
کیا جب وہ تنگ ہوئے تو دو ہاتھی چھوڑ گئے۔ اور اکثر بہیر کے آدمی بادشاہی لشکر کی شمشیر
تلے آئے اور لٹے اور خود مرہٹے کوہائے قلب اور دشوار گذار غارون مین متفرق ونا پدید
ہو گئے۔ بادشاہی فوج نے مع غنیمت کے مراجعت کی انھی دنون مین فتح جنگ نے سخت
بیماری سے صحت پائی تھی اور مدت کے بعد مرہٹون پر ایسی فتح عظیم ہوئی تھی۔ اس نے
جشن عالی کیا اور نورونک خلعت اور اضافے عہدہائے شاہی کو اور اپنے آدمیونکو عنایت کیے

اوائل ذالحجہ مین نظام الملک اورنگ آباد مین آگیا۔ اس سپہدار کی معاودت کے بعد مرہٹہ کی فوج نے
اطراف و ہر دست مین قافلون پر شوخی اور دست اندازی شروع کی بندر سورت اور احمد آباد سے
اورنگ آباد کو ایک قافلہ جاتا تھا۔ محمد ابراہیم تبریزی بخشی اور واقعہ نگار بگلانہ
اس قافلہ مین مع ایک جماعت کے کشتہ ہوئے ماہ رجب ۱۱۳۵ھ مین ستہ جلوس مین اورنگ آباد
سے ۲۴ کروہ پر پناہ گڈھی مین جو مرہٹون کے قرار کا ملجا تھا مرہٹے آئے۔ ایسی پناہ گڈھی اونکے
تمام صوبون مین بنی ہوئی تھی وہ آپس مین بھی گفتگو خشونت آمیز رکھتے تھے انبوجی ویس پکھہ
پرگنہ کنشیر کا تھا جو کاشن آباد کے پرگنون مین سے ایک ہے۔ وہ کار طلب سپاہی تھا وہ کبھی مرہٹون
سے آمیزش دوستی رکھتا اور کبھی اونکے شر کے دفع کے لئے بندہائے بادشاہی سے رفاقت
کرتا تھا۔ اس مجمع میں بطریق مصلحون کے رفیق ہوا تھا قصبہ پھول مری مین کہ اورنگ آباد
سے آٹھ کروہ ہے نظام الملک کا نوکر انور خان ضلع دار استقامت رکھتا تھا وہ اپنے پرگنہ
کی خبر لینے آیا تھا۔ ایک مرہٹہ کماٹش دار نے کہ سابق مین اس ضلع کی چوتھ کا حصول کرتا
اُسنے متعلق بھا چوتھ سے ہاتھہ کھینچا اور نظام الملک کی ملازمت کی امید مین انور خان کی خدمت
کرتا تھا۔ اوسکی رہنمونی سے مفسدون کی ایک جماعت کی تنبیہ کے لئے اور سرگروہون مین سے
ایک سرگروہ کی اعانت کے لئے جو انور خان کی اطاعت کرتا تھا انور خان روانہ ہوا۔ راہ کے
مابین خبر سنی کہ مرہٹون کے سردارون نے اتفاق کیا ہے۔ انور خان نے اپنے مین ان مرہٹون کے
سب سردارون کی تنبیہ کرنے کی طاقت نہ دیکھی بعض ہمراہیون کی راہ نمائی سے اوس کے
دل مین آیا کہ کماٹش دار جو نفاق سے رفاقت کرتا تھا اوس کو غافل پکڑ لے۔ اسنے اپنے
آدمیون کو اشارہ کیا انھون نے اسکا یراق چھین کر مقید کر لیا۔ یہ خبر مرہٹون کے مجمع مین پہنچی
تو اونمین سے ایک جماعت نے انور خان پر حملہ کیا اور اپنے قیدی کماٹش دار کو چھڑا کر انور خان
کے ہمراہ لے گئے۔ اپنے مجمع کے مکان مین تازہ فساد کا ہنگامہ برپا کیا جب اس شوخی کی خبر
نظام الملک کو پہنچی تو اوسنے ابراہیم خان پنی برادر داود خان کو فوج کے ہمراہ بھیجا شب و روز کی
بارش کے سبب بادشاہی آدمیون سے تیر و کمان و بندوق استعمال کے کام کے نہین رہے

حسین علی خان کی صوبہ داری دکن و داؤد خان پر فتح پانی

نظام الملک ماہ صفر ۱۱۲۷ھ کو اورنگ آباد سے بادشاہ پاس اور امیر الامرا سید حسین علی خان
بہادر دکن کو روانہ ہوا تم کو یاد ہوگا کہ داؤد خان پنی پہلے ذوالفقار خان کا نائب دکن میں
تھا۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت میں وہ گجرات میں صوبہ دار تھا سارے دکن میں۔ یہ افغان
نہایت شجاع مشہور تھا مرہٹوں کے سرداروں کے ساتھ نہایت ربط ضبط رکھتا تھا غرض
دکن میں یہ ایک ہی شخص تھا آجتک اوسکی کہانیاں اور کہاوتیں دکن میں خلایق کی زبان پر
ہیں چونکہ اسکا آقا ذوالفقار خان ان سیدوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا۔ بادشاہ کو یقین تھا
کہ کوئی مخالفا سے زیادہ بھروسہ کا امیر الامرا کے برخلاف نہیں مل سکتا اسلئے امیر الامرا کی
روانگی کے وقت بادشاہ نے ظاہر میں یہ احکام جاری کئے کہ داؤد خان حاکم گجرات امیر الامرا کی اطاعت
میں برہانپور میں آئے اور اوسکی بالکل اطاعت کرے۔ مگر مخفی احکام اس پاس یہ بھیجے
کہ وہ برہانپور میں آنکر امیر الامرا کی اطاعت نہ کرے اور اوسکے استیصال میں کوشش کرے
اور کل امراء دکن کو اوسکی مخالفت پر آمادہ کرے۔ اس کام کے سرانجام کرنے سے وہ سارے دکن
کا صوبہ دار کیا جائیگا۔ داؤد خان برہانپور میں آیا۔ اور اپنی مستقل صوبہ داری کا مدعی ہوا
امیر الامرا نے اوس سے کہا کہ خان صاحب کیوں خلل اندازیاں اور فساد برپا کرتے ہو۔
دکھن کے کل صوبے بادشاہ نے میرے سپرد کئے ہیں کیا میری اطاعت اختیار کرو نہیں
بادشاہ پاس چلے جاؤ خانصاحب نے دونوں باتیں نہیں مانیں اور اپنی عادت کے موافق علانیہ
امیر الامرا سے بگاڑی۔ اوائل رمضان سنہ ۵ جلوس میں برہانپور کے لال باغ کے میدان
میں سیدوں اور افغانوں میں لڑائی بہت تیزی و تندی سے شروع ہوئی خانصاحب کے
میر شمشیر ہراول ہیرامن نے میر صاحب کے توپخانہ پر گر کر سید صاحب کے لشکر میں ایک محشر برپا کر دیا
تھا۔ مگر سیدوں نے اوسے گھیر گھار کر مار لیا میر مشرف کہ بڑا بہادر قوی ہیکل جوان تھا اور
ہاتھی پر بیٹھا تھا وہ داؤد خان کے ہاتھی کے سامنے آیا اور کمان میں تیر لگایا۔ داؤد خان
صاحب کے وقت زرہ و بکتر نہیں پہنتا تھا اسلئے میر مشرف پر آوازہ کسا کہ کیا عورتوں کی
طرح منہ چھپایا ہے جہلم اوٹھا کہ میں تیرا منہ دیکھوں اور ایک تیر اوسکے لگایا کہ گلے میں اوسکے

اور ہاتھیون کو مع عرضداشت کے بادشاہ پاس بھیجا۔

بعض تذکرہ اولیا سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و بنا بر شیخ عالم کے احوال پر واقعی اطلاع ہوسکتی ہے اونکی اولاد مین نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا اور علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ حاصل تھا جو حاصل زندگانی کا سرمایہ ہے اور ترقی دنیوی و نجات اخروی کے ابواب کی کلید ہے۔ ربط کلام نظم و نثر مین قدرت تھی شاکر تخلص تھا چنانچہ اسکی طبع زاد تین بیتیں لکھی جاتی ہین +

چون گل ببوے وصل گریبان دریدنی است	آے ز سوز سینہ بر بیان کشیدنی است
زنہار دل بہ نقش و نگار جہان مبند	رنگے کہ دیدہ از رخ گل پریدنی است
شاکر برنگ برق درین عرصۂ خیال	دامن ز خویش بر زدہ یکسر دویدنی است

بتبعیت اوامر و نواہی الہی مین تقید تمام اوسنے قبول کیا تھا۔ اوسنے حضرت عالمگیر کی صحبت مین تربیت پائی تھی عقل معاش و معاد و تدبیر امور ملکی اور حسن سیرت مین اکثر اخلاق و صفات بادشاہ عالمگیر کے اوس نے اختیار کئے تھے سوا زرِ جاگیر کے کچھہ اور نہ لیتا تہا۔ زرِ رشوت و جریمہ تاوان و پیشکش ہنود حربی سے بری اور متنفر تھا ہمیشہ اہل دیوان کو تاکید کرتا تھا کہ پرگنات و محالات جاگیر مین عمال کو لکھین کہ ابواب جبداری و راہ داری اور انواع ابواب ممنوعہ بادشاہ معاف کرکے ایک دام و درم نہ لین کبھی اوسنے چور کا ہاتھہ نہین کٹوایا اور اوسکو قتل نہین کیا جب وہ گوشہ نشین ہوا تھا تو اوسکے تمام جواہر خانہ مین بیش قیمت سچے جواہر بدل کر اہلکارون نے جھوٹے جواہر رکھہ دئے تھے۔ جب وہ پھر صاحب منصب ہوا تو اس نے اس چوری کی کچھہ تحقیق نہین کی اور کسی کو اس تقصیر مین ماخوذ نہین کیا۔ ہمیشہ صلحا و علما و فقرا سے صحبت کرتا اور مجالست رکھتا اونکے پاس جاتا اپنے پاس اونکو بلاتا اور سب طرح کی رعایت اونکے ساتھہ کرتا اور جشن کے روز کے سوا تزئین لباس و زینت نہین کرتا۔ سخن فہمی کے سبب سے شاعرون کی قدر کرتا۔ مگر کوئی شاعر اوسکی مدح مین کوئی قصیدہ شعر کہتا تو اوسکی خلاف مرضی ہوتا +

چودہ پندرہ برس کے لڑکے کو اور ایک بوہرے کو ذبح کیا اسپر مسلمان ہر طرف سے جمع ہوئے اور قاضی کے
گھر پر آئے قاضی نے یہ سمجھ کر کہ داؤد خان صوبہ دار ہندوؤن کا طرفدار ہے گھر کا دروازہ
بند کیا۔ قاضی کے اشارہ سے قاضی کا دروازہ جلایا۔ اور چوک کے بستہ کی دکانون اور ہندوؤن
کے مکانون کو جلانا شروع کیا اور بہت بزازون اور تاجرون کی دکانین لٹ گئین پھر داؤد
خان کے مصاحب کپور چند کے گھر پر مسلمان پہنچے اوسنے ہنگامہ جنگ قائم کیا ہندو مسلمان
کشتہ ہوئے اور تمام بازار کا کاروبار تین چار روز تک بند رہا۔ پھر فریقین مین سے ہر ایک نے
حضور پاس جاکر استغاثہ کا قصد کیا داؤد خان نے کپور چند کو محضر دیا جسپر اوسکی اور قاضی کی
اور حکام کی مہر تھی کہ مسلمانون نے ہندوؤن پر ظلم کیا اور اوسکو شاہجہان آباد روانہ کیا مسلمانون
کی طرف سے شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الواحد و شیخ محمد علی کہ زیور فضیلت سے آراستہ تھے بوہرون
اور مسلمانون کی ایک جماعت لیکر بادشاہ پاس آئے راجہ رتن چند دیوان قطب الملک نے
اپنے ہم قومون کی جانبداری کی شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الاحد و شیخ محمد علی واعظ کو اور
مسلمانون کے ساتھ مقید کیا خواجہ محمد جعفر برادر خان دوران خان بخشی نے ان مقید
مسلمانون کی رہائی مین خان دوران خان کی وساطت سے کوشش کرکے رہائی کرائی
جسکے سبب سے شیخ محمد علی واعظ اور خواجہ محمد جعفر مین ارتباط ہوا۔ خواجہ کے گھر مین مناقب
ائمہ طاہرین قوال گاتے تھے اس اثنا مین شیخ عبد اللہ واعظ ملتان دار الخلافہ مین
آیا اور اوسنے مسجد جامع مین وعظ کیا اور وہ خواجہ محمد جعفر کے گھر ملاقات کو گیا تو اوسنے
دیکھا کہ بعض مرید و معتقد بجائے سلام کے آداب زمین بوس پر اقدام کرتے ہین اور قوال یادہ
ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے ہیں تو عبد اللہ نے نصیحتیں کین اور کہا کہ سجدہ سوا معبود
برحق کے کسی کو سزاوار نہین ہے اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے
فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام آئین
اور طریقہ سے دور ہے خواجہ نے جواب مین کہا کہ ہم فقرا ہیں سوا ذات پاک حق کے
کسی اور کو موجود نہین جانتے کسی طرح ہم غیر حق کے سجدہ کی رضا نہین دے سکتے ہین

زخم کاری آیا۔ اوسکے زخمی ہونے سے سید حسین علی خان کے لشکر پر ہراس چھایا اور قریب تھا
کہ لشکر پریشان ہو جاتا بہت سپاہیون کے پاؤن معرکہ جنگ مین اوکھڑ گئے تھے کہ اس شور
مین داؤد خان کے ایک گولہ جان ستان لگا اور اوسکا کام تمام کیا۔ فیلبان نے اوس کے
فیل کو معرکہ سے نکالنا چاہا۔ امیر الامرا نے حکم دیا کہ فتح کے نقارہ پر چوب پڑے۔ اور داؤد خان
کی لاش جس ہاتھی پر تھی اوسکو پکڑ لیا اور ہاتھی کی دم مین اوسکی لاش لٹکوا کے شہر مین پھرائی
بینا دنیا جی اسیندھیا اور مرہٹون کے سردار کہ امیر الامرا کے رفیق ہوکر دور سے تماشا دیکھتے
تھے اور طرف مغلوب کے غارت ہونے کی راہ دیکھتے تھے اور معرکہ زد و خورد مین اونکا پاے استقامت
لغزش مین تھا۔ اور بھاگ گئے تھے وہ امیر الامرا کو مبارکباد دینے آئے اور داؤد خان
کے لشکر کے لوٹنے مین اونکی سپاہ شریک ہوئی۔ داؤد خان کے خزانے اور ہاتھی گھوڑے
امیر الامرا نے ضبط کئے ۲ و سال بعد چند ہاتھی بادشاہ پاس بھیجے جسوقت اس شکست
کی خبر فرخ سیر کو پہنچی تو اوس کو کمال حزن و ملال ہوا اور اوسنے قطب الملک سے فرمایا کہ تمھارے
بھائی نے کیسے جوانمرد اور شجاع کا خون ناحق کیا تو قطب الملک نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی
اس افغان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو حضور کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ

سنہ جلوس کا یہ واقعہ ہے کہ احمد آباد مین ہندؤن اور مسلمانون مین فساد ہوا اور اسکے
سبب سے دار الخلافہ مین خواجہ محمد جعفر درویش اور شیخ عبد اللہ واعظ مین منازعت ہوئی
داؤد خان پنی سنہ جلوس مین احمد آباد گجرات کا صوبہ دار تھا یہان ایک ہندو کے گھر کے
مقابل مین مسلمانون کی ایک جماعت بستی تھی اور دونو گھرون کے درمیان صحن کوچہ
مشترک تھا۔ سنہ جلوس مین ہندؤن نے اپنے گھر کے سامنے ہولی جلانی چاہی۔ مسلمان اوسکے
مانع ہوئے۔ داؤد خان کی حمایت سے ہندؤن نے ہولی جلائی۔ دوسرے روز مسلمانون نے
بارہ وفات کا کھانا پکایا۔ اور گائے ذبح کی۔ تمام محلہ کے ہندو جمع ہوکر مسلمانون کے سر پر ہجوم
کیا۔ مسلمان اونکا مقابلہ نہ کرسکے اپنے گھرون مین جا چھپے۔ ہندؤن نے گاو قصاب کے

[حاشیہ:] ہندو مسلمانون میں فساد اور خواجہ محمد جعفر ... [illegible]

پرگنات میں خرابی مچائی اور کئی ہزار زن و مرد ہندو مسلمان قتل کئے مساجد و بزرگون کی مقابر کو مسمار کیا اور شاہجہان آباد و پنجاب کے اکثر محالات اور قصبجات کو خراب کیا اور اپنا لقب سچا بادشاہ رکھا۔ اسکے ہمراہ تیس چالیس ہزار جنگی سوار اور پیادے تھے جو سب شجاع دل و جان سے اوسکے مرید و مطیع تھے اور اوسپر جان و مال کے فدا کرنے کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے مسلمانون کے ضرر پہنچانے اور مقابر و مساجد کی بے ادبی کرنے کو اپنی عبادات اور اعمال حسنہ مین شمار کرتے تھے +

اس زمانہ مین صوبہ پنجاب مین گورداس پور مین جو شاہجہان آباد سے دس بارہ روز کی راہ ہے سکھون نے ایک احاطہ حصار بنایا اسمین گردہ سابق کا معبد تھا اوس کو بطرق گڑھی کے وسیع بنا کے احاطہ کا اضافہ کیا اسمین پچاس ساٹھ ہزار سوار اور پیادون کی جگہ تھی اسکو اپنا مسکن و ماوے بنایا۔ برج دبارہ کو تعمیر کر کے استحکام دیا اور اوسکی سیر حاصل پرگنے اپنے تصرف میں لائے۔ لاہور اور سرہند کی طرف تاخت و تاراج کی تو بادشاہ نے عبدالصمد خان کو لاہور کی صوبہ داری پر مرخص کیا تھا اوسکو مع زکریا خان اُسکے بیٹے کے اس مہم مین مامور کیا اور قمرالدین خان پسر اعتمادالدولہ و محمد امین خان بہادر و آغر خان اور فوج مغلیہ بادشاہی اور احدی مع توپخانہ اوسکی کمک و مدد کے لئے مقرر ہوئے عبدالصمد خان دلیر جنگ توران کے خاندان با نام و نشان مین کار طلب و شجاع تھا جب وہ گڑھی کے قریب آیا تو با یا بندہ کی فوج مور و ملخ سے زیادہ گڑھی سے نکل کر مقابلہ مین مشغول ہوئی اور لشکر بادشاہی مین ہل چل ڈالدی کہ قریب تھا فوج اسلام کو چشم زخم عظیم پہنچے مگر سکھون نے ایسی جرأتین کین کہ لشکر اسلام مین کھل بلی پڑی۔ دونو طرف سے جمع کثیر کشتہ ہوئی پھر مغلیہ اس جماعت پر غالب ہوئی اور سکھون کو ہزیمت دی اور اونکو بھگا کر احاطہ مین پہنچایا کئی دفعہ سکھون نے شوخی و بے باکانہ تردد کیا اور شب خون مارا چار ناچار دلیر بیگ نے سکھوں کی گڑھی کے مقابل اپنے لشکر کے گرد احاطہ بنایا اور اوسکے گرد خندق کندہ کرا کے مورچال آگے بڑھائے اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس ما بین مین سکھ اپنی

یہ لوگ فرط اخلاص سے سب جگہ اپنے معبود کو جانکر مکرر سجدہ زمین بوس کی تقدیم کرتے ہین اور ممنوع نہین ہوتے ہین۔ قوالون کی نسبت جو ارشاد ہوا اگر آپ کو اشعار منقبت صحابہؓ درکار ہون تو انکو سکھا دیجے اونکے پڑھنے کے لیئے ہم قوالون کو حکم دینگے۔ شیخ عبد اللہ نے یہ جواب سنکر جانا کہ خواجہ کا میلان تشیع کی طرف ہے۔ اوسنے مسجد جامع مین جمعہ کے روز وعظ کیا کہ حضرت علی داخل اہل عبا نہین ہین اور علوی کو سید نہین کہہ سکتے اور جن پنج تن کو پاک کہتے ہین اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے۔ اور مذہب امامیہ کی مذمت کی۔ خواجہ محمد جعفر نے شیخ عبد اللہ کو کہلا بھیجا کہ وعظ مین ایسی گفتگو کرنی اہل سنت کے طریقہ سے بعید ہے بلکہ یہ خارجیون کا رویہ ہے اگر فقیر خانہ پر تشریف لائین یا کوئی اور جگہ مقرر فرمائین اور وہان اور فاضل بھی موجود ہون تو مباحثہ ہو۔ شیخ عبد اللہ نے جواب مین کلمات درشت کہے۔ جمعہ کے روز کچھہ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی تسبیحین گردن و بازو مین ڈالے ہوئے وعظ کے وقت پہنچے۔ اِس پر یہ گمان ہوا کہ وہ شیخ عبد اللہ کے قتل کرنے کو آئے ہین تو سُنّی مسلمانون نے رافضیون کو برا کہنا شروع کیا۔ مغل زادے پیچ و تاب کھا کر مسجد سے باہر آئے ایک ہندو کو جو وعظ سننے گیا تھا سنیون نے یہ سمجھہ کر کہ وہ شیخ عبد اللہ کے قتل کے لیئے گیا تھا مار ڈالا۔ ہندوؤن نے بھی موذن کے جمد ہر بار کر جان لی۔ شیخ عبد اللہ کے ہواخواہون نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جسکا فیصلہ یہ ہوا کہ عبد اللہ واعظ ملتان جائے اور خواجہ جعفر شہر سے باہر نکلے +

ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۸ھ

فرخ سیر کی فتح عظیم یہی ہے کہ عبد الصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور بابا بندہ کو اسیر کیا۔ بہادر شاہ کی سلطنت کے بیان مین ان باتون کا ذکر مفصل کیا گیا ہے کہ بندہ نے کسقدر ملک تاخت و تاراج کیا۔ بہادر شاہ اور خانخانان نے تیس چالیس ہزار سوارون کے ساتھہ لوہگڈھ کا محاصرہ کیا اور وہ بھاگ کر نکل گیا۔ پھر محمد امین خان بہادر اور راعز خان و رستم دل خان و انعام خان اور امرا نے مدت تک محاصرہ کیا اور کچھہ کام نہ کیا اور بابا بندہ نے

اور دستگیر بلائے مکافات ہوا عبد الصمد خان نے دو تین ہزار سکھون کو مار کر دشت پر وسعت کو
طشت پر از خون بنایا اور اونکے سرون کے پوست کو گھاس سے پر کیا اور نیزون پر چڑھایا اور
باقی کو بادشاہ پاس زندہ لے جانے کے لئے طوق و زنجیر پہنایا مقتولون کی ایک جماعت تھی
جسنے حیات و نجات کی امید مین حرص زیادہ سے جو انسان کو دنیا کے مال کے ساتھ ہوتی ہے
اشرفیون کو نگل لیا تھا اوسکی شہرت ہوگئی تھی تماشائیون نے سکھون کا پیٹ چاک کر کے
بہت روپیہ اونکے شکم مین سے نکالا عبد الصمد خان نے بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی بادشاہ
نے بابا بندہ اور مقتولون کے سرون اور اسیرون کو طلب کیا عبد الصمد خان نے سات سو
چالیس سکھون اور بابا بندہ کو اس ہیئت سے روانہ کیا کہ اونٹون کی ننگی پیٹھون پر سوار اور کاغذ کی
ٹوپی سر پر اور بیڑیان پیرون مین اور دست کڑیان ہاتھون مین تھین جب اس ہیئت سے یہ جماعت
پر غرور لاہور مین داخل ہوئی تو بایزید خان کی مان جسکو بازسنگہ نے مارا تھا اپنے بیٹے کو
قاتل کی تاک مین کھڑی تھی جو اوسے ہی لوگون نے بازسنگہ کو بتلایا تو وہی اوسنے اوسکے
ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اوسنے پانی نہین مانگا عبد الصمد خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے سکھون
کو گھوڑون اور گدھون کی جھولون مین چھپایا کہ لوگ اونکو مار نہ ڈالین الغرض وہ بادشاہ
پاس زندہ سلامت پہنچین محرم سنہ ۱۱۲۶ کے وسط مین یہ اسیر دار الخلافہ کے نزدیک آئے
تو اعتماد الدولہ محمد امین خان بخشی کو حکم ہوا کہ شہر سے باہر جا کر بندہ اور اوسکے ہمراہیون کو
تختہ کلاہ اور رو سیاہ کر کے بابا بندہ کو ہاتھی پر اور قیدیون کو اونٹون پر اور سرون کو
نیزون پر لگا کے شہر مین پھرائین کہ اورونکو عبرت ہو جب وہ بادشاہ کی نظر کے روبرو آئے
تو اوسنے بابا بندہ اور اوسکے پسر اور دو تین اور معتبرون کو قلعہ مین قید کرنے کا حکم دیا اور
اورون کو فرمایا کہ کوتوالی و دریبہ کے بازارون مین دو تین سو روز قتل ہوا کرین شہر کے
کھتریون نے جو بابا بندہ کے معتقد تھے محمد امین خان کو بہت روپیہ دینا کیا کہ وہ انکو چھوڑدے
مگر اوسنے قبول نہین کیا یہ سکھ ایسے جوش مذہبی مین گرے ہوئے تھے کہ ہر قیدی جلاد کے
تئین کہتا کہ پہلے مجھے قتل کر۔ غرض جوانمردی سے مرے اور مذہب نہ پھرے یہ سزا بڑی وحشیانہ

جرأت دکھاتے رہے۔ گاہ بیگاہ گڈھی سے نکل کر وشبرد لشکر اسلام کی مورچال پر کرتے
رہے اور بادشاہی آدمیون کو اس دنیا سے رخصت کرتے رہے عبد الصمد خان نے مع
ہمراہیون کے سعی وتردد نمایان کیئے اسکا حال تفصیل سے تحریر کرنا اختصار کلام کا منافی
ہے ان ایام مین عبد الصمد خان نے ایسا انتظام کیا کہ غلہ کا ایک دانہ اور گھاس کا تنکا گڈھی
مین نہ جانے دیا۔ گڈھی مین جو ذخیرہ جمع تھا وہ ختم ہوا۔ اور روز بروز ابواب تردد
آمد و شد سکھون کے منہ پر بستہ ہوئے۔ یہانتک نوبت آئی کہ سکھ طرح طرح کے حیلے کر کے
کبھی کبھی لشکر اسلام سے ایک سیر غلہ دو تین روپیہ سیر خریدتے اونکے سردار قوت لا یموت مٹھی
بھر کے بطور دوا کھاتے سکھ اور ہندؤن کی طرح متعین و مقرر مذہب نہین رکھتے تھے جب
عرصہ زندگانی تنگ ہوا تو گائے۔ گدھے گھوڑے کھانے شروع کئے۔ لکڑی میسر نہ تھی
اسلئے کچا گوشت کھاتے ہر روز بھوک پیاسے بہت آدمی مرجاتے۔ باوجود اسکے بھی بعض
اوقات سکھ گڈھی سے نکل کر راتون مورچالون پہ حملے کرتے اور دشمنون کو کشتہ و زخمی کر کے
اور نیم جان اپنی جان کو سلامت لیجاتے۔ ہر ہفتہ مین بہادران اسلام ہزار سعی و
واشکال سے مورچال آگے لیجاتے سکھون کو تنگ کرتے۔ یہان تک کہ وہ چار پانون کی ہڈیان
کا آٹا پیس پیس کر اور درختون کی چھال کو کھانے لگے۔ آٹھ سات ہزار اس مردار خواری سے مرگئے
اور بہت سے سکھ فرار کے وقت مغلون کی تیغ کے نیچے آ گئے۔ پھر بھی لشکر اسلام سکھون کی تہور
و جانفشانی کا ملاحظہ کیا کرتا تھا کہ مبادا باہیات مجموعی ساتھ نکل کر سینون کو سپر بناکے اپنی سردار
نکال کرلے جائین سست اعتقاد آدمیون مین سکھون کا یہ جادو مشہور تھا کہ وہ کُتّا بلّی بنکے
نکل جاتے ہین۔ اسلئے جو کتا بلی گڈھی کی طرف سے آتا ہوا اہل مورچال کو نظر آتا تو اوسے مار ڈالتے
جب اہل قلعہ حیات سے مایوس ہوئے تو پیغام جان بخشی اس امید سے بھیجا کہ احاطہ ممات سے نجات ہو
ابتدا مین دلیر جنگ جان بخشی کی امان پر راضی نہین ہوا۔ مگر آخر کار مصلحتاً امیدوار کیا کہ عفو
جرایم و تقصیرات سکھون کے لئے بادشاہ کی خدمت مین التماس کیا جائے گا۔ چارنا چار بابا بندہ
مع اپنے آٹھ سات برس کے لڑکے اور اپنے دیوان اور تین چار ہزار نیم بسمل سکھیون کے نکلا

وہی کام ہندو مسلمانونکے ساتھہ کئی تواد سے جواب دیا کہ تمام مذہبون اور ملتون مین جسوقت نافرمانی و معصیت انسان سے جو مجسم عصیان ہو حد سے زیادہ ظہور مین آتی ہی تو منتقم حقیقی بداعمالیونکے مکافات کیلئے مثل شمر ایک ظالم کو معین کرتا ہی کہ اس جماعت کے اعمال کی سزا دے + جو خواہد کہ ویران کند عالمے + نہد ملک در پنجۂ ظالمے پھر اس ظالم کی تلافی کیلئے کوئی تیسرا شخص صاحب ثروت اسپر متسلط کرتا ہی کہ اوسکے اعمال کی سزا اس جہان مین دے چنانچہ ہم تم یہ مشاہدہ کر رہی ہین +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۵ھ

جب بادشاہ اور سیدون مین بظاہر اتفاق ہوگیا تو فرخ سیر نے اجیت سنگھ کی بیٹی سے شادی کے سامان تیار کرنیکا حکم دیا تھوڑے دنون مین سامان تیار ہوگیا امیر الامرا نے دختر کی طرف سے اسباب شادی تیار کیا جس دہوم دھام سے یہ بیاہ ہوا پہلے کسی نے دیکھا نہ کسی نے سنا دوم ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو محفل نکاح منعقد ہوئی امیر الامرا کے گھر مین بادشاہ آیا اور رانی کو بیاہ کر اپنے گھر لیگیا کیا زمانہ کا انقلاب ہے کہ وہی راجہ اجیت سنگھ جو غلامی کے لباس مین جان بچا کر اپنے دار السلطنت مین بھاگا تھا۔ اب اسنے بادشاہ کو بیٹی دیکر دار السلطنت مین گھر بیٹھے بیٹھے اپنا تمام اختیار پیدا کیا۔ ایک حکایت انگریزی تاریخون مین لکھی جاتی ہی کہ اس شادی کرنیسے پہلے بادشاہ ایسے مرض مین مبتلا تھا کہ وہ اس شادی کا مزہ نہین اٹھا سکتا تھا۔ دلی کی بادشاہ پاس پریسیڈنٹ کلکتہ نے دو ایلچی سرکار کمپنی کیطرف سے مع تحفہ تحائف بھیجے تھے۔ وہ ۸ جولائی ۱۷۱۵ء کو دلی مین آئے۔ ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن اونکے ہمراہ تہا وہ بادشاہ کے مرض کا معالج ہوا۔ اوسکے ہاتھ سے اوسکو جلد شفا ہوگئی مرض جاتا رہا۔ بادشاہ اس محسن سے یہ کہا کہ انعام جو چاہو سو مانگو اس فیاض دریا دل حکیم نے اسوقت اپنے ذاتی نفع کا خیال کچھہ نہین کیا وہ چیز مانگی جو اوسکی قوم کی سلطنت و حکومت کا باعث ہوئی۔ میری انگریزی عہد کی تاریخ مین اس حکایت کی تفصیل دیکھو +

اسی سال کے شروع مین عیسی خان میہمند زمیندار صوبہ پنجاب کا استیصال ہوا وہ راجپوت زمیندارون مین سے تھا اور منصب رکھتا تہا سلطنت کے انقلاب سے باغی ہوگیا تہا جاگیردارونکے محال کے محصول پر زبردستی متصرف ہوتا تہا بکر فوجدارونکی سپاہ اسکے مقابلہ کو گئی مگر ناکام آئی عبد الصمد خان اوسکی تنبیہ پر متوجہ ہوا عیسی خان بیباکانہ میدان کارزار مین لڑکر مارا گیا۔ سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

صوبہ عظیم آباد مین دھیر ایک مفسد تہا صوبہ کی بیشتر حاصل محال اسکی دستبرد سے اوسکے تصرف مین تھی وہ کسیکو عمل دخل نہونے دیتا فوجدارون و قافلون کو غارت کرتا سیر حاصل صوبہ داری پر مقرر ہوا باوجودیکہ دس ہزار

فرخ سیر کی شادی راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی سے +

عیسی خان کی سرکشی + دھیر کی سرکشی +

معلوم ہوتی ہے لیکن اگر سکھون کے ظلم وستم کو دیکھو تو وہ اس سزا کے سزاوار تھے جب ان سب کا قتل ہو چکا
تو بابا بندہ کی باری آئی اوسکو تاش کا لباس پہنایا اور لال پگڑی بندھوائی لوہے کے پنجرے
مین بند کیا اور اوسکے رفیقون کے سر نیزون پر کھڑے کئے - ایک بلی اوسکی پالی ہوئی تھی اوسکو
بھی ایک نیزہ پر لٹکایا تاکہ بابا بندہ کو معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز اسکی دنیا مین باقی نہین رہی
جلاد ننگی تلوار سے سامنے کھڑا ہوا - بابا بندہ کی گود مین اسکا بیٹا لٹایا گیا اور تیغہ اوسکے ہاتھ مین
دیا گیا اور کہا گیا کہ بیٹے کو ذبح کر - کوئی کہتا ہے کہ اوسنے ذبح کر ڈالا کوئی لکھتا ہے کہ جب اوسنے
انکار کیا تو جلاد نے اوسکے بیٹے کو مار کر اوسکے لخت جگر کا کلیجہ اوسکے منہ پر مارا - پھر گرم دست پنائون
سے اوسکی بوٹیان نوچ نوچ کر پھینک دین مگر بابا کا استقلال یہ تھا کہ اُف نہین کی - کہ کردہ خیانت
کہ کشت کہ نہ درید

بیت

از مکافات عمل غافل مشو — گندم از گندم بروید جو ز جو

جس شخص نے حاملہ عورتون کے بچون کو پیٹ سے نکلوا کر ذبح کرایا ہو اوسکے بچے کا کلیجہ اوسکے
منہ پر پھینکا جائے تو کیا ظلم ہے وحشیانہ حرکتون کا وحشیانہ انتقام ہے - باقی سکھ جہان
تہان پھیلے ہوئے تھے اور جنگل کے جانورون کی طرح شکار کئے گئے غرض اسوقت ان کا
علاج وہ کیا گیا کہ وہ مدت کے بعد پھر پنپے اور انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اونہون نے ملکون کو تاخت و تاراج
کیا - خافی خان لکھتا ہے کہ بابا بندہ کے معتقدون کی عجیب نقلیں مشہور ہین جنکو عقل نہین قبول
کرتی مگر مین اپنی بچشم خود دیدہ لکھتا ہون کہ جب اسیرون کی جماعت کشتہ ہوتی تھی تو اسمین
ایک جوان نوخیز تھا جسکی مان نے توسل پیدا کر کے بادشاہ سے اوسکے خون معاف کرنے کا حکم
تحریری حاصل کیا جب حکم لیکر بیٹے کے پاس گئی جسکے سر پر جلاد تلوار لئے کھڑا تھا اور اس نے
بادشاہ کا حکم اوسکو دکھایا تو بیٹے نے فریاد کی کہ میری مان دروغ کہتی ہے مین دل و جان سے
معتقد و فدوی جان نثار اپنے مرشد کا ہون مجھے جلد میرے رفیقون پاس پہنچاؤ +

کہتے ہین کہ محمد امین خان نے بابا بندہ سے پوچھا کہ تیرے چہرہ سے عقل و رشادت کے آثار
ظاہر ہین پھر کیون مکافات عمل کا اندیشہ نہ کیا - چار روز کی زندگانی کے لیے ایسے ظلم و ستم

گھر پر طلب کی دست آویز سے یورش وشورش کرین گے قطب الملک اپنی فوج متفرقہ
کے فراہم کرنے اور جمعیت تازہ کی نگاہداشت کی فکر مین ہوا - غیرت خان خویش سید عبداللہ خان
بارہ کے سیدون کو تازہ لایا - چار پانچ روز تک فوج مغلیہ سوار بازار کے رستون مین کارزار اور فساد
کے لیے مستعد تھی اور قطب الملک کے سردار بھی جمعیت شائستہ کے ساتھ کمر بستہ شام تک ہاتھیون
اور گھوڑون پر سوار ہنگامہ آرا ہوتے تھے - میر جملہ نے سراسیمہ ہوکر محمد امین خان کے گھر مین
پناہ لی - ہر طرف سے وہ تیر ملامت کا نشانہ ہوتا وہ حیران تھا کہ کیا کرون آخر کو چارہ کار یہ جانا کہ
رفع فساد اور قطب الملک کی تسلی کے لئے میر جملہ کو بادشاہ مغضوب کر منصب سے اور صوبہ
عظیم آباد سے معزول کرکے صوبہ پنجاب مین تعینات کرے اور سربلند خان عظیم آباد کی صوبہ داری
کرے اور نظام الملک بہادر فتح جنگ مراد آباد کی فوجداری پر جائے - فتنہ جو ہنگامہ طلبون کی
زبان پر مدتون تک یہ مشہور رہا کہ میر جملہ کو بادشاہ نے مصلحتہً سرہند وصوبہ پنجاب مین بھیجا ہے پھر
اوسکے بلانے کی تدبیر و فکر مین ہے جب بادشاہ اطراف شہر مین شکار کے لئے نکل کر تین چار
مہینے باہر رہتا تو خانہ بخانہ خیمہ بخیمہ یہی ذکر ہوتا کہ بادشاہ کا برآمد ہونا سید عبداللہ دستگیر کرنے
کے لئے ہے ہمیشہ قطب الملک بھی متوہم ہو کر سپاہ کی نگاہداشت کرتا سوار سادات اور
متوطنان بارہ کے کسی اور کو اپنے پاس نوکر رکھتا +

سنہ ۱۱۲۹ھ مین اسد خان قرہ قاقلو جو ۹۴ برس کا تھا اور اوس نے شاہجہان وعالمگیر کے عہدون
مین وزارت اور عمدہ خدمات کی تھیں اور اوسکے بزرگ امراء ذوی الاقتدار شاہ ایران کے
تھے اس دنیا سے سفر کیا وہ زیردستون کے ساتھ رفق و مدارا کرتا ہم چشمون کے ساتھ
شان وتمکین کے ساتھ سلوک کرتا کوئی امیر اس آخر زمانہ مین اوسکی برابر نہ تھا - کہتے ہین کہ جب
اوسکے مرض آخر نے طول کھینچا تو فرخ سیر نے اس پاس عیادت کے لئے ایک اپنا محرم خاص
بھیجا اور خفیہ یہ پیغام دیا کہ ہم نے آپ کی قدر نہ جانی - آپ کے خاندان کے ساتھ جو دستور العمل
سلطنت عمل مین آنا چاہئے تھا وہ عمل مین نہ آیا - اب اوس کی ندامت سے فائدہ نہیں ہے
اب مین آپ سے مصلحت پوچھتا ہون کہ سادات کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہئے تو اوس نے

سپاہ کو ضابطہ سے بڑھایا اور خزانہ سرکاری سے روپیہ بہت خرچ کیا مگر دو مہینے تسلط نہ پایا اور رعایا و سکنہ پٹنہ پر مغلیہ سے ظلم و
ستم بہت ہوا میر جملہ تنگ ہو کر تفرقہ اختیار کی آرزو مین بادشاہ پاس آیا جسکا بیان آگے ہوگا اور صوبہ عظیم آباد کی صوبہ داری
پر سربلند خان سرفراز ہوا تو اوسنے اون مفسدون کو جنسے جاگیردارونکی رعایا کا ناک مین دم ہو رہا تہا زیادہ جمعیت کے ساتھ لیکر جنگل مین
بھگا دیا جہان وہ زخم لگنے سے مر گیا - فرخ سیر بادشاہ نے لطف اللہ خان صادق کی تجویز سے یہ حکم دیا تہا کہ دو بیستی منصبدار سے منصبدار
تک اور سات آٹھہ ہزار سوار والاشاہی کو جبتک جاگیر ملے درماہہ پچاس روپیہ سوار کو گھوڑے کو داغ لگوانیکے تاریخ سے خزانہ سے ملا کرے
انمین سے جن والاشاہی ملازمون نے حق رفاقت جانبازی ادا کیا تہا اونکی تنخواہ دس بارہ مہینے کی سرکار پر چڑھ گئی اور ایک جماعت
انمین سے جاگیر کی اُمید مین خدمت کر رہی تہی جنمین زیادہ تر مغلیہ والاشاہی تہے اونکی برطرفی کا حکم یکقلم صادر ہوا بخشیون نے
انکو جواب دیا انکی برطرفی کی شورش ہو رہی تہی کہ میر جملہ پر سپاہ نے اپنی طلب کے لئے زیادتی کی باوجودیکہ اُسنے خزانہ
بادشاہی کا مبلغ کلی خرچ کیا اور رعایا کو مغلون کے ظلم نے رُلا دیا پھر بھی یہان وہ آبرو کے ساتھہ نہین
ٹھیر سکتا تہا +

اسکے علاوہ قرب بادشاہی کا جذب تھا وہ عظیم آباد
سے جریدہ بطریق ایلغار ڈیڑھ مہینے کی مسافت کو چودہ پندرہ روز مین طے کر کے پیادہ روپوش
دفعتہ بادشاہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا - ان دنون مین ہر ہفتہ و ماہ مین مختلف خبرین اور تازہ
منصوبے وزیر کے حق مین بادشاہ کے مقصد کے واقعہ طلبون کی زبان پر تھے - یہ خبر بھی
مشہور ہو گئی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو وزیر کے پھنسانے کے لئے بلایا ہے - ہر چند
بادشاہ نے میر جملہ پر ملازمت کے وقت کچھہ التفات نہ کیا اور اوسکو بُرا کہا کہ بے حکم چلا آیا
اور پٹنہ کی رعایا کو خراب کیا میر جملہ بھی مشتعل تہا قطب الملک کی خدمت مین آن کر
اپنا عجز و انکسار و اطاعت کا اظہار کیا کہ بادشاہ اور قطب الملک سے اپنے عفو جرائم کی التماس
کرے - اہل تدبیر اس سبب وزیر کے مقید کرنے کے لئے حیلہ و تزویر جانتے تھے - ان ہی
دنون مین سات آٹھہ ہزار سوار منصبدارون نے جو برطرف ہوگئے تھے جمع ہو کر محمد امین خان بخشی
و خاندوران خان نائب امیر الامرا میر جملہ کے گھر پر دھرنا دیا اور یہ مشہور ہوا کہ
بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مغلیہ رفیق ہونگے اور بیان مجموعی سے قطب الملک کے

کر لی تھین۔ اور اون آدمیون پر عرصہ جاگیر تنگ تھا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ از روے ادارجہ توجیہ منصب تنخواہ داران متغلب کم و ضبط فرمائے یہ بات بھی راجہ رتن چند
اور کل دفتر کے صاحب مدارون کو ناگوار تھی اونھون نے قطب الملک کی طرف رجوع
کی وہ اس حکم کے اجراے راضی نہ ہوئے بلکہ تمام ہنود جزیہ کے پھر جاری کرنے سے اور کمی
منصب کے سبب سے عنایت اللہ خان کی عداوت پر کمربستہ ہوئے۔ طرفین سے حسابی و بے حسابی تشنیعین
ایسی ہوئیں کہ بکرار رنجشین بڑھیں اور طرفین مین یہ قرار جو ہوا تھا ٹوٹ گیا کہ عنایت اللہ خان کبھی
دیوانی کا کام بغیر عبداللہ خان کی صلاح کے نہ کرے۔ اور رتن چند محال خالصہ بادشاہی مین
دخل نہ دے۔ ناچار کج دار و مریز سے باہم موافقت کرتے تھے۔ اس درمیان مین
خالصہ کے عمال مین سے ایک عامل کو جو دست گرفتہ و فرستادہ رتن چند کا تھا دیوانی نے
لیا تو کل روپیہ اوسکے ذمہ نکلا۔ عنایت اللہ خان نے اوسکو وصول زر کے لیے مقید کیا۔ عامل
کی رتن چند نے حمایت کی کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن یہ عامل بھاگ کر رتن چند پاس چلا گیا اور اوسکے
بڑا فساد مچا۔ بادشاہ نے قطب الملک سے کہا کہ وہ رتن چند کو موقوف کرے مگر اوسنے نہ مانا

فرخ سیر اور سادات بارہ کے درمیان یہ ایک اور فساد کا سبب زیادہ ہوا کہ چوڑامن جاٹ ایک
مفسد مشہور تھا جسکے باپ دادا اور بھائی بند عالمگیر کے عہد سے صوبہ اکبرآباد مین فساد مچاتے تھے
اور بکرار افواج بادشاہی اوسکے قلعہ سنسنی کی تسخیر کو گئی تھی جسکا حال پہلے بیان ہوا
اب چوڑامن نے بہت شوخی اور بے ادبی شروع کی۔ بادشاہ نے راجہ دھیراج جے سنگھ
کو اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ راجہ نے جاکر چوڑامن کی گڈھی کا محاصرہ کیا اور جنگہاے عظیم بیس
آئین طرفین کے بہت آدمی قتل ہوئے سید خانجہان بھی آگیا۔ چوڑامن پر کار تنگ ہوا
اسنے اپنا وکیل قطب الملک پاس بھیجا اور صلح کا اقرار پیشکش قبول کرنے پر اور بادشاہ پاس
جانے پر بشرط عفو جرائم اور سرفرازی منصب کیا بغیر اسکے کہ اوسکی اطلاع جے سنگہ کو ہو۔ بادشاہ نے
سید عبداللہ کے کہنے سے ان شرائط کو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ یہ مصالحہ بادشاہ کی مرضی کے خلاف
تھی جس سے راجہ جے سنگہ نہایت ناخوش ہوا۔ اور بادشاہ پاس آیا چوڑامن سید عبداللہ خان کے محلہ مین

چوڑامن جاٹ کا بیان

جواب دیا کہ آپنے اپنے جد و آبا کے رویہ کے خلاف جو غلطی عظیم کی وہ بجز حلم خدا نہین ہوئی
مین جانتا ہون کہ جیسے ہمارے خاندان سے وزارت گئی ایسے ہی خاندان تیموریہ کی سلطنت
میں بالکل خلل پڑیگا لیکن فی الحال ملک کا اختیار جو سادات بارہ کو دیا ہے صلاح دولت
اسمین ہے کہ تا مقدور انھین کے ساتھہ سلوک کرین اور یہانتک کام کی نوبت نہ پہنچائیں
کہ روز بروز مادۂ فساد و عناد زیادہ آمادہ ہو اور رشتۂ اختیار ہاتھہ سے جاتا رہے +

چو ورطاس رخشندہ افتادہ مور　　رہا نندہ را چارہ باید نہ زور

اپنے بیٹے کے قاتل کے حق مین بادشاہ کو یہ نیک صلاح دینی اسی نیک امیر کا کام تھا

سوانح سال ششم ۱۱۲۹ھ

دکن سے خبرین آئین کہ بادشاہ جن آدمیون کو مقرر کر کے بھیجتا ہے اُنکو امیر الامرا
دخل نہین دیتا - ہمیشہ عمدہ قلعہ دار بادشاہ اپنی طرف سے مقرر کیا کرتا تھا اب امیر الامرا اپنی
طرف سے اپنے ہمراہیون کو قلعہ دار مقرر کرنے لگا - یہان بادشاہ پاس راجہ رتن چند دیوان
سید عبد اللہ خان تمام متصدیون کے تعلقہ مین دخل دیتا کسی کا اصلا اعتبار و استقلال
اوسنے نہین رکھا تھا خصوصاً مقدمات مالی مین - دیوان تن و خالصہ معطل محض تھے اور پرگنات
خالصہ بطریق اجارہ معرض بیع و شرا مین آتے - اس سبب سے بادشاہ کی کدورت وزیر سے
روز بروز بڑھتی جاتی تھی - اعتصام خان دیوان خالصہ اور رایان دیوان تن نے استعفا
دیدیا - عنایت اللہ خان حج کر کے آیا - اوسکو بادشاہ نے دیوان خالصہ تن و صوبہ داری کشمیر
عنایت کی - بادشاہ کی عیاشی اور خلوت نشینی علاوہ بے دماغی کے زیادہ ہو گئی تھی - اسلئے
سید عبد اللہ خان چار یا پانچ مہینے تک اجرا ے کاروبار و دستخط کے کچہری مین نہین بیٹھتا
تھا خلق اللہ کا کار بند تھا عنایت اللہ خان مہینے مین ایک دو بار قلعہ مین آنکر کچہری کرتا +

عنایت اللہ کے عرض کرنے سے ہنود سے جزیہ کے وصول کرنے کا حکم ہوا راجہ
رتن چند کی مرضی کے خلاف تہا چونکہ ہنود اور خواجہ سرایون و مردم کشمیر نے ساخت و
تغلب و زبردستی سے منصب زیادہ لے لئے تھے اور سیر حاصل جاگیرین اپنے تصرف مین

بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہونا +

جزیہ کا ... عنایت اللہ خان ...

سپاہ اونکے پیچھے پڑکر بالکل متفرق ہوگئی اور پہر اونکے اجتماع کی امید نہ رہی جب کچھ ہو چکا تو مرہٹون نے تلواریں سونتین سپہ سالار ذوالفقار بیگ اور اوسکے ہمراہیون کی ایک جماعت کے ٹکڑے اوڑائے باقی فوج مین سے جسنے زنہار مانگی اور اسپ غرور سے پیادہ ہوکر سپر ڈالی زندہ مقید ہوا اور جان و مال کے ساتھہ عرصہ تلف مین آنکر تیغ بے دریغ کا علف ہوا مشہور یون ہے کہ گاو و شتر و اسپ کسی سوار و پیادہ کا اس بلا سے محفوظ نہین رہا امیر الامرا نے یہ خبر سنکر اپنے مستقل دیوان راجہ محکم سنگہ کو شائستہ فوج کے ساتھہ کھنڈو کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا اور اپنے بھائی سیف الدین علی خان صوبہ دار برہان پور کو لکھا کہ وہ راجہ کی کمک کرے سیف علی خان سلطان پور اور نندر بار کے انتظام ملکی کے لئے برہان پور سے گیا ہوا تھا یہ دونو نامدار سردار کھنڈو کے تعاقب مین گئے کہ تلافی حملہ مین آسکے اور اوسکے تھانے اوٹھیں کہ پھر رعایا خاندیس کو وہ اذیت نہ پہنچا سکے مگر اونکی کوشش سے کچھہ فائدہ نہ ہوا کھنڈو نے دفع الوقت کیا اور خود راجہ ساہو پاس چلا گیا جو قلعہ اور سکا نہاے قلب مین رہتا تھا مگر اوسکے تھانے جا بجا قائم رہے جہان امیر الامرا کی فوج قریب آئی وہان سے مرہٹے فرار کر جاتے تھے اور جب وہ فوج الٹی آتی تو پھر مرہٹے وہان آن کر جم جاتے محکم سنگہ ان مرہٹون کی کی فوجون سے لڑنے مین کامیاب ہوا جو احمد نگر کی اطراف مین تاخت و تاراج کرتی تھی۔ اوسنے غنیم کو ہزیمت دیکر قلعہ ستارا کے نیچے تک بھگایا۔ لیکن ذوالفقار بیگ کے کشتہ ہونے اور فوج کے غارت ہونے کی تلافی کچھہ نہ ہوئی۔

بادشاہ اور سادات کی ناموافقت کی شہرت تھی مشہور یہ ہوا کہ راجہ ساہو اور دکرناٹک کے اہل دیوان اور زمینداروں کے نام فرامین اور احکام خفیہ آتے ہین کہ امیر الامرا کی طرف رجوع نہ کرین اور اوسکے استیصال مین کوشش کرین۔ اسلئے اونہون نے مقابلہ کیا اور بیجاپور اور حیدر آباد کا انتظام امیر الامرا سے نہ ہوسکا +

ذکر سوانح سال ہشتم سنہ ۱۱۳۰ ہ ۱۷۱۸ع

اُترا اور صرف ایک دفعہ بادشاہ اوسے ملا دوسرے مجرے کی اجازت نہ دی۔ اب بادشاہ
پاس دکن سے ناخوش خبرین آئین

سوانح سال ہفتم ۱۷۱۷ء ۱۱۲۹ھ

امیر الامرا داؤد خان کو شکست دیکر اورنگ آباد مین آیا اور ملک کے بندوبست مین
مشغول ہوا۔ دکن کے ہر صوبہ مین بدستور صوبہ داران بادشاہی ہاتھون کی طرف سے ایک مرہٹہ
سردار صوبہ ہوتا تھا کہ چوتھ کو وصول کرتا تھا امیر الامرا کو اطلاع ہوئی کہ کھنڈو بہاڑیہ (دھنیا
کھانڈے راؤ دھباریہ) خاندیس پر قابض ہے اور بندر سورت کی راہ پر گلی گڈھیان بنالی
ہین اور تھانے جما لیے ہین۔ اس راہ پر جو قافلہ گذرتا ہے اگر اسکے تجار غیر تجار
اپنی مالیت کی چوتھائی دیدیتے ہین تو سلامت چلے جاتے ہین اور نہین تو لٹ جاتے ہین
قید ہو جانے پر ہر آدمی کو اپنی رہائی کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہے۔ امیر الامرا نے
ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوارون اور پانچ چھ ہزار پیادہ بندوقچیون کو اوسکی
تنبیہ کے لئے رخصت کیا۔ اور ذوالفقار خان کوتل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان
گذرا کہ اوسنے خبر سُنی کہ کھنڈو بہاڑیہ آٹھ نو ہزار جنگی سوارون کے ہمراہ بگلانہ اور کالنہ کی سرحد کے
نزدیک نکلا ہے جو اورنگ آباد سے شرکردہ غربی ہے۔ ذوالفقار خان نے مستعد جنگ ہوکر
اوسپر تاخت کرنی چاہی کہ وہ خاردار دشوار گذار جنگلون کی طرف فرار ہوا جتنی بادشاہی
سپاہ آگے بڑھتی گئی اتنی ہی وہ ہاتھ سے خالی کرکے پیچھے ہٹتا چلا گیا یون بادشاہی سپاہ کو
پیچھے لگائے اس مقام پر لے آیا کہ نہایت مستحکم تھا۔ ہر چند ذوالفقار بیگ کو ہرکارون نے
منع کیا کہ وہ اس جال مین نہ پھنسے مگر سادات کی شجاعت وجہالت کب اُنکی سننے دیتی
تھی وہ مرہٹون کے پیچھے چلے گئے کھنڈو کی سپاہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین منقسم
ہوکر اونچی ٹیکریون اور پہاڑون کی کھوؤن مین چھپ چھپا گئی۔ بادشاہی فوج اس
فرار کو اپنی فتح سمجھی اور خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی۔ ان بھگوڑون نے پیچھے پڑکر اپنی
صف بندی کو توڑا مرہٹون نے یہ ہوشیاری کی کہ جب تک چھپے بیٹھے رہے کہ بادشاہی

چوتھ کے مقرر ہونے مین خلل انداز ہوتا تھا اور تاراج مین کوشش کرتا تھا اسلئے کہ مقرری
چوتھ سے سردارون کو فائدہ ہوتا تھا اس سے لشکر متمتع نہ ہوتا تھا۔ تاخت مین جسکے جو ہاتھ آتا
وہ اسکا مالک ہوتا سردار کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ رانی تارابائی زوجہ راجہ رام نے شوہر کے
مرنے کے بعد دس بارہ برس تک عالمگیر سے مخالفت رکھی اور بادشاہ کے اواخر عہد مین
رانی کے وکلا نے مصالحہ کی التماس اس شرط سے کی کہ دکن کے چھ صوبون کی سردیسمکھی
بدستور نوفی صدی مقرر ہو جائے۔ عالمگیر نے اوسکو غیرت اسلام سے بعید جانکر قبول نہین کیا
جسکا بیان مفصل اسکو عہد سلطنت کی تاریخ مین ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد مین وکلاے رانی
اور ساہو نے رجوع کی اور سردیسمکھی کا فرمان چند شرائط کے ساتھ حاصل کیا جسکا ذکر تاریخ
بہادر شاہی مین ہوا مگر رانی اور راجہ ساہو مین باہم نزاع ایسا ہوا کہ بہادر شاہ کو جو مرکوز
خاطر تھا وہ عمل مین نہ آیا اور سردیسمکھی کا انتظام بھی نہ جاری ہوا۔ داؤد خان کی صوبہ داری
دکن مین جسکا ذوالفقار نائب تھا اوسکے اور غنیم کے درمیان اخوت و موافقت کا عہد و قرار
ہوا۔ اس شرط پر کہ شاہزادون اور داؤد خان کی جاگیرون سے مرہٹے مزاحمت نہ کرین
اور باقی محالات امراے عظیم الشان سے ہیرامن نائب داؤد خان اپنے متعلقون سے چوتھ انکو بجدار و
دمریکے بغیر دلادیا کرے اور قافلون کو وہ آزار نہ پہنچائین مرہٹے اور داؤد خان شیر و شکر کی
طرح مل گئے۔ ——— اور عمل ہوتا رہا داؤد خان اب گجرات کو بدل گیا
تھا یہ قول و قرار باقی نہ رہے اسکی جگہ نظام الملک بہادر فتح جنگ آیا وہ کل ایک سال پانچ
مہینے اس عہدہ پر مامور رہا۔ یہ نظام الملک بڑا لائق و ہوشیار تھا وہ دکن کے معاملات
ملکی کے سب پیچون سے واقف تھا اسکی نہایت عمدہ تجویز یہ تھی کہ مرہٹون کی ضعیف گروہ کو
تقویت دیکر اسکے قوی گروہ کی بیخ کنی کے درپے ہو۔ ساہو کے افسر جو ملک کا بندوبست
کر رہے تھے اسے مقابلہ کرنے کے لئے سپاہ بھیجی اور اونکو شکست دی اور بعض اضلاع انکی
دبائے مگر پھر صلح ہو گئی۔ راجہ ساہو کو لقب وہزاری دہ ہزار سوار کا بادشاہ کی طرف
سے عنایت ہوا وہ اپنی تدبیر یہان یہ کر رہا تھا کہ یکایک وہ یہان سے بدل گیا اسلئے

امیر الامراے صوبہ دار دکن کی جو بات قابل یادگار ہے وہ مرہٹون کے ساتھہ صلح ہی
جسکا بیان آگے آتا ہے +

عالمگیر نے دکن مین مرہٹون کے قلعون کی فتح کرنے مین بہت روپیہ اور بہت وقت
صرف کیا قلعہ ستارہ اور پرنالہ وراج گڈہ وغیرہ تیس چالیس مشہور قلعے فتح کئے مرہٹون کو
بے خانمان کیا جب مرہٹون کے سردارون نے بادشاہ کے قدیمی ملک کو خالی پایا اور
بادشاہ کو دور دیکھا تو اونھون نے اور سالون کی نسبت زیادہ شوخیان کین اور بے
سنگین فوجون کے ساتھہ صوبجات دکن احمد آباد اور مالوہ کو چوتھہ وصول کرنے کے قصد سے
تاخت وتاراج وپراگندہ کیا - جہان جاتے اور شہر یا قصبہ کلان ہوتا تو سرکارہ یا خط وہان کے
حاکم یا زمیندار کے پاس بھیجتے اور چوتھہ کے طلب کا پیغام دیتے دیہات وقصبات کے مقدم
و زمیندار مرہٹہ کی فوج کے استقبال کے لئے دوڑکے آتے اور چوتھہ کو قبول کرکے امان کے
قول کی درخواست کرتے اور سوار کو دیہات اور رعیت کی محافظت کے لئے لے جاتے اور
بجاے اصل جمع ہزار دو ہزار بتلانے کے چار پانچ سو جمع بتلاتے - غرض جو کچھہ چہارم حصہ
اسکا مقرر ہوتا اوسکے وصول کے وعدہ پورا کرنے کے لئے وہ اول دیتے اور یون اونکی
تاخت وتاراج کی مضرت کو دفع کرتے - جب فوجدار اور زمیندار چوتھہ کا دینا نہ قبول
کرتے اور اونکی طرف رجوع نہ کرتے تو عہد عالمگیری وبہادر شاہی مین بیان ہوا ہے
کہ اس صورت مین اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اس محال کو تاخت کرکے بالکل ویران کر
اور نہین تو چند روز محاصرہ کرکے مایوس ہوتے اور بھاگ جاتے چنانچہ دو دکن کے
صوبون برہانپور وبرار کے قصبہ نندبار وسلطان پور وجامود اور بہت سے قصبات
مشہور کا اٹھائیس ہزار سوار مرہٹون نے دو تین ہفتہ تک محاصرہ کیا اور ناکام چلے آئے
قافلون کے ساتھہ بھی وہ یہی سلوک عمل مین لاتے تھے - زیادہ تر قافلون کو تاخت
وتاراج کرتے تھے مرہٹون کے سردار تا مقدور چوتھہ کی تشخیص مین کوشش کرتے
تاخت وتاراج پر راضی نہ ہوتے تھے مگر سردارون کے خلاف مرہٹون کا لشکر

سواء اسکے ہر محال مین دو جدا جدا محصل راہداری تھے - فوجدارون کی سُستی اور غنیم کے غلبہ سے وہ جابجا ہو بیٹھے تھے بیوپاریون فی گاؤ آٹھ آنے اور فی ارابہ ایک روپیہ لیتے اور آدمیون سے وہ ظالم فوجدارون سے بھی زیادہ دو چند سہ چند جو چاہتے لے لیتے - اب ایام صلح سے پہلے جو ظلم ہوتا تھا وہ بدستور رہا - اسکے سواء یہ شرکت راہداری کا آدھا اوپر چڑھا - اس صورت مین ہر پرگنہ مین راجہ ساہو کے تین عامل مستقل رہتے تھے اونکے ساتھ سوار اور پیادون کی جمعیت ہوتی تھی وہ کچہری اور جو بترہ مال و سائر پر اور سر راہ پر رہتے تھے - یہ نئی بدعتین پیدا ہوئی تھین سواء اسکے جس جگہہ کہ ویران دہات رعایا کو قول دے کر مرہٹے آباد کرتے مثل دہات نند بار وغیرہ صوبہ خاندیس اور پرگنات صوبہ برار وغیرہ مین جنکو اصل مین مرہٹون نے ویران کیا تھا وہین امیر الامرا کی قرار پر کچھہ خیال نہیں کرتے جاگیردار کو بٹائی کے حصہ سوم دینے کا جو قول تھا جو پورا کرتے اونھون نے یہ مقرر کیا تھا کہ منجملہ تین حصون کے ایک حصہ جاگیردار اور ایک حصہ سالم مرہٹہ اور ایک حصہ رعایا سے لے مقدمات ملکی اور مالی مین مرہٹون کا حکم عمال اور فوجدارون و جاگیردارون کے اختیار پر جاری تھا معدا تحت وقت امیر الامرا نے مقرر کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ راہداری نہ لی جائے - قبل از صلح جو ظالم فوجدار اور حکام فی گاؤ اور ارابہ راہداری لیتے تھے اب اس سے سہ چند و چہ چند ظلم سے بیوپاریون اور مسافرون سے لی جاتی ہے یہ راہداری ہرگز نہ لی جائے مگر امیر الامرا کی اس باب مین پیش نہ گئی - ہان اکثر پرگنات مین تاخت و تاراج دہات و قافلہ موقوف ہو گئی - ایام سابق کی نسبت مسافر اور آنے جانے والے راہداری ادا کرنے کے بعد آرام سے آتے جاتے تھے بعض دہات جو مرہٹون کی تاخت اور حکام کی تعدی سے بالکل ویران ہو گئے تھے وہ آباد ہو گئے +

امیر الامرا نے سند قرار صلح جس میں شرائط مذکورہ مندرج تھین اپنی مہر کر کے راجہ ساہو کے وکلاء کو حوالہ کی اور اپنی سند کے مطابق بادشاہ کے فرمان آنے پر صلح موقوف رکھا جابجا راجہ ساہو کے گماشتے مستقل دخیل کار کر دئے - اور راجہ ساہو کے وعدہ نوکرون

اوسکی تدبیرون سے بہت فائدہ نہوا - اور بیان ہوا کہ نظام الملک کی صوبہ داری مین
ابتدا مین صلح رہی اور آخر مین فوج کشی ہوئی اس دار و مدار مین ایک سال پانچ مہینے گذرے
اور غنیم کی تنبیہ قرار واقعی ہوگئی اوسکی جگہ امیر الامرا سید حسین علی خان آیا - اسکی صوبہ داری
دو تین برس تک بادشاہ کے ساتھہ عناد و فساد مین گذری - گو اوسنے سپاہ کو بڑہایا - مگر وہ
بندوبست واقعی نہوا - جو امیر الامرا کے مرکوز خاطر تھا اور سادات بارہ کی رسم کے موافق
تھا - انور خان برہانپور کے شیخ زادون مین سے تھا اور سادات کے پیش آوردون مین ۱۱۳۱ سنہ
مین قابوے وقت اور رفع فساد پر نظر کرکے اوسکی اور امراے ہمراز کی صلاح سے سنکراجی
ایک برہمن سے اتفاق ہوا - یہ برہمن پہلے سیواجی و سنبھا کے عمدہ متوسل نوکرون مین تھا
قلعہ جنجی کی تسخیر کے بعد بادشاہی نوکرون کے جرگہ مین آگیا تھا - اور مرہٹون کے مطیع اور
غیر مطیع سردارون کی وکالت کرتا تھا اور جوہر رشادت سے خالی نہ تھا اور مدد طالع اسکا ضمیمہ
ہوا تھا - راجہ ساہو کے بڑے عمدہ فہمیدہ کار برہمن سر فوج بالاجی بشوناتھہ و جمناجی تھے
اونکی وساطت سے صلح کا قرار ان شرائط پر ہوا کہ جملہ محال خالصہ بادشاہی و جاگیرداران
سے جو کچہہ محصول مال و سائر مین وکروڑی و شقدار وصول کرین اوسکی چوتھائی منصوبان راجہ
کو واصل کرین اور یہہ بھی مقرر ہوا کہ سوا چوتھائی حصہ کے جو جاگیرداران سے اونکو موصول ہوگا
وہ سو روپیہ مین سے دس روپیہ بدستور سردیسمکھی رعایا سے لین غرض یون پینتیس ۳۵ فی صدی
کل ابواب فوجداری و شقداری وضیافت اور اور اخراجات از روے کاغذ خام وصول کرتے
اس حساب سے قریب نصف جمعبندی کے جو از روے طومار بباہری ہوتی ہے وہ شریک ہوگئے
اسطرح راجہ ساہو کے عمال شریک غالب ہوگئے کہ مرہٹون کا یہ انتظام کہ وہ کل جمع (بابت
محصولات) کو وصول کرین رعایا احکام بادشاہی و جاگیرداران کو نہایت سخت معلوم ہوا
اور ہر محال مین دو تحصیلدار مقرر ہوے انہین ایک گماشتہ دار اور دوم گماشتہ سردیس مکھی
کہلاتا تھا طومار و اصلات پر اول دستخط سررشتہ دار سردیسمکھی ہووین اور اوسکے جو لوازم
رسمیات جدا کئے جائین یہ امر عمال بادشاہی اور جاگیردارون کا وبال جان ہوا

ان ہی دنون میں ضیاء الدین خان کہ شرفاء خراسان مین تھا دیوانی دکن پر دیانت خان کے
تغیر کے سبب مقرر ہوا- جلال الدین خان برہانپور کی دیوانی پر مامور ہوا فیض اللہ خان
بخشی گری دکھن کے تعلقہ پر منصوب ہوا- جب یہ امرا اورنگ آباد مین آئے تو ضیاء الدین خان
کو قطب الملک کی سفارش سے دیوانی مین دخل ہوا مگر سب کام امیر الامرا کے عملہ کی ماتحتی مین
کرنا پڑتا تھا- فیض اللہ خان بخشی کو امیر الامرا نے جواب صاف دیدیا- سلام کے لئے بھی بار
نہ دیا- جلال الدین خان کو برہانپور کی دیوانی کے عوض مین چند روز برار کی دیوانی دی غرض
ان باتون سے فرخ سیر کو اور زیادہ ملال ہوا-

محمد مراد بخش ایک شخص کشمیری تھا سب گنون پورا تھا- کوئی عیب اوس سے چھوٹا نہ تھا
فرخ سیر کی مان کشمیری تھی- اسکے توسل سے پادشاہ سے ہم کلامی کی نوبت خلوت مین
پہنچی اوسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ مین قتال و جدال بغیر سادات کا قلع قمع کر سکتا ہون غرض
اوسنے اپنی چکنی چپڑی باتون سے بادشاہ کو سبز باغ دکھلا دیا اور اوسکو ایسا پھسلایا
کہ تھوڑے دنون مین بادشاہ اوسکا غلام بن گیا- اسکو رکن الدولہ اعتقاد خان کا خطاب
منصب ہفت ہزاری دہ ہزار سوار کا دیا- اب اوسنے یہ صلاح دی کہ [illegible] عظیم آباد سے
سربلند خان کو اور مرادآباد سے قلیچ خان نظام الملک بہادر فتح جنگ کو اور احمد آباد سے
راجہ اجیت سنگھ کو طلب فرمائیے- ہر ایک کو عمدہ خدمات کا امیدوار کیجئے اور انکے ہاتھون
سے دولت سادات کو خاک مین ملائیے- بادشاہ نے یہی کیا- یہ سب امرا جمع ہوئے نظام الملک
نے مرادآباد مین خوب انتظام کیا تھا وہ یہان آیا تو کسی اور خدمت پر مامور نہین ہوا بادشاہ
نے مرادآباد کا نام رکن آباد رکھا اور رکن الدولہ کی جاگیر اور صوبہ داری مین دیدیا- راجہ
اجیت سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب ملا- وہ سید عبد اللہ کا ہمدرد و ہمداستان ہوا- نظام الملک بہادر
فتح جنگ و سربلند خان مین سے ہر ایک ابتدا مین امیدوار وزارت و میر بخشی تھا انکو سید عبد اللہ خان
کے فساد مٹانے کے لئے مقرر کیا- ان امرا نے بادشاہ سے التماس کیا کہ قلمدان وزارت
اپنے بندون مین سے جسکو لائق دیکھین اوسکو مرحمت فرمائیں جسکے سبب سے سید عبد اللہ خان کے

بالاجی بشوناتھ اور جناجی کو مقرر کیا کہ وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ بطریق نیابت و وکالت
راجہ ساہو اورنگ آباد مین رہین اور کارہائے ملکی و مالی اونکی وساطت سے سرانجام پائین اسکے
بعد حسین علی خان نے عرضداشت بھیجی جس مین مصالحہ کی حقیقت لکھی اور اوسکے مطابق فرمان طلب کیا
بعض ہواخواہان دولت نے بادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ محصول اور حکمرانی مین غنیم کو شریک
غالب کرنا مصلحت نہ تھا اسلئے یہ صلح فرخ سیر کی مرضی کے خلاف ہوئی۔ ان ہی ایام مین
جان نثار خان کہ قدیم امیر بہادر دانا عبداللہ خان مرحوم بد حسین علی خان سے اتحاد
برادرانہ رکھتا تھا۔ اسلئے وہ حسین علیخان کا بمنزلہ عمو تھا۔ سید اوسکی بڑی تعظیم کرتا تھا
بادشاہ نے برہانپور مین امیرالامرا کا نائب مقرر کیا اور کچھہ نصیحتیں کردین کہ وہ جاکر اپنے دوست
کے بیٹے کو سمجھادے۔ یہ امید کی گئی کہ شاید اسکے سمجھانے سے وہ فرخ سیر کے خاطرخواہ
عمل کرے اور ان ہی دنون مین اعتمادالدولہ محمد امین خان بھی ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۰ھ سنہ جلوس
مین صوبہ مالوا کو مرخص ہوا اور مقرر ہوا کہ سرحد مالوہ مین پہنچنے کے بعد اسکو فرمان صوبہ داری دکن
کا بھیجا جائیگا اور راجہ جی سنگہ سوائی بدلا جائیگا مشہور تہا کہ حضور نے اوسکو فرمان دیدیا ہی
جب جان نثار خان آب نربدا کے نزدیک آیا اوسنے از راہ حزم و ہوشیاری و پختہ کاری
اپنے کام مین تذبذب ہونے کے سبب سے کہ جس صوبہ مین مقرر ہوا ہون معلوم نہین دخل پاؤنگا
یا نہ پاؤنگا اپنے ساتھہ اصلا سوارون اور پیادونکی جمعیت ہمراہ نہین لی۔ سرونج علاقہ
مالوہ مین محمد امین خان وارد ہوا۔ دونو کے آنے کی خبر اورنگ آباد مین مشہور ہوئی۔ اور یہ
افواہ اوڑی کہ محمد امین خان ساٹھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اور جان نثار خان سات آٹھہ ہزار
سوارون کے ساتھہ حسین علی خان سے لڑنے کو آئے ہین حسین علی خان کو بھی تردد ہوا
پھر اس خبر کا بے اصل ہونا تحقیق ہوگیا۔ جان نثار خان کے خط آئے کہ سنسامرہٹے نے
جو راجہ ساہو کے منتسبون مین نہین ہے ہند کی طرف علم سرکشی بلند کیا ہے۔ اوس نے
مجھے روک رکھا ہے کچھہ سپاہی بھیجدیجے بغرض سپاہ گئی۔ جان نثار خان امیرالامرا پاس آگیا
امیرالامرا نے ظاہر مین اوسکے ساتھہ بزرگانہ سلوک کیا لیکن صوبہ برہانپور اوسکو نہ دیا۔

سید عبداللہ خان نے بیس ہزار سواروں کے قریب نوکر رکھ لئے تھے روز بروز فتنہ و فساد کو
بڑھاتا جاتا تھا امیر الامرا کی عرضداشتین بھی قدمبوسی کے لئے چلی آتی تھین اور اونہیں
دکن کی آب و ہوا کی ناموافقت کی شکایتین بھی مندرج ہوتی تھین قطب الملک کے خطوط بھی
امیر الامرا پاس جاتے تھے کہ بھائی جلد یہان آؤ۔ ۱۵ ماہ شوال ۲ جلوس کو سیف الدین علیخان کو
اپنے چھوٹے بھائی کو چار یا پنجہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول برہانپور بھیجا کہ وہ
توپخانہ کا تہیہ اور سفر کے مایحتاج کا سرانجام کرے اور خاندیس مین صوبہ داری کرے
سید عبداللہ خان کے متواتر خطوط آنے کے بعد اواخر ذی الحجہ ۱۱۳۰ھ مین اورنگ آباد سے
امیر الامرا باہر آیا اور امور ضروری کے لئے ایک ہفتہ توقف کیا اور اوائل محرم ۱۱۳۱ھ مین فوج
بہت امرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لے کر دار الخلافہ
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا قلعہ ظہیر اور اور دو تین قلعون کو اپنے ہمراہیون کے حوالہ کیا
بہت قلعون کے بادشاہی قلعہ دارون کو متہم کر کے معزول کیا اور اونکی جگہہ اپنے آدمی مقرر کئے
تیرہ ہزار سوار مرہٹہ بسرداری کھنڈو دھباریہ جو مشہور سر فوج اور خاندیس کا صوبہ دار راجہ سنبھاجی
کی طرف سے تھا اور سنتا اور تین اور نامی سردار اپنے ہمرکاب لئے۔ اون نامی سردار اور جماعہ دار کو ہاتھی
گھوڑے اور خلعت و مدد خرچ سے مرہون احسان کیا اور آیندہ کے لئے امیدوار مراتب علی کا
کیا سپاہی کے لئے آٹھ آنہ یومیہ سرکار سے مقرر کیا۔ رنبھا ر نبال گرمرہٹہ بادشاہی نوکرون مین
منجملہ فوج ملکی امیر الامرا میں تھا سنکراجی ملہار اور بشوناتھہ صاحب مدار راجہ ساہو اس سے
عداوت رکھتے اور کئی دفعہ اسے خفت پہلے اٹھا چکے تھی اور مدت سے تلافی کی فکر مین تھے رنبھا
کو مدعیون کے اشارہ سے امیر الامرا نے مصلحت کے بہانہ سے بلا کر غافل مقید بازنجیر کردیا
اور اوسکے لشکر و بہیر کو لٹوا یا حکام و عمال معزول کو کمال بے سرانجامی کے ساتھ ہمراہ
لیا۔ ۲۲ محرم ۱۱۳۱ھ کو برہانپور سے کوچ کیا کوچ بکوچ آب نربدا سے گذر اکبرپور پر عبور کیا
راہ میں رانا کے ملک پر دست درازی شروع کی تھی مگر رانا کے وکیل نے نذر آنکر دی
اسلئے خیر گذری پھر راجہ جے سنگھہ ملک پر لوٹ کشکر نے خوب ہاتھ پھینکے۔ اس

استقلال مین خلل پڑیگا اگر وہ نافرمانی کا ادعا کریگا تو سزا پائیگا - تو بادشاہ نے جواب مین یہ فرمایا
کہ وزارت کے لئے اعتقاد خان سے بہتر دوسرے آدمی مین نہین جانتا - اسی امیرون کا
دل شکستہ ہوا بھلا ایسے بڑے امیرون سے - ایسے کم اصل وزیر کی اطاعت کب ہوتی - اس گرمی
ہنگامہ مین عید فطر آئی - بادشاہ کی سواری مین ستر اسی ہزار پیادے سوار عیدگاہ تک ساتھ
تھے - خاص و عام مین ایک ہلچل پڑ رہی تھی کہ سید عبد اللہ خان اب گرفتار ہوتا ہے
سید کے ساتھ پانچ چار ہزار سوارون سے زیادہ نہ تھے - مگر کچھہ نہین ہوا - سید عبد اللہ خان
پہلے تو سوا سادات و متوطنان بارہ کے اور کسی کو نوکر نہین رکھتا تھا اب اوسنے بیس ہزار
سوار سب قومون کے نوکر رکھہ لئے - جب دکن مین امیر الامرا کو یہ اخبار پہنچے تو اوس نے
بادشاہ پاس آنے کا ارادہ کیا - اور آنے سے منصوبہ تازہ کی تمہید یہ کی کہ معین الدین
کو اپنے پاس بلا لیا وہ ایک مجہول النسب گمنام راجہ ساہو نے شاہزادہ اکبر کا پسر سمجھہ کر
گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ کو لکھہ کر جواب مانگا - اس ضمن مین خبر آئی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان
مین صلح ہو گئی - راجہ اجیت سنگہ باوجودیکہ اوسکی بیٹی فرخ سیر سے بیاہی گئی تھی مگر وہ
سید عبد اللہ خان کا محرم و ہمراز تھا وہ صلح کا واسطہ ہوا - اور آخر ماہ شوال ۱۱۳۰ھ مین محمد فرخ سیر
مع اعتقاد خان و خاندوران خان اور بعض اور امراے خیر اندیش کے قطب الملک کے گھر پر
گیا - باہم عہد موافقت باقسم و عدم مخالفت پر ہوا طرفین نے افعال گذشتہ کے عذر کئے - بادشاہ
نے اپنے خانہ قلعہ مین مراجعت کی جب دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر پہنچی تو امیر الامرا
نے چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ یہ صلح باقی نہین رہی - اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے
بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے چلا -

غرض فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان ہنگامہ فساد و عناد کو امتداد ہوا - جو تدبیر و
مصلحت سوچی جاتی تھی اسے کچھہ مطلب نہین نکلتا تھا - بادشاہ کو عزم راے کا ایک حال پہ
قرار نہ تھا کبھی صلح و مدارات سے پیش آتا کبھی بداندیشون کے قلع مین کمربستہ ہوتا تھا - بعض امرا
منافق کی مصلحت سے سید عبد اللہ خان سے ہمداستان ہوتا تھا مقدمہ یکسو نہ ہوتا تھا -

عنایات کا امیدوار کر کے حضور مین طلب کیا تھا اور اب وہ معزول تھا قطب الملک نے
اوسکی بھی تسلی کی اور مالوہ کی صوبہ داری کا امیدوار کیا - اعتماد الدولہ بے رخصت و بے حکم
بادشاہی مالوہ سے آیا تھا مغضوب و بے منصب ہو اتھا عبد اللہ خان نے اوسکو بھی مطمئن
خاطر کیا غرض جتنے قطب الملک کی دولت کے مدعی تھے اوسنے اپنی انواع امداد و نفقہ
اموال سے ممنون کر کے پرداخت حال کا امیدوار کیا - خاندوران خان کو کہ ابتدا سے
میر جملہ کے ساتھ بادشاہ کے ہوا خواہوں مین گنا جاتا تھا اوسکو بھی اپنا رفیق و ہمدم و محرم
کر لیا - ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا سیہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک
کی ملاقات کو جائیگا مہاراجہ اجیت سنگہ کا داماد بادشاہ تھا مگر سید عبد اللہ خان کا ہمدم و ہمراز تھا
اور قابو کا انتظار کر رہا تھا - اسکا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کے مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب
میری سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہنچیگی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئیگا تو مین
اہتمام کر کے اوس کو قید کر لونگا - خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا
نہ معلوم ہوئی ہو مگر التخاین خالف فقط گمان وظن سے وسواس ہراس آمیز سے بادشاہ
کی مراجعت سے پہلے سید عبد اللہ خان کے خانہ مین پناہ کے لئے راجہ چلا گیا - بادشاہ مراجعت
کے وقت کشتی مین سوار تھا چاہتا تھا کہ موافق قرار کے سید عبد اللہ خان کے گھر تشریف لائے
کہ اوسکو معلوم ہوا کہ راجہ سید عبد اللہ خان کے گھر مین چلا گیا ہے تو اوسنے بے دماغ ہو کر
ملاحونکو جب کشتی سید عبد اللہ خان کے گھر کی برابر آئی حکم دیا کہ نوارہ کو تند و جلد چلاؤ یا وجود یکہ
کارخانجات بادشاہی سید عبد اللہ کے گھر مین آئے تھے اور قطب الملک دریا کے
کنارہ پر استقبال کو کھڑا تھا بادشاہ اوسکی طرف متوجہ نہ ہوا - دولت خانہ و قلعہ مین داخل ہوا
ربیع الاول کے اواخر مین اور سنہ جلوس کے اوائل مین فیروز شاہ کی لاٹھہ کے پیچھے
شہر سے دو تین کوس پر سید حسین علی خان نے اپنے ڈیرے ڈال لے - بغاوت کے
اظہار کے لئے طبل مخالفت صریح بجانا شروع کیا - پائے تخت سلاطین کی داب کے
خلاف یہ امر تھا کہ کوئی کوس شادیانہ کی آواز بلند کرے اور بادشاہانہ شکوہ کے ساتھ

حسین علی خان کا دہلی مین آنا

اس ضمن مین اخلاص خان امیر الامرا کی تسلی اور واپس لے جانے کے لئے بعد قرار صلح کے اواخر
شوال مین حضور سے روانہ ہوا تھا وہ اوائل ماہ صفر مین قلعہ مانڈو کے نزدیک آیا امیر الامرا
اور اس مین باہم ملاقات ہوئی خلوت مین کلمات صلح بے ثبات کو اور دار الخلافہ مین امرا
کے جمع ہونے کے آشوب کو اور اعتقاد خان کی خاطر داری اور امرا کے آزردہ خاطر کرنے
ذکر کیا۔ سپہ سالار بہانہ طلب کو پہلے سے زیادہ حضور مین جلد جانے کے لئے سرگرم کیا۔
۱۴ صفر کو اجین مین امیر الامرا آیا۔ برقنداز خان فوجدار گوالیار اور وکیل حضور کے
نوشتون سے اوس کو بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کے درمیان صلح کا مفصل حال
معلوم ہوا۔ تو امیر الامرا نے مجمع دیوان مین کہا کہ اگر واقعی بادشاہ کو ہمارے ساتھ نزاع و
عداوت نہیں رہی اور بلا نفاق ہمارے ساتھ سلوک کریگا تو ہم بھی سواء اطاعت و نوکری کے
کوئی اور مطلب و ارادہ نہیں رکھینگے ملازمت اور بعض امور سے خاطر جمعی کے بعد دکن کو مراجعت
کرونگا لیکن دوسرے تیسرے ہی روز امیر الامرا نے ثقہ و محرم راز آدمی کی زبانی سنا
کہ یہ سب افسانہ افسون ابلہ فریب کا دام بادشاہ عبث بچھاتا ہے اور نہین جانتا ہے ع
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ٭ عقلا کے نزدیک تقاضائے مآل اندیشی
یہ ہے کہ اگر ہم بادشاہ کے قابو مین آ گئے تو ہم جان کی امان نہین پائینگے۔ اگر ہم بادشاہ
پر غالب آئینگے تو اوسکی نجات متعذر ہوگی۔

حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ سربلند خان کے بعض محال سیر حاصل میر جملہ
کو دیدی اور اوسکو وہان سے بدل دیا تو عسرت خرچ و ہجوم سپاہ اور ارباب طلب کی تقاضی
اور طلب کے سبب سے نوکری کو ترک کیا اور منصب سے استعفا دیا۔ گھوڑون اور ہاتھیون و اثاث البیت
کو جماعہ داروں اور قرض خواہون کو دیکر خرقہ پوش ہونا چاہا۔ اسکی جب اطلاع سید عبد اللہ خان کو
ہوئی تو وہ اوسکے پاس تسلی کو گیا اور نقد و جنس و اسپ اپنی طرف سے اوسکو دئے اور کابل
کی صوبہ داری اوسکے نام مقرر کی اور مرہون احسان کیا۔ نظام الملک بہادر ظفر آباد کے
تغیر بے وقت سے اور اعتقاد خان کو اپنی جاگیر ملنے سے بلبھا جل رہا تھا اوس کو وزارت اور دیوانی

جشن نوروز قریب آتا ہے حجاب نیابت بھی درمیان سے اُٹھ جائے گا - سوم ماہ ربیع الاول کو
راجہ دھیراج جے سنگھ کو حکم کے بموجب ایک روز ٹھیرنے کی اجازت نہ ہوئی وہ اپنے وطن
انبیر کو روانہ ہوا اور اسی روز راجہ بھیم و راجہ بدھ سنگھ کہ باہم بنی عم تھے - اور وطن
بوندی پر آپس مین پرخاش و عداوت ارثی رکھتے تھے آپس مین راہ کے درمیان لڑے
دونو طرف سے راجپوت اور بدھ سنگھ کا دیوان قتل ہوئے - اور آخر کار ہر دم راجہ بھیم غالب ہوا
بدھ سنگھ خوف کے مارے چند سوارون کے ساتھ راجہ دھیراج پاس آیا جو اوس کا
حامی تھا - پنجم ماہ مذکور کو قطب الملک و راجہ اجیت سنگھ معتمد آدمیون کے ساتھ قلعہ ارک
مین آئے - بادشاہی آدمیون کو دروازون سے اوٹھایا اور اپنے آدمیون کو بٹھایا -
بادشاہی آدمیون مین سے سواء اعتقاد خان و اختیار خان مشرف دیوانی خاص کے
جنکا عدم وجود برابر تھا - اور ظفر خان کے جو سلوک و زمانہ سازی مین یکتو و ہمہ کش گنا جاتا
تھا چند خواص و خواجہ سرائے ناکارہ کے بادشاہ پاس ہے اور کوئی قلعہ مین بادشاہ کے
گرد نہ رہا - امیر الامرا ملوکانہ شان و شکوہ سے لشکر کو آراستہ کر کے سوار ہوا - قلعہ کو
گردم ہیئے اور اسکے سوار گھیرے ہوئے تھے سہ پہر کو قلعہ مین داخل ہوا - بعد ملازمت کے
چند کلمے ملالت افزا باتھا اور کلمہ نصیحت آمیز کہے سنے گئے - خلعت اسپ وغیرہ کو امیر الامرا نے
باکراہ قبول کیا - تقدیم ادب مین بھی چندان نہ مشغول ہوا - اپنے گھر چلا گیا - باوجود اسکے
بادشاہ پہاڑ بن گیا اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اصل کی فکر مین نہ ہوا - دوبارہ آٹھوین تاریخ کو سادات
نے قلعہ کا بندوبست قرار واقعی کیا قطب الملک و مہاراجہ اپنے معتمدون اور انتخابی فوج
کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوئے - اور اول کی طرح بادشاہی آدمی احاطہ سے باہر کردئے گئے -
اور دروازے اپنے معتمد و معتبر کام کے آدمیون کو سپرد کردئے - دیوان خاص و عام و خوابگاہ و
عدالت کے دروازون کی کنجیان اپنے پاس منگا کے رکھ لین بعد فراغ خاطر کے حسین علیخان
کے پاس آنے کا پیغام بھیجا - وہ بڑی شان و دبدبہ سے معین الدین گمنام کو جو پسر شاہزادہ اکبر
نام سے ہمراہ تھا ہاتھی پر بٹھا کر اپنے گھر مین بارہ دری شائستہ خان مین جو قلعہ ارک سے قریب تھا اُترا

خیمہ مین داخل ہوا جو سراپردۂ موضع باولی کے قریب تھا اور مکرر زبان سے کہتا تہا کہ اب
مین اپنے تئین بادشاہ کے نوکرون کے زمرہ مین نہین جانتا کہ آقا کے آداب بجالاؤن
اب مجھے عزل و غضب و عتاب سلطانی کا اندیشہ نہین ہے عجب بات یہ ہے کہ بادشاہ
سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا دہل بے باکانہ
کیا وہوان دہون بج رہا ہے وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آنکر آستین چڑہاتا
دونو بہائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا۔ راجہ دہیراج جے سنگہ
جو مکرر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی دینے کے لئے کمربستہ ہوکر مصلحت بتاتا
تو اسے فائدہ نہ ہوتا بعض امراے عقیدت کیش عرب و عجم کے کہ بدون تورہ کے اپنے
مین طاقت صریح مقابلہ و مقاتلہ کی طبل بجانے مین نہین دیکتے تہے خصوص مغلیہ
جنکو اس راز سربستہ پر اطلاع تہی اور کسی کو اسکا یارا نہ تہا کہ اس مخفی راز سے زبان کو
آشنا کرے وہ نیرنگی روزگار اور دونو بہائیون کے تسلط کا اور سستی عزم و اغماض بادشاہ
کا تماشا دیکہتے تہے اور خون جگر پیتے تہے۔ بلکہ فرخ سیر کے حکم اور اشارہ سے حسین علی خان
کی ملاقات کے لئے جاتے تہے۔ اور مدعیان دولت کی وضع و تکبر کو دیکہکر خون و زبان پر
گلہ کے ساتھ مراجعت کرتے تہے جب امیر الامرا کے آنے پر چار یا پنج روز گذر گئے تو
اوسکے بہائی سید عبد اللہ نے اپنے بہائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ
راجہ جے سنگہ پر ہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانہ کی خدمات اور دیوان
خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرمائے اور قلعہ مین
ہمارا بندوبست ہوجائے بلا وسواس امیر الامرا آنکر ملازمت کریگا اور ہم دونو بہائی
خاطر جمعی سے آمد و رفت کرینگے بادشاہ سست عقل نے جو روزگار شعبدہ باز کی
دغلبازی سے غافل تھا دونو بہائیون کی ادعا کو مان لیا۔ خدمات کے باب مین
یہ مقرر کیا کہ اونکو فی الحال اصالتاً سید عبد اللہ خان اور سادات بارہ اور دونو بہائی
کے ہمراہی بجالائین اور نیابت اعتقاد خان اور معتمدان حضور انجام دین۔ بعد چند روز

مرہٹون کے سردار مثل کھنڈو دہیاریہ و بالاجی بشوناتھ اور سنتا وغیرہ دس بارہ ہزار سوارون
کے ساتھ رات بھر ہتیارون مین اونچی بنے اس انتظار مین ستارے گن رہے تھے کہ کب صبح
ہو جو ہنگامہ دار و گیر گرم ہو اور مال و عیال مردم پر دست دراز کرکے ذخیرے جمع کرین
دن ہوا جھوٹی سچی خبرین اڑنی شروع ہوئیں کہ سید عبداللہ خان مارا گیا اور ایسی اور
وحشت ناک افواہیں اڑین ۔ اعتقاد خان اور بعض اور امرا نے کہ مآل کار سے بے خبر تھے چاہا
کہ بازار سعد اللہ خان کی طرف امیر الامرا سے مقابلہ ہونے کے قصد سے سوار ہون ۔
اعتماد الدولہ محمد امین خان و چین قلیچ خان بہادر از راہ زمانہ سازی و پختہ کاری حسین علیخان
کی رفاقت کی قصد سے گھر سے باہر آئے تھے اونکے نشان نمودار ہوئے بغیر اس کے
کہ مرہٹون کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ ہو اور کارزار کی نوبت آئی ۔ خاندوران خان کے
چودہ پندرہ کمبل پوش سوارون نے چند تیر مرہٹون کی طرف پھینکے مرہٹے میدان کے لڑنے والے
شہر کی گلیون میں لڑنا کیا جانین ۔ ان کے سب سردار اور دس بارہ ہزار سوار ایکدفعہ فرار
ہوئے ۔ بازار کے لچون اور تماشائیوں اور بے روزگار مغلون نے خبردار ہو کر تلوارین ہاتھ
مین لیں اور ہر طرف سے مرہٹون کو مارتے سر سے پگڑی اوچک لے جاتے اور سر کو بدن سے
جدا کرتے ۔ ہاتھ سے نیزہ اور کمر سے شمشیر چھین لیتے ۔ زین کو انسے خالی کرتے اور خون سے
زمین رنگین اور گھوڑون کو اور ہتیارون کو لے لیتے ۔ مرہٹے اونکے آگے سے ایسے بھاگتے جیسے
بھیڑون کا گلہ بھیڑئے سے یہانتک نوبت آئی کہ دہوبیون قسائیون اور خاکروبون اور
اہل پیشہ نے لاٹھی پونگے مار کے اور زبان سے للکار کے اور تیر آنکھین دکھا کے جو چاہا اونسے
چھین لیا ۔ بھالے اور آفتاب گیر جو مرہٹون کا سرمایہ اعتبار ہے اسقدر اونھون سے پھینک دیے
کہ بعض بے سر و سامانون کے لئے چھپر دن کا مصالح جمع ہو گیا ۔ بعض مرہٹے ننگے ہو گئے
اور منہ مین تنکا لیکر دکنیون کے دستور کے موافق پناہ مانگنے لگے ۔ غرض چوک سعد اللہ خان سے
اونکی بنگاہ تک کہ تین چار کروہ ہے بے تحاشا جگہہ جگہہ مرہٹے قتل ہوئے ۔ خافی خان بچشم خود مشاہدہ کرکے
لکھتا ہے کہ پندرہ بیس مرہٹون کے سوارون مین ایک آفتاب گیر ہوتا ہے اور وہ انکا سرمایہ فخر ہوتا

سید عبداللہ خان فرخ سیر ہوش باختہ پاس گیا - اور تکالیف شاقہ وعدم قبول نیابت خدمات
مذکورہ بہت سے شکوون کے ساتھ بھائی کی زبان سے بیان کئے کہ مینے تمہارے دادا کی
خدمت مین اور تمہاری ہمرکابی مین جو تردد وجانفشانی وحسن خدمتی دل وجان سے کین
اور جان نثاری کرنے مین کسی طرح سے اپنے تئین مین نے معاف نہین رکھا اسکے مقابل عوض
مین بادشاہ حق نشناس نے سواء سوء ظن وگمان بد وفکر فاسد وارادہ باطل کے فدویون کے
حق مین کوئی اور خیال دل مین نہین کیا چنانچہ اس ہمارے مقال کے شاہد وہ فرامین ہمارے
ہاتھہ مین ہین جو داؤد خان افغان اور اس سرزمین کے اور سرکشون اور دکن کے صاحب ملداعون
کے نام متضمن اس اشارہ پر لکھے گئے ہین کہ مجھے دخل نہ دو اور بنابرہ بے تقصیر کو قتل کردو
دو دمان صاحب قران مین کبھی عہد وپیمان کی برخلافی نہ ایسی دیکھی نہ سُنی - اس عہد مین
بدعہدی کی انتہا ظاہر ہوئی ہمارا وسواس ہراس اسوقت بر طرف ہو سکتا ہے
کہ خدمات حضور کا اختیار بلا قید نیابت ہمارے اختیار مین ہو اور شرائط کا مذکور کیا بادشاہ
عقل سے معذور تھا اوسنے عیش کا عذر کر کے دفعیہ کیا - طرفین سے بڑی بے مزہ
جلی کٹی باتین ہوئیں - بادشاہ برآشفتہ ہوکر اول اعتقاد خان سے پھر قطب الملک
مخاطب ہوا - دو تین کلمے عتاب آمیز زبان سے نکالے - اعتقاد خان نے اس حال میں
چاہا کہ ابلہ فریب کلمات سے اصلاح مین کوشش کرے - طرفین مین اپنی اپنی حالت مین
بے اختیار تھے - سید عبداللہ خان نے اعتقاد خان کو گالیان دیکر بات نہ کرنے دی -
باہر جانے کا حکم دیا - وہ حواس باختہ اپنی جان کے بچ جانے کو غنیمت سمجھا اور اختیار خان
کی پالکی مین بیٹھ کر گھر چلدیا - حصار کے ہر گوشہ وکنارہ سے آثار فتنہ اور صدائے آشوب
بلند ہوئی - بادشاہ محل مین چلا گیا - اتنے مین رات ہوگئی قلعہ کے اندر اور باہر جانا بند ہوا
شہر مین فتنہ مچا - وہ نوبہائیون کی فوجین کوچہ اور بازارون مین مستعد ومہیا گھوڑون پر سوار
کھڑی تہین - کوئی نہین جانتا تہا کہ قلعہ مین کیا گذرا اور کیا گذر رہا ہے - سید عبداللہ خان
اور راجہ اجیت سنگہ اپنے اعیان کے ساتھ مشورے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہو گیا

اور اپنے گھر کے پاس چند چلے گئے مورچال باندھ کے بیٹھا آخر کو مقید ہوا - اوسکی شامت سے بازار سعد اللہ خان کی چند دکانیں تاراج ہو گئیں - ابھی بازار دار و گیر گرم تھا کہ شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کے جلوس کا شادیانہ بجا اور امان کی منادی ہوئی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ محل میں چلا گیا تو سید عبد اللہ خان و جیت سنگھ نے افسانہ و افسون سے پیغام بادشاہ پاس بھیجے کہ وہ محل سے نکلے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا حبشی اور ترکی کنیزیں جنگ کے لئے تیار ہوئیں - افغان اور چیلے اور نجم الدین علیخان برادر قطب الملک و پسر صلابت خان رسالہ محل میں گھس گئے اور عورتوں کو خوب مارپیٹ بادشاہ کا پتا لگایا - اور وہ بام محل کے کوٹھے کے گوشہ میں چھپا ہوا تھا - اوس کو بڑی بے حرمتی سے کھینچکر باہر لائے جسوقت فرخ سیر کو پکڑا تو اوسکی ماں بیٹیوں بیویوں اور بیگموں نے اوس کو گھیر لیا اور رونا پیٹنا شروع کیا اور گرفتار کرنے والوں کے پاؤں میں سر رکھا ہاتھ جوڑے خدا کے واسطے دئے مگر ایسے وقت میں کون ایسی باتیں سنتا ہے - زیور عورتوں کا لوٹ لیا اور بے حرمت کیا - فرخ سیر کی آنکھوں میں سلائی پھیری اور قلعہ کے اندر ترپولیہ کے اوپر حبس خانہ میں جو قبر کی صورت تھا اس بادشاہ کو قید کیا - ایک طشت و آفتابہ قضائے حاجت کے لئے اور پانی کی صراحی دی -

محمد فرخ سیر کی سلطنت پر فساد سواء جہاندار شاہ کی سلطنت کے گیارہ مہینے کی جنکو اوسنے اپنے ایام سلطنت میں دفاتر میں ثبت کرایا چھ سال چار ماہ کچھ دنوں ہی - اس عزل و نصب کی تاریخ کہ ایک بادشاہ گرفتار ہوا اور دوسرا سات برس کا قیدی بادشاہ ہوا - (فاعتبروا یا اولی الابصار) ہے +

اوائل ۱۱۳۱ھ

ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات

فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا ہوا تو قطب الملک اور

چار پانچسو آفتاب گیر پڑے ہوئے تھے مقتولون کے گھوڑون اور گھوڑیون کے خوگیرون
مین اکثر لوٹ کا زر و زیور تھا اور اونکی کمرون مین ان روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان تھین
جو اونھون نے راہ مین راجہ جی سنگھ کے دہات اور اور مسافرون سے لوٹی تھین۔ یہ سب
بازار کے لچون اور بیکار مغلون کے ہاتھ آئین۔ پندرہ سو پیادے اور سوار اور سنتا
سردار اور دو تین اور نامور اونکے کشتہ و زخمی ہوئے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مرہٹے ہمیشہ
شیخی مارا کرتے کہ ہم نے پائے تخت مین جاکر ایک بادشاہ کو مقید کیا اور دوسرے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا۔ جب قلعہ کے باہر مرہٹے یون مارے گئے اور قلعہ کے اندر
سید عبد اللہ خان کے مارے جانے کے خبر ہر کوچہ و محلہ مین اڑی۔ غازی الدین خان
غالب جنگ و سادات خان خسر بادشاہ مع پسر اپنے گھر سے سوار ہوئے اعتقاد خان
باتفاق سید صلابت خان داروغہ معزول توپخانہ اور میر مشرف اور منوہر یزدی
بادشاہی دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ بازار سعد اللہ خان مین معرکہ آرا ہوئے
ان فوج کشیون اور اور سید عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر نے لشکر سادات مین
پریشانی پیدا کی۔ چار پانچ ہزار سادات بارہ فرار کے فکر مین تھے کہ اعتماد الدولہ حسین علیخان
پاس آگیا اور سے اونکو استقامت ہوئی نظام الملک بہادر فتح جنگ نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے
گیا عقل دوربین کی مدد سے حرکت مین فائدہ نہ جانا ناچار خانہ نشین ہوا۔ خاندوران خان
گھر سے نہین نکلا۔ امیر الامرا نے باہر فساد دیکھ کر سید عبد اللہ خان کو تاکید کی کہ جلد کام
سے الفراغ حاصل کرو جب قلعہ کے اندر قطب الملک کی حیات اور غلبہ کی خبر تحقیق ہو گئی
تو افواج دل باختہ سادات فراہم ہو کر چاندنی چوک مین غازی الدین خان و سادات خان
اور اوسکے بیٹے سے لڑنے لگی۔ بان بندوق چلنے لگی۔ غازی الدین خان کے ہاتھی کا
اول ہی بان کے لگنے سے منہ پھر گیا۔ سادات خان زخمی ہو کر بار اگیا۔ اس ضمن مین
آغر خان لاہوری دروازہ پر نمودار ہوا۔ سید حسین علی کے آدمیون نے دروازہ بند کر دیا۔ ناچار
اوسنے سعادت کی۔ اعتقاد خان نے اپنے ہمراہیون سمیت سعد اللہ خان کے چوک کی طرف

راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی زوجہ فرخ سیر کی جاگیر راجہ کی خاطر سے بحال رہی سوا اشخاص
منصبداروں میں اکثر پچاس روپیہ درماہہ اور بعض زیادہ جاگیر کے مقرر ہونے تک نقد
پاتے تھے اور ایک جماعت پاس جاگیر تھی اور اکثر نقد پانے کی امید میں جاگیر کو منصبداروں
کی جاگیر میں محسوب کرتے تھے انکو حکم ہوا کہ جس کا نوکری کرنے کا ارادہ ہو وہ حسین علی خان
کی سرکار میں گھوڑے کو داغ دلواکے اندروں کی شرح کے موافق پچاس روپیہ ماہوار سرسری
لیں۔ اعتماد الدولہ محمد امین خان اپنی بخشی گری دوم پر بحال رہا نظام الملک کو صوبہ مالوہ اور
سربلند خان کو صوبہ کابل ملا۔

فرخ سیر کا مارا جانا اور دفن ہونا

اس طرح بادشاہ کی قید پر دو مہینے گذرے۔ وہ محبس میں بڑے عذاب بلا میں مبتلا تھا
مشہور روایت یہ ہے کہ مکحول کرنے میں اوسکی آنکھوں کا نور بالکل زائل نہ ہوا تھا۔
سادہ لوحی اور حب ریاست سے مدعیان سلطنت ایام گذشتہ کے غدر کا پیغام بھیجتا اور درخواست
کرتا کہ مجھے پھر تخت پر بٹھادو میں دونو بھائیوں کو سلطنت کا اختیار دیدونگا۔ کبھی عبداللہ خان
افغان کی جو بادشاہ زندہ بگور کا نگہبان تھا چاپلوسی کرتا اور اوسکو ہفت ہزاری منصب کا
امیدوار کرتا اور قیدخانہ سے اپنے نکالنے کا اور راج دھیراج جی سنگھ سوائی پاس
پیغام پہنچانے کا مشورہ دیتا جسکو وہ اپنی نجات کا وسیلہ جانتا تھا۔ یہ خان اوس کے
مافی الضمیر پر اطلاع پاکر سلطنت کے صاحب مداروں کو خبر دیتا۔ اس سبب سے وہ اس سادہ لوح
محبوس کے مارنے کے درپے ہوئے۔ دو دفعہ اوسکو زہر دیا اثر نہ ہوا تیسری یا دوسری
دفعہ زہر نے اثر کیا مگر جان جلدی نہیں نکلتی تھی کہ دونو بھائیوں نے باوجود کفالت
قسم کلام الہی ایسی سختی کی کہ فرخ سیر کو تسمہ کشی اور زد و کوب سے مروا دیا مرنے سے
بارہ پہر بعد کفن و دفن میں مشغول ہوئے۔ تابوت کو مقبرہ ہمایون میں لےگئے۔ دو تین ہزار
مرد و زن خصوص شہر کے لچے و فقیر جنکو بادشاہ سے فیض پہنچتا تھا۔ تابوت کے آگے
آگے روتے پیٹتے سر پر خاک ڈالتے ہوئے گریبان چاک گالیاں دیتے ہوئے جاتے
تھے حسین علی خان کا بخشی دلاور علی خان و سید علی خان برادر بخشی سید عبداللہ خان

امیر الامرا نے اوسکے فرو کرنے کے لئے چاہا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں مگر بہادر شاہ اور فرخ سیر نے شاہزادے جن جن کر قتل کرائے تھے اور جو زندہ تھے وہ زندان میں تھے یا محلوں میں چھپے چھپائے لڑکیوں کی طرح پرورش پا رہے تھے - ان سیدوں کو بھی ایسا ہی شہزادہ بھولا بھالا کم عقل کا بونا چاہئے تھا کہ کٹ پتلی کی طرح اونکے اشارہ پر چلے تو اونھوں نے یکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ع کو شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا اوسکی عمر بیس برس کی تھی - وارث تاج اوسکی تاریخ ولادت ہے - وہ مدقوق تھا قید خانہ میں پڑا ہوا تھا - شورش عام اور غلبہ اژدحام ایسا تھا کہ اتنی فرصت نہ ملی کہ بادشاہ حمام میں جاتا اور کپڑے بدلتا اور تخت کی آرائش اور زینت ہوتی وہ اسی لباس میں کہ پہنے ہوئے تھا تخت پر بٹھایا گیا صرف مالائے مروارید اوسکے گلے میں ڈال دی - شہر کے رفع فساد اور آشوب کے لئے الامان الامان کی منادی کرا دی اور صدائے شادیانہ بلند کی قطب الملک آداب مبارکباد بجا لایا اور اپنے خاص ہمدموں اور معتمد نوکروں کو قلعہ کے اندر رکھا اور دروازوں پر اور دیوان خاص و عام میں سب جگہ اپنے خاص معتبر آدمی بٹھا دئے - خواجہ سرا و خواص اور کارخانجات کا عملہ فعلہ اپنے اعتمادی نوکروں میں سے مقرر کیا -

اول ہی رفیع کے دیوان میں راجہ اجیت سنگھ دایا کشن اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیہ کی معافی کا حکم دیا گیا - اور امن امان سلطنت کے احکام اطراف میں روانہ کئے اعتقاد خان کو خفت خواری کے ساتھ قید اور اوسکی جاگیر اور گھر کو ضبط کیا - باوجودیکہ اوسنے نقد و جواہر متفرق کر دئے تھے پھر بھی اوسکا گھر روپیوں اور اشرفیوں اور طلا و مرصع آلات و ظروف نقرہ سے بھرا ہوا تھا اونکو ضبط کیا - بادشاہ نے جو اوسکو جواہر اور مروارید عطا کئے تھے اونکی بازیافت کے لئے اوسکو خفیف و ذلیل کرتے تھے اسی طرح بادشاہ مظلوم کے خالوے اور خسر پورہ شائستہ خان اور سادات خان کے بیٹوں اور سید صلابت خان داروغہ توپخانہ اور افضل خان صدر اور اور بادشاہ کے غلاموں اور ہوا خواہوں کی جاگیریں ضبط

جزیہ کی موقوفی اور اعتقاد خان کی ضبطی +

افواہ عوام میں بھائی بھائیون کی ناموافقت کی طرح طرح کی باتین مشہور ہوتین لیکن بحسب ظاہر معاندون کے فساد اور عناد کے ملاحظہ سے سررشتہ اخلاص و اتحاد و اخوت کو ہاتھ سے نہ دیتے تھے واقعہ طلب خنہ جویون کی دست و زبان دراز ہو سکے اونکو ارباب حاجت کے کامون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی وہ ان کامون مین اپنا صرف اوقات کرتے تھے کہ امراء مغضوب و منکوب کا اموال ضبط کرین دور و نزدیک سے خزانہ و جواہر جمع کرین اطراف کے سرکشون کے لئے جو گردش سلطنت سے سننے سے اطاعت نہیں کرتے تھے اونکی تنبیہ کے لئے فوجکین روانہ کرین۔ راجہ اجیت سنگھ نقد و جواہر سے مالا مال ہوکر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونو طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازار کے بچے اسے سُناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا لیکر اور اپنا منہ کالا کرکے اس شہر سے باجا بجاتا ہوا جاتا ہے۔ راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریونکو اس تقصیر میں گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے اُن کو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کی +

اکبر آباد مین نیکوسیر کا بادشاہ ہونا +

بادشاہ کی شہادت پہ دس پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۱ کو قلعہ اکبر آباد کے ہزاریون نے نیکوسیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین محبوس تھا اکبر آباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم و زر پہ یہ سکہ لگایا +

بزر زد سکہ صاحبقرانی — شہ نیکوسیر تیمور ثانی

سنہ ۸۹ محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تھا۔ اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نیکوسیر اور دو بیٹیون کو مقید کرکے قلعہ اکبر آباد مین بھجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی شاہزادہ رفیع الشان سے اور دوسری بیٹی کی شادی شاہزادہ جہان شاہ پسر بہادر شاہ سے کی تھی نیکوسیر چالیس سال سے قلعہ مذکور مین ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا + بعض امرا نے اوس کو تخت پر بٹھا کے قلعہ کے اوپر سے دار الامارت عزت خان پر گولہ لگایا تو عزت خان کو اس آشوب کی خبر ہوئی اونسے باہر

تابوت کے ساتھ جانے کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ اور اعیان شہر کی ایک جماعت مجبور رقت کرتی ہوئی رفاقت مین تھی۔ لوگ اس جماعت کی پالکی اور گھوڑون پر پیسہ پھینکتے تھے۔ اور روٹی پیسے جو فقرا کو خیرات دیتے تھے وہ نہ لیتے تھے۔ سوم کے روز ایک جماعت بچون اور گدا پیشون کی اس چبوترہ پر جمع ہوئی جسپر بادشاہ کو غسل دیا تھا بہت سا طعام پکا کے فقرا کو کھلایا۔ مجلس مولود کی صبح تک احیائے شب کیا۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ فرخ سیر کی ۳۸ برس کی عمر تھی۔ اور جب اوسنے پٹنہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مدت سلطنت اوسکی سات سال ایک مہینہ نوروز تھی اور جہاندار شاہ کی شکست کے بعد چھہ برس تین مہینے ۴ دن +

بعد اس واقعہ کے بقول عوام بادشاہی خزانہ و جواہر و مرصع آلات و ہاتھی گھوڑون کو دونو بھائیون نے اپنے تصرف و اختیار مین کیا اور حصہ رسد انمین سے انتخاب کرکے اپنے کارخانجات مین داخل کیا۔ سید عبد اللہ خان کو عورتون کے ساتھ محبت و عشرت پر بڑی رغبت تھی مشہور روایت یہ ہے کہ دو تین عورتین جو لقا بادشاہی محرمان حرم مین سے پسند کرکے وہ اپنے تصرف مین لایا باوجودیکہ زیادتی حرص و خواہش شہوت رانی سے اوسکے پاس خود دسترا سی خوش ادا عورتین مزے اوڑانے کے لئے موجود تھین +

بعد ان سوانح کے ایک دن یا ایک رات بھی دونو بھائیون کو میسر نہیں ہوئی کہ جسمین اونکو اپنی جان و آبرو کا خوف نہ ہوتا اور دل کی مراد کے موافق کامرانی اور لذت زندگانی اٹھاتے۔ دونو بھائیون مین باہم محبت اخوت کدورت باطنی و وسواس غلبہ تسلط سے بدل گئی۔ بحسب ظاہر وزارت کے سبب سے امور ملکی کا اختیار بڑے بھائی کے ہاتھہ مین زیادہ تھا لیکن امیر الامرا حسین علی خان اپنی شجاعت و تہور کاردانی فیض رسانی و معاملہ فہمی پر اس مرتبہ پر غرور رکھتا تھا کہ کسی کی اپنے آگے ہستی نہیں سمجھتا تہا اور اپنے آگے بڑے بھائی کو ہیچ جانتا تھا۔ زیادہ تر امرائے جلاوت پیشہ کار طلب کو رعایت و اعانت سے اپنا رام و رفیق کیا تھا اور ملک کے بند و بست کا اختیار اپنی طرف کھینچتا تھا اس سبب سے

بھائی بھائیون مین نااتفاقی +

کسی امیر سے بات کرنے کی ممانعت تھی اوسکی ابتداے سلطنت مین محمد فرخ سیر کے خالو
شائستہ خان نے سپاہ جمع کرکے راجہ جی سنگہ پاس خفیہ جانے کا ارادہ کیا تھا مگر راجہ پاس
پہنچنے سے پہلے طرفین سے فوج کشی پر نوبت آئی بغیر لڑے وہ بے آبرو ہوکر قید ہوا اور اسکا
گھر بار ضبط۔ امیر الامرا نے عزت خان کی مدد اور قلعہ اکبرآباد کے محاصرہ کے لئے حیدر قلی خان
بہادر کو بطریق ہراول روانہ کیا۔ اور ۶ شعبان کو خود امیر الامرا او پچیس ہزار سوارون
کے ساتھہ اکبرآباد روانہ ہوا۔ اس مابین مین مختلف خبرین اُڑین جنمین سے صرف یہ
خبر سچ تھی کہ راجہ جی سنگہ نکوسیر کی مدد کے لئے انبیر سے ایک منزل نو دس ہزار
سوارون کے ساتھہ چلا۔ باقی فقراء مجذوب کی زبانی اور سالکان صاحب کرامت
اور گوشہ نشینان واصل باللہ و فال کلام اللہ و منقول خواجہ حافظ و خوابہاے صلحا و احکام
رمالان و منجمان کی دست آویز پر نکوسیر کی سلطنت نے دل اور زبان پر سکہ لگایا تھا۔
مجالس و محافل میں بے اصل مختلف خبریں اڑتی تھیں کہ نکوسیر فقیر کی صورت مین راجہ
جی سنگہ سوائی پاس چلا گیا اور راجہ و زمیندار و چھبیلا رام بیس ہزار سوارون کے
ساتھہ اور نظام الملک آب و تاب سے روانہ ہوئے ہیں ایسی خبرون کی شہرت سے قطب الملک
بادشاہ کو اپنے ساتھہ لیکر باتفاق مہاراجہ اجیت سنگہ بتیس ہزار فوج سے زیادہ لیکر جی سنگہ سے
لڑنے کے لئے اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ان ہی ایام مین مہاراجہ اجیت سنگہ نے اپنی بیٹی
زوجہ فرخ سیر کو ایک کروڑ روپیہ کی دولت کے ساتھہ روانہ کیا۔ زمانہ سلاطین سلف مین
راجاؤن کا تسلط ایسا تواریخ مین دیکھنے میں نہیں آیا کہ کوئی راجہ اپنی بیٹی کو بادشاہون
کے عقد ازدواج مین دینے کے بعد اپنے گھر لے گیا ہو۔ اکبرآباد میں حیدر قلی خان بہادر
اور عزت خان شیر و شکر کی طرح آپس میں مل کر رفیق ہو گئے قلعہ کا محاصرہ کیا مورچال
باندھے و دمدمے لگائے سید حسین علی خان بھی آگیا طرفین سے گولون کے صدمات
اور ضرب سے قلعہ کے اندر اور باہر بہت گھر خراب ہو گئے مساجد و شہر مین شکست و ریخت زیادہ
ہوئی محاصرہ پر تین مہینے گذرے تین افغان قلعہ کو جاتے تھے کہ وہ پکڑے آئے تینوں

خیمہ لگایا اور دونو بھائیون کو اسکی خبر دی اوھنون نے راجہ بھیم اور چوڑامن جاٹ کو عزت خان
کی مدد کے لئے بھیجا نیکوسیر کی مدد کا وعدہ راجہ دھیراج جی سنگہ اور راجہ چھبیلا رام نے
الہ آباد سے اور فتح الملک نے مالوہ سے کیا تھا مگر یہ امیر اپنے جھگڑون مین ایسے پھنسے ہوئے
تھے کہ نیکوسیر کی مدد کے لئے کسی نے حرکت نہ کی بادشاہ رفیع الدرجات مرض دق مین مبتلا
تھا سادات کے حکم سے حکما اوسکے علاج مین کوشش کرتے تھے لیکن مدقوق کے
لئے کوئی معالجہ تفریح طبع اور نغمات راحت افزا وحکایات فرحت رسا سے بہتر نہین ہے
بادشاہ مجبور امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتا تھا بلکہ تصویر کا حکم رکھتا تھا کہ تخت
پر بطور طلسم کے تعبیہ کردی تھی اور اوسکے دور مین قطب الملک کے آدمی منصوب تھے
اس غم والم سے روز بروز اسکا مرض بڑہتا تھا دوا فائدہ نہیں کرتی تھی۔ آلام جسمانی کے
سوا افکار روحانی مین اور مبتلا ہوا۔ اکبر آباد کی خبر نے اسکے غم کو اور زیادہ کیا قریب مرگ کے
ہوا۔ اوسنے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے سگے بھائی رفیع الدولہ کو تخت سلطنت
پر بیٹھاؤ اور میری زندگی مین اوسکے نام کا سکہ وخطبہ جاری کراؤ تو میری کمال خوشنودی
کا سبب ہوگا اور مین آپ کا احسان مانونگا سادات نے قبول کیا۔ رفیع الدولہ کو تخت
بیٹھے ہوئے تین روز ہوئے تھے کہ رفیع الدرجات نے عین جوانی مین روضہ جاودانی کو کوچ کیا
تین ماہ دس روز برائے نام سلطنت کر گیا۔

ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی

۲۔ ماہ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ کو جو برادر مغفور مرحوم سے ڈیڑہ سال بڑا تھا
شاہجہان ثانی کا لقب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا (سشنبہ لسلخ ماہ رجب بود) تاریخ جلوس ہے
صرف اسکے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا اور امور ملکی مین کوئی اختیار اوسکو نہ ملا۔ اوس کو
چارون طرف سے قطب الملک کے منصوب گھیرے ہوئے تھے اوسکے باہر جانے اور اندر آنے
اور لباس وخوراک کا اختیار ہمت خان کو تھا جمعہ کی نماز اور شکار کی بے حضور سادات

ہوائی تھی عرس اور شب جمعہ کو قبر پر ڈالی جاتی تھی۔ نور جہان کا اختراع کیا ہوا جوڑہ چق اور ایک ٹکیہ بڑا بیش بہا تھا۔ بہرحال ان اموال سے کوئی حصہ سید عبداللہ کو نصیب نہیں ہوا مگر چار مہینے کے بعد بے مزگی سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبداللہ خان کو ملا۔ امیر الامرا نے وسط شوال مین اکبرآباد سے کوچ کیا۔ فتح پور مین دونو بھائی مل گئے۔ راجہ جی سنگہ سے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ راجہ اجیت سنگہ ان پرگنون سے ہاتھ اٹھائے جو وسنے محال بادشاہی کے بابت جاگیر کی طلب کے دعوی کے اپنے تصرف مین کر لئے تھے جی سنگہ کی یہ درخواست قبول ہوئی کہ روح اللہ و تہور خان کے قصور معاف ہوئے جو راجہ کی رفاقت مین تھے۔ یہ مقرر ہوا کہ سرکار سورت صوبہ احمدآباد کی فوجداری راجہ جی سنگہ کو ملے اور صوبہ داری احمدآباد و اجمیر ضمیمہ جودہ پور رہو۔ اس صورت مین دارالخلافہ اکبرآباد سے تیس کروہ سے راجہ جی سنگہ کا وطن ہے کنار دریائے شور تک کہ مراد سورت سے ہے ان دو راجاؤن پاس ملک ہوگیا۔
بادشاہ شاہجہان ثانی مرض اسہال مین مبتلا تھا اور اب مرض روحانی مین اور گرفتار ہوا وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تین مہینے چند روز برائے نام سلطنت کر گیا ان دونو بھائیون کو سلطنت سے کچھ بہرہ نہ ملا۔ ناکام دنیا سے گئے +

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ

رفیع الدولہ کی سلطنت پر تین مہینے دس روز گذرے تھے کہ موت کے آثار اس پر ظاہر ہوئے سید عبداللہ خان مایوس ہوا اور ماہ شوال کے اواخر مین غلام علی خان پسر خانجہان خالوزادہ کو فتح پور سے روشن اختر کے لانے کے لئے بھیجا۔ وہ خجستہ اختر جہان شاہ کا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر تھی۔ ۱۵۔ ذی قعد سنہ ۱۱۱۴ھ مین پیدا ہوا تھا۔ خوبصورت جوان تھا۔ ذہن اچھا نہ تھا مگر فہم و فراست سے بالکل خالی بھی نہ تھا۔ قلعہ سلیم گڈہ مین مقید تھا۔ نواب قدسیہ بیگم اوس کی مان اس قیدخانہ مین شریک تھی۔ سو وہ معزالدین جہاندار شاہ کے عہد سے اپنے بیٹے کو اسی زندان مین پالتی تھی

توپ سے اوڑائے گئے تعجب ہے کہ اونمین سے دو لڑ گئے اور ایک بچ گیا +

قطب الملک نے سبب سات کے توقف کرتا ہوا جی سنگہ کے مقابلہ کے لئے گیا آگرہ سے چالیس کوس پر مقیم تھا جی سنگہ نے جب دیکھا کہ نیکوسیر کی مدد کو کوئی کمکی نہیں آیا اور قطب الملک متھرا مین مجھہ سے دس کوس پر پہنچا تو راجہ نے اپنا وکیل قطب الملک پاس معافی تقصیر کے لئے بھیج دیا +

نیکوسیر کا ایک منشی نتھہ مل تھا اوسکو باہر کے بعض محیل ہزاریون نے بلایا کہ ہم اوسکے ساتھہ قلعہ مین نیکوسیر پاس جائینگے - وہ رات کو بعض ہزاریون کے لینے کے لئے آیا تو اوسکو مقید کر کے امیر الامرا پاس لے گئے نتھہ مل کے قلمدان سے امیر الامرا کے اکثر امیر دن کے خط نیکوسیر کے نام کے نکلے - امیر الامرا نے اونکو مخفی کر دیا صرف اسد علی خان مردان علی خانی کا خط برملا ہوا اوسکو مغضوب و منکوب کر کے جاگیر اوسکی ضبط کر لی - محمد عسکری برادرزادہ نیکوسیر چھپا امیر الامرا پاس پیغام لیجاتا تھا گرفتار ہوا - جب محمد عسکری گرفتار ہو گیا اور راجہ جی سنگہ کا وکیل قطب الملک پاس عفو تقصیر کے لئے گیا - ایام محاصرہ کو امتداد ہوا قلعہ میں آذوقہ باقی نہیں رہا تو ہزاریون نے مایوس ہو کر چورامن جاٹ کی معرفت صلح کا پیغام امیر الامرا پاس بھجوایا - اور جان و آبرو کی امان کا عہد و پیمان لیکر قلعہ کی کنجیان حوالہ کین - ۲۷ - رمضان کو نیکوسیر مع اور متوسلون کے مقید ہوا - جان کی امان دیکر اونکو امیر الامرا پاس لائے - متر سین کو جسنے یہ سارا فساد مچایا تھا - اپنی جان بخشی کا اندیشہ تھا اسلئے اوسنے خودکشی جمدہر سے کی -

امیر الامرا نے نیکوسیر سے فارغ ہو کر خزانہ و جواہرا اور اجناس پر جو تین چار سو برس سے سکندر لودہی اور بابر کے وقت سے کوٹھون میں جمع ہو رہا تھا اور اس میں خاص کر نور جہاں اور ممتاز محل کے اموال تھے بعض کارخانجات سربستہ تھے جنمین ظروف طلا و نقرہ بہت تھے اور کئی ہزار اینٹیں تانبے کی تھیں عوام دو تین کروڑ روپیہ کا مال بتلاتے تھے - اون کے جمع کرنے کے لئے امیر الامرا نے پندرہ سولہ مقام کئے - کل اجناس مین یہ چیزین بڑی بیش قیمت تھیں - ایک چادر مروارید تھی جو ممتاز محل کی قبر کی پوشش کے لئے شاہجہان نے

سلطنت کا آغاز فرخ سیر کی وفات سے شمار ہوتا ہے بیچ مین دونو بادشاہون کی سلطنتوں کا زمانہ کالعدم ہے +

قدسیہ بیگم امور ملکی کے دقائق اور معاملات کے غوامض مین رائے صائب اور فہم رسا رکھتی تھی وہ حسب صلاح وقت سررشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے نہین دیتی تھی ــــ سیدون کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہین ہونے دیتی - پندرہ ہزار روپیہ مہینہ اس بیگم کو ملتا تھا میر جملہ کو صدارت کل کی خدمت مقرر ہوئی - رتن چند کل امور ملکی مالی و شرعی یہانتک قضات بلاد اور ارباب عدل کے معین مین اس مرتبہ پر استقلال رکھتا تھا کہ تمام بادشاہی متصدی جزو کل کے معطل تھے - سواء اسکی کہ انکی مہر دستاویز پر لگتی کوئی دخل اونکو نہ تھا نقل ہے کہ ایک روز رتن چند کسی شخص کو عبداللہ خان کے پاس لایا اور کسی بلدہ کی خدمت قضا پر مقرر کرایا تو سید عبداللہ خان نے ایک گستاخ مصاحب کی طرف رخ کرکے مسکرا کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضی کو تجویز اور مقرر کرتا ہے تو اس مصاحب نے جواب دیا کہ راجہ جیو امور ملکی و دنیوی کے نظم و نسق سے فارغ ہو چکے ہین اب کاروبار دینی کے انتظام مین مشغول ہوئے ہین +

چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد ان دونو بھائیون کی اطاعت نہین کرتا تھا - اور اونکی نسبت چند ناہموار حرکتیں کر چکا تھا حسین علی خان نے اوسکی تنبیہ کے لئے اکبر آباد کی طرف پیش خانہ لے جانے کا حکم دیا کہ چھبیلہ رام کے مرنے کی خبر آئی - اگرچہ اس خبر کو امیر الامرا دل مین اپنی خوش طالعی سمجھا مگر ظاہر مین غرور سے کہا کہ افسوس ہے کہ اوس کے سر کو نوک سنان پر اور اوس کے دھڑ کو ہاتھی کی دم مین لٹکا ہوا خلقت نے نہ دیکھا - اسی اثناء مین یہ شہرت ہوئی کہ گردھر بہادر اوسکے برادر زادہ نے جو اسکا مقدمۃ الجیش اور قوت بازو تھا چچا کے مرنے کے بعد سپاہ جمع کی اور قلعہ الہ آباد کے برج و بارہ کو استوار کیا جب سیدون کو یہ حال معلوم ہوا محمد شاہ کو فتح پور سے آگرہ مین لے آئے - اور مہم الہ آباد کی شہرت دیکر جمنا پر پل بندھوایا - اور ہراول کے طور پر سپاہ مقرر کی حسب

یہ بیگم نہایت عاقلہ اور ہوشیار زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھی تھی۔ چند دفعہ روشن اختر سے امیرون
نے آنکر عرض کیا کہ تخت سلطنت حاضر ہے چلکر اپنے قدمون سے اُسے مشرف کیجئے تو
اس فرزانہ بیگم نے یہ سمجھکر کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہ تخت کی قربانی بنتا ہے امیرون کے
سامنے ہاتھہ جوڑے اور کہا کہ براے خدا مجھے اس یتیم کے لئے تاج نہیں چاہئے اسکا
سلامت رہنے دیجے۔ امیرون نے بہت عہد و پیمان کرکے اوسکی تسلی تشفی دی قلعہ
شاہجہان آباد مین روشن اختر ابھی طلوع نہیں ہوا تہا کہ رفیع الدولہ کا آفتاب حیاب غروب ہوا
روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی ۱۵ - ذی قعدہ
۱۱۳۱ھ کو روشن اختر نے فتح پور مین تخت سلطنت پر قدم رکھا اور ابو الفتح یا ابو المظفر
ناصر الدین محمد شاہ اپنا لقب رکھا۔ ایک شخص نے اسکے اترنے سے نکلنا ور فرمان روا ہونے
کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد یوسف از زندان بر آمد شاہ شد

اس تاریخ مین دو سال زائد ہین۔ ایک شخص نے استاد کے اس شعر سے یہ تاریخ نکالی ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے نہد ملک در پنجۂ ظالمے

یعنی ملک کے عدد پنجہ ظالم کے اعداد مین زیادہ کرین تو تاریخ کے سنہ حاصل ہوتے ہین یہ
شہزادہ، قید خانہ کی کوٹھری سے نکل کر ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ مگر سیدون
کی قید سے رہائی نہ ہوئی۔ اونہون نے اوسکے گرد اپنا پہرہ چوکی جماے رکھا۔ انھین کی
حوالات مین کبھی باغ کی سیر کو آتا کبھی چڑیا کے شکار کو چلا جاتا۔ محل سے نکلا تخت پر بیٹھا۔
تخت سے اوترا محل مین چلا گیا۔ وہ دل مین حیران تھا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون یا
شطرنج کا بادشاہ ہون کہ سید اوسکو جس خانہ مین چاہتے ہین بٹھا دیتے ہین تخت پر بیٹھے ہوے
تھوڑے دن گذرے تھے کہ سیدون کی امید کے برخلاف اپنا اقتدار اور سیدون کے ہاتھون سے
نکل جانے کا اظہار کیا۔ آغاز سلطنت مین اس بادشاہ نے اپنی فراست و عقل دکھائی مگر
کچھہ عرصہ کے بعد شراب کے نشہ مین ایسا مست ہوا کہ تاج کو سر پر نہ سنبھال سکا۔ بادشاہ کی

باب مین بہت کوشش کی جاتی تھی مگر وہ گفت و شنید مین آتی تھی +
گردھر کے متواتر نوشتے آتے کہ اگر رتن چند انکر قول و عہد و پیمان آبرو جان کے بحال رکھنے کا کرکے مطمئن خاطر کرے تو مین قلعہ کو خالی کرتا ہون اسلئے دونو بھائیون نے صلاح کار اس مین جانی کہ رتن چند جاکر استمالت کرے۔ سنہ جلوس کے آخر ربیع الاول مین افواج شائستہ کے ساتھ رتن چند الہ آباد روانہ ہوا گردھر سے ملاقات ہوئی عہد و پیمان پر گنگا جلی اٹھی سوار صوبہ داری اودہ کی فوجداری مقرر کی کہ ہمیشہ صوبہ مذکور کی ضمیمہ ہوئی تھی در تین اور فوجداری گردھر کی خواہش و درخواست کے مطابق صوبہ داری اودہ کی ضمیمہ کی گئین۔ اور اوائل ماہ جمادی الاخری سنہ جلوس مین گردھر نے قلعہ خالی کیا اور صوبہ اودہ کو روانہ ہوا۔ اس خبر سے تین روز صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ کہتے آئے ہین کہ ہر خندہ کے آخر مین گریہ ہوتا ہے اور ہر شادی کی انتہا ماتم پر ہوتی ہے ابھی واقعہ طلب کی وہی تسخیر قلعہ الہ آباد کی صدق و کذب کی تحقیق کر رہے تھے کہ کچھ اور ہی گل کھلا اور زمانہ نے ایک نیا رنگ دکھایا جس کی تفصیل آگے آئیگی +

بوندی کی باج گزار ریاست پر راجہ بدھ سنگہ اور راجہ بھیم سنگہ آپس مین لڑ رہے تھے۔ آخر کار راجہ بدھ سنگہ کو فتح ہوئی۔ راجہ بھیم شکست پاکر سید حسین علیخان کی پشت پناہ مین آیا۔ حسین علی خان کا بخشی سید دلاور علی خان تھا اوس کو امیر الامرا نے راجہ بھیم کی رفاقت کے لئے مقرر و مرخص کیا چھ ہزار سوار اوسکے ساتھ گئے اور خلوت مین اشارہ کر دیا کہ بدھ سنگہ کی تنبیہ کے بعد راجہ جے سنگہ سے متفق ہوکر سرحد صوبہ مالوہ مین استقامت کرے اور حکم کا منتظر رہے اس حکم نے پھر غضب ڈھایا جسکا ذکر آگے آئیگا +
سنہ ۲ جلوس مطابق ۱۱۳۱ کے سوانح اعظم یہ ہین مہاراؤ بھیم سنگہ ہاڈہ و راجہ گوشج سنگہ کچھواہہ راجہ نرور و سید دلاور علی خان و سید عالم علی خان کے امراء باعتبار کثرت فوج و سامان و استظہار و افتخار ملک سید حسین علی خان کے سرمایہ عجب پیدا ہوگئے

گردھر نے یہ خبر سنی کہ الہ آباد کے محاصرہ کے لئے تیاریان ہو رہی ہیں تو اوسنے اپنے وکیل بھیجکر عفو تقصیر کی اور اطاعت کی چند شرائط کے ساتھہ درخواست کی۔ اوسنے کبھی یہ چاہا کہ صوبہ الہ آباد بحال رہے کبھی یہ کہ صوبہ اودہ عنایت ہو۔ آخر کو یہ ٹھیرا کہ چھبیلہ رام کا کریا کرم کرکے وہ الہ آباد کو خالی کردے اور اودہ کی صوبہ داری اور خطاب بہادری کا فرمان گردھر کے نام صادر ہو۔ گردھر کی اس صلح پر خاطر جمعی نہ تھی اسلئے حیدر قلی خان بہادر ایک شائستہ فوج کے ساتھہ اوسکی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا۔ کسی شخص واحد کے اختیار مین مصالحہ و جنگ ہوتی تو اس مہم کو طول نہ ہوتا۔ بارہ کے سردار اپنی رائے پر قائم نہ تھے۔ رتن چند کی بغیر صلاح کے کسی کو اختیار نہ تہا۔ گردھر سادات کے قول و عہد پر اعتماد نہ کرتا تہا۔ ہر ہفتہ و مہینہ مین قلعہ کے خالی کرنے کا صبح و شام وعدہ مشہور ہوتا تہا۔ پھر جنگ و محاصرہ شروع ہوتا تھا اسلئے مقدمہ کو طول ہوتا تھا۔ اکبر آباد سے حسین علی خان نے جمنا کے کنارہ پر عبور کیا۔ لیکن یہ جانکر کہ قلعہ الہ آباد کو تین طرف سے جمنا و گنگا گھیرے ہوئے ہین۔ گردھر نے برج و بارہ قلعہ کے استحکام مین اور ذخیرہ و مصالح جنگ کی گردآوری مین کوشش کی ہے اسکی سرکشی کی شہرت سے تمام محالات خالصہ و عمدہ جاگیرداروں مین پورا خلل پڑیگا اس کا لحاظ اوسنے کیا کہ اگر قلعہ کے محاصرہ مین امتداد ہوا تو تمام صوبون میں ملک میں تحصیل مال اور رعایا کے حال مین فساد کلی پیدا ہوگا۔ آج کل مین قلعہ کے خالی کرنے کی خبر تواتر کے مرتبہ کو پہنچی تھی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کا پیش خانہ غرہ ربیع الآخر کو شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ پندرہ روز کے عرصہ مین سب لوگ شاہجہان آباد کو روانہ ہوگئے۔ گردھر کی وعدہ خلافی سے پیش خانہ شاہی برخلاف داب عزم سلاطین پھر آیا اور اس درمیان مین دونو بھائیون مین اکبر آباد کے اموال نقد و جنس کے باب مین جو نیکو سیر سے موافق قول مشہور کروڑون روپیہ کا برادر خرد کے تصرف مین آیا تھا مکرر کلمات رنجش آمیز درمیان مین آئے۔ سید عبد اللہ خان نصف حصہ اس مال مین سے مانگتا تھا۔ بہت منت سماجت سے اکیس لاکھہ روپیہ سید عبد اللہ خان کو ملا۔ گو اس رنجش کے اخفا

مرتکب ہوئے۔ ان مقدمات کی تفصیل یہ ہے۔
اول جن دنوں میں سید حسین علی خان اورنگ آباد سے فرخ سیر کی تسخیر کے لئے حضور شاہی
میں آتا تھا اور آب نربدا سے اوسنے عبور کیا تھا اور قلعہ مانڈو صوبہ مالوہ کے نزدیک آیا تھا تو
یہاں مرحمت خان پسر امیر خان قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت اس ضلع میں رکھتا تھا
اور اسکی شمشیر کی ہیبت اور بندوبست سے پہاڑی مفسدوں نے اپنے گھروں میں رہنا چھوڑ دیا
تھا۔ اوسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور بادشاہی نمک کا پاس کیا وہ امیر الامرا سے ملاقات
کرنے نہ آیا جسکے سبب سے امیر الامرا کے دل میں سے بغض پیدا ہوا جب وہ نو بھائیوں نے
بادشاہ کو مارکر کامیابی حال کی تو اونہوں نے خواجم قلی خان تورانی کو مانڈو کی قلعہ داری پر مامور کیا
اور مرحمت خان کی جاگیر کو بدل دیا خواجم قلی خان قلعہ کے نزدیک آیا تو مرحمت خان نے بہ سبب
سلطنت کے انقلاب کے قلعہ کے سپرد کرنے میں عذر کیا۔ خواجم قلی خان نے مرحمت خان کی
شکایت سادات سے کی اونسے مرحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک کو تاکید
لکھا کہ معزول کو قلعہ سے باہر نکالو اور منصوب کو اس میں داخل کرو۔ نظام الملک مرحمت خان سے
کہ بڑا خاندانی امیر تھا موروثی رابطہ رکھتا تھا اور وہ بادشاہ پاس جا نہیں سکتا اوسکو نظام الملک
نے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس بلالیا۔ اور خواجم قلی خان کو قلعہ دلادیا۔ ان ہی دنوں
میں قلعہ راٹا گڈھ متعلق صوبہ مالوہ کو جو سرونج و بھلیسہ کے نزدیک ہے خان جہاں پسر جتن سال
بندیلہ اپنے تصرف میں لایا۔ سید حسین علی خان نے نظام الملک کو لکھا کہ یہ قلعہ اوس کے
قبضہ سے نکالے نظام الملک نے مرحمت خان کو اپنے سرکار سے فوج ہمراہ کرکے اس کام پر تعین
کیا خان مذکور سرونج اور بھلیسہ میں گیا اور افاغنہ و رہیلہ وغیرہ کی سپاہ جمع کی اور قلعہ کو جبر و قہر
سے لے لیا۔ یہ حسن خدمت بھی اوسکے جرائم کی شفیع نہیں ہوئی۔ نظام الملک نے اوس کی
مراعات بزرگانہ کی صوبہ مالوہ کی بعض بندوبست اوسکے سپرد کئے۔ مرحمت خان نے مفسدوں
کی تنبیہ اور سرکشوں کی گوشمالی قرار واقعی کی پرگنہ چندیری کے چند مواضع پر جنہیں مقرری
مفسد بیٹھے رہتے تھے تاخت کی اور اون پر قبضہ کیا +

یہ سب نظام الملک بہادر فتح جنگ کے ہاتھہ سے بادیہ عدم کے مسافر بنے۔ ان احوال
کی تفصیل بسبیل اجمال یہ ہے کہ سید عبد اللہ خان کو یہ ناگوار خاطر تہا کہ امیر کبیر نظام الملک کو
کل امراے مغلیہ اپنا مرشد و پیر جانتے ہین اور اوسکی اطاعت کو دین و دنیا کی معموری
کا ذریعہ تصور کرتے ہین اسلئے وہ اس تدبیر مین تہا کہ اوس کو ایسی جگہ بہیجے جو زور طلب ہو
اور قلت مداخل اور کثرت مخارج سے پریشان و بے سامانی پیدا ہو اسلئے نظام الملک
کو عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ مقرر کیا جہان کے زمین دار بڑے شورہ پشت اور مفسد اور نہایت
زور طلب تہے نظام الملک نے اوسکو تسلیم کر لیا تہا کہ فرخ سیر کے شہید ہونے کا قصہ
کہڑا ہو گیا جسکے سبب نظام الملک کا عظیم آباد کو جانا رہ گیا حسین علی خان
گریز و سلطنت مین اپنے بڑے بہائی سے اپنے تئین بڑا جانتا تہا اسنے صلاح اسمین
دیکہی کہ نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری بکفالت سوگند سپرد کی وہ رفیع الدرجات
جلوس کے تیسرے دن مع عیال و اطفال و رفقا کے جو ایک ہزار منصبداران نقدی و
جاگیردار تہے مالوہ کو روانہ ہوا۔ یہ لوگ سیدون کی بے توجہی سے پریشان حال فاقہ زدہ
تہے۔ نظام الملک نے سپاہ اور توپخانہ کو جمع کیا — محمد غیاث خان نے اپنی مغلیہ
برادری کو جو لیا دے ہتے پالسنو کے قریب گہوڑے اور ہتیار اور سامان اپنے گہر سے
دیکر سوار بنایا۔ اور شیخ محمد شاہ و ابو الخیر خان و اسمعیل خان و قزلباش وغیرہ کو بطور قرض
در عایت بہت روپیہ دیا — نظام الملک نے اپنی خدمت ماموره پر جا کر سپاہ کو زیادہ کیا
بند و بست واقعی مین مشغول ہوا مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ و تادیب اور زیر دستون کی
حمایت کی۔ ابہی آٹہہ سات مہینے اوسنے اس صوبہ مین جاگرم کی تہی کہ حسین علیخان کی رائے
اسپر قرار پائی کہ گرد سر کے مقدمہ کی فراغ کے بعد صوبہ مالوہ مین استقامت کر کے بند و بست
دکن کے چہہ صوبون اور چار صوبون احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر و مالوہ کا خود کرے آج
نظام الملک کے معزول کرنے کے لئے بہانہ طلب ہوا کہ مقدمات چند در چند ایسے
واقع ہوئے کہ حسین علی کو نقض عہد کے لئے بہانہ اور نظام الملک کی جنگ کے لئے

چنانچہ اونہون نے بوندی کو لے لیا اور حسین علی خان کے اشارہ سے سید دلاور علی خان نے
راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ کی رفاقت مین صوبہ مالوہ کی سرزمین پر لشکر کشی کی اور وہان رہنے والون
کی جانی و مالی ضرر کا اور ملک کی خرابی کا سبب ہوئے۔ اب امیر الامرا نے اپنے ارادہ کے
دلہن کے منہ پر سے نقاب الٹ دی اور نظام الملک کو مواخذہ کی اسلوب مین ان باتون کو
لکھا کہ اپنے پاس مرحمت خان کو جگہ دینا اور پرگنہ تلام کے زمیندار کو تغیر کرنا اور ایسے ہی
بعض اور مقدمات جو باقتضا قصبہ زمین پر سرزمین فیصل ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے
ان باتون کو دست آویز تقصیر نظام الملک بنا کے اوسکے وکیل معتبر کو خلوت مین طلب کرکے
کلمات نامناسب تند و تلخ و بے مزہ نظام الملک کی نسبت کہے۔ ہرچند نظام الملک نے
امیر الامرا کے خط کا جواب موجہ و سچا لکھا اور اوسکی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎

من ہیو فانیم بو فا میخورم قسم ‌‌‌‌ من چو شما نیم بشما میخورم قسم

اس جواب سے سادات کا اور غصہ بڑھا +

جب محمد شاہ بادشاہ ہوا تو بادشاہ کے دستخط خاص کے شقے اور احکام جنپر بادشاہ
کی والدہ مریم مکانی کی مہر لگی ہوئی اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر کی معرفت نظام الملک
پاس آتے کہ ان نمک حرامون کے تسلط سے سوا نماز جمعہ کے کسی احکام کے جاری کرنے کا
مقدور نہین انکا خیال باطل یہ ہے کہ نیکو سیر اور گرد سر کے کامون کے انجامون کے بعد اول
آپ کو ٹھکانے لگائین اور پھر اپنے اور کامون پر فائز ہون اور ہمکو آپ پر اعتماد کلی
ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی تربیت کے حقوق پر نظر کرکے احتیاط اور ما بدولت کے استقلال
سے غافل نہ ہون +

نظام الملک کے وکیل وغیرہ کے نوشتجات پہنچے کہ سیدون نے گرزبردار آپ کے
لئے تعین کئے ہین کہ آپ کو بادشاہ پاس لائین ان گرزبردارون کے پہنچنے سے
پہلے بادشاہی شقے اور اور خیرخواہون کے خطوط خاص کر دیانت خان کے آئے کہ
کہ فرصت وقت نہین رہی جو کچھہ کر سکتے ہو اوسکو جلدی کرو اب نظام الملک کو

دوم چندروز بعد جی روپ سنگہ پرگنہ امجدہ سرکار مانڈو کا زمیندار تھا وہ مدتون سے اس محال کی زمینداری اور علاقہ منصب و تعیناتی قلعہ مذکور پرگنہ مزبور جاگیر مین رکھتا تھا اور اوسکے پاس جمعیت و سامان شائستہ تھا اور اوسکے رعب کے مارے مرہٹے اس راہ پر قدم نہین رکھہ سکتے تھے۔ اسکا بھائی جگروپ تھا جو اسّے زمینداری کے دعوی کے سبب سے حسد رکھتا تھا۔ اوسنے بھائی کو عہد و پیمان کرکے اپنے پاس بلایا اور فی الفور اوسکے کشت و مال و اسباب پر متصرف ہوا۔ جی روپ کا چھوٹا بیٹا لال سنگہ جان کے خوف سے بھاگ کر عدالت کی امید مین نظام الملک پاس آیا۔ نظام الملک نے ایک فوج برسم قزاقی محمد غیاث خان کے ہمراہ جگروپ سنگہ کی تادیب کیلئے بھیجی اور خود بھی تیز پرواز شاہین کی طرح وہان گیا اور جگروپ کو فرار کی فرصت نہ دی اور اوسکو اسیر کرلیا۔

سید عبداللہ خان سے فتنہ پردازون نے عرض کیا کہ نظام الملک نے جمعیت بہم کرلی ہے اور بعض دیہات پر تاخت کی اور بعض کے قول کے موافق ان ہی دنون مین حسین علی خان کا نوشتہ فتح جنگ کے نام بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ صوبجات دکن اور اوسکے اطراف کی بندوبست کے واسطے صوبہ مالوہ مین خود رہین چار صوبون اکبرآباد و الہ آباد و برہانپور و ملتان مین سے جو صوبہ پسند ہو وہ لکھہ بھیجو مین اوسکی سند بھیجدون۔ نظام الملک سپاہ کے خرچ سے زیر بار ہو رہا تھا اور فصل ربیع جس اس ملک کے محصول کا مدار تھا وہ ہاتھہ سے جاتا تھا۔

اس ضمن مین مکرر خبر آئی کہ نکوسیر اسیر ہوا اور گردھر بہادر کا مقدمہ صلح پر فیصل ہوا تو حسین علی خان کا اور دماغ آسمان پر چڑھا۔ اوسنے مہاراو بھیم سنگہ سے عہد و پیمان کیا کہ سالم سنگہ زمیندار بوندی کو تنبیہ اور نظام الملک کے کار کے انصرام کے بعد تم کو مہاراجگی کا رتبہ والا ملیگا اور سب راجاؤن پر مہاراجہ اجیت سنگہ کے بعد تم فائق ہوگے اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب ملیگا۔ اوسکو اور راجہ گج سنگہ نروری اور دلاور علی خان وغیرہ کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھہ تعین کیا کہ سالم سنگہ کی تنبیہ و اخراج کو دستاویز بنا کے نظام الملک کے احوال کی خبر گیران ہون اور ہمارے احکام کے اشارہ پر فوراً انصرام کار مین مشغول ہون

نظام الملک نے اوسکو لائق انعام دیا۔ اور طلب انعام اپنے خزانہ سے دی اور میر جعفر اسد خان
نجشی و غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اپنے بیٹے کو اوسکے ہمراہ کیا۔ قلعہ مذکور نے
۱۳۔ رجب ۱۱۳۲ھ کو اس قلعہ پر تصرف کیا۔ ابو طالب قلعہ دار کو پکڑ لیا۔ نظام الملک خود
قلعہ مین آیا۔ اور نگاہ احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ محمد غیاث خان کو برہانپور کی فتح کے لئے
روانہ کیا۔ سید عالم علی خان نے جب نظام الملک کی دریا سے نربدا سے عبور ہونے کی
خبر سُنی تو اپنے رفیقون کی صوابدید سے محمد انور خان اور راو نیال گر مرہٹہ کو برہانپور
کی حفاظت کے لئے بہیجا۔ یہ ہوا کی طرح اُڑکر عادل آباد مین برہانپور سے دس کروہ
پر پہنچنا چاہتے تھے کہ رات کو آرام کرکے صبح برہانپور مین چلینگے اور محمد نور اللہ خان
دیوان صوبہ مذکور برادر انور خان سے اتفاق کرکے شہر کے دروازون کو بند کرکے مردم
شہر سے استحکام دے کر محافظت کرینگے۔ محمد غیاث خان نے لال باغ مین آنکر مورچال
باندہے اور محمد انور خان اور راو نیال گر کی آمد آمد کی خبر سُنکر اوسنے دریا سے تاپتی سے
فوج کو اوتارا۔ مگر یہ امرا اندھیری رات مین شہر کے اندر داخل ہوگئے۔ شہر والون نے
انور خان سے کہا کہ محاصرہ ہونے کی صورت مین اگر فتح جنگ کی فوج غالب ہوئی تو شہر
لٹ جائے گا صلاح کار یہ ہے کہ صلح کرلو ورنہ شہر سے نکل کر صف جنگ گرو انور خان
کے دل و ہوش بجا نہ تھے۔ ابتدا مین اپنی بہادری کی شیخی بگھاری مگر آخر کو شاہ لکھی
جو شہر کے مشہور مشائخ مین تھے وہ باعث امان جان و آبرو و مال صوبہ دار اور اوس کے
ہوئے اور خوف و امید کی حالت مین انور خان محمد خان کے استصواب سے فتح جنگ کی خدمت
مین آیا۔ بے آبروئی و جان و مال کے تلف ہونے سے محفوظ ہوا۔ بطریق نظر بند مجرا کرنے
اور دیوان مین بیٹھنے کا حکم دیا۔ فتح جنگ نے شہر کے وضیع و شریف کو دلاسا دیا۔ اوسکا
ذاتی رویہ کم آزاری اور رعیت پروری کا تہا۔ اوسنے اپنے منصوبون کو قسم دی کہ رعایا
اور ضعفا مین سے کسی باشندہ پر تعدی نہ کی جائے وہ اکثر کہا کرتا تہا کہ میرا قصد اور منظور نظر
سوائے خلاصی و استقلال بادشاہ اسلام کے اور کچھہ نہیں ہے جو نماز جمعہ اور

تحقیق ہو گیا کہ دونو بھائی تمام خاندان ایران و توران کی بے آبروئی پر کمر باندھے بیٹھے ہیں
اور ترک منصب اور گوشہ نشینی میں رستگاری نہیں اور تمام موروثی خانہ زادوں اور دور و
نزدیک جان نثار نوکروں کا دل نہایت افسردہ ہو رہا ہے کہ وارث تخت و تاج بے
اختیار ہے اور نماز جمعہ اور اجراے احکام شرع پر قادر نہیں آگرہ کے نزدیک سے کنار
دریاے شور تک ہنود بتخانے بنا رہے ہیں اور گاوکشی کو منع کر رہے ہیں تو چار و ناچار
چارہ کار یہ جانا کہ بحکم و من یتوکل علے اللہ فہو حسبہ ۔ توکل ذات پاک حق کو
سرمایہ ہمت بنایا اور بقول مشہور اسی مضمون کے دو کلمے سید عبد اللہ خان کو لکھے اور
عبد الرحیم خان و مرحمت خان وغیرہ ہوا خواہوں فدویوں کے ایک جماعت کے ساتھ
اور پانچ چھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ہمراہ سلخ جمادی الاخری ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۲
جلوس میں نواح مندسور میں اس ضلع کے بندوبست کے لیے پیش خانہ کوچ نکالا
اور پھر مراجعت کر کے اجین میں آگیا ۔ احمال و اثقال اوٹھا کر سرونج کی طرف کوچ
کرنے کی شہرت دی اور دو تین منزل گیا اور موضع کا یتھہ میں اترا پھر کوچ بہ کوچ ملک
وسیع دکن پر متوجہ ہوا +

غرہ رجب ۱۱۳۲ھ کو دریاے نربدا سے عبور کیا ۔ رستم بیگ خان فوجدار سرکار بیجا گڈھ عرف
کھرگاؤن (نربدا و تاپتی کے درمیان برہانپور سے ساٹھ میل شمال و مغرب میں) حسین علی خان کے
رفقا میں تھا مگر وہ سیدوں کی نمک حرامی سے جلتا تھا وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ نظام الملک
کا رفیق ہوا ۔ نظام الملک نے اوسکی فوجداری بحال رکھی اسکی رعایت اور ترقیاں کر کے اپنے
ہمراہ لیا مشکل کشا ثقلین کی کنجی اقبال خود بخود ہی اس روز دریاے نربدا سے عبور کیا
عثمان خان قادری ہزاری حشام قلعہ آسیر کا ایک معتمد بوساطت خسرو چیلہ کے آیا جو سابق
سے مربی عثمان خان کا اور سوال و جواب کا واسطہ تھا اور اوسنے نمک حراموں کی نمک حرامی
کی اور اپنے احشام کی پریشانی احوال کے سبب سے نظام الملک کی طرف سے قلعہ داری
کی استدعا کی ۔ محمد غیاث خان اسکو نظام الملک پاس لایا ۔ اور قلعہ کی فتح کی بشارت دی

عبد الصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا +

ل باغ مین توقف کیا - اور توپخانہ کی تیاری کی -
اسی زمانہ مین لاہور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حسین خان خویشگی کہ افغانان
صاحب تمن مین مغرور و مشہور توابع سرکار قصور سے تہا چند سال سے اوسنے سرکشی اور مفسدی
کا طریقہ اختیار کیا تھا - نواح قصور و لاہور کے سیر حاصل پرگنات پر قبضہ کر لیا تہا اور علم مخالفت بلند
کیا تہا کئی دفعہ صوبہ دارون کی فوج کو بلکہ شاہزادون کی افواج کو شکست دی تھی عبد الصمد خان
بہادر دلیر جنگ کی صوبہ داری کی ابتدا سے اوسنے اطاعت نہین کی جاگیردار اور صوبہ دار
کے مقرر کئے ہوئے عمال اور عمدہ بادشاہی نوکرون کو اوسنے بے دخل کر دیا تھا بلکہ محال
سے خارج ثقہ راوی سے یہ سنا گیا کہ سیدون نے اوسکو اشارہ کر دیا تہا کہ صوبہ دار کا دست
تصرف کوتاہ کرے اور اس حسن خدمت کے عوض مین دار السلطنت لاہور کی صوبہ داری دینی
ٹھیرائی تھی اسلئے وہ پہلے سے اب زیادہ شوخی کرتا تھا قطب الدین عامل صوبہ دار کو
کہ صاحب فوج تھا مقابلہ کر کے مار ڈالا اور اوسکی فوج و خزانہ کو غارت کیا آٹھہ نو ہزار سوارون
کو ساتھہ لیکر پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - دلیر جنگ سات آٹھہ ہزار سوارونکے
ساتھہ لڑنے گیا - دونو لشکر موضع جھونی پر پہنچے جو لاہور سے تیس کوس پر تھا بہت دنون
تک سخت لڑائیان ہوئیں ایک دفعہ عبد الصمد خان کے لشکر کو ایسی شکست ہوئی کہ او
خفا ہوکر اپنی داڑھی نوچ لی - آغر خان نے مخالفین کی کمر گاہ پر ایسا حملہ کیا کہ حسین خان کا
فیلبان مارا گیا اور فقیر شاہ بھیک کہ حسین خان کا پیر و مرشد تھا اور اوسکی جان کو حسین خان
اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اور حوضہ فیل مین اوسکا ردیف تھا - دلاوران تورانکے
تیر سے زخمی اور کشتہ ہوا حسین خان کی آنکھون مین جہان سیاہ ہو گیا - اس ضمن مین
حسین خان کے بھی ایک زخم کاری لگا - اوسکے ہاتھی کا فیلبان نہ تھا - ہاتھی ہر طرف دوڑتا
تھا - سواری کے حوضہ مین آگ لگ گئی جسکا سبب تحقیق نہین معلوم ہوا - اوس حال مین وہ
اور اوسکے ساتھہ ایک جمع کثیر افغانون کی کشتہ ہوئی - اوس کے بعد دلیر جنگ نے جب
اس فتح کی خبر سید عبد اللہ خان کو بہیجی وہ دل مین ملول ہوا - مگر بدگمانی دور کرنیکے لیے

اجراے احکام شرع پر قادر نہین ہے ۔ صاحب ... کو اعانت کی ترغیب دیتا تہا ۔ اگرچہ نظام الملک کے محاسن اخلاق بہت ہین ۔ لیکن یہ امر غرائب روزگار سے ہے کہ برہانپور کی فتح سے دو تین روز پہلے سیف الدین علی خان بہادر حسین علی خان کی والدہ اپنے فرزند و متعلقین لیکر اپنے بیٹے پاس مراد آباد جانے کے ارادہ سے برہانپور مین آئی ۔ جب نظام الملک نے برہانپور کو فتح کر لیا تو وہ حیران تھی کہ کیا کرین بعض کوتہ اندیش آدمیون نے نظام الملک سے کہا کہ مخالف زادون و محمد انور خان کا مال اور اموال چہین لیجئے ۔ اونکا سپاہ و لشکر کے خرچ مین آنا عین مصلحت ہے ۔ نظام الملک نے بصوابدید محمد غیاث خان جواب دیا کہ ہم نے باوجود عسرت و تہیدستی کے محض بتوکل فضل الہی اور بتوسل اقبال بادشاہی اس عزیمت پر کمر باندہی ہے ۔ اگر کامیاب ہوا تو ملک و مال ہمارا ہے ۔ اور اگر خدا نخواستہ بالعکس ہوا تو وبال آخرت کس لئے گردن پر لین ہماری ہمت کے آگے ان بی بیون اور بچون اور انور خان کے مال و اموال کچہہ قدر نہین رکہتے ہم کو استقلال اپنے شاہ کے سوا کوئی اور بات منظور نہین ہے ۔ انشاء اللہ تعالی صدق نیت کی برکتون سے بے شمار خزانے تصرف مین آئینگے ۔ بعد اسکے ایسی رکیک باتین ہماری مجلس مین مذکور نہ ہون ۔ کہتے ہین کہ والدہ سیف الدین علی خان نے اپنی حفظ آبرو کے لئے پیغام بھیجا کہ اسباب جواہر سب آپکی نذر ہین مگر نظام الملک نے یہ جوانمردی کی کہ سیف الدین علی خان کے اہلکارون کو طلب کر کے خلعت دیا اور بچون کے لئے میوہ بھجوایا ۔ معتمد و فہمیدہ آدمی خان مذکور پاس بھیجکر دلاسا دیا کہ یہ ہمارے فرزندون کی جگہ ہین اگر یہان رہین تو اونکی جمعیت و معاش کا سامان کیا جائے اور اگر بالجزم جانے پر آمادہ ہون تو ہمارے آدمی دریاء نربدا تک پہنچا دینگے اونکو جانا مقصود تہا اوسکی درخواست کی نظام الملک نے عورات اور اطفال کی مدارات ارباب کرم کی ہمت کے موافق کی اور دو سو سوارون کا بدرقہ شائستہ ساتھ کیا اور دریاء نربدا سے پار اوتار دیا ۔ نظام الملک بلغ مین تہا کہ عوض خان بہادر ناظم صوبہ برار جو نظام الملک کا چچا تہا وہ اور بہت آدمی جوق جوق اُس پاس آئے اور اوسکی فوج کا ضمیمہ بنے نظام الملک نے بمقتضاء مصلحت

حضرت نے بروایات شرعی فرمایا کہ آپ یہ احکام جاری کیجئے کہ گھوڑون پر ہندو نہ سوار ہون
وہ جامہ نہ پہنین اور پگڑی اور ہتیار نہ باندہیں۔ باغ وسبزہ زارون کی سیر نہ کریں اور مخصوص
ایام مین اپنے نہالون نہ جائین۔ اونھون نے جواب میں کہا کہ سارے ملک محروسہ مین بادشاہ
اور ارباب شرع فہمیون کے لئے احکام جاری فرمائین گے اونکو ہم بھی یہان ہنود پر جاری
کرینگے محبوب خان یہ سنکر بے دماغ اور آزردہ خاطر ہوا مسلمانون کی ایک جماعت کو
اپنا معاون بنایا۔ اور جہان ہندو کو دیکھا اوسکو ستایا کسی بازار اور کوچہ میں ہندو نہیں گذرتا
تھا کہ وہ اوسکو چھیڑتا نہو۔ ایکدن معزز ہندو کشمیری مجلس رائے ایک جماعت کے ساتھ سبزہ و باغ
کی سیر کو گیا تھا اور برہمنونکو کھانا کھلاتا تھا کہ محبوب خان دس بارہ ہزار مسلمان سوار اپنے ساتھ
جمع کرکے وہان پہنچا اور پیٹنا۔ باندہنا۔ مارنا (زدن وبستن وکشتن) شروع کیا مجلس رائے
کچھ آدمیون کے ساتھ میر احمد خان پاس دوڑا گیا محبوب خان اپنی جماعت کے ساتھ مجلس رائے
کے گھر اور محلہ پر چڑہ گیا سارا مال لوٹ لیا محلہ کو آگ لگا دی ہندو مسلمانون مین سے جو اوسکو
منع کرتا وہ کشتہ و زخمی ہوتا۔ اوسکے بعد میر احمد خان کے گھر کو جاکر گھیر لیا اور وہان ایک آفت
برپا کی۔ کوئی اینٹ مارتا ہے کوئی پتھر پھینکتا ہے کوئی گولی چلاتا ہے۔ جو کوئی ہاتھ آجاتا
ہے ایک ظلم بختی مین پڑجاتا ہے بڑا بے عزت و بے حرمت ہوتا ہے بعض کو جان سے مار ڈالا
ایک جماعت کو زخمی کیا اور لوٹ لیا میر احمد خان ایک رات دن نہ گھر سے باہر نکل سکا نہ اونکے
شر کو دفع کرسکا۔ بہ حیلہ گری کے اس جماعت کے ہاتھ سے نجات پائی۔ دوسرے روز جمعیت فراہم
کرکے میر شاہور خان بخشی کے اور متصدیون کے ساتھ سوار ہوا اور محبوب خان پر چڑہا۔ وہ بھی
ہی اپنی جماعت سابق کو جمع کیا اور میر احمد خان سے لڑنے کھڑا ہوا۔ ایک جماعت نے
پیچھے جاکر اس پل کو جلا دیا جسپر سے میر احمد خان گیا تھا اور اس بازار کے رستہ کے دونو طرف
کے مکانات جلا دئے جہان میر احمد خان موجود تھا اور مقابل سے اور گھرون کی دیوارون اور
کوٹھون پر سے تیر و بندوق و اینٹ و پتھر چلانے شروع کئے اور عورتون اور لڑکون نے
اطراف سے نجاست کلوخ جو ہاتھ لگتا اوسکو پھینکتے ایک جنگ عظیم ہوئی میر احمد کا خواہرزادہ

ظاہر ہیں اونسے دلیر جنگ کو سیف الدولہ کا خطاب لایا۔ نظام الملک کے بعد دلیر جنگ مخلوق میں سے
سیدون کی جان کا وبال تھا +

سیدون پاس برہانپور سے نوشتے آئے کہ جیسے قلعہ آسیر کا حال معلوم ہوا کہ نظام الملک
کا جید جس قلعہ کے ہزاریون پاس گیا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے باب میں سوال وجواب طلبو سلطا
ہنا۔ سادات نے جو طالب خان کو قلعہ دار آسیر بنایا تھا اوسکو خوشی وناخوشی نظام الملک نے اپنا
مطیع بنایا اوسکی کمال عسرت میں گذرتی تھی۔ احشام کی تنخواہ دو سال کی چڑھی ہوئی تھی
وہ نظام الملک نے اپنے خزانہ سے دیدی جرأت خان نے جاکر قلعہ پر تصرف کر لیا اور قلعہ
ارک برہانپور بھی بغیر اوسکے کہ کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اور نہ تلوار میان سے نکلی نظام الملک
نے تسخیر کر لیا اور یہ خبر بھی آئی کہ عوض خان صوبہ دار برار کہ نظام الملک سے قرابت قریبہ رکھتا
تھا اور شمشیر اور رائے صائب میں زمانہ کے مشاہیر میں سے تھا۔ شائستہ فوج کے ساتھ فتح جنگ
پاس آگیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انور خان صوبہ دار برہانپور اور رنبھا نمبالکر (نبالکر)
نامی مرہٹوں میں سے نظام الملک کے رفیق ہوگئے ہیں۔ اور برہانپور کے تمام متصدی اور
اطراف کے بعض زمیندارون نے نظام الملک کی طرف رجوع کرکے اطاعت اختیار کی
سادات اس اخبار ملال افزا سے کاروبار میں سراسیمہ ہوئے دلاور علی خان و مہاراجہ
بھیم سنگھ کو بہت تاکید لکھی جانے لگی کہ وہ نظام الملک کے مقابل جائیں حسین علی خان دکن کے جانے
کے لئے ہر روز و ہر ہفتہ میں مصلحت تازہ کرتا تھا اور دلاور علی خان کی خبر کا انتظار کھینچ رہا
تھا۔ رتن چند مآل کار پر نظر کرکے کہتا تھا کہ فتح جنگ کو صوبجات دکن دیدئے جائیں تاکہ
فتنہ جاتے صلح ہو جاے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ فساد اسکی جان کا وبال ہے حسین علی خان اس
صلح پر راضی نہیں ہوتا تھا وہ نظام الملک کی صلح قبول کرنے سے خاطر جمع نہ تھا +

عبد النبی کشمیری مخاطب بہ محبوب خان مدت دراز سے اپنی حماقت سے ہندون کے
ساتھ کاوش رکھتا تھا۔ جب اوسنے یہ انقلاب روزگار دیکھا تو اوباش احمق مفسد مسلمانوں کو
اپنے ساتھ متفق کیا اور میر احمد خان نائب صوبہ کشمیر اور قاضی کشمیر سے لگر گیا اور اونسے

اپنے مقتدا کے خون کے دعوی کے جرنلیون کے محلہ پر گئے وہ سب شیعہ مشہور تھے انہون
نے اونکو پیٹنا او باندھنا اور مارنا شروع کیا دو روز جنگ رہی آخر کو مسلمان غالب رہے
دو تین ہزار آدمی اس محلہ مین جسمین جمع کثیر مغل مسافرون کی تھی مع عورات اور اطفال
مارے گئے - اور لاکھون روپیہ کا مال غارت ہوا - دو تین روز تک فساد رہا - یہان سے
فارغ ہوکر وہ قاضی اور بخشی کے گھر پر گئے - میر شاہور خان نے لاحاصل ہاتھ پاؤن پیٹے -
ایک مکان مین روپوش ہوا جسکا پتا کسی کو معلوم نہ تہا - قاضی تغیر لباس کرکے باہر گیا
اوسکے گھر کو ڈھاکر اینٹ سے اینٹ بجادی - اور ہاتھون ہاتھ اینٹون کو لے گئے
مومن خان شہر مین داخل ہوا - میر احمد خان کو سامان و بدرقہ کے ساتھ امین آباد
بھیجا - اور کشمیر کے آدمیون کے ساتھ طوعاً و کرہاً دار و مدار کے ساتھ موافقت کی +

دلاور علی خان بخشی حسین علی خان کے پاس سابق مین مہم راجہ بوندی مین
چھہ ہزار سوار رہتے - اوسنے بارہ تیرہ ہزار سوار جمع کر لئے - اوسکی مختلف خبرین مشتہر
ہوئین کہ وہ نربدا سے پار اوترا نظام الملک خصم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا - عالم علیخان
اس تدبیر مین تھا کہ دلاور خان کے نزدیک آنے کی خبر آنے تک مرہٹون اور نواح کے
عمدہ فوجدارون کی سپاہ کو فراہم کرکے ایک سپاہ سنگین کے ساتھ اورنگ آباد سے
چلے اور اوس طرف سے دلاور علی خان آئے ہم دونو کی فوجین فتح جنگ کی فوج کو بیچ مین
گھیر لین - عالم علی خان نے اپنے چچا حسین علی خان کو خط مین لکھا کہ سات ہزار کے قریب
قدیمی سوار اور اس نواح کے کومکیون اور فوجدارون اور متعینہ اورنگ آباد کے دو تین ہزار
سوار لکھے گئے ہین مین نے عمدہ جماعہ دارون کے چھہ ہزار سوارون سے زیادہ نگاہداشت
کئے ہین او رکر رہا ہون اور سرداران راجہ ساہو کی فوج کومکی اور راو رکیہ تاز مرہٹون کی جماعت
جو جان و مال سے اس جناب کے فدوی ہین پندرہ سولہ ہزار سوارون سے کمتر نہوگی
کل مجمع تیس ہزار سوار سے زیادہ ہوگا - اوائل شعبان مین اورنگ آباد سے مین روانہ ہونگا
اوسنے امین خان صوبہ دار معزول نادر کو کہ حسین علی خان سے حد سے زیادہ ناراض تہا ایک

سید ولی اور ذوالفقار خان بیگ نائب چبوترہ کوتوالی ایک ور جماعت کے ساتھ کشتہ و زخمی ہوئے
میر احمد خان کے لیئے نہ پیچھے ہٹنے کی نہ آگے جانے کی راہ تھی - نہایت تنگ ہوا عجز کر کے
ہزار خواری خفت سے اس تہلکہ سے نجات ہوئی - محبوب خان محلہ منوہ دیر گیا کوئی گھر نہ چھوڑا جسکو
جلایا اور لوٹا نہ ہو - دوبارہ پھر میر احمد خان کے گھر پر آیا مجلس اسے اور ایک جماعت جس نے
پناہ لی تھی بہت ذلت کے ساتھ کھینچا اور اون کو پکڑ کر اونکے ناک کان کاٹے ختنہ کیا بعض کا
عضو تناسل کاٹا اونکو مقید کیا دوسرے دن مسجد جامع مین جمع ہو کر ہنگامہ برپا کیا - میر احمد خان
کو نیابت صوبہ داری سے معزول کیا - بانی فتنہ و فساد کو مخاطب دیندار خان کیا اور مسلمانون نے
اوسکو حاکم قرار دیا اور مقرر کیا کہ جب تک ور نائب صوبہ دار آئے دیندار خان کے حضور سے
اجراے احکام شرعی اور تنقیح قضایا ہوا کرے - پانچ مہینہ تک میر احمد خان بیدخل و گوشہ نشین
رہا اور دیندار خان حاکم مستقل مسجد مین بیٹھکر امور ملکی و معاملات کے اجرا مین کوشش کرتا
جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو مومن خان نجم ثانی کو عنایت اللہ خان صوبہ دار کشمیر کا نائب صوبہ مقرر کیا
اہل کاران کشمیر معاتب ہوے - اواخر شوال مین مومن خان کشمیر سے تین کروہ پر آیا تو محبوب خان
اپنے افعال اور کردار ناصواب سے شرمندہ ہوا - اور خواجہ عبد اللہ کے پاس گیا - وہ کشمیر کے
مشاہیر مین سے تھے اور اوسنے کہا کہ اب ایک جماعت فضلا اور اعیان کے ہمراہ لے کر
نائب صوبہ کے استقبال کو جائیں اور اوسکو اعزاز کے ساتھ لائیں خواجہ عبد اللہ نے ازراہ
اتحاد ہدایت کی کہ تم میر شاہور خان بخشی پاس جاؤ اور جو کچھ گذرا ہے اوس کا عذر کر دو بعد
اسکے مین سب کی رفاقت مین مومن خان کے لانے کے لیئے جاؤنگا خواجہ عبد اللہ کے
کہنے سے محبوب خان میر شاہور پاس گیا - صاحب خانہ چند باتین کر کے شغل ضروری کے بہانہ
سے اٹھ گیا اور خواجہ کی صلاح سے محلہ حریلی اور ٹھگرون کے محلون سے آدمیونکی ایک جماعت
طلب کی اور گھر کے گوشہ و کنارون مین چھپا دی وہ محبوب خان کے منتظر رہے اوسپر دفعۃً
جا پڑے اول اوس کے دو نوخیز دسالہ ہیٹون کا جو اوسکے آگے آگے ہمیشہ چلا کرتے تھے
پیٹ چیرا اور اوسکو نہایت عقوبت و عذاب سے مارا - دوسرے روز مسلمانون کی ایک جماعت

شہر کا بند و بست کیا +

جب دلاور علی خان کی شکست ہونے کی خبر سادات کو پہنچی تو دونو بھائی نہایت مضطر و سراسیمہ
ہوئے دکن جانے کے لیے ہر روز ایک فکر تازہ کرنے لگے کبھی یہ ارادہ ہوتا کہ دونو بھائی
اور بادشاہ دکن کو جائیں کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ بادشاہ کے ساتھ سید حسین علی خان دکن
روانہ ہو اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد جائے کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ قطب الملک بادشاہ
کے ساتھ شاہجہان آباد روانہ ہو اور حسین علی خان دکن کو بہادرون کو ساتھ لیکر کوچ
کرے کبھی یہ چاہتے کہ فتح جنگ کو نامہ و پیغام التیام آمیز کے افسوں سے دکن کی صوبہ داری
دی جائے اور صلح کی جائے غرض کسی تدبیر پر قرار نہ ہوتا۔ ہر ہفتہ و مہینہ میں دونوں
بھائیوں اور بادشاہ کا پیش خانہ مختلف سمتوں میں نکلتا اور پھر اس عزم میں خلل پڑتا
اعتماد الدولہ کی شجاعت و رائے صائب کے سبب سیدون کے دلون مین وسواس و
ہراس تھا تدبیر کار میں مذبذب تھے کبھی اسے نزاع کی کبھی وفق و مدارا کی ٹھہرتی
۱۷ جون ۲۲ - رمضان ۱۱۳۲ھ روز جمعہ کو اکثر آدمی مسجد دار الخلافہ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ
آئی
کہ زلزلہ کی صدا وحشت افزا زمین کے نیچے سے اور در و دیوار و چھتوں کی حرکت سے
جس سے خلقت کو توہم ہوا اس دن رات مین صبح تک نو دس دفعہ عمارات اور زمین جنبش
میں آئی - کچھ عمارتین شکست و ریخت ہوئیں فصیل حصار کہیں کہیں پھٹ گئی - شہر پناہ کے
دو دروازون میں کچھ نقصانات ہوا - مسجد فتحپوری کے تین کنگرے گر پڑے دس بارہ
آدمی مجروح ہوئے تعجب یہ ہے کہ ایک مہینے دس روز تک ہر شبانہ روز مین چار پانچ دفعہ زمین
اور عمارت مین جنبش آتی اور آواز نکلتی بعض آدمیون کے دل مین اس قدر وحشت
چھائی کہ اونھون نے چھت کے نیچے سونا موقوف کر دیا اسکے بعد زلزلہ مین تخفیف ہوئی
لیکن چار پانچ مہینہ تک کبھی کبھی زمین اور عمارات لرزہ مین آتین جو لوگ توہمات باطلہ
مین مبتلا تھے وہ اس زلزلہ ہی کو سلطنت کے تزلزل ہونے کی اسم اللہ کہتے تھے +
غرہ ذیقعدہ کو یہ قرار پایا کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد کو جائیں اور سید حسین علیخان

زلزلہ +

[illegible] +

ایک لاکھہ روپیہ نقد اور کچھہ جنس دیکر بحسب ظاہر رفاقت پر راضی کر لیا جب عالم علی خان
کے خیمہ کے باہر لگانے کی خبر آئی تو فتح جنگ نے عالم علی خان کے مقابلہ کے قصد سے
لعل باغ سے برہانپور کی غربی جانب کوچ کیا اور آب تاپتی سے عبور کیا اور شرقی طرف
ڈیرہ ڈالا- دلاور علی خان کی خبر سنکر فتح جنگ نے اول اوسکی فوج کا دفع کرنا اہم جانتا
تہہ متعلقون کو آسیر روانہ کیا محمد غیاث خان اور شیخ محمد فاروقی کے ساتھہ توپ خانہ
روانہ کیا اور پہر خود آراستہ لشکر کے ساتھہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا- رتن پور سے دو تین
کوس پرے اور برہانپور سے سولہ سترہ کوس پر راجہ لکرائی کے تعلقہ مین خیمہ زن ہوا- اب دشمن سے
اسکا فاصلہ دو کوس تہا فتح جنگ تا مقدور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہ تہا اسلئے اوسنے
حجت تمام کرنے کے لئے دلاور علی خان کو ملائم نصیحت آمیز پیغام بھیجے جس سے منع دھع قتال
وجدال ہو مگر فائدہ مرتب نہ ہوا ۱۶ شعبان ۱۱ امی ۳۲ بہ ۱۱ ہہ کو طرفین کے لشکر کارزار پر مستعد ہوئے
صف بندیان ہوئین اور لڑائی بڑہتی گئی- دلاور علی خان ہاتھی پر سوار تہا اور بڑی دلاوری
سے لڑا اور ایک گولی کے لگنے سے بڑی بہادری سے مرا- سادات بارہ کی فوج کا منہ موڑ لیا
لیکن راجپوت راجہ بہیم اور راجہ گج سنگہ فرار کی عار کو گوارا نہین کرتے تہے وہ ہندوستان
کے بہادرون کے دستور کے موافق ہاتہی گہوڑون سے اُترے اور شمشیر و سپر ہاتھہ مین لیکر
تہنڈی کی- یہ دونو نامی رجپوت مع چارسو رجپوتون اور بعض جماعدران بارہ کشتہ ہوئے
اکل چار پانچ ہزار سوار و پیادہ دلاور علی خان تیغ و تیر و سنان کے طعمہ ہوئے- فتح جنگ
کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے- اس طرف بہت کم سردار زخمی و کشتہ ہوئے غنیمت
بہت ہاتہہ لگی جسمین توپخانہ اور ہاتہی سرکار مین ضبط ہوئے باقی جو چیز جسکے ہاتھہ آئی
تہی وہ اوسکو معاف ہوئی- اس جنگ کے بعد خبر آئی کہ عالم علی خان تالاب ہرتالہ پر برہانپور سے
سات کوس پر آگیا ہے- تو فتح جنگ نے اس خبر کو سنکر محمد متوسل خان کو تین ہزار سوارون کی جمعیت
کے ساتھہ برہانپور کی حفاظت اور رعایا کی کمک کے لئے بطریق ایلغار بھیجا لشکر کے آدمیون کے
وبائل اکثر وہان تھے خان مذکور نے ایک روز مین چالیس کوس کی مسافت طے کی اور جاکر

پرگنہ بالاپور متعلقہ برار کی سمت مین عبور کرنے کے لئے بطور ایلغار گیا جب عالم علی خان
کو اس جرات کی خبر ہوئی تو وہ محاربہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ قصبہ بالاپور کے قریب بمکان
مصاف قرار پایا ۔ پنجم شوال سنہ جلوس بیس عالم علی خان افواج کی ترتیب مین مشغول
ہراولی مین تہور خان اور غالب علی خان پسر رستم خان دکھنی و عمر خان بنی عم و داؤد خان و
غیاث الدین خان و امین خان برادران عالم و محمد اشرف خان بخشی و فدائی خان دیوان
و شمشیر خان و ہستی خان و محمدی بیگ و رفاہت طلب خان و خواجہ رحمت اللہ خان بہادر
دکن و بارہ کی ایک جماعت اور بارہ ہزار کرناٹکی پیادے اور جنگی مست ہاتھی اور شائستہ توپخانہ کو
لیکر متوجہ محاربہ پر ہوا اور نظام الملک نے مرحمت خان و نعمت الہی اور اپنے پسر کلان
غازی الدین خان اور عبد الرحیم خان و رعایت خان و سعد الدین خان و داراب خان و
کامیاب خان و محمد غیاث و اختصاص خان و قادر داد خان و روح اللہ خان و دلیر خان
اور چند اس طرف کے راجاؤن مین سے بعض کو مقدمۃ الجیش اور بعض کو میمنہ و میسرہ بنایا اور خود
مع عوض خان کے قول مین جاگیر ہوا اور رنبھا مرہٹہ اور بعض دلاورون کو باردین کی
حراست سپرد کی ۔ توپخانہ جو اپنے پاس تھا اور جو قلعہ آسیر وارک برہان پور کی تسخیر اور
دلاور علی خان کے لشکر سے ہاتھ لگا تھا ۔ ان سب کو رومی فرنگی توپ اندازون کی
صلاح و تدبیر سے بمقتضاء الحرب خدعۃ ان کو تو دشمن کے سامنے کھڑا کیا اور رات کو
اوسمین سے آدھے توپخانہ کی مکان کو بدل کر اپنے مدعا کے موافق پسند کر کے گوشہ و
کنار یمین و یسار مین آئین کمین کے موافق توپون کو چن دیا ۔ ۶ ماہ مذکور کو دونون
لشکرون کے صفوف کارزار آراستہ ہوئیں پہلے اس سے کہ بہادرون کی ناک مین بارود
کی بو پہنچی ۔ عالم علی خان نے فوج کے ہراولون کے گھوڑے دوڑائے فتح جنگ کے توپخانہ
شرربار کے مقابلہ مین وہ آئے شجاعت تو سادات کا جوہر ذاتی تھا اونھون نے دائین
بائین طرف کچھ نہ دیکھا دشمن کے گولون کے نیچے آئے نظام الملک کے توپچیون نے قابو
کے وقت چارون طرف سے ایک دفعہ توپون مین آگ لگا دی جس سے سر بازان بارہ اور

اایک جماعت امراء رزم آزما کے ساتھہ دکن کو روانہ ہون اس ضمن مین اعتماد الدولہ محمد
امین خان سے بگاڑ ہوا ـ امیرالامرا کا ارادہ ہوا کہ اوسے مار ڈالے قطب الملک نے کہا
کہ اگر اوسکو مار ڈالوگے تو مین خود مر جاؤنگا ـ اُسنے میرا عہد و پیمان ہو چکا ہے ـ غرض
شب و روز محمد امین خان بھی سپاہ توران کی معیت میں پکار کے لئے کمر بستہ رہتا تھا +

جب دلاور علی خان میدان کارزار مین کشتہ ہوا اور اوسکا لشکر غارت زدہ دو تین ہزار
عالم علی خان برادر زادہ امیرالامرا حسین علی خان پاس آیا تو اوسنے اس ہزیمت خوردہ لشکر
کو دلاسا دیا ـ اوائل ماہ رمضان سکہ جلوس مین تیس ہزار فوج کے ساتھہ جنمین سے دس بارہ
ہزار سوار راجہ ساہو کے تھے وہ نظام الملک سے لڑنے کے لئے اورنگ آباد سے برآمد ہوا
اور کتل فیروز پور سے کہ صوبہ خاندیس و بالاگھاٹ اورنگ آباد کے وسط میں ہی آیا اور یہان
اوسنے استقامت کی اور مرہٹہ کی فوج اپنے ڈیرہ پر ہر طرف خاندیس کی رعایا کے مال کے
تاراج کے لئے روانہ ہوئی ـ ان دنون میں انورخان جو ازراہ عذر نظام الملک کا رفیق بنا تھا
اوسنے عالم علی خان کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام الملک کی ابھی قوت جتنی چاہیے
زیادہ نہیں ہوئی اور اپنے زخمدارون کے احوال مین مشغول ہے اور تمھارے پاس جمعیت خاطر خواہ
وافر تازہ دم و شائستہ موجود ہے فرصت وقت کو غنیمت گنو جلد مقابلہ میں آؤ ـ اور مجھے
یہ سمجھو کہ مصلحتاً یہ حرکت مینے کی ہے ـ مجھے اپنے سے جدا نہ جانو ـ اتفاقاً یہ خط نظام الملک
کے جاسوسون کے ہاتھہ پڑا ـ انورخان قید ہوا ـ اسکا اموال و اسباب ضبط ہوا ساری
عزت حرمت اوسکی خاک میں ملی ـ الحاصل نظام الملک نے صلاح حال و اندیشہ مآل پر نظر کر کے
عالم علی خان کو لکھا کہ تم مع اپنے قبائل کے دو نوں چچاؤں پاس چلے جاؤ تاکہ مسلمانون کی
خونریزی ناحق نہو مگر اوسے کچھہ فائدہ نہ ہوا ـ ناچار نظام الملک اپنے قبائل و اسباب کو قلعہ آسیر
مین پہنچا اور برہانپور کی سواد سے دشمن کی طرف متوجہ ہوا ـ دریاے پورنا جو برہان پور سے
ڈیڑہ دن کی راہ پر ہے طغیانی پر تھا اسلئے عبور اور جنگ مین توقف ہوا ـ عوض خان اور
اس نواحی کے زمینداروں کی راہ نمائی سے پایاب جگہ معلوم ہوئی تو نظام الملک اٹھارہ کوس

معرکہ عالم علی خان کا نظام الملک سے اور مقتول ہونا +

اچھے ہو گئے۔ جب یہ خبر سید عبد اللہ خان اور سید حسین علی خان کو پہنچی کہ دونو لڑائیون
مین نظام الملک کا کوئی ملازم جان سے نہین مارا گیا۔ تو کمال غم و غصہ مین آکر انھون نے
کہا کہ شاید نظام الملک کے نوکرون نے آب حیات پی لیا ہے یا سبب رویئن تن ہین کہ
تیغ و سنان و کمان و بندوق کے صدمون سے صحیح البدن رہتے ہین۔ دونون
شکستون اور دلاور علی خان و عالم علی خان کے مارے جانے سے دونون
بھائیون کو جو غم و الم ہوا وہ بیان نہین ہو سکتا خصوصاً حسین علی خان کو کہ
ہر روز وہ اس رنج مین آنکھون سے ایک چشمہ خون بہا دیتا تھا اور دل پر درد سے
آہ سرد کھینچتا اور اپنے مآل کار کو نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوگا۔ فتح کے یک ہفتہ کے بعد
بکرر سنا گیا کہ قبائل حسین علی خان کو مع خزانہ و جواہر و اجناس کے قلعہ دار دولت آباد
نے پہلے اسکے کہ فتح جنگ کا لشکر اس طرف آئے قلعہ مین جگہ دی۔ باوجودیکہ
قلعہ دار بسبب جاگیر کے ضبط ہونے کے سید حسین علی خان سے کمال آزردگی رکھتا
تھا لیکن اسنے سادات کا پاس کیا اور دونون بھائیون کی گردن پر احسان رکھا۔ اس خبر کو
سنکر کہ نقود مخفیہ اور مال ضبط سے محفوظ رہا سید حسین علی خان کی جان مین جان آئی
انہی دنون مین سنا گیا کہ بہادر خان ناظم حیدر آباد مع دلاور خان کے جو اس کا
ہم زلف تھا چھ سات (نو دس) ہزار سوارون کو لیکر نظام الملک پاس آیا اور اوس سے
عہد رفاقت استوار کیا۔

عزم امیر و وزیر +

دونو بھائیون نے بہت سے مشورون کے بعد یہ قرار دیا کہ سید عبد اللہ خان قطب الملک تو
شاہجہان آباد جائے اور بندوبست صوبون کا کرے اور امیر الامرا سید حسین علی خان بادشاہ
کے ہمرکاب مع امراے نامدار اور عمائد ذوی الاقتدار نظام الملک کی تنبیہ کے
لئے جائے۔ امیر الامرا ایک لاکھ سوارون کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا۔ سید احمد خان
پسر اسد اللہ خان کو بارہ کے عمدہ جماعہ دارون اور صاحب ہمت افغانون کے بلانے
کے لئے بہت روپے اور طلب کے پروانے دے کر روانہ کیا۔ چونکہ مسافت بعید قطع

یکہ تازان دکن اور اور نبرد سازون کی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی صفوف لشکر سے سلم فوج
معقول نکلی اور تفنگ اندازون نے چستی و چالاکی سے باقی ماندون کو تفنگ کی شلک سے
مارا اور کمانداروں نے اکثر کو ہدف بنایا عالم علی خان کی فوج مین تزلزل پڑا الاجب عالم علی خان
اس احوال پر مطلع ہوا تو اپنی سواری کے فیل جس کے حوضہ میں غیاث الدین خان برابر
بیٹھا تھا اور اور پندرہ بیس فیل سوارون کو لے کر ہراول کی کمک کی اور فتح جنگ کی فوج
کو تنگ کیا اوسوقت فتح جنگ کے ہراول نے خصم سے جنگ گریز کرکے اوسکو اپنے توپخانہ
کے روبرو لاڈالا جو علیحدہ کمین مین چھپا ہوا لگا تھا اور ناگاہ اس توپخانہ مین آگ لگائی تو
توپون اور رہکلون کی آوازون سے ایک قیامت مچ گئی - اور دہوان آسمان پر پہنچا جب باروت
کا دہوان دور ہوا تو دیکھا کہ عالم علی خان کے ہراول مین - غالب علی خان و غیاث الدین
خان و شمشیر خان و محمد اشرف خان و خواجہ رحمت اللہ خان و مستے خان و محمدی بیگ
اور بہت سے فیل نشین اپنے اپنے ہاتھیون کے حوضہ و عماری مین مر کر پڑے ہوئے تھے
عالم علی خان باوجود اس قتال کے اور خود زخمی ہونے کے مردانہ وار ثابت قدم رہا اور
جب تک سانس چلتا رہا آگے قدم بڑہاتا رہا کہتے ہیں کہ جب اوسکے ترکش میں تیر باقی نہین
رہے تو جو تیر دشمن کی طرف سے اوسکے حوضہ فیل اور جسم مین لگتا اوسکو نکال کر وہ دشمن پر
چلاتا اوسوقت اختصاص خان نبیرہ خان عالم و محمد غیاث خان جسکی پتلی میں زخم لگا ہوا تھا
عالم علی خان کے مقابل آئے اور اوسکی جلادت رستمانہ کو روکا - اختصاص خان کی ضرب
شمشیر سے عالم علی خان کا ہاتھ کارزار مین بیکار ہوا - متوسل خان نے جو فتح جنگ سے
قرابت قریبہ رکھتا تھا تردد نمایان کیا - آخر کار عالم علی خان کمال بہادری سے اوس بیس
فیل سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین کشتہ ہوا - سنکراجی ملہار مرہٹہ زخمدار ہو کر باقی
چند مرہٹون کے ساتھ گرفتار ہوا - ہاتھی و خیمے و توپخانہ کل کارخانہ جات جو اوباش
لوٹ سے محفوظ رہے وہ نظام الملک نے ضبط کئے - اس لڑائی مین نظام الملک کے رفقا مین
سے کسی کو آسیب جانی نہین پہنچا - چند آدمی زخمی ہوئے وہ جراحون اسکے علاج سے

ثقات کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ سرکار عبد اللہ خان و حسین علیخان کی جو جماعت قدیم نوکران
اور پرانے رفیقون کی تہی اور وہ ان دونو بھائیوں کی بدولت لاکھون روپئے کی
جاگیر و مشاہرہ اور فائدہ پاتے تھے وہ ان بھائیون کی اس حرکت سے کہ انہون
نے بادشاہ فرخ سیر کو شہید کیا تھا اور اختیار سلطنت ایک بقال رتن چند کو
دے رکھا تھا اُن کے دلون کو ان دو بھائیون کی طرف سے مقلب القلوب نے ایسا پھیر دیا تھا کہ
وہ خلوت و جلوت میں اکثر کہا کرتے تہے کہ عبد اللہ خان و حسین علی کی دولت کے زوال سے ہماری
دولت کا زوال ہے بلکہ تمام مردم بارہ کی بود و باش معرض فنا میں ہے معہذا ہر چہ باشد باشد
دولت تیموریہ کے بدخواہون کا مکافات عمل مین گرفتار ہونا اور اس خاندان کے اعدائے
گلا کے رشتے اعمال کے موافق سزا کا پہنچنا ہم کو منظور ہے تا کہ دولت سلطنت بابریہ پھر از سر نو
رونق پائے اور اس دودمان والا کا بول بالا ہو - اور ان دونو بھائیوں کے بعض اقربا
پکار پکار کے کہتے تھے کہ عبد اللہ خان و حسین علی خان کے کوئی فرزند نہیں ہے کہ اُنکو یہ گمان ہو
کہ ہمارے اعمال کی سزا ہماری اولاد و احفاد کو پہنچیگی - مگر جو انہون نے صاحب تاج و تخت سے بدسلوکی
کی ہے اسکی مکافات انپر ضرور ہو گی لیکن ہمکو رحم اس جماعت پر آتا ہے کہ اُنکی ہم قوم و ہم وطن
ہے مبادا وہ انکی ریاست کے وبال مین گرفتار ہو +

امیر الامرا سید حسین علی خان کا مارا جانا +

عقلائے عالم پر ظاہر ہے کہ کفران نعمت کر کے آقا پر تلوار کھینچنے کا اور ولی نعمت کی بے آبروئی اور بے
ناموسی اور زوال دولت مین کوشش کرنے کا مآل یہ ہے کہ اپنا کام جزائے اعمال مین تمام ہو بادشاہان
سلف کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آقا نے نوکر پر تعدی کی ہو اور نوکر کی
جانب حق ہو اور نوکر نے پاس نعمت و حق نمک نامنظور کر کے ولی نعمت کی بے حرمتی و بے
ستری اور اوسکی جان و مال کے تلف کرنے پر کمر باندھی ہو تو آخر کار منتقم حقیقی اسکو خواری اور
پاداش اعمال پر پہنچاتا ہے - تا کہ اہل بصیرت بحکم فاعتبروا یا اولی الابصار عبرت پکڑین خصوص
وہ جماعت کہ ولی نعمت کے خوان دولت سے مدتون تک پرورش پا کے نہایت دولتمند ہوئی ہو
نمک خوار موروثی ہو جسپر بہت احسان ہوئے ہوں وہ جزائے اعمال سے نذر ہو کر نمک حلالون کے طریقہ کے برخلاف

کرنی پڑتی تھی اور جماعہ داروں اور رسالداروں کی نظر نظام الملک کی یاوری بخت پر
اور سادات بارہ کے انقلاب روزگار پر تھی اسلیئے دکن جانے پر راضی نہین ہوتے تھے
توجہ خاطر خواہ بہم نہ پہنچی تھی لیکن سادات کی زرپاشی عالم مین مشہور تھی۔ اونکی شجاعت کے
ساتھہ سخاوت بھی ہم عنان رہتی تھی توبھی ساٹھہ ہزار سواروں کے قریب قدیم و جدید مردم
پادشاہی جمع ہوئے۔ اور توپخانہ بڑا اور اسباب جنگ وافر مہیا ہوا۔ سواء اس کے
توقع تھی کہ مردم بارہ اطراف سے نامور راجہ اور معتبر زمیندار آکر متعاقب ملینگے۔ آخر ماہ شوال
مین دکن کی سمت کو پیشخانہ روانہ ہوا۔ اکبر آباد سے امیر الامرا کا دو کردہ کوچ ہوا۔ اوائل ماہ ذیقعد
مین خدمت میر آتشی سید خانجہان سے چھین کر حیدر قلی خان کو ملی۔ نہم ماہ مذکور سنہ ۱۱۳۲ھ کو
بادشاہ نے آگرہ سے تین کوس کوچ کیا۔ سید عبد اللہ خان بھی حصول رخصت کے لئے ہمراہ تھا
چنانچہ تفریق دفتر کے وقت سید حسین علی خان کا ارادہ یہ تھا کہ بائیس صوبوں کی تمام سررشتہ دیوانی
و بخشیگری و صدارت کو مع دونو دیوان تن و خالصہ کے اپنے ہمراہ لے جاوین اور سررشتہ یکحرفی
اپنے برادر قطب الملک کو سپرد کرون تاکہ وہ شاہجہان آباد مین ایکجو معطل رہے۔ اوسپر
بہت رد و قدح ہوکر یہ قرار پایا کہ حسین علی خان چار صوبوں مالوہ و احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر کا
مع دکن کے چھہ صوبوں کے دفتر مفصل اور باقی صوبجات کا یکحرفی مجمل بادشاہ
کے ہمراہ جائے۔

۱۵ ذیقعد کو بادشاہ کے جلوس کا جشن تھا۔ عبد اللہ خان چاہتا تھا کہ یہ جشن میرے سامنے
ہو بعد اس کے وہ شاہجہان آباد کو کوچ کرے لیکن حسین علی خان اسپر راضی نہ ہوا۔ آگے چلا
اور عبد اللہ خان کو بادشاہ کے پاس سے چار کوس پرے رخصت کرادیا۔ نقل ہے کہ حسین علیخان
اسقدر عبد اللہ خان پر غالب و متسلط تھا کہ زیادہ تر مقدمات مین عبد اللہ خان کو مجبور ہوکر
بھائی کی متابعت کرنی پڑتی تھی۔ اور امیر الامرا اپنے اندازہ سے قدم آگے بڑھاتا تھا
اس سبب سے بھائی کو یکگونہ ملال تھا۔ چودھوین ذیقعدہ کو فتحپور کے متصل لشکر اترا
اور چار روز یہان جشن رہا۔ پانچوین روز کوچ بکوچ ممالک دکن کی طرف متوجہ ہوا کہ

فرخ سیر مرحوم کے خون ناحق کی عداوت اوسکے دل مین جوش کرتی تھی - بادشاہ کے ایام کوچ مین
بعض مطالب کے سرانجام کے لئے لشکر مین آیا - اعتماد الدولہ کے ساتھہ ہمدم محرم و رفیق و جانباز ہوا
میر حیدر خان کاشغری جو ترکان اولس چغتائیہ سے تھا اور میر شمشیر اوسکا لقب تورانی تھا
اسلئے اوسکو میر کہتے تھے مرزا حیدر فرمانرواے کشمیر مصنف تاریخ رشیدی اسکا جد کلان تھا
(یہ تاریخ احوال تیموریہ مین اوسنے تالیف کی تھی) سید حسین علی خان کے رشتہ حیات کے
منقطع کرنے پر اوسکو راضی کیا - اس ارادہ کے اقدام مین مصلحت کی جو کسی کے وہم و گمان
مین بھی نہ تھا مصالحت کرکے تینون باہم اس راز مین محرم جانباز ہوئے اور اخفائے راز
کے باہم عہد و پیمان ہوئے - اس راز کے اخفا مین اتنی کوشش کی گئی کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ کو بھی اطلاع نہ ہوئی اور سواے والدہ بادشاہ اور صدر النسا کے جو سید عبد اللہ خان
کی دست گرفتہ تھی کوئی اور شریک مصلحت نہ تھا - ششم ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل تورہ
مین آیا جو فتحپور سے ۳۵ کروہ عرفی تھی بادشاہ دولت خانہ کے قریب پہنچا تو اعتماد الدولہ
اپنی طبیعت کی علالت کا اظہار کرکے حیدر قلی خان بہادر کے پیش خانہ میں چلا گیا بادشاہ
حرم سرا میں داخل ہوا تو سید حسین علی خان بادشاہ سے جدا ہو کر گلال بار کے دروازہ
کے نزدیک پہنچا - میر حیدر خان کہ حسین علی خان کا روشناس تھا اور اوسے باتین کرنے
کی اجازت تھی جان سے ہاتھ دھو کر امیر الامرا کی پالکی پاس آیا اور ایک عرضی لکھی ہوئی
اوسکے پاس تھی وہ حسین علی خان کے ہاتھہ مین دی وہ اوسکے پڑھنے میں لگا اوس نے
اپنا حال بیان کرنا اور اعتماد الدولہ کی شکایت کرنی شروع کی اسطرح غافل کرکے چستی و چالاکی
سے ایک خنجر آبدار اوسکے پہلو مین مارا - یہ بات بھی مشہور ہے کہ ایک اور مغل کو بھی اوس نے
رفیق کیا تھا اوسنے بھی اپنی تلوار امیر الامرا کے پیٹ مین گھسائی مگر اوسکی کچھ اصل نہیں ہے
اول زخم جانستان سے حسین علی خان کا کام تمام ہوا - اس جلدی مین نور اللہ خان پسر اسد خان
نے جو عم زادہ مقتول تھا اور پالکی کے ساتھہ پیادہ ہمراہ تھا میر حیدر خان کو تلوار سے مار ڈالا - روایت
ضعیف یہ بھی ہے کہ میر مشرف نے بھی پہنچکر اوسپر حربہ چلایا اور کام تمام کیا اور دوسرے مغل کو بھی

اپنا شعار اور مزید اعتبار کا سرمایہ بنائے۔ اور بیا کی کر کمر ایسے خاندان کی دولت خداداد
کی استیصال پر کمر باندھے جو عالم و اہل عالم کے فیض کا سرچشمہ ہو۔ وہ کیسے ایسے کام پر
کمر بستہ ہو سکتی ہے یقین ہو کہ جو بوئینگے وہ کاٹینگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ۲۰ ذی حجہ ۱۱۳۲ھ
کو سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر پہنچا۔ پہر رات گئی تھی کہ غزت خان
کا بہیجا ہوا شتر سوار رتن چند کا یہ شقہ لایا کہ حسین علی خان و غزت خان و نور اللہ خان
کشتہ ہوئے۔ اب اس قصہ کی شرح سنو۔ سلطنت تیموریہ خاندان کا انتظام جاتا رہا تھا۔
دونو بھائیون کے تسلط کے لئے کل امور ملکی مالی مین رتن چند کے اختیار سے جو سواء
قوم بارہ اور قوم بقال کے کسی پر نوازش نہین کرتا تھا سب چھوٹے بڑے متنفر تھے
اور ہر دیار کے شرفا خواری اور بے اعتباری سے زیست کرتے تھے۔ اعتماد الدولہ
محمد امین خان چین بہادر جانتا تھا کہ باوجود عہد و پیمان کے جسوقت سید حسین علی خان کو
قابو ملے گا تجہیا کہ دونو بھائی بادشاہ فرخ سیر کے ساتھہ ایفاء وعدہ بجا لائے ہمارے ساتھہ
بھی ایسا ہی وعدہ پورا کرکے ہمارا وعدہ پورا کرینگے اسلیئے وہ ہمیشہ بارہ کی زوال دولت کے
درپے رہتا لیکن بغیر کسی رفیق شفیق کی مدد کے اس امر خطیر مین اقدام کرنا صلاح کار نہین
جانتا تھا اب اوسکو سعادت خان عرف میر محمد امین مل گیا جسکا حال یہ ہے کہ مرزا نصیر
سید شمس الدین نیشاپوری حسینی موسوی یعنے اولاد جناب موسی کاظم سے تھا اوس کے
دو بیٹے تھے بڑا میر محمد باقر اور چھوٹا میر محمد امین۔ وہ ۱۱۱۰ھ میں بنگالہ مین آیا میر محمد باقر
کو ساتھہ لایا عظیم آباد پٹنہ مین اقامت اختیار کی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ نے اوسکی خبرگیری
کی ۱۱۲۰ھ مین میر محمد امین عظیم آباد مین باپ کی زیارت کو آیا۔ اور بڑے بھائی کے ساتھ
شاہجہان آباد مین آیا۔ فرخ سیر کی ابتدائی سلطنت مین منصب ہزاری پایا صوبہ اکبر آباد
کے محال عمدہ ہندوؤن ہیانہ کی فوجداری اوسکو سپرد ہوئی اپنی اصائب تدبیر و شجاعت
ذاتی سے اور سادات کی امداد سے نظم و نسق فوجداری میں مفسدون کی تنبیہ و تادیب مین قرار واقعی
کوشش کی خلعت طلا و اضافہ پانصدی ہوا۔ کارطلبی و تردد جری مین یکتا روزگار تھا

صاحب قران کے نمک پروردہ ہیں کیونکر اپنے ولی نعمت کو بے اختیار دیکھ کر اس عار کی برائی کو گوارا کرینگے اسلئے اس شیر بیشۂ حیدری کے دل مین انتقام کا کانٹا کھٹکتا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کا طالع یاور ہوا تو اوسنے فدویت بہمرحیثیت کی اور دونو لڑائیوں مین جنکا اوپر ذکر ہوا بڑی بہادری کے کام کئے۔ غرض ہر گوشہ وکنارہ مین صدائے دار وگیر بلند ہوئی تو حیدر قلی خان بہادر کی رہنمونی سے اور اعتماد الدولہ کے حکم سے سعادت خان اپنے جوہر ذاتی کے سبب سے باکانہ گستاخانہ اوسوقت بادشاہ کے سراچہ محل مین پہنچا کہ بادشاہ اندر تھا و دونو بھائیون کے ہوا خواہ بادشاہ کے حق مین ارادہ فاسد رکھتے تھے۔ نواب قدسیہ بیگم مہر مادری کے سبب سے بادشاہ کے باہر جانے کو منع کرتی تھین سعادت خان اپنے منہ پر شال ڈال کر گستاخانہ محل کے اندر آیا اور منت سماجت کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے محل سے باہر لایا۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرایا اور خود خواصی مین بیٹھا۔ بادشاہ کے سارے آدمی متفرق ہوگئے تھے اور امرا بجا اپنے مکانون مین بادشاہی گھوڑون اور ہاتھیون کو لے گئے تھے سوا محمد امین خان چین بہادر و قمر الدین خان بہادر اور چالیس پچاس جانباز مغلون کے اور توپخانہ کی ایک جماعت کے کل مجموعہ سو دو سو سوار و نکا بھی بادشاہ کے رکاب مین نہ تھا حیدر قلی خان بہادر سواری کے لئے ہاتھی گھوڑون کی اور توپخانہ کے آدمیون کی گرد آوری مین مصروف ہوا جمعیت معدود جو بادشاہ کی رکاب مین تھے وہ اور قمر الدین خان بہادر و سعادت خان عزت خان کے مقابل ہوئے۔ عزت خان شیر تیر خوردہ کی طرح غرّاتا ہوا شجاعت و تہوری کی داد دیتا تہا اور پیش قدمی کرتا تھا۔ طرفین سے دار وگیر کی صدا بلند ہوئی۔ بارہ دلاوروں نے بہادرانہ معرکہ کارزار مین قدم رکھا اور مغلان ایران و توران کے مغل بھی رستمانہ جیقلشین کرتے تھے اور جان نثار ایک دوسرے پر پیشقدمی پر سبقت لیجانے کے لئے ترددات نمایان کرتے تھے۔ ہر ساعت بارہ کی فوج بڑھتی تھی اور بادشاہ کے بھی ہمرکاب آدمی زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ دونو طرف سے بلا فاصلہ تفنگ اجل کے تگرگ و ژالہ گولہ اور تیر جان ستان برستے تھے۔ قمر الدین خان بہادر و حیدر قلیخان

مارڈالا اور خود زخمی ہوا۔ جان سلامت لیگیا مغلون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے نوراللہ خان کو کشتہ کیا اور حسین علی خان کا سر بطریق ارمغان بادشاہ پاس لے گئے۔ خواجہ مقبول خان ناظر (خواجہ سرا) سادات نے دست وبازی کرکے اپنے دو تین زخم لگوائے تین چار روز بعد اپنے زخمون سے مرگیا۔ حسین علی خان کا ایک سقا اور خاکروب شرط فدویت وتہور بجالائے کہ روتے ہوئے تلوار اور نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے صف ہجوم کو چیرتے پھاڑتے تسبیح خانہ کے نزدیک آئے مغلون کے پیاپے گولون اور تیر سے ہلاک ہولئے محکم سنگہ کے بخشی مصطفے خان نے جب خانہ جنگی اور حسین علی خان کے ساتھہ شورش کی خبر سنی تو وہ محکم سنگہ کو ہمراہیون کی ایک جماعت لیکر بغیر مقدمہ کی تحقیق کے محکم سنگہ کی اجازت بغیر گلال بار کے دروازہ پر آیا۔ کثرت ازدحام سے راہ نہ ملی تو دوسری طرف سے دیوان خاص کے سراچہ کو پھاڑکر ننگی تلوارین لئے گالیان دیتا ہوا اندر آیا مغلون کے تیر وگولی سے دو تین آدمیون کو زخمی کراکے جان سلامت باہر لے گیا۔ حسین علی خان کے توپخانہ کے بعض آدمیون نے گلال بار کی طرف مین تفنگ اور رہکلہ جنگی کے گولے مارے +

جسوقت امیرالامرا کے بھانجے عزت خان نے امیرالامرا کے قتل کی خبر سنی تو اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا۔ اوسی لحظہ تہوری کو کارفرما ہوکر چار پانچسو سوار کی جمعیت سے ساتھہ لے ہاتھی پر بیٹھہ دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ حیدر قلی خان بہادر ابتدا مین سپہ سالار سے انتقام لینے کی مصلحت مین شریک اور ہمراز نہ تھا۔ لیکن جب اوسنے بادشاہ کو امور سلطنت مین بے اختیار دیکھا اور مدار کار رتن چند اور ہندون نے قبضہ اقتدار مین دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ صاحب ارجو صاحب السیف والقلم ہندوستان کے سمجھے جاتے ہین اپنی رائے اور شمشیر بارہ کے مقابل مغل ایرانی اور تورانی کے وجود کو معدوم جانتے ہیں اور یہ نہین سمجھتے کہ ایک جماعت ہزار دو ہزار کوس کی مسافت بعیدہ طے کرکے آئی اور اپنے جوہر ذاتی وشمشیر ورائے صائب سے مملکت وسیع ہند کو بابر بادشاہ نے بادشاہان ذوی الاقتدار لودھی راجہا نامدار سے مقابلہ ومقاتلہ کرکے تسخیر کیا ہے اور دو سو سال سے زیادہ خاندان

عزت خان کا بادشاہ پر حملہ کرنا اور مارا جانا +

وہ لڑائی مین زخمی بھی ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آگیا غرض سیدون کے رفیق کچھہ
عبداللہ خان پاس بھاگ گئے کچھہ بادشاہ سے آن ملے سپاہ جو کسی طرف نہ بولی تھی
وہ بادشاہ سے مل گئی اب محمد امین خان نے اسلئے کہ عوام الناس اسکو برا نہ کہین کہ سیدون
کو قتل کرڈالا عزت خان و امیر الامرا و نور اللہ خان کے تابوت کو زربفت میں لپیٹا اور اونکی
نماز پڑھی اور یہ پکار کر کہا کہ اے یارو یہ شیر پڑے سوتے ہین اور جنازون کو اجمیر شریف روانہ
کیا کہ اونکے باپ کی قبر کے نزدیک خاک مین سپرد کرین سید عبداللہ خان نے مکرر سنکر کہا
کہ ایسا معلوم ہوا کہ کوچ کے وقت کہار میسر نہیں ہوئے اور تابوتون کے غلاف لٹ گئے۔
(بعض کہتے ہین کہ شرارت سے تابوت زرباف کئے گئے تہے کہ وہ رستہ مین لٹ جائین)
اور صندوق پڑے رہے اور دفن نہ ہوئے پھر خارج سے معلوم ہوا کہ اونکو اجمیر مین
لیجاکر مدفون کیا +

غرض امیر الامرا کو وہی صورت پیش آئی جو فرخ سیر کو پیش آئی۔ دنیا مین یہ ایک انتقام
کی عمدہ مثال ہے کہ جو فرخ سیر نے اورون پر ظلم کیا وہ اسپر سیدون نے کیا اور جو سیدون نے
اوسپر ظلم کیا وہ اورون کے ہاتھہ سے سیدون پر ظلم ہوا۔ کیا خوب سود النقد ہے اس ہاتھہ
دے اس ہاتھہ لے + سادات کو اس معل کی کچھہ شکایت نہیں ہونی چاہئے یہ تو وہی
قتل تھا جسکو اونہون نے خود انتظام ملکی مین داخل کیا تھا جو راہ اونہون نے اورون کے
لئے نکالی تھی اوسپر اونکو خود چلنا اور جو کنوان اورون کے لئے کھودا تھا اوسمین خود گرنا پڑا +

امراء کے خطاب +

اعتماد الدولہ کو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ پچاس
لاکھہ دام انعام اور وزارت سپرد ہوئی وزیر الممالک ظفر جنگ کا لقب ملا میر بخشی کی خدمت صمصام الدولہ
کو ملی اور ہفت ہزاری پر ایک ہزاری کا اضافہ اور امیر الامرا کا خطاب ملا۔ قمر الدین خان بہادر
کو بخشی دوم کی اور داروغہ غسل خانہ کی امارت اور خدمات عطا ہوئین اور ہزاری ہزار سوار کا اضافہ ہوا
حیدر قلی خان بہادر کو شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ یک اسپہ کا منصب ملا اور ناصر جنگ
خطاب ہوا سعادت خان کو پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور سعادت خان بہادر کا

بہادر نے ہنگامہ رزم کو ایسا گرم کیا کہ سب طرف سے واہ واہ ہوتی تہی - بادشاہ خود بھی دشمنون کے
تیر چلاتا تھا غارتگرون نے سید حسین علی خان کے بازار اور کارخانون کو لوٹنا شروع کیا - اور اوسکے
خیمون مین آگ لگا دی صمصام الدولہ خان دوران بہادر منصور جنگ اپنی افواج کے ساتھہ
بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا - اسی عرصہ مین عزت خان کی بندوق کا گولہ لگا جسے اوسکی
جان گئی اور فوج بارہ متفرق ہوئی - بادشاہ کی فتح کا نقارہ بجا - اسی ہنگامہ مین بازار کے رستے
اور صراف خانہ اور حسین علی خان کے اکثر کارخانے مع خزانہ کے اراہون کے جو منزل مین
پہنچے تھے لٹ گئے - اس لوٹ کا حساب کرُوڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے جواہر خانہ اور خزانہ
کہ پیچھے رہا تھا وہ سب تاراج سے محفوظ رہا ضبط بادشاہی مین آیا - ہیچ اور بے سروپا آدمیون نے
جنکا دل دو بھائیون کے بغض سے بھرا ہوا تھا حسین علی خان کی لاش کی ایسی بے حرمتی کی
کہ اوسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے +

بادشاہ کی مراجعت کے بعد حیدر قلی خان بہادر نے محکم سنگہ کی جان و آبرو کی امان دیکر
اور عنایت بادشاہی کا پیمان کرکے اپنے پاس بلالیا اور اوسکے جرائم معاف کرکے منصب
شش ہزاری اور بعد ازان ہفت ہزاری کا منصب دیدیا مگر اوسنے اس نعمت کی قدر نہ جانی
اعتماد الدولہ نے رتن چند پاس پیغام استمالت مکرر بھیجے - اوسنے آبرو و جان کے بچنے کا خیال
محال کرکے ہاتھی سے اوترکر پالکی میں بیٹھکر دولت خانہ کا قصد کیا مغلون اور بازار کے
لچون اور بیکار تماشائیون نے جنکے دل اسکے اطوار ناہموار سے داغہاے انار کی طرح
پرخون تھے اوسکو پالکی سے اتار کر خوب جوتی پیزار لات مکے سے خبر لی اوسکے کپڑے
اوتار کرکے لے گئے اور ننگا کر دیا - اس اعتماد الدولہ پاس لائے اوسنے اوسکو کپڑے پہننے
کے لئے دئے اور طوق و زنجیر کا زیور اوسپر اور زیادہ کیا ؎

آن را کہ جہان کند چنین آمد پیش راے سروپن داس کایتھ جو قدیمی
نوکر اور وکیل سید عبد اللہ خان کا تھا فقیر بن کر اپنے آقا کی خدمت مین گیا - میر علی خان
خدمتگار سید حسین علی خان کہ صاحب فیل و مکنت تھا دس پندرہ روز مقید رہا

پیادہ مرد دیگر اعتماد الدولہ کے گھر کو گھیر لیا۔ اعتماد الدولہ کے آدمیون کو پہلے خبر ہو گئی تھی انھون نے حویلی میں جا بجا مورچال بنا لئے تھے مصالح جنگ تیار تہا وہ انند کے تار بجا رہے تہے انھون نے اپنی دفع مضرت میں کوشش کی۔ سید عبد اللہ خان نے اعتماد الدولہ کے قبیلہ و ناموس سے پرخاش کرنے کو منع کر دیا۔ شجاعت اسد خان و مرتضی خان اور جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس تکلیف سلطنت کے لئے گئے۔ اونہون نے دروازہ بند کر لیا۔ منت سماجت کے بعد اُنکو اندر آنے دیا اور آنے کا سبب پوچھ کر اونکو جواب درشت دیا اور سلطنت کو قبول نہ کیا۔ یہان سے مایوس ہو کر نیکو سیر پاس گئے تو اوسنے بھی انکار کیا۔ پھر سلطان ابراہیم خلف رفیع الشان پاس آئے اپنی غرض عرض کی کہ آپ کے بادشاہ ہونے سے سادات کی ایک جماعت کی جان بخشی ہے بعد گفت و شنید سلطان محمد ابراہیم نے سلطنت قبول کی +

۱۱۔ ذی الحجہ ۱۱۳۱؁ھ سلطان محمد ابراہیم کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکھا۔ دو روز بعد سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ کو منصب ہشت ہزاری میر بخشیگری کا عہدہ اور خطاب امیر الامرائی کا عنایت کیا اور نجم الدین علی خان کو بخشیگری دوم سید صلابت خان ابن سادات خان کو بخشیگری سوم۔ اور بیرم خان کو بخشی چہارم مقرر کیا۔ مراتب و مناصب بڑھا کے امرا کی دلداری کی۔ رفیع الدرجات کے ایام سلطنت مین جو جماعت مساعدت زمانہ سے مایوس تھی انمین سے ہر ایک کو طلب کر کے استمالت کی اور اونکو انشی روپیہ درماہہ پر سپاہ کی گرداوری کے لئے سرگرم کیا۔ حامد خان کی جاگیر ضبطی سے نکال دی منصب قدیم پر اضافہ جدید کیا۔ اعتقاد خان مغضوب کو پھر منصوب کیا شائستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کی بہت چاپلوسی کر کے عنایتو نکا امیدوار کیا۔ اور رفاقت کی تکلیف دی۔ اسلام خان و صفی خان نے بہ لطائف الحیل پہلو تہی کی سیف خان و اعتماد خان نے منصب قبول کر کے وقت سپاہ کی نگاہداشت کے لئے روپیہ لیا۔ اعتقاد خان کا دلخواہ مدعا حاصل نہ ہوا۔ کچھ دنون رفاقت کی پھر اثنا راہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا آیا۔ اسی طرح قدیم ملازمون کی جو ان دنون مین

خطاب اور نقارہ عنایت ہوا۔ غرض ہر ایک قدیم اور جدید خانہ زاد اور والاشاہی نوکر موافق حسن تردد جانفشانی مورد عنایات ہوا۔

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر تہا کہ بہائی کی سناونی آئی جس سے اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا۔ سوا صبر کے کچہہ اور چارہ نہ تہا۔ روتا پیٹتا شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ اس خبر کے آنے کے بعد اوسکے بعض ہمدمون نے مصلحت تبلائی کہ پہلے اس سے کہ اطراف کی فوج بادشاہ سے ملے اور حسین علی خان کا لشکر بادشاہ سے گرویدہ ہو بہت جلد وہان پہنچیئے یہ مصلحت اوسنے پسندیدہ نہیں کی اور کہا کہ اب بادشاہ مستقل امرا اوسکے ساتھہ یک دل ہماری فوج خاطر شکستہ اب بادشاہ سے لڑنا اسکے بغیر نہیں ہوسکتا کہ عالمگیر کی نسل میں سے کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنالے اور اوسکے استحقاق سے سامان بہم پہنچائے اور امیرون کو اپنا حامی بنائے۔ غرض اس عمر رسیدہ سید کو جسقدر غم پر غم اور رنج پر رنج بڑھتے گئے اتنی ہی اوسکی عقل وہمت زیادہ بڑہتی گئی اب اوسکی ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ جب وہ شاہجہان آباد کو چلا ہے تو اوسکی بہیر اور پیش خانہ پر میواتیون اور مفسد پیشہ زمینداروں نے ہر طرف فراہم ہوکر تاخت کی اور جو ہاتھہ آیا اوسے لوٹ کر لیگئے۔ ہر چند دل باختہ فوج تعین کی جاتی ہے کچہہ فائدہ نہ ہوتا ایک جماعہ دار اور کچہہ آدمی کشتہ ہوئے۔ ایک قافلہ جسکے ساتھہ بعض کارخانجات سید حسین علی خان کے تھے شاہجہان آباد سے جاتا تھا وہ سید عبد اللہ خان کے لشکر سے دو تین کوس پر مع کارخانجات و مال و ناموس دم غارت غول ہوا۔ سید عبد اللہ خان اور کل سادات کی جاگیر میں رعایا سے مالگذار اور اطراف کے مفسد پیشہ زمینداروں نے اتفاق کرکے عمال جاگیر کو بے دخل اور اخراج کیا اور انتظام سلطنت تک محصول خریف پر زیادہ تر رعایا و پرگنات متصرف ہوئی۔ سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خان اور مرتضی خان کو دار الخلافہ روانہ کیا اور اس بارہ مین نجم الدین علی خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو خط لکھا اور سپاہ کو بھی اشارہ کیا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنانے کے لئے تیار کرین +

۸۔ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو نجم الدین علی خان کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے کوتوال کو سوار اور

پہر سید عبد اللہ خان کے لشکر میں حسین علی خان کی خبر پہنچنا اور سلطان ابراہیم کا بادشاہ بننا +

اور حشم و خدم متکاثر کے عہدہ دارا اور خواجہ سرا وغیرہ سلطان ابراہیم کے محل کے ہمراہ بدون
زین کے گھوڑون پر سوار ہوتے تھے۔ ہر منزل مین و مقام مین نامدار افغان اور بارہ و
عمدہ زمیندارون کی افواج لشکر محمد ابراہیم مین آتی جاتی تھی۔ اور حسین علی خان کے نوکر
کہ محمد شاہ کے لشکر کے رسالون مین نوکر ہو گئے تھے وہ یک ماہہ پیشگی لیکر جوق جوق سید
عبداللہ خان کا لشکر زیادہ ہوتا تھا سوار اور پیادہ کی نوکری کا بازار ایسا گرم ہوا کہ بُرا اور اچھا
گھوڑا عنقا ہو گیا۔ ایک ٹٹو دو تین جگہ صحیح ہوتا۔ محمد ابراہیم شاہجہان آباد سے ۳۵ کوس
چلکر پلول مین آیا سیف الدین خان برادر سید عبداللہ خان و شہامت خان بیٹے اور
بھائیون سمیت اور سید محمد خان خلف کلان اسد اللہ خان و ذو الفقار علی خان اور بارہ کے
بہادرون کی جماعت جو سب ملکر بارہ ہزار سوار ہوتے تھے عبداللہ خان کے لشکر سے ملے
ڈیڑہ دو سوار ایسے سادات بارہ کے بھرے ہوئے لشکر مین داخل ہوئے جنمین سے ہر ایک
سید اپنے تئیں بیس سوارون کی برابر گنتا تھا اور ہر ایک کی زبان زد تھا کہ جنگ کے روز
ہمکو تیر و تفنگ کی درکار نہین جب مقابلہ ہو گا حملہ اول مین برہنہ تیغ و خنجر لیکر شعلہ کی
طرح توپخانہ کی آتش سے نکلکر مغلون کی فوج قول پر یورش کرین گے حاصل کلام یہ
ہے دہم محرم سنہ ۱۱۳۳ھ کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے جنمین چودہ پندرہ ہزار بالو سوار تھے سواے
اِنکے چورامن جاٹ و محکم سنگھ اور ایک اور جماعت حسین علی خان کے نوکرون کی اور زمینداران
اطراف کی سپاہ متفق ہو کر فوج مذکور پر اور زیادہ ہوئی۔ اس دن محمد شاہ کے لشکر کے
تین ہاتھی اور چند قطار شتر چورامن جاٹ لوٹکر بطریق تحفہ کے سید عبداللہ خان پاس لایا
سید نے یہ تحفہ اوسی کو دیدیا۔ اب لشکر محمد شاہی مین حیدر علی خان میر آتش نے زرپاشی بے دریغ
کر کے اور بادشاہی لطف آمیز وعدے کر کے لوگون کی تالیف قلوب کی جو کام اوسنے عملہ
توپخانہ سے روز جنگ مین لیا شاید کسی اور میر آتش کے عہد مین زمانہ سلف مین کیا گیا ہو۔
دہم محرم کو نواحی منزل پورن سے کوچ کر کے اور موضع شاہ پور سے گذر کر لشکر کا خیمہ لگا
میر آتش اور امراے رزم کے تردد سے صفوف لشکر مرتب ہوئیں باوجودیکہ افواج

خانہ نشین تھے پرداخت کی سید عبداللہ خان کے قدیمی نوکر جو پچاس روپیہ ماہوار پاتے تھے اونکے سراسری اٹھی روپیہ درماہہ مقرر ہوا۔ قدیم وجدید نوکرون مین اس اشتراک تنخواہ سے شرفا ونجبا و بیواج و بے سروپا آدمیون مین تمیز باقی نہ رہی۔ اس سبب سے باوجود شائستہ اضافے قدیمی فوج کی شکستہ خاطری و بیدلی ہوئی۔ سید عبداللہ خان کی فوج کا بخشی ہمیشہ سے فرخ سیر سے دلی محبت رکھتا تھا اور رتن چند کے تسلط سے متنفر تھا اور عبداللہ خان کے ساتھ کمال بدلی سے بسر کرتا تھا۔ اوسنے فوج جدید کی نگاہداشت مین جوانون اور گھوڑون کے برے بھلے ہونے مین امتیاز نہین کی نجم علی خان اور بعض اور عمدہ امرا کے سرکار نے ندائے عام دیدی کہ خواہ کیسا ہی چھوٹا ٹٹوا اور بوڑہا لنگڑا گھوڑا لائین اوسکو بھی صحیح کرین جہان کوئی بورچی دھنے جلاہے قسائی کا شاگرد تھا وہ دس پندرہ روپیہ کا ٹٹو جو حقیقت مین چار پانچ روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ ہوتا تھا خریدکر اسکے داغ کراتا اور ایک ماہہ لیکر روپوش ہوجاتا۔ پاجیون کے سوا اشرافون نے بھی سید عبداللہ خان کو مضطرب الحال دیکھہ کر یہی طریقہ اختیار کیا تہا۔ بہرحال قدیم نوکرون کے درماہہ کے علاوہ ایک کروڑ روپیہ سپاہ جدید کے خرچ مین رائگان گیا۔ ثقات کی روایت ہے کہ عبداللہ خان سے جب ایک مخلص نے کہا کہ بندگان عالی کس لئے روپیہ کو بے فائدہ آدمیون کو دیتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ اگر ہم نے لڑائی مارلی تو تمام ممالک محروسہ اور خزانہ ہماری ملک ہی ہے اور دوسری صورت مین یہ بہتر ہے کہ زر ہم اپنے ہاتھ سے بخشش کرین تا دشمنون کے ہاتھ نہ آئے۔ اول یہ خبر آئی کہ محمد شاہ راجپوتانہ کی راہ شاہجہان آباد جائیگا۔ اسلئے سلطان ابراہیم نے شاہجہان آباد سے نکل کر عیدگاہ کو خیمہ گاہ بنایا۔ ان دنون مین غلام علی خان محمد شاہ کے لشکر مین سے اور تہور علی خان اکبرآباد سے سید عبداللہ خان پاس آگئے۔ غلام علی خان اور نجابت علی خان جو سید عبداللہ خان کا برادرزادہ اور متبنی تھا قلعہ و شہر شاہجہان آباد کی حراست کے لئے بھیجے گئے اور پہر محمد شاہ کی خبر یہ آئی کہ وہ اکبرآباد کی راہ سے شاہجہان آباد کو آتا ہے تو عبداللہ خان نے فریدآباد کی راہ اختیار کی اور بارہ کی فوج کے انتظار کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع منازل کرتا تھا کہتے ہیں کہ باوجود اسقدر خزانہ وافر

حامد خان وسیف خان وبیرم خان ونعمت اللہ خان وامیر خان وسید صلابت خان وعبد الغنی خان
واخلاص خان افغان وعمر خان روہیلہ ودیندار خان جلال آبادی وعبد القدیر خان وصبغۃ اللہ خان
وغلام محی الدین خان ودلیر خان وشجاع خان بلوچی وعبد اللہ خان ترین اور دلاورون اور
بہادرون کی جماعت جسمین ستر اسی فیل سوار تھے صف کارزار مین سلطان ابراہیم کے دست
راست ودست چپ پر مقرر ہوئے اور سید عبد اللہ خان خود ابو الحسن خان بخشی سائر اور
ہیرا من بخشی مردم بارہہ وسید علی خان بخشی رسالہ کے ساتھہ کہ قریب تیس ہزار سوار قدیم و
جدید تھے اور ایک جماعہ بارہہ کے ہمراہ کہ کار کے وقت پیادہ ہو کر بڑی بہادری سے لڑتے
ہین اور کبھی کارزار سے مُنہ نہین پھیرتے ہین مستعد مقابلہ ہوا۔
۱۴- محرم کو ڈیڑھہ پہر رات گئی تھی کہ محکم سنگہ مع خداداد خان مرزا کے فوج محمد شاہی
سے جدا ہو کر سید عبد اللہ پاس آیا۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ خان کے نوشتجات ان کے
پاس اس مضمون کے پہنچتے تھے کہ تمھارا مجرائے کلی یہ ہے کہ تا مقدور بارود خانہ
بادشاہی کو آگ لگا کے ہماری فوج مین آؤ۔ اونھون نے ہر چند اس کام کے لئے تلاش کی
مگر حیدر قلی خان کے خرم سے وہ اپنے کام کو نہ کر سکے ناچار فرار کر کے دشمن سے جا ملے جب
صبح ہوئی تو محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا اور سواری کے وقت بادشاہ کے حکم سے رتن چند کا
سر پیر بخش نے جدا کر کے بطریق شگون ہاتھی کے پانوئن کے آگے رکھا۔ حیدر قلی خان
میر آتش نے اپنی چھوٹی بڑی توپون ورہکلہ وتفنگ وبان کی آوازین بلند کین کہ زمین لرز گئی
دوپہر تک اس حالت نے اشتداد پایا جب آفتاب ڈھلا تو لشکر عبد اللہ خان کی صفوف مین
انتظام نہ تھا لشکر کثرت سے تھا سپاہ کے سوار کسی کا کہنا مانتے نہ تھے خود سر تھے جو
چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی اور نئے ملازم خاصکر پانو سوار اور
قدیمی نوکر جنکی شکایت کا جراحت مرہم اضافہ سے نہیں بھر اتھا فرار ہو گئے۔ مگر بارہہ کے
بہادرون نے بارہا بہادرانہ اور مردانہ قدم جرأت آگے رکھا رستمانہ حملے کئے خصوصًا
نجم الدین علی خان کے ستر ہزار سوارون نے توپخانہ کے مقابلہ مین ایسے حملے کئے کہ

محمد شاہی دشمن کی سپاہ سے آدھی تھی مگر اس مین سے ہر ایک دل سے جان نثاری کا ارادہ کرتا تھا
عبد الصمد خان دلیر جنگ و راجہ دھیراج سنگھ سوائی کا انتظار تھا مگر بعد مسافت کے سبب دونو کو
بر وقت پہنچنا میسر نہین ہوا مگر شروع جنگ مین راجہ جے سنگھ کی تین ہزار سپاہ اور ایک نامی سردار
حاضر ہوئے اور محمد خان بنگش بھی دو تین ہزار سوارون کے ہمراہ آیا۔ شیر افگن خان جیکلہ دار
کوڑہ سات آٹھ ہزار سوار لیکر اور عزیز خان روہیلہ بایزید خان میواتی یکہ تازون کے ساتھ
حضور مین آئے۔ اوسکے بعد محمد شاہ نے حیدر قلی خان کو توپخانہ کے ساتھ ہراول مقرر کیا
سعادت علی خان برہان الملک و محمد خان بنگش کو میمنہ کی طرف او صمصام الدولہ نصرت یار خان
کو ایک بہادرون کی جماعت کے ساتھ میسرہ کی جانب و اعتماد الدولہ محمد امین خان و ہادی خان
و قمر الدین خان و عظیم اللہ خان و طالع یار خان کو ملیتمش اور اعظم خان مردم کارزار دیدہ کے
ساتھ طرح فوج اور شیر افگن خان و تربیت خان اور ایک گروہ فدویان عقیدت نشان کو
بادشاہ نے اپنی رکاب مین قول اور میر جملہ و عنایت اللہ خان و روشن الدولہ ظفر خان
رستم جنگ و اخلاص خان و راجہ گوپال سنگھ بھدوریہ و راجہ بہادر کو چنداولی اور حراست
کارخانجات پر مقرر کیا۔ ایسے ہی مجاہد خان و امین الدین خان و اسد علی خان و سیف اللہ خان
کو ایران و توران کے جنگ آورون کی جماعت کے ساتھ اور جے سنگھ سوائی کی فوج کو جابجا
یمین و یسار کی سپاہ کی کمک کے لئے ہمراہ سواری خدمہ محل پر مقرر کیا۔ اور جنگی ہاتھیون کو
سازون و یراق اور اسباب و ادوات حرب کے ساتھ آتش خانہ کے پیچھے قایم کیا۔ سید
عبد اللہ خان کو لشکر محمد شاہی کے شبخون مارنے کا خوف تھا اسلئے بعض افسرات کو
ہاتھیون پر بسر کرتے تھے — ۱۲ محرم کو حسن پور کے سواد مین محمد شاہ کے لشکر سے تین کروہ
پر سید عبد اللہ خان کا لشکر اترا۔ فوج کی آراستگی ہر روز تازہ ترتیب سے ہوتی تھی اور پھر برہم
ہو جاتی تھی۔ ترتیب اس طور سے ہوئی کہ سیف الدین خان و سید محمد خان و شہامت خان
معہ بیٹے و بھائیون کے تہور خان و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علی خان و عبد الغنی خان
و مظفر خان کو نجم الدین علی خان و غازی الدین خان غالب جنگ کی مدد کے لئے ہراول مقرر کیا

چپقلشیں ہوئیں درویش علی خان داروغہ توپخانہ کی جان گئی اور دوست علی خان
ایک جماعت کے ساتھ زخمدار ہوا۔ نصرت یار خان بھی زخمی ہوا اس حال مین سعادت خان
برہان الملک اور شیر افگن خان مدد کو بارہ کے بہادرون کے صف کے مقابل آئے۔ سادات
بارہ مین سے شہامت خان و فتح یار خان مع برادر دیگ پسر و تہور علی خان و عبد القدیر خان
برادر قاضی میر بہادر شاہی و عبد الغنی خان پسر عبد الرحیم خان اورنگ زیبی غلام محی الدین
خان و صبغۃ اللہ خان عرف شجاع و پسر شجاع بلوچی زخمی ہوئے اور خدا کو جان سپرد
کی۔ محمد شاہ کے لشکر مین سے داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ و میا رام منشی حیدر قلی خان
ناصر جنگ و عبد الغنی خان داروغہ توپخانہ و محمد جعفر نبیرہ حسین علی خان اور بعض اور مردم
بے نام و نشان کے کسی اور نے دنیا سے سفر نہین کیا۔ اور کسی نامی آدمی کو آفت جانی نہین
پہنچی۔ اس حالت مین کہ عبد اللہ خان نے نجم الدین علی خان پر عرصہ کارزار تنگ دیکھا۔
بارہ کے دلاورون کی جماعت کے ساتھ ہاتھی کو بڑھا کر بڑی بہادری دکھائی محمد شاہ کا
ارادہ خود اوسکے لڑنے کے لئے جانے کا ہوا مگر ہوا خواہون نے جانے نہین دیا چوڑامن جاٹ
نے اس پرخاش مین بہیر پر تاخت کرکے شوخی حد سے زیادہ کی اور ایک ہزار کا مال اور
اکثر خچر پر تِل کے اور چند شتر لوٹ کر لے گیا۔ بادشاہ نے خود تیر چلایا اور آخر اعتماد الدولہ
پسر محمد امین خان و ہادی خان داروغہ نے اوسکو بندوقون سے مار کر بہیر سے باہر
نکال دیا۔ عبد اللہ خان نے سپاہ تازہ دم سے محمد شاہ کے لشکر مین تزلزل پیدا کیا کہ سعادت خان
برہان الملک و حیدر قلی خان ناصر جنگ نے عبد اللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا اور
خوب لڑائی ہوئی۔ سید علی خان برادر حسن علی خان بخشی رسالہ زخمی ہو کر قید ہوا۔
حیدر قلی خان نے دلیرانہ حملہ عبد اللہ خان پر کیا۔ سید بھی ہاتھی پر سے اوتر کر اور شمشیر
ہاتھ مین لیکر بڑی شجاعت سے لڑا دو زخم لگے اور تقدیر الٰہی سے زندہ معرکہ مین اسیر ہوا
حیدر قلی خان پر خدا کی رحمت ہو کہ اوسنے ایسے وقت مین سید عبد اللہ خان کا احترام کیا
اور سلام مودبانہ کیا۔ اسکی توقیر کو واجب جانا کمال اعزاز اور دلداری کے ساتھ اپنے ہمراہ

فوج محمد شاہی تنگ آگئی اور اسکے بڑے بڑے جوانمردون کے پاؤن اکھڑ گئے اور فوج درہم برہم
ہوگئی - اس اثناء مین خاندوران بہادر منصور جنگ و حیدر قلی خان ناصر جنگ نجم الدین علیخان
کے مقابل پہنچے اونکی بہادری نے دشمن کے لشکر کو روکا نصرت یارخان و دیانت خان
بھی کمک کو آگئے - غرض اونھون نے نجم الدین علی خان کے مورچال مین جو درختون کی
پناہ مین تھا خلل ڈال دیا جب رات ہوگئی اور چاندنی نکلی تو حیدر قلی خان ناصر جنگ
توپخانہ کی نامی توپین آگے لے گیا اور دشمن کو اونکے چھوڑنے سے رات بھر سونے نہ دیا
حیدر قلی خان نے روپئے اشرفیون کی تھیلیان کھول کر مٹھیان بھر بھر کر توپچیون کے
دامن مین ڈالین اور مخالفون کو مارا - بڑی بڑی توپین برابر چھوٹتی تھین - اور دشمن کا کام
تنگ کرتی تھین [illegible] مین محمد شاہ بہمنی کی فرمانروائی دکن مین محمد خان رومی بیجانگر کی
مہم مین توپون کو کام مین لایا تھا اور جب ہی سے ہندوستان مین شایع ہوئین -
جب سے اب تک کبھی ایسا توپخانہ نہین چھوٹا تھا کہ حیدر قلی خان کا اوسکے گولون نے
دشمنون کو ہرا دیا اور سر اس پر غالب ہوا اکثر سردار پیادہ ہو کر لڑے اور دہات اور
قصبات مین بھاگ گئے اور جو اونمین اندھیری رات مین بھاگے اونکو چورون اور راہزنون
نے لوٹ لیا - آخر شب مین دشمن کے لاکھ سوارون مین سے سترہ اٹھارہ ہزار سوار باقی
رہ گئے اونھون نے قدامت اور سید عبداللہ خان کی روشناسی کا پاس کر کے
توپخانہ کے مقابل بھوکے پیاسے رات گذاری - صبح کے قریب محکم سنگھ کے ہاتھی
پر ایک گولہ لگا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایسا بھاگا کہ پھر مدت تک کسی نے نہین دیکھا
کہ وہ مردہ ہے یا زندہ ہے جب دن ہوا محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا رزم کا میدان گرم ہوا
نجم الدین علیخان سادات بارہ کے ساتھ حیدر قلی خان کے توپخانہ کے مقابل آیا - ستیز
و آویزش بشدت گرم ہوئی کشش و کوشش سخت ہوئی باوجود توپخانہ کے قیامت
برپا کرنے کے نجم الدین علی خان نے ایسی بہادری دکھائی کہ میدان جنگ سے بادشاہی
لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے ہوتے کہ صمصام الدولہ منصور جنگ وقت پر کومک پر آگیا مردانہ

تذبذب میں تھیں وہ بادشاہی آدمیون کے پہنچنے تک جو کچھ نقد و زیور لے سکیں برقع یا بھٹی
پرانی چادر پہن کے گھرون سے نکلکر شاہجہان آباد کے کوچہ و بازار مین روانہ ہوئیں چند
نجیبہ سیدہ خواہش ایزدی پہ صبر و شکیب کر کے اپنی جگہ پر رہیں عبد اللہ خان کاشی
کہ سید عبد اللہ خان کا معتبر و معتمد تھا اور اوسکے متعلقون کی حراست اوسکے سپرد تھی
اوسنے ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کر کے امانت کے مال مین خیانت کی اور روپوش ہو گیا
غلام علی خان کہ سید عبد اللہ خان کی طرف سے شاہجہان آباد کا حاکم تھا وہ تغیر وضع کر کے
بارکو گیا - نجابت علی خان کہ برادر حقیقی عالم علی خان کا اور عبد اللہ خان کا متبنی +
تیرہ چودہ برس کا لڑکا اور غلام علی خان کا بھائی تھا بادشاہی آدمیون کے ہاتھ میں
گرفتار ہوا - بادشاہ نے اوسکو سید عبد اللہ خان پاس بھیجدیا - ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو بادشاہ نے
فتح پور سے کوچ کیا اور لمبی منزلین طے کر کے - ۱۹ کو شاہجہان آباد کے نزدیک آیا سلطنت کے
سرانجام کے لئے دو مقام کا حکم دیا سرسواری حضرت قطب صاحب کی زیارت کی وہان سے
آنکر بخشیون کو حکم دیا کہ جن امرا اور خانہ زادون نے جانفشانی کی ہے اونکو روبرو لائیں -
حیدر قلی خان بہادر ناصر جنگ ششش ہزاری کا ہفت ہزاری منصب پر اضافہ کیا
اور معز الدولہ کا خطاب دیا - ۲۲ کو شہر کی آئین بندی ہوئی - بڑے دبدبے اور شان سے
دار الخلافہ کے قلعہ مین داخل ہوا - آخر ماہ محرم مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
و آغر خان لاہور سے آنکر ملازمت سے شرف اندوز ہوئے - آوائل صفر ۱۱۳۳ھ مین راجہ جی سنگھ
اپنے وطن سے اور راجہ گردھر بہادر صوبہ اودھ سے آنکر عنایات شاہانہ سے سرفراز ہوئے -
نجم الدین علی خان کی بیٹی نواب قدسیہ بیگم پاس آگئی تھی بیگم کا ارادہ ہوا کہ اسکا نکاح محمد شاہ
سے کر دے - مگر سید عبد اللہ خان کو یہ امر ناگوار تھا اسلئے یہ لڑکی نجم الدین علی خان کے گھر
مین بھیجدی گئی - خبر آئی کہ اورنگ آباد سے نظام الملک چلا ہے لکر وہ اولنا بیجا پور کے
بندوبست کے لئے مصلحتاً چلا گیا +
راجہ جی سنگھ و گردھر بہادر نے اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت سے درگرانی غلہ

ہاتھی پر سوار کرکے بادشاہ پاس لایا۔ نجم الدین علی خان نے بھی شیر افگن خان سے سخت جنگ کی اوسکی آنکھ میں تیر لگا۔ شیر افگن خان نے اوسکی سب طرح خاطر جمعی کی اور اوسکو اپنے ہاتھی پر بٹھالیا جب عبد اللہ خان ہاتھی سے اُترا ہے تو اوسکے ساتھ دو تین ہزار سوار ہمراہ تھے اوسکا یہ حال دیکھتے ہی باقی فوج مع سیف الدین علی خان و شجاعت خان و ذو الفقار علی خان و عبد اللہ خان ترین کے اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئی۔ یہ ضعیف روایت ہے کہ سیف الدین علی خان میدان رزم سے باہر نکل کر بارہ کو بھاگ گیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ نے عبد اللہ خان نجم الدین علی خان کے مقید ہونے کے بعد ایک ساعت ٹھیر کر عبد اللہ خان کی ہیر کو ہمراہ لیکر وطن کی راہ لی۔ محمد شاہ کے لشکر میں فتح کی عید ہوئی اور لشکر سادات میں شکست کا محرم ہوا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ سید عبد اللہ خان کو اور شیر افگن خان نجم الدین علی خان کو محمد شاہ پاس لائے بادشاہ نے اون پر کمال رافت و شفقت کی اور جان بخشی کی نوید سنائی جسے ان دو گرفتار اسیروں کی خاطر فی الجملہ مطمئن ہوئی۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ کو سید عبد اللہ خان سپرد ہوا۔ اور شیر افگن خان کو نجم الدین علی خان حوالہ ہوا۔ محمد شاہ کو اوسکے نوکروں نے مبارکباد فتح دی اور اوسنے سب کو علی قدر حال انعامات لائق سے سربلند کیا اور تحسین و آفرین کی۔ عبد الغنی خان اور سادات بارہ جو بادشاہ کے لشکر میں آگئے تھے وہ محفوظ و مامون رہے۔ عبد اللہ خان کے زر سرخ و سفید و جواہر مرصع و طلا و نقرہ آلات و ہاتھی گھوڑے مع تمام کارخانجات جو لوٹ سے باقی رہے تھے وہ سرکار میں ضبط ہوئے۔ سلطان ابراہیم بے تقصیر نے بطریق ایلغار فرار اختیار کیا تھا وہ دو تین کوس سے بادشاہ پاس پکڑا آیا۔ بادشاہ نے اوسکی خاطر داری کی +

۱۴ محرم کو اس فتح اور سید عبد اللہ خان و نجم الدین علی خان کے قید ہونے کی خبر شاہجہان آباد میں آئی تو گھر گھر اس نوید کے شادیانے بجنے لگے عبد اللہ خان اور نجم الدین علی خان اور سرداران بارہ کی خدمہ کہ صدہا سے کم نہیں اور فتح و ہزیمت کے

کرتا ہوا چلا گیا۔ اور مظفر علی خان جو اجمیر کے صوبہ دار مقرر ہوا تھا بسبب عسرت و بے سرانجامی کے قصبہ رواڑی سے جو شاہجہان آباد سے تیس کوس ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ راجہ جودھ پور اجمیر مین آگیا اس پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے رواڑی مین چند روز توقف کیا راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ تمام قصبات وسیف کا ندار واہل حرفہ اپنے پیشہ مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مسجدون کے موذنون اور خادمون کو بلا کر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اوسنے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھا دیا کہ جسمین قول وقسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کی بقا عمر و دولت تک اجمیر و احمد آباد کی صوبہ داری راجہ پاس بحال رہیگی اب اوسنے اپنے عرایض اور اس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھہ صمصام الدولہ و روشن الدولہ پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری کا امیدوار اور خواستگار ہون اگر وہ بحال نہ رہیگی ہمچشمون مین میری آبرو نہ رہے گی اور جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر مین کیا کرونگا اسلئے امیدوار ہون کہ دونون صوبونمین سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو ان دونو صوبون کے ساتھہ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے جب راجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر کرکے مصالحت پر اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار ہیں اور دار الخلافہ کے نزدیک ہے اسلئے صوبہ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبہ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہیئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا۔ راجہ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہیئے۔ حیدر قلی خان کے ساتھہ اور امرا شریک ہوئے تو اوسنے سعادت خان بہادر جنگ کو بلایا۔ جو اسوقت اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز تھا۔ وہ فوراً آیا۔ سامان کارزار درست ہوا۔

اکثر پرگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہورہے ہین اسلئے اونھون نے بادشاہ سے التماس کیا کہ جب تک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو خبر یہ معاف کیا جائے بادشاہ نے جزیہ معاف کردیا۔

اس زمانہ مین زوال سلطنت کی علامت کوئی نہ کوئی ظاہر ہوتی جاتی تھی ۔ راجہ اجیت سنگہ کو اس رفاقت کے صلہ مین گجرات کی حکومت عنایت ہوئی تھی جو اوسنے کسی زمانہ مین سادات کے ساتھہ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اسمین کسی کی طرف طرفداری نہ کرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی غرض اجمیر و احمدآباد کے دونو صوبے راجہ کو محمد شاہ کی بقاے دولت تک حسب ضابطہ بادشاہی ملی تھی ۔ راجہ سادات کا شریک و رفیق تھا اوسکو اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی مان نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان دونو صوبون کا فرمان مع پنجہ کے نشان کے اس پاس بھیجدیا تھا ۔ راجہ نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے یہان اہل دربار کو راجہ سے کینہ اس سبب سے چلاجاتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجہ کا تھا ۔ راجہ بھی مذہبی تعصب کے سبب سے مسلمانون کے ساتھہ ناحق کا وتیرہ کرتا تھا ۔ بادشاہ نے ان دونو صوبون سے راجہ کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری مظفر خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگہ سوائی کے متوسلین مین تھا عنایت کی جب راجہ اجیت سنگہ کی معزولی کی خبر اس صوبہ گجرات مین منتشر ہوئی تو راجہ کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تجار کو تاراج کرکے باہر چلا جائے ۔ مہر علی خان بخشی معزول جو راجہ کی نیابت چندروز کرچکا تھا اور راجہ کے محاسبہ سے آزردہ تھا اور حیدر قلیخان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی سے ملول و مکدر تھا ان دونو نے اتفاق کرکے اس نظر سے کہ راجپوتونکا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلیخان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حسن خدمت کے حقوق ہمپر متحقق ہونگے ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کرکے راجہ کے نائب سر پر جا چڑھے ۔ ایک جنگ ہوئی اور راجپوتون کی جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا صفدر علیخان بابی کے خواہرزادہ کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتھہ شہر بدر کیا گیا ۔ وہ اپنے وطن جودہپور کی راہ مین بست اندازی

راجہ اجیت سنگہ کی معزولی +

خواس باختہ ہوا اور نارنول سے بہاگا اور گڈھ پہنی کے قلعہ مین پناہ لی - یہان وہ چندروز ٹھیرا
پہر ایک اونٹ پر سوار ہوکر جودہ پور چلا گیا - امراء شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے
دہونکل سنگہ کو امراے شاہی کے حوالہ کیا کہ وہ بادشاہ پاس اس کو لے جائین - اس اثناء
مین اجیت سنگہ کو اوسکے چھوٹے بیٹے بخت سنگہ نے مار ڈالا - دہونکل سنگہ نے دربار شاہی
مین آنکر باپ کی جانشینی کا خلعت پایا - اپنے ملک کو اوسنے مراجعت کی - اور وہان کا حاکم ہوا
اوسکے بہائی بخت سنگہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور یہان کے راجہ کو بھگا کے آپ خود راجہ بن بیٹھا
اس سال مین راجہ جے سنگہ نے ایک بڑا شاندار نیا شہر انبیر اور سنگانیر کے درمیان آباد کیا
اور سوائی جے سنگہ کے نام پر جے پور اسکا نام رکھا خافی خان لکھتا ہی کہ راجہ اجیت سنگہ کو نظام الملک
کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اوسنے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اٹھاتا
ہون اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون +

بزم آرائی +

سلاطین نامدار کا دستور ہی کہ وہ رزم سے فارغ ہوکر بزم کی آرایش کرتے ہین اور
اوسکے سوا فرخ سیر کی بیٹی سے بادشاہ کی شادی کا بھی جشن تھا ان دونو جشنون کے لئے
سب اقسام کا اسباب طرب و سرود تیار ہوا اور سنہ جلوس کے عشر ثانی ربیع الاول میں ان
جشنون کی تیاریان ہوئین دستور کے موافق امرا کو خلعت انعام ملے عشر ثانی ربیع الاول
مین محمد امین خان چین بہادر نے انتقال کیا عنایت اللہ خان کو وزارت کی نیابت تفویض
ہوئی - نظام الملک بار بار بلایا گیا تھا وہ ربیع الآخر کے عشر ثانی مین شاہجہان آباد کے نزدیک
آیا - اسکی نسبت برہم کار منافقون نے بادشاہ سے کلمات نامناسب کہے مگر بادشاہ نے
اون کو نہ سُنا - ۲۲ - ربیع الآخر ۱۱۳۴ھ کو نظام الملک بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز
ہوا - پنجم شہر جمادی الثانی ۱۱۳۴ھ کو قلمدان و خلعت وزارت اوس کو عنایت ہوا -

نظام الملک کی وزارت +

نظام الملک ہرچند چاہتا تھا کہ وزارت کا بندوبست اسطرح ہو کہ بادشاہ کی نیکنامی ہو
اور خزانہ جمع ہو مگر برہم کار مخل ہوکے اور اونھون نے چند کلمات افترا بادشاہ کے کان
مین پھونکے اور وزارت کین دخیل ہوئے خصوصًا بادشاہ کی کوکی کہ ایک زن سحر آفرین

مگر اور امرا اوسکے ساتھہ متفق نہ ہوئے پہر بادشاہ نے بہی اعانت مین پہلو تہی کی۔ اتنے
مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اوس نے
صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اور خود جے پور چلا گیا۔ اوسکے
تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ راجہ
اجیت سنگہ نے نارنول کو خوب لوٹا۔ یہان فوجدار بایزید خان سے راجہ کا مقابلہ نہ ہوسکا
پہر راجہ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ افواج مغلیہ نے اوسکے ساتھہ اتفاق
نہ کیا۔ حیدر قلی خان اوسکے ساتھہ متفق ہوا اور خیمہ سے باہر نکلا خلوت مین صمصام الدولہ
نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر راجہ کو فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا
ہے۔ اور اگر راجہ کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا تو روپیہ اور لشکر کہان ہے
جو اسکا علاج کریگا۔ پہر قمر الدین خان نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور سید عبد اللہ خان
اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی۔ اجیت سنگہ نارنول
پر قبضہ کرکے رواڑی مین آیا جو شاہجہان آباد سے پچاس میل پر ہے اسکی روک تھام
مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین نارضامند ہونے سے سارے
عزم اور آزادی بیکار رہی اور آخر کار امیر الامرا صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور راجہ
کی دلجوئی بار بار کی۔ راجہ اپنے ارادہ سے باز رہا۔ راجہ جو یہ چاہتا تہا کہ اگر اجمیر اوس کو
ملجائیگا تو وہ گجرات کو چھوڑ دیگا اسکا متوقع وہ کیا گیا۔ نظام الملک اورنگ آباد سے
بادشاہ پاس آتا تہا۔ اوسکے آنے پر تمام تدابیر اور سرانجام و انتظام ملکی موقوف رہا
تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس کے سوانح مین لکہا ہے کہ راجہ اجیت سنگہ کی
تنبیہ کے لئے شرف الدین خان ارادتمند خان امرا کی جماعت کے ساتھہ بہیجا گیا۔
راجہ نے علانیہ بغاوت اختیار کی تہی اور اجمیر و سانبہر پر قبضہ کرکے وہ نارنول مین آیا
شرف الدین کے ساتھہ راجہ جی سنگہ سوائی اور محمد خان بنگش اور گوپال سنگہ راجہ بہدادر تہے
ایک لاکھہ سوار اور دو لاکھہ سے زیادہ پیادے ساتھہ تہے۔ راجہ اجیت اس خبر کو سنکر

نفرت رکھتا تھا۔ دکن مین جاکر اوسکو محکم سنگھ اور اوسکے شیکارون نے بگاڑا لیکن اسیر بھی اس زمانہ مین دونو بھائی رعیت پروری اور کم آزاری مین کافہ انام مین ممتاز تھے سید حسین علیخان بڑے بہائی صاحب کمالون اور ارباب حاجت کے ساتھہ زیادہ سلوک کرتا تھا اپنے وقت کا حاتم تہا ہر روز فقرا مین بہت طعام اور غلہ خام تقسیم کرتا تہا۔ اوسنے اورنگ آباد مین رفاہ خلق کے لئے ایک حوض بنایا وہانکے آدمیونکو پانیکی کمی کے سبب سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ وطن بارہ مین سرا اور پل اور عمارات عاقبت بخیر تعمیر کرائین سید عبد اللہ خان بھی تحمل و بردباری و سعت خلق مین مشہور تہا ملا عبد الغفور بوہرہ ملک التجار بندر سورت ایک کروڑ اکئی لاکہہ روپیہ چھوڑ مرا تہا جسکو فرخ سیر کے متصدی ضبط کرنا چاہتے تھے۔ مگر سید حسین علیخان نے یہ سب روپیہ عبد الحق پسر ملا عبد الغفور کو دلوا دیا۔ صحیح النسب سید کیلئے یہ ضرور ہے کہ وہ خلق محمدی و سخاوت ہاشمی و شجاعت حیدری سے بہرہ تمام رکھتا ہو۔ ان دونون مین یہ تینون صفتین تھین۔ نظام الملک کی واپسی کے بعد اسکے سوا کوئی معرکہ نہین واقع ہوا۔ کہ برہان الملک سعادت خان بہادر کو صوبہ اکبر آباد کے علاوہ صوبہ اودہ مرحمت ہوا۔ اس صوبہ جدید کے انتظام کے واسطے برہان الملک گیا اور اکبر آباد مین اپنا نائب راے نیل کنٹھہ کو مقرر کر گیا۔ ایک دن یہ نائب ہاتھی پر سوار جاتا تھا کہ ایک جاٹ نے درخت کی پھلنگ پر بیٹھکر اوس کو تفنگ کا ایسا نشانہ بنایا کہ دنیا مین اسکا نشان نہ رکھا۔ سعادت خان بہادر کا ارادہ تھا کہ انکو انتقام لے کہ صمصام الدولہ نے موقع پاکر راجہ جی سنگہ سوائی کو جو جاٹون کا پرانا دشمن تھا انتظام و انتقام کی نظر سے آگرہ کا حاکم مقرر کر دیا سعادت خان فقط اودہ ہی کا صوبہ دار رہ گیا۔ سعادت خان ہر چند جاٹون کی تنبیہ و تادیب مین ترددات نمایان کرتا تھا مگر تراکم اشجار دشوار گذار اور قلب مکان جاٹون کی ایسی پناہ گاہ تھے کہ اونکا استیصال واقعی نہیں ہوتا تھا۔ ایران و توران و افغان کے چند امراے مغلیہ اور توپخانہ اور مصالح قلعہ گیری اور دو لاکھہ روپیہ کا خزانہ راجہ کے ہمراہ کیا گیا۔ راجہ جی سنگہ نے جنگل کو کاٹ کاٹ کر مورچالون کو بڑہانا شروع کیا اور جاٹون کی گڈہیون کو گھیرا۔ چورامن جاٹون کا بوڑھا راجہ تھا اوسکے قلعہ تھون کو محاصرہ کیا اور اوسکے بھتیجے بدن سنگہ کو

جاٹوں سے لڑائی +

پرفن صاحب جوہر تھی خواجہ خدمتگار خان بادشاہ کا مقرب تھا اوسکے ساتھ وہ ہمراز اور
ہمدم ہوئی۔ کفایت اور خزانہ جمع کرنے کے لئے وہ آدمیون سے بہت روپیہ پیشکش کے نام
سے لیتی اور بندوبست وزارت مین خلل ڈالتی سادہ لوح بادشاہ کو اور مقرب بھی نظام الملک
کی طرف سے بہکاتے رہتے معز الدولہ حیدر قلی خان جو میر آتش مستقل تھا چرب زبانی سے
مقدمات مالی و ملکی مین دخیل ہوتا تھا جب نظام الملک نے حیدر قلی خان کی حرکات پر بادشاہ
سے اشارہ کیا۔ بادشاہ نے اوسکو ملائمت سے نصیحت کی تو وہ اپنے صوبہ احمد آباد کو رخصت ہوا
اور وہان جاکر اکثر بندہائے بادشاہی کی جاگیرین ضبط کرلیں اوسکی جب فریاد ہوئی اور
اوسکو فہمائش کی گئی اوسنے سنا نہیں تو اوسکی جاگیرین اطراف شاہجہان آباد مین احمد آباد
کی جاگیرون کے عوض مین ضبط ہوئین +

سید عبد اللہ خان نے سلخ ذی الحجہ ۱۱۳۴ کو اس جہان فانی سے روضہ جاودانی کو کوچ کیا
کہتے ہیں کہ وہ مسموم ہوا لیکن اسمین عجیب بات یہ ہے کہ ثقہ آدمیون کی زبانی معلوم ہوا کہ
جسوقت سلطان محمد ابراہیم و سید عبد اللہ خان سے مقابلہ کے لئے محمد شاہ سوار ہوا ہے
تو اوسنے خدا سے عہد کیا تھا کہ فتح او مستقل سلطنت پانے کی صورت مین کسی سید کو قتل و
استیصال نہیں کرونگا خواہ اوسنے کیسی ہی بڑی تقصیر کی ہو۔ اور نظام الملک بھی سید
عبد اللہ خان کی رعایت میں کوشش کرتا تھا اور جب خلا ملا مین ان دو بھائیون کا
ذکر آتا تو سید عبد اللہ خان کو فرخ سیر کے بارہ مین وہ بے قصور بتاتا اور مدعیون کے مقابل
مین وہ اصلاح مین کوشش کرتا تھا چنانچہ دونو بھائی جو نمک حرام اور حرام نمک لکھے جاتے
تھے اوسکو منع کیا۔ ہرگز یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ مسموم کرنے مین شریک ہوا ہو واللہ اعلم عند اللہ +

اگرچہ دونو بھائیون نے خصوصاً سید عبد اللہ خان نے فرخ سیر شہید کے باب مین اور
رشوت لینے مین اور اجارہ کی سختی مین اور اور سلوکون مین ایسے کام کئے کہ جس سے خلق کو
شکایت ہوئی مگر ان سب کامون کا سبب دیوان رتن چند تھا وہ خلق کے ایذا مین زیادہ
کوشش کرتا تھا حسین علی خان دکن جانے سے پہلے زر کارسازی کے لیئے سے نہایت

ذکر سید عبد اللہ خان کی وفات +

بیان سید عبد اللہ خان و سید حسین علی خان

قرآن تہا جو اسپر خدا نے بہولی بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے دو میل کے فاصل
پر ہے) مین نازل کیا تہا یہ پہاڑی اسکے واسطے گویا کوہ طور تھی ۔ اسپر جاتا اور کوئی نہ کوئی
ڈھکوسلا گھڑلاتا وہ بیان کرتا تہا کہ ہر پیغمبر الوالعزم کے بعد نو بیگوگ ہوتے ہین خاتم الانبیا
کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضی تہے تو ان بیگوگ مین ہون
امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونو ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تھین مگر بعد ازان
وہ دونو جدا ہو گئین بیگوگیت نے مجھہ مین اور امامت نے حضرت امام محمد تقی مین انتقال کیا
اور مین خاتم البیگوگیت ہون پانچ وقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین نمازین
مقرر کین جو یون پڑھی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کی طرف منہ کئے
ہوئے کھڑی ہوتین اور زبان نو ایجاد مین کچھہ پڑھتے پڑھی جاتی غرض کفر کی باتین
ایسی کرتا جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام وہ نہایت عجیب و غریب رکھتا اپنا نام مود اللہ مود و امود رکھا
اور شاگرد کا نام فرالود رکھا غرض وہ اقوال کاذبہ اور افعال باطلہ کو شائع کرتا رہتا اور دنیا
کو اپنے جال مین پھنساتا رہتا ۔ یہانتک اسکے اعتبار کی نوبت پہنچی کہ خود بادشاہ فرخ سیر
چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا تو اسکا دماغ ایسا چلا کہ اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا جب بادشاہ
بہت گڑگڑایا تو اوس کو اندر بلایا ۔ جب حضرت کو بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر نہ کی
مگر بادشاہ کو اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف نذر دیا اور اوسکی لکھائی کا ستر روپیہ لے لیا جب
حضرت سے بادشاہ نے اپنی نذر قبول کرنے کے لئے بہت کچھہ کہا تو فرمایا اچھا غریبون
اور بیکسون مین اوسکو بانٹ دو ۔ فرخ سیر کے عہد مین اوسکی یہ صورت رہی اب محمد شاہ
کا عہد آیا اس کے فرقہ نے اور بھی زور پکڑا ۔ محمد امین خان وزیر نے اوسکے استیصال کا
ارادہ کیا ۔ مود اللہ کی گرفتاری کے لئے سپاہیونکو بھیجا تو حضرت نے سپاہیون کو
یون پرچایا کہ اپنی ایک بیماری شکل کی بیٹی کے ہاتھہ روٹیان بھیجین اور سپاہیون سے
کہا کہ فقیر کے گھر کا ناشتا اتنے کرو مین بھی آتا ہون کہ اتنے مین خبر آئی کہ درد قولنج سے
محمد امین خان کا برا حال ہو رہا ہے یہ سنکر سپاہی اولٹے چلے گئے جو لوگ توہمات

اپنے ساتھ متفق کر لیا اور اوسکے استحقاق کے دعوی کی تائید کر کے جاٹون مین پھوٹ
ڈال دی چورامن جاٹ کے بیٹے محکم سنگہ نے باپ سے کچھہ ایسی گستاخی کی کہ وہ باپ بیٹون کی
شان کے لئے شایان نہ تھی اسلئے چورامن زہر کھاکر مر گیا محکم سنگہ اسکا جانشین ہوا۔ وہ
احمق تھا۔ راجہ جے سنگہ نے اوسکے رفیقون کو توڑ کر بدی سنگہ کا ساتھی بنا دیا محکم سنگہ
بھاگ گیا۔ نہم صفر ۱۱۳۵ھ مین قلعہ تھون فتح ہوا اور ایک دو اور گڈھیان تسخیر ہوئیں تو افواج
بادشاہی کے تسلط سے جاٹ اپنے مقام دماوے مین بھاگ گئے۔ اور آدہی رات کو اپنے گھرون
مین آگ لگائی اور باروت خانہ کو جھلسا لگایا۔ نقد و جنس جو اوٹھا سکے اوٹھا کر بھاگ گئے تو بھی
اور غلہ بہت چھوڑ گئے جان سلامت لیگئے۔ بند ہائے بادشاہی کے تصرف مین گڈھیان
آئین خزانہ کی بڑی شہرت تھی اسکا پتا کہین نہین لگا۔ بہت مکان اوسکے لئے کھدوائے گئے
اس شرط سے بدی سنگہ راجہ ہوا کہ وہ بادشاہ کو خراج دیا کرے

محمد شاہ کی سلطنت مین بھی عجیب و غریب واقعات و حادثات وقوع مین آتے رہے
چنانچہ کابل مین قوم کا سید مشہد مقدس کا رہنے والا میر محمد حسین آیا۔ اوسنے عمدۃ الملک
امیر خان صوبہ دار کابل کے ہان رسوخ پایا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے اپنا
نکاح کیا۔ جب یہ رشتہ تعلق پیدا ہوا تو کابل سے عالمگیر بادشاہ کے واسطے بہت تحفے
تحائف اور عطیے وغیرہ لیکر وہ روانہ ہوا۔ لاہور مین پہنچا تھا کہ عالمگیر کے مرنے کی خبر
اس پاس آئی۔ تو اوسنے وہ سب تحفہ تحائف ستر اسی ہزار روپے کو بیچ ڈالے اور اس
سرمایہ کو بغل مین دبایا اور توکل اور فقر کا جامہ پہنا۔ علم سے بے بہرہ نہ تہا۔ دو چار
طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ ایک نئی زبان کا رنگ جمایا کہ قلیلی فارسی کے الفاظ متروک
جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے انمین امالہ و اشباع و قواعد غریبہ خرچ کئے۔ اور اوس کو
اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت کرنی شروع کی پہر ایک نیا مذہب
اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا گھڑا۔ اور خود بیگوگ بننے کا
دعوی کیا۔ ایک کتاب تالیف کی اسکا نام اجزہ مقدسہ رکھا۔ گویا وہ اوسکی زبان مخترع مین

میر محمد حسین معروف بہ خود و دائم خود [illegible] +

کہ اگر حیدر قلی خان اطاعت نہ کرے تو اوسکی تادیب کرے جب وہ اکبرآباد مین آیا تو
حیدر قلی خان کی سانوسی اور چاپلوسی کے خطوط معذرت آمیز نظام الملک پاس آئے۔
جب نظام الملک ٹوڈہ مین آیا تو خطوط سے معلوم ہوا کہ حیدر قلی خان کو جنون ہو گیا ہے
ایک اور روایت یہ ہے کہ نظام الملک کی یہ خبر سنی کہ وہ احمد آباد مین آیا ہے اور عوض
خان بہادر افواج دکن کے ساتھ اور راجے راو وغیرہ مرہٹے راجہ ساہو کے اس سے مل گئے
ہیں اور احمد آباد کے ہمراہی اوسکے مطیع ہو گئے ہیں تو اس نے تمارض کیا اور اپنی مالیخولیا کی شہرت
دی۔ بادشاہ پاس بیٹے کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ میں بادشاہ پاس آنے کو مجبور ہوں
اور اوسکے بعد خود روانہ ہوا۔ جب نظام الملک کو جھالوہ مین یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے
اپنے عم حامد خان بہادر کو احمد آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود اوائل جمادی الاخری سنہ ۱۱۳۶
مین دارالخلافہ کی طرف مراجعت کی بادشاہ کے حضور مین پہنچکر اوس نے وزراے خیر اندیش
کا طریقہ اختیار کیا۔ امور ملکی کا بندوبست خزانہ کی گردآوری اطراف کے فساد کے دفع
مین ازراہ فدویت واظہار کفایت سعی کی مگر حضور کے برہم کارون کے حسد وعناد سے جیسا
کہ چاہیے تھا کہ امور ملکی کا بندوبست وکار وزارت ہو نہ ہوا۔ ارکان سلطنت جو اسوقت
بڑے بڑے کامون پر مامور تھے یہ تھے صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول اعتماد الدولہ
معز الدین خان بخشی دوم۔ روشن الدولہ بخشی سوم۔ سید صلابت خان بخشی چہارم۔
عزة الدولہ شیر افگن خان اور لطف اللہ خان صادق صدر الصدور۔ بادشاہ کے
مزاج پر روشن الدولہ بڑا حاوی تھا عمدة الملک نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور
اور خاندانی امیرزادہ تھا۔ دلیرانہ ہمت اور مردانہ دماغ رکھتا تھا۔ اسکی ظرافت اور لطیفے
ایسی تھیں کہ سارے دربار کو آفات اور مصائب مین بھی ہنسی کے مارے لٹا لٹا دیتا تھا
شاہ حسن صاحب محمد درویش کی صاحبزادی رحیم النسا بادشاہ کی کوکی تھی۔ بادشاہ سے اوسکو
وہ تقرب حاصل تھا کہ بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا اور وہ صاحب دستخط تھی۔
محل کے اندر عرائض پر احکام اسی کے جاری ہوتے تھے۔ غرض بادشاہی اختیارات کی

باطلہ مین گرفتار تھے وہ یہ سمجھے کہ ان حضرت کی گستاخی سے درد قولنج اوٹھا۔ یہان تک
اس وہم نے لوگون کو گھیرا کہ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان نے اوسکی بھینٹ
کے لئے پانچہزار روپئے بھیجے۔ اب ان حضرت پاس دم بدم یہ خبر آتی ہے کہ وزیر کا
دم لبون پر ہے بہلا ایسے وقت مین کیون نذر قبول کرکے وہ اپنی ہنگو گیت مین بٹہ لگاتا
جب نذر پیش نظر ہوئی تو فرمایا کہ اُسے لے جاؤ۔ ہم نے اس کافر کے جگر پر تیر ایسا مارا ہے کبھی
زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونے کے لئے آبیٹھا ہون۔ میرا باپ بھی مسجد مین شہید
ہوا تھا۔ اگرچہ مین خود ایک دفعہ شہید ہوچکا ہون اب مین دوبارہ شہید نہیں ہونگا قمرالدین
خان کے آدمیون نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ کچھہ جواب لکھہ دیجے تو یہ لکھ دیا کہ تیر از کمان جستہ
وآب از جو رفتہ باز نمے آید۔ اور ایک قرآن کی آیت لکھہ دی جسکا حاصل مطلب یہ تھا کہ مومنین
کے لئے شفا اور ظالمین کے واسطے خسارت اوترتی ہے۔ یہ لکھہ کر کہا کہ لے جاؤ لیکن جب
وہان پہنچو گے تو بیمار کو زندہ نہ دیکھو گے۔ یہی ہوا کہ ان آدمیون کے آنے سے پہلے
وہ تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ قاعدہ ہے کہ وزیرون کے ایسے مرگ مفاجات مین زہر
کھانے کا گمان ہوا کرتا ہے۔ مگر یہان ایک اور ہی زہریلا سانپ نکلا جسکا کاٹا لوگون
کے نزدیک نہ جیا۔ دو تین برس کے بعد یہ ہنود وامنود نابود ہوئے پھر کچھہ مدت یہ سلسلہ اونکی
اولاد مین جاری رہا مگر سنہ ۱۱۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا پانی دیوا اور نام لیوا نہ رہا +

حیدر قلی خان +

جب حیدر قلی خان کو خبر لگی کہ اطراف شاہجہان آباد مین اوسکی جاگیرین ضبط ہوئین
تو اوسنے بادشاہ کے بعض مقربین سے عرض کیا کہ جاگیرون کے ضبط ہونے کی صورت مین
مجھسے نوکری کی توقع نہ رکھین حیدر قلی خان پر نالشیں بہت سی ہوئیں اور اوسکی
نافرمانی حد سے گذری تو وہ احمدآباد کی صوبہ داری سے بدلا گیا۔ اور غازی الدین خان
بہادر خلف الصدق نظام الملک بہادر فتح جنگ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ یہ صوبہ داری دکن
کی صوبہ داری کا ضمیمہ بنی۔ جاٹون کی مہم کے انفراغ کے بعد۔ دوم ماہ صفر سنہ ۵ جلوس
کو احمدآباد کے بندوبست کے لئے احمدآباد کو نظام الملک روانہ ہوا اور اوسکو یہ خدمت بھی سپرد ہوئی

اور یہ بات مقربون کے دلون میں کانٹون کی طرح چبھتی تھی - اسلئے نظام الملک کے مرکوز خاطر
جو تھا وہ اصلا بادشاہ کے خاطر نشان نہ ہوتا تھا - ناتجربہ کار بادشاہ کو نظام الملک بہادر
کے حق مین فاسد فکرون نے ایسا بہکایا کہ نظام الملک نے عاقبت اندیشی اور اپنی آبرو کے
لحاظ سے اپنی نیک صلاح و مصلحت اس مین دیکھی کہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ۶ جلوس مین
شکار کے نام سے چند روز کی رخصت لی اور دار الخلافہ سے نکل کر اور آب و ہوا کی تبدیل
کا بہانہ بناکے گنگا کے کنارہ پر تیس چالیس کوس پر شاہجہان آباد سے شکار کھیلتا ہوا
پہنچا - اس اثناء مین خبر آئی کہ ضلع صوبہ احمد آباد اور مالوہ مین مرہٹون اور مفسدون نے
فساد اٹھا رکھا ہے - صوبہ اول تو اس سپہ سالار سے اور صوبہ دوم اوسکے بڑے بیٹے
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے تعلق رکھتا تھا اسلئے نظام الملک نے بادشاہ کے
حضور مین عرضداشت بھیجی کہ ان دونو صوبون کے انتظام کے لئے جانے کی رخصت
دی جاے - دریاے گنگ کے کنارہ پر سورون ایک مشہور شکارگاہ ہے وہان سے
مفسدون کی تنبیہ کے لئے دکن روانہ ہوا - ابھی اجین مین پہنچا نہ تھا کہ مرہٹے اوسکی
آمد آمد کی خبر سنکر عبرت پذیر ہوئے اور اب نربدا سے پار دکن مین چلے گئے
مفسدون نے بھی اپنی لوٹ مار کم کی - نظام الملک نے اوجین کی نزدیکی تک تعاقب
کیا - جب اوسنے سن لیا کہ مرہٹون نے دریاے نربدا سے عبور کیا تو اوسنے معاودت کی
پرگنہ سہور مین آیا جو مالوہ کے مضافات مین بلدہ سرونج سے قریب ہے - وہ چاہتا تھا کہ صوبہ مالوہ
کا بندوبست کر کے بادشاہ پاس جاے +

مبارز خان اور نظام الملک بہادر کی لڑائی +

دو سال ہوے کہ عالم علی خان کی جنگ کے بعد مبارز الملک نظام الملک پاس آیا
تھا اور عقیدت اور اخلاص کو ظاہر کیا تھا - نظام الملک بہادر نے اوسکے چار ہزاری
منصب پر دو ہزاری کے اضافہ کی اور عماد الملک مبارز خان بہادر ہزبر جنگ کے خطاب
کی تجویز کر کے بادشاہ سے منظوری منگائی تھی - ماہی مراتب پالکی جھالر دار خود تو اضع
کی اور اوسکے بیٹون اور رفیقون کے لئے بڑھے بڑھے اضافے اور خطاب تجویز کئے

محل کوکنی بی کوکی کے ہاتھ میں تھی +

نظام الملک کا دوبارہ دکن کو جانا +

نظام الملک بہادر کے دکن جانے کی روایتیں مختلف بیان کی جاتی ہین مگر خافی خان نے جو ثقہ معتبر آدمیون سے روایت سُنی ہے وہ یہ ہے کہ ان ہی ایام مین ایران کے فساد کی خبر آئی کہ سلطان حسین شاہ فرمان روائی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اصفہان پر سرحد شیراز تک قابض ہوا اور اہل اصفہان پر بڑی خرابی لایا سلطان حسین کو مقید کیا شاہزادہ طہماسپ مع برادر و پسران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے باہر اس ارادہ سے گیا کہ لشکر فراہم کرے۔ محمد شاہ پاس پیہم یہ خبرین آتی تھین۔ ایکدن نظام الملک نے خیر خواہی کے اظہار کے لئے عرض کیا کہ اول اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف ہونی چاہئے۔ دوم رشوۃ جسکا نام پیشکش رکھا گیا ہے جاری ہو رہی ہے وہ بادشاہون کی داب سے بعید اور رائے سلیم کے خلاف ہے موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہئے چہارم شیرشاہ نے ہمایون سے ہندوستان چھین لیا تھا اور ہمایون شاہ ایران پاس گیا تھا تو شاہ ایران نے اوسکی کومک و خدمتگاری و مہمان پرستی واجبی کی تھی اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفع کے لئے فرمانروائی ایران کی کومک کیجائے تو تواریخ مین خاندان تیموریہ کی نیکنامی یادگار روزگار رہے گی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی کونسا ہے کہ ایسی مہم پر مامور کیا جائے۔ فتح جنگ نے عرض کیا کہ حضور بندہ ہائے کار طلب مین سے جس کسی کو مامور فرمائینگے حکم کی اطاعت بجا لائیگا۔ اگر خانہ زاد کو اس مہم کے لئے حکم ہوگا تو دل و جان سے کوشش کریگا۔ اور اسی طرح بادشاہ کی خدمت مین خیر اندیشی و خیر خواہی کی باتین عرض کین۔ اس مصلحت کے واسطے بادشاہ نے مشورہ اور امرائے حضور سے کیا۔ اونہون نے نظام الملک کی طرف ایسی باتین بادشاہ سے عرض کین کہ نظام الملک سے بادشاہ بدگمان ہو گیا۔ اس سبب سے کہ روبیہ سلطنت کے موافق عنایات و آداب اطاعت بادشاہ بالکل نہین رہی تھین نظام الملک آداب بادشاہی کے نسق کے لئے از سر نو اجرائے حکم چاہتا تھا

اور ملک مین خرابی پھیلتی جاتی تھی - اسواسطے اواخر ذی قعدہ مین نظام الملک بہادر
اورنگ آباد سے چلکر تالاب جسونت نگر کے کنارہ پر آیا جو بلدہ سے نزدیک تھا اور نامہاے
نصیحت آمیز بمقتضائے الصلح خیر لکھے کہ مسلمان کی خون ریزی نہ ہو دفع شر کے لئے حجت
تمام ہو مگر مبارز الملک کو دکن کی صوبہ داری کا ست ایسا چڑھا ہوا تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سُنا
کبھی اوسنے یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے نظام الملک بہادر کی فوج کے مقابل آئے کبھی اپنے
مشیرون سے مصلحت کرتا کہ نظام الملک نے لشکر دائیں بائیں طرف سے ہوکر دوسرے رستہ سے
اورنگ آباد میں ایلغار کرکے جائے اور اوس کو تسخیر کرکے اپنے تصرف میں لائے چنانچہ
اسی قصد سے نظام الملک کی فوج کے سامنے سے منحرف ہوکر دریاے پورنا سے گذرا
اور سوار اور پیادون کی ایک جماعت کو اپنے ایک میر شمشیر کے ہمراہ نالہ قلب کے کنارہ پر بھیجا
کہ وہ نظام الملک بہادر کی فوج کو روکے اس نالہ پر فریقین کی سپاہ متعینہ مین جنگ
ہوئی - مبارز خان کی فوج کے بہت آدمی مع سرداروں کے مقید ہوئے اور نظام الملک
کی فوج نے فتح و نصرت کے ساتھہ مراجعت کی - پھر ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو اورنگ آباد سے چالیس کوس
پر قصبہ شکر کھیرہ پر مقابلہ کا اتفاق ہوا نظام الملک اور عماد الملک نے اپنی اپنی فوج بندی
کی دونو فوجین مقابل ہوئیں - نظام الملک نے تیز جلوئے میں سبقت اسلئے نہیں کی کہ مسلمانوں
کی خونریزی مین پیش قدمی اس سے ظہور مین نہ آئے مگر مبارز خان نے پیش قدمی کی -
دونو طرف سے بہادرون اور دلاورون نے رزم گاہ میں قدم رکھا - ۲۴ محرم ۱۱۳۷ھ کو ایسی
لڑائی ہوئی کہ کمتر دیکھنے اور سننے میں آئی - تیس چالیس کے قریب فیل سوار نامی سردارون نے
جان آفرین کو جان سپرد کی - مبارز خان کے دو بیٹے اسعد خان و سعود خان کشتہ ہوئے
اور دو بیٹے محمد خان و حامد اللہ خان زخمی ہوکر دستگیر ہوئے - مبارز خان کے ہاتھی کا
فیلبان زخمی ہوکر ہاتھی پر سے گر پڑا تھا - مبارز خان اپنا خون سے بھرا ہوا کرتہ کفن کی
صورت پہن کر فیلبانی کرتا تھا - آخر کو زخمہاے کاری نے اوسکا کام بھی تمام کیا - نظام الملک
بہادر کی فوج مین فتح کے شادیانے بجے - مبارز خان کے لشکر میں تین ہزار آدمی مقتول ہوئے

اور خود رعایت کرکے سابق کی جاگیر اور خدمات پر اضافہ کیا - عماد الملک مبارز خان نے فتح جنگ سے عہد و قرار کیا کہ جب تک بادشاہ آپ کی قدردانی کریگا تو مین بادشاہ کا نوکر رہونگا اور اگر یہ نہ ہوگا تو مجھے آپ اپنے مطیع رفیقون مین سے جانین - اب دکن کی طرف سے خبر آئی کہ مبارز خان ناظم صوبہ حیدرآباد اس ارادہ سے حیدرآباد سے اورنگ آباد کی طرف چلا ہے کہ کل دکن کی صوبہ داری اوسکے نام پر مقرر ہوئی اور بیجاپور کے صاحب فوج افغانون عبد الغنی خان و دلیر خان و بہادر خان اور نواح کے عمدہ فوجدارون کو کمک کے لیے طلب کیا ہے عضد الدولہ عوض خان بہادر منور جنگ جس کہ نظام الملک بہادر کی عمہ منسوب تھی اور نظام الملک کی طرف سے دکن کی نیابت صوبہ داری پر مقرر تہا - اوسکو لکھا کہ مین آتا ہون آپ اورنگ آباد کو خالی کیجیے اور ایسے ہی اورنگ آباد کے اور منصبدارون کو نوشتجات استمالت آمیز بھیجکر اور حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ باوصف اسکے کہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اس سپہ سالار کا بیٹا بطریق نیابت وزارت کا کام کرتا تہا اوسکو بدل دیا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر کو وزیر مقرر کیا - اور کوکی عرتشیہ کا استقلال اور زیادہ کیا - اسلیے بعض اور وجوہ کے سبب سے نظام الملک مالوہ سے دکن کی سمت چلا گیا اور اواخر ماہ رمضان مین اورنگ آباد مین آگیا - مگر خطوط نصائح آمیز عماد الملک کو لکھے جنکے جواب مین لکھا آیا کہ مبارز الملک نے اپنے ارادہ کو فسخ کیا نظام الملک باوصف اسکے کہ سراپا حلم و تمکین تھا اور مکرر اوسنے نصیحت آمیز نوشتجات بھیجے اور مواثیق سابق کے حقوق یاد دلائے اور اورنگ آباد مین دو مہینے تک وقع الوقت کرتا رہا مگر مبارز خان کی موت اوسکو دامن کشان اورنگ آباد کی طرف لاتی تھی اور اس پاس بہادر خان برادر داؤد خان پنی کی - اور اور سردارون کی بہت سی جمعیتین جمع ہوگئی تہین اور بے شمار پیادے اکٹھے ہوگئے تھے اور روز بروز اوسکی جمعیت بڑھتی جاتی تھی اور اس بات سے مرہٹون کا فساد بڑھتا جاتا تھا

مع لشکر مقرر کیا اور مفسدوں کی تنبیہ مین واقعی مصروف ہوا - ان ہی دنون مین کہ صوبہ حیدر آباد
کے ملک کے انتظام مین نظام الملک اشتغال رکھتا تھا انورالدین خان بہادر شاہجہان آباد
سے اس پاس آیا - اوسنے اسپر بہت مہربانی کی حیدرآباد کی صوبہ داری کی خدمت پر
مقرر کیا - اوسنے حیدرآباد کے بدبختون کی اور ضلع سنکاکل وغیرہ سرکارون کے متمردون
کی تنبیہ و تاکید بوجہ احسن قرار واقعی اسی طرح کہ اس کانٹے بھرے ملک مین انتظام اور
کمال امنیت ہوگئی - اور منافع کلی کو جو کبھی ابتدا تسخیر ملک سے عالمگیر اور بہادر شاہ کے
عہد دولت مین خزانے مین داخل نہین ہوا تھا وہ داخل کیا غرض اگر نظام الملک کا سارا انتظام
بالتفصیل لکھا جاوے تو اختصار کا سررشتہ ہاتھہ سے جاتا ہے نظام الملک فتح جنگ بہادر
ہمیشہ فارویت مین مصروف رہتا اور کوئی حرکت بیجا اصلاح وقت سے غیر اسکے ظہور
مین نہ آتی اور فی الحقیقت وہ کوئی کام سوا اسکے نہیں کرتا جس سے خاندان تیموریہ
کی سلطنت جو ہاتھہ سے جا چکی تھی رونق تازہ ہوتی اور سرمو نافرمانی نہیں کرتا محمد شاہ
بادشاہ نے بہ تقاضاء وقت فیل او جواہر بھیجے اور آصف جاہی کا خطاب دیا -
وہ ملک کے بندوبست اور مفسدون کی تنبیہ و سرکشون کی تادیب اور زیردستون کی
غمخواری حال مین مشغول ہوا جو سابق عملداری مین مرہٹون اور دشمنون کا فساد تھا
اسمین تخفیف ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر مبارز خان سادات کی قرارداد کے موافق نہین دیتا تھا
اور مرہٹون کی تنبیہ و تادیب مین نمایان تردد کرتا تھا لیکن جس جا غنیم کے منصوبے
قابو پاتے تھے چوتھہ سے زیادہ جو کچھہ لے سکتے تھے لے لیتے تھے اور اکثر انہیں مخوف تھیں +
جب نظام الملک یہان احمدآباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور احمد قلی خان بہادر
بادشاہ پاس آیا تو اوسنے دو بھائیون شجاعت خان و ابراہیم خان کو جو اوسکے
بخشی آور وے تھے احمدآباد مین اور اونکے تیسرے بھائی رستم علی خان کو بندر سورت مین
اپنا نائب مقرر کیا - نظام الملک نے اپنے عموے حامد خان کو اپنا نائب مقرر کیا شجاعت علی خان
اپنے بھائی ابراہیم علی خان کو شہر مین چھوڑکر خود پرگنات کے بندوبست کے واسطے گیا تھا

نظام الملک نے جو مبارز خان کی سپاہ کے قیدی زخمی تھے خاص کر اوسکے دو بیٹون کے احوال
کی بڑی خبرگیری کی اور اونکا علاج کرایا۔ دوا غذا دی مردون کی تجہیز و تکفین اچھی طرح کی۔
مبارز خان کے بیٹون اور امیرون کے جو جواہر و امتعہ ضبط ہوئے تھے وہ پھر اونکو دیدئے +
بعد فتح کے اورنگ آباد مین نظام الملک گیا اس ضمن مین حیدرآباد کے سوانح نگار
کے نوشتے پیش نظر آئے کہ خواجہ احمد خان پسر مبارز خان جسکو حیدرآباد مین باپ کی نیابت
مقرر ہوئی تھی وہ محمد نگر کے قلعہ مین گیا جو حیدرآباد کے قریب ہے اوسپر متصرف ہوا اور اپنے
مال و متاع کو قلعہ مین لے گیا اور قلعہ کا بندوبست کیا۔ نظام الملک اورنگ آباد مین
ٹھیر کر حیدرآباد مین گیا اور اس ضلع کا بندوبست کیا خواجہ احمد خان نظام الملک کی
طرف سے بیجا وسوسے و توہم رکھتا تھا۔ قلعہ کی پشت گرمی اور خزانے کے موجود ہونے
سے اور اس شہرت سے کہ بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ داری اور قلعہ داری کا فرمان
پہنچا ہے تمام صوبہ مالوہ مین فساد و شورش کا مادہ فساد ہوا ایک سال تک اطراف کے
عمال و قلعہ دارون و زمیندارون کو لکھتا رہا کہ وہ دخل نہ دین اور جابجا قلعہ دارون
اور زمیندارون کی مدد کے لئے فوجین مقرر کین اور بعض مفسدون کو جنکو مدت سے مبارز خان
نے قلعہ مین مقید کر رکھا تھا اونکو چھوڑ دیا کہ مادہ فساد کو بڑھائین اونہون نے اپنے محالات مین
جا کر تمام صوبہ مین اس مرتبہ پر شورش برپا کی کہ عمالون کا عمل یک لخت اوٹھ گیا اور تحصیل
بند ہو گئی اور مسافرون کی آمد و شد جاری نہ رہی بعض محالات مین مفسدون نے عمالون
پر حملہ کر کے ایک ہنگامہ برپا کیا چنانچہ اس فساد مین کاظم علی خان فوجدار نواح بھونگر ایک
جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ لیکن آخر کو نظام الملک نے طرح طرح کی مہربانی لطف و احسان
اضافہ ہائے نمایان اور خطابہائے موروثی کے عطا کرنے سے خواجہ احمد خان کو شہامت خان
کا خطاب اور خواجہ محمود خان کو مبارز خان کا خطاب دینے سے اور سیر حاصل جاگیرون کے
عنایت کرنے سے اور تمام مبارز خان کے وابستون پر نوازش کرنے سے ایسا خواجہ احمد کو
ممنون کیا کہ اوسنے قلعہ کی کنجیان دیدین نظام الملک قلعہ مین گیا اپنی طرف سے قلعہ دار کو

نیز اول اوسکو تیس یا چالیس رفیقون کے ساتھہ جو اس بیکسی کی حالت مین اوسکے ہمراہ تھے لے گئی - دروازہ پر چوبدارون نے اوسسے ہتیار مانگے - اونمین سے دو چار کو مارکر وہ حویلی مین گیا - وہان حامد خان ڈر کر دیوانخانہ سے کہین چلا گیا غرض زد و کشت کے بعد ابراہیم قلی خان اور اوسکے ہمراہی کشتہ و زخمی ہوئے - حامد خان نے ابراہیم کا سر کاٹکر اوس کی لاش کے ٹکڑے دروازہ پر لٹکا دئے +

جب رستم علی خان نائب سورت کو اپنے دو بھائیون کے اس طرح کشتہ ہونے کی خبر ہوئی تو اوسکے رگ و پے مین خون جوش کرنے لگا اور اوسنے دونو بھائیون کے خون کے انتقام کی لئے یہ کیا - پیلوجی مرہٹون کا سردار ایک سال سے دس گیارہ ہزار سوار کے ساتھہ نواح بندر سورت سے چوتھہ وصول کرنے کے لئے اطراف مین فساد و تاخت و تاراج کر رہا تھا اور رستم علی خان سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ ہوا تھا - پیلوجی واقعی دخل نہ پاتا تھا - اس حال مین بتقاضاے وقت رستم علی خان نے پیلوجی وغیرہ سے مہربانی آمیز وعدہ کیا اور اوسسے صلح کرکے اپنے ساتھہ رفیق بنایا - پیلوجی نے بھی قابوے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا مرہٹے ہمیشہ طرف مغلوب کے یا شکستہ کی اپنی خوش طالعی جانتے تھے اور اونکے اسطرح یوبارہ ہوتے تھے اوسنے اپنی فوج کے ساتھہ اوسکی رفاقت کی حامد خان نے رستم علی خان کی یہ لغو حرکت سنکر فوج کو مرتب اور توپخانہ کو آراستہ کیا - اور مرہٹون کے سردار کنٹھہ کو بارہ ہزار سوار دکن کے ساتھہ اپنا شریک کیا - دریاے مہی کے کنارہ پہنچکر ایک سخت لڑائی ہوئی طرفین کے لشکر مین سے جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور اوس روز حامد خان کو شکست عظیم ہوئی اوجین کی طرف بھاگا - رستم علی نے فتح کے شادیانے بجوائے اور حرب گاہ سے ایک دو کروہ پر خیمہ زن ہوا - دوسرے روز حامد خان اپنی فوج کو اور بعض کے قول کے موافق پیلوجی کو جو رستم علی خان کی سرکشی کا ذخیرہ تھا اپنی طرف لطف آمیز پیغام بھیجکر مائل کیا - اور جنگ کا نقارہ از سر نو بجایا اور معرکہ جنگ مین قدم رکھا اور اس طرف سے رستم علی خان بھی جس کی قدیم الخدمت نوکر کارزار دیدہ کشتہ و زخمی ہو گئے تھے مقابلہ مین مشغول ہوا - اس حالت مین

جب اوسنے حامد خان کی آمد کی خبر سنی تو اوسنے چاہا کہ شہر مین پہنچکر شہر کے دروازے
بند کرکے حامد خان کو نہ آنے دون یا امان کا قول لیکر اطاعت کرون - اس باب مین
مختلف اقوال ہین مرہٹون سے ان تینون بھائیون کا فساد رہتا تھا جنگ اور فوج کشی
ہوتی تھی اور عمال چوتھ نہین دیتے تھے صفدر علی خان بانی حیدر قلی خان کی سختی
کا سوختہ تھا وہ آٹھ سات ہزار سوارون کے ساتھ دوڑکر حامد خان سے جاملا اور اوسنے
ان بھائیون کے صاحب واعیہ ہونے کا حامد خان کے خاطر نشان کیا اتفاق سے
شہر مین شجاعت خان اور حامد خان ایک ہی وقت مین داخل ہوئے - شجاعت خان
اپنا ہاتھی حامد خان کے ہاتھی کے برابر لایا - دونو طرف سے قتال وجدال شروع ہوا -
شجاعت خان کشتہ ہوا - ابراہیم قلی خان اپنے گھر مین جاکر چھپا صفدر خان بانی کر
حیدر قلی خان کے سبب سے اس خاندان کا دل سے سخت دشمن تہا - جب طرفین مین میانجی ہوا
طرفین کو سمجھایا اور بان دہری ہوا - اس صوبہ مین بان دہری اس شخص کو کہتے
ہین کہ مقدمات و معاملات مالی مین صاحب مطلب مغضوب کو حاکم پاس لیجاکر ہاتھ
پکڑکر ملازمت کے لیئے لاتا ہے اور اوسکی بدقولی کا کفیل ہوتا ہے - ابراہیم قلی خان نے اس
بان دہری پر اعتماد کیا اور ایک جماعہ دار کی معرفت حامد خان سے ملاقات کی اوسنے
اوسپر بہت مہربانی کی اور اوسکی تسلی مین کوشش کی خلعت وجیغہ دیکر رخصت کیا - ایک
ہفتہ کے بعد صفدر علی خان کے اغوا سے اور برہیم کارون کی رہنمائی سے حامد خان
اپنے قول سے پھر گیا اور اوسنے یہ مصلحت جانا کہ ابراہیم قلی خان کو طلب کرکے مقید
کرے بلکہ اوسکی حیات کے شجر کو قطع کرے - کہتے ہیں کہ مصرع
نہان کی ماند آن رازے کز وسازند محفلہا + گوش بگوش سرگوشی سے یہ خبر اس جماعہ دار
کو ہوئی جسکی وساطت سے حامد خان سے ابراہیم قلی خان کی ملاقات ہوئی تھی اوسنے
حقیقت حال پر ابراہیم قلی خان کو مطلع کیا او کہا کہ اگر ہو سکے تو تو نکل مین تیرا رفیق
ہون محفوظ جگہ تجھے پہنچا دونگا مگر اوسنے فرار کے عار کو قبول نہین کیا - حامد خان کے

رہنے والون کی صوبہ دار غارت سے ہنین بچا سکتے تھے جب محمد شاہ سے یہ عرض ہوئی تو اوسنے
سربلند خان کو صوبہ داری سے بدل کر راجہ ڈونگر سنگہ کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ جب راجہ یہان آیا
تو سربلند خان نے اوسکو دخل نہ دیا جنگ پر خاش کرنی چاہتا تھا مگر نہ کر سکا تو پھر ایسا کہین
بھاگ کر چلا گیا کہ چند روز تک اوسکا پتا نہ معلوم ہوا وہ بادشاہ پاس نہ گیا اسلیے مغضوب ہوا
اور مدت تک بادشاہ نے اوسکو ملازمت سے محروم رکھا۔ حاصل یہ ہے کہ ہندوستان مین
یہ صوبہ جو سیر حاصلی مین ہندوستان کے سارے صوبون کی ناک تھا اس مین میوے کثرت سے
ہوتے تھے۔ اکثر جوبات و لبقولات و اقسام امتعہ السیہ بیش بہا ہوتے تھے کہ ربع مسکون کے تجار کیواسطے
اور سلاطین ہفت اقلیم کے تحفے بھیجنے کے لیے ہندوستان کی آبرو بڑہاتا تھا اس قدر ویران
ہوا کہ تجار اور زیادہ تر اہل حرفہ جلاء وطن ہوئے اور خانمان موروثی کو ترک کیا اطراف
مین جا کر پراگندہ ہو گئے۔ مگر پھر فضل الہی سے مظلومون کی فریاد رسی کے لیے نظام الملک
بہادر فتح جنگ آصف جاہ نے اس ملک پر اپنا سایہ ڈالا اور اس صوبہ کی آبادی اور بحالی
ہونے کا سبب ہوا۔

دانگکیڑا اور نوجیڑ اور پرگنات کوال و سرکار ایلکندل وغیرہ مین مفسد جو اکثر پرگنات
مین سرکشی کرتے تھے اور کوہ نشین متمرد سب تھوڑی مدت مین بہادران اسلام کے مطیع ہوئے
اور اکثر جگہ ظلم مٹ گئی ہوئی سابق کے صوبہ دارون کے عہد مین ہمیشہ راہون مین مرہٹے
تاخت و تاراج کرتے تھے اور راہ زن فتور و فساد مچاتے تھے اور مفسد زمیندار مسافرون
کا چلنا مشکل کرتے تھے اب اسکے برخلاف ان راہون مین امن امان کے ساتھ آمد و رفت
جاری ہو گئی مرہٹے جاگیرداروں پر اپنے طرح طرح کے ظلم کرکے چوتھ لیتے تھے اور سوا
اسکے دس روپیہ سیکڑہ بنام سردیس مکھی زمینداروں اور رعایا سے تحصیل کرتے تھے اور
کمائش دار ہر ہفتہ اور مہینے مین بدلتے تھے اور رعایا کے حوصلہ سے زیادہ فرمایشین
کرتے تھے اور جاگیرداروں کے عمال کو جبراً ذلیل کرتے تھے اور تصدیع دیتے تھے
اب آصف جاہ نے یہ مقرر کیا کہ چوتھ کے عوض صوبہ حیدرآباد سے نقد خزانہ سے روپیہ

حیدرآباد مین آصف جاہ کے بندوبست کا بیان +

پیلاجی نے رستم علی خان کی بہیر پر تاخت کی - بعد زد و خورد کے رستم علی خان کو شکست فاحش ہوئی اور وہ کشتہ ہوا - اس فساد میں چند روز کے لئے دونو طرف سے مرہٹون کی خرابی آئی چیٹری اور ودو دونو طرف سے غضب لوٹ ہاتھ آئی - اور دکانون کو لوٹ لیا اور جو کچھ اور لوٹ سکے اوسکو لوٹ لیا - پرگنہ بڑودہ اور دریائے مہی کی نواح میں وہ لوٹ مچائی کہ معاذ اللہ -

جب محمد شاہ بادشاہ کو یہ خبرین پہنچین تو اوسنے سربلند خان کو احمد آباد کا صوبہ مقرر کر کے بھیجا - نظام الملک بہادر نے حامد خان کو اپنے پاس بلا لیا - باوجودیکہ سربلند خان پاس سات آٹھ ہزار سوار تھے جنمین اکثر رزم دیدہ آدمی تھے اور توپ خانہ عظیم ہمراہ تھا - مگر مرہٹون کی فوج پرگنات مین ایسی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ ملک کا بند و بست اور غنیم کی تنبیہ نہین کر سکا اور مرہٹون کا تسلط روز بروز زیادہ ہوتا گیا - غلہ کا نرخ گران ہوگیا - سربلند خان شہر مین بطریق محصورین کے بیٹھ گیا - اسنے مظلومون پر جو تعدی ہوتی تھی اوس سے چشم پوشی کی - اور مرہٹون کے پاس تیس ہزار سوار جمع تھے - نہ اونکی تنبیہ کر سکا نہ اون سے پیکار کر سکا - شہر کے دروازون تک اکثر پرگنات کو مرہٹے تاخت و تاراج کرتے تھے - بہت سے بیوپاریون و اہل حرفہ اور موالید ثلاثہ کے کاسبون نے جلاء وطنی اختیار کی - اور اطراف مین چلے گئے - ملک تاراج ہوا - سپاہ ضروری وغیر ضروری نوکر تھی وہ مرہٹون کو دفع نہیں کر سکتی تھی - سپاہ کے جماعہ دارون نے سپاہ کی تنخواہ کو طلب کیا اوسکے واسطے پرخاش شروع کی تو آخر کو تسلی اور سپاہ کے رفع فساد کے لئے یہ مقرر ہوا کہ جماعہ دارون کو تنخواہ کی چٹھی جس صراف و بیوپاری کے نام وہ چاہتے لکھہ کر دی جاتی تھی اور وہ جاکر بیوپاری اور تجار کو پکڑ کر مقید کرتے اور شکنجہ عذاب مین کھینچکر اپنا روپیہ تحصیل کرتے - پرگنہ بیرنگر بہت آباد قصبہ تھا وہ بالکل ویران ہوگیا - اس مین تجار اور قوم ناگر کے نامور جو لاکھون روپے کی داد و ستد کرتے تھے آباد تھے - اور یہان ہندوستان کے تمام معمورون کی طرح طرح کے مال اور زر نقد جمع اور موالید سہ گانہ کی کانون سے بھرا ہوا تھا - اقسام مال و زر نقد یہان کے

سربلند خان کا احمد آباد کا صوبہ ہونا +

دو اعلیٰ عہدے تھے ایک پت ندھی یعنی نائب السلطنت کا اور دوسرا اوس کے بعد
پیشوا کا کئی لائق پیشوا مقرر ہو چکے تھے مگر بالاجی وسوا ناتھ راؤ ایسا پیشوا ہوا کہ
اوسنے پیشواؤن کے خاندان کی بنیاد ہی جما دی - یہ پیشوا قوم کا برہمن کانکن کا
رہنے والا کسی گانوُن کا موروثی پٹواری تھا اِس مین برہمنون کی نظرتی عادتون
کے علاوہ ہمت اور جرأت ایسی تھی کہ برہمنون مین شاذ و نادر ہوتی ہے - گو وہ خود
بڑا سپاہی نہ تھا بلکہ گھوڑے پر اسقدر کم چڑھنا آتا تھا کہ جب وہ دشمنون کے خوف سے
گھوڑا دوڑانا پڑتا تھا تو دو آدمی اوسکے گھوڑے کو ادھر اُدھر ہو کر تھامے رہتے
تھے - وہ پہاڑی آدمی تھا اگر گھوڑے پر چڑھنے کی مشق نہ ہو تو تعجب نہین غرض وہ
خود بھی لائق تھا اور اوسکی اولاد اُس سے بھی زیادہ لائق ہوئی - اول وہ کسی جد بنسی راجہ
کا ملازم ہوا اور وہانسے راجہ ساہو کی ملازمت مین آیا - یہان اوسنے اپنی لیاقت و
ذہانت سے راجہ کی نظرون مین وقار اور سب ہم نظرون سے زیادہ اعتبار پیدا کیا
اوسنے کمال کا کام یہ کیا کہ مشہور بحری قزاق اور زبردست سردار آنگرائی کو سنبھاجی
دوم کی طرف سے توڑ کر کانکان مین ساہو کا رفیق بنا دیا - راجہ ساہو نے بالاجی کو اسکی
حسن خدمات کا یہ صلہ دیا کہ اوسکو پیشوا کا عہدہ مرحمت کیا اور مستحکم قلعہ پورندھر اور
اوسکے گرد کا ملک بھی عنایت کیا - اور مالگزاری کا انتظام اوسکے سپرد ہوا جس کا
بند و بست اوسنے ایک نئی طرح سے کیا - جس سے اوسکی کمال ذہانت اور لیاقت معلوم
ہوتی ہے واقعی اس انتظام نے مرہٹون کی سلطنت کی رونق زیادہ کر دی اول کام
اوسنے یہ کیا کہ مہاراشٹر کی بلا مین جو درہمی برہمی ہو رہی تھی اور مغربی ساحل پر
جو فساد برپا ہو رہے تھے ان سب کو مٹا دیا - پھر اپنے اضلاع کو اور شہر پونہ کو جو اوسکے
جانشینون کا دار السلطنت ہوا اپنی حسن تدبیر سے بڑی رونق دی اس ملک مین
جو رہزنون اور قزاقون کے گروہ کے گروہ لوٹ مار کرتے پھرتے تھے انکا انتظام کیا
دیہات کے آباد کرنے پر اوسنے بڑی توجہ کی زراعت کی ترقی کے واسطے اوس نے

مرہٹون کو دیدیا اور دس روپیہ سیکڑہ بابت سردیس مکھی کے جو رعایا سے لیا جاتا تھا وہ معاف کیا اسطرح چوتھ کے گماشتون اور سردیس مکھی اور راہداری کے گماشتون سے نجات ہوئی جنسے مسافرون اور آنے جانے والون اور بیوپاریون کو بڑی اذیت ہوتی تھی جب بادشاہ نے آصف جاہ کو بدلکر قمر الدین خان بہادر کو خلعت وقلمدان وزارت عطا کیا تو آصف جاہ کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز مع خلعت و فیل وجواہر بھیجا -

اگرچہ آصف جاہ اپنے بادشاہ سے دور دراز حیدرآباد مین آزادانہ حکومت کرنے لگا اور اوسکے قابو سے نکل گیا مگر ہمسایہ مرہٹون سے وہ محفوظ و مصئون نہ تھا - اس وقت مرہٹون حکومت بڑے لایق فایق سردارون کے ہاتھہ مین تھی آصف جاہ کا ایسا مقدور نہ تھا کہ وہ اونکی برابر ٹھہرا رہتا - اسلئے اوسنے ایسی حکمتین کین اور پیچ پر پیچ ڈالے کہ مرہٹون کا زور اوسکی طرف سے ہٹ کر دلی مین اوسکے دشمنون پر پڑا +

آصف جاہ کی تدبیر مرہٹون سے بچنے کی +

مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت

ساہو کو تمکو یاد ہوگا کہ اعظم شاہ نے بادشاہی قید سے چھوڑ دیا تھا - اوسکی دار الخلافت ستارا تھی تارابائی کا بیٹا سیواجی مرگیا تو راجہ رام کا بیٹا دوسری رانی سے سنبھاجی دوم راج گدی پر بیٹھا - اوسکی دار السلطنت کولاپور تھا - یہ دونو خاندان آپس مین رقیب تھے - آصف جاہ نے اپنی عقل دور اندیش سے یہ تدبیر سوچی تھی کہ مرہٹون مین ضعیف گروہ کو تقویت دیکر اوسکے قوی گروہ کو ضعیف کرنا چاہیے - اسلئے وہ سنبھا دوم کا جو کمزور اور ضعیف تھا حامی ومددگار ہوا - اس وجہ سے اور اور سببون سے ساہو کا گروہ دب گیا تھا اگر اوسکو ایک وزیر بالاجی وسوا ناتھہ ہاتھہ آگیا ہوتا تو وہ اپنی قوت نہ دکھا سکتا اوسکی بدولت ساہو جی کو اپنی پہلی عزت حاصل ہوگئی سیواجی کے وقت سے پیشوا کا عہدہ چلا آتا تھا - اس زمانہ مین مرہٹون کی سلطنت مین

+ پیشوا اول ۱۷۱۴ع

حقوق مختص المقام مقرر کئے ۔ مگر اس سے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں سب جدا جدا نہ ہو جائیں اسلئے باہمی اتفاق کے لئے اصل محاصل کو جدا جدا بالتفصیل تقسیم کیا اور اس تقسیم کی تقسیم در تقسیم کی اور ہر ایک سردار کے واسطے ایک خاص حصہ محاصل کا تجویز کیا ۔ اس لئے ایک ضلع پر کئی سردارون کی اور اونکے ملازمون کی توجہ رہنے لگی راجہ کے رشتہ دارون کی بسر اوقات کے لئے جدا جدا دہات یا بعض اضلاع انعام و جاگیر مین دیدئے تھے وہ سب ایک سردار کے احاطہ اضلاع مین واقع تھے ۔ آیندہ بھی چھوٹی چھوٹی جاگیرین خاص خاص آدمیون کو مرحمت ہوتی تھین علاوہ اسکے ہر سردار کو صدر مقام کے لئے ایک دو گانون کی ضرورت ہوتی تھی اور تمام سردار اس بات کے خواہان تھے کہ ان دہات مین ہم کو اختیار و اقتدار حاکمانہ حاصل ہو جس مین وہ رہتے تھے یا موروثی افسر تھے ۔ غرض اس تقسیم اور تقسیم در تقسیم اور تعین حقوق کا بڑا نتیجہ بالاجی کی مد نظر ہمیشہ رہتا تھا کہ برہمنون کا اختیار بڑھے اس طرح حاصل ہو گیا کہ مرہٹے سردارون کے پیچھے حساب کتاب کا عذاب لگا یا گیا جتنے جاگیردار اور سردار تھے سب جاہل تھے وہ اپنی جاگیرون کے محاصل اور تقسیم در تقسیم کے حسابون کو بغیر برہمنون کے کیونکر سمجھ سکتے تھے اسلئے وہ برہمنون کے دست نگر ہو گئے اس طرح اپنی قوم کی عزت بڑھنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی +

جب بالاجی کا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا باجے راؤ باپ کا جانشین ہوا ۔ یہ راؤ برہمنون کے سارے خاندان مین اور مرہٹون کی ساری قوم میں سیواجی کے سوا قابلیت اور لیاقت مین سب سے زیادہ تھا مگر بالفعل اوس کو وہ تمام اختیارات نہیں حاصل ہوئے جو اوسکے باپ کو حاصل تھے ۔ اسکا سبب یہ تھا کہ راجہ کے دربار مین اسکا بڑا مخالف نیدھی سری پت راؤ تھا ۔ وہ بھی برہمن تھا اور ستارہ ادہر کے ملکون کا رہنے والا تھا ۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ راجہ کی سلطنت اور حکومت کو مہاراسٹر مین استحکام دے اور کولاپور کے راجہ کو مغلوب کرے اور سیواجی کے وقت کا کرناٹک کا میدانی ملک فتح کیا ہوا جسکو مغلون اور سیواجی کے بہائی کی اولاد نے دبا لیا ہے اوس پر قبضہ کرے اور ہندوستان کے

بہت تھوڑی سی جمع مقرر کی اور بتدریج اوسکو بڑھایا +

تم کو یاد ہوگا کہ اس بالاجی کی بدولت یہ کام بھی ہوا تھا کہ ۱۷۱۸ء مین سید حسین علیخان کے ماتحت فوج لیکر دہلی گیا تھا اور اس سید کی بدولت ان شرائط پر بادشاہ سے عہد و پیمان ہوئے تھے کہ مرہٹون کے پاس جسقدر ملک سیواجی کی وفات کے وقت تھا وہ راجہ ساہو کو دیا جاے اور دکن کے چھ بادشاہی صوبون اور خراج گزار ریاستون ترچناپلی اور تنجورا اور میسور سے چوتھ اور سردیس مکھی دی جاے - اور اوسکے عوض مین ساہو بادشاہ کا مطیع رہے اور دس لاکھ روپیہ سالانہ خراج دیا کرے اور تمام ملک کے امن امان اور رعایا کے حفظ جان و مال کا ضامن رہے - یہ فائدے بالاجی اکو سید حسین علی خان کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئے تھے مگر جب سید حسین علیخان مرگیا اور اوسکے خاندان کا سارا کارخانہ خاک مین مل گیا تو بھی راجہ ساہو اور بادشاہ دہلی کے تعلقات مین کوئی تغیر نہین ہوا - فرخ سیر کی وفات پر بھی بالاجی دہلی مین ٹھیرا اور ۱۷۲۰ء مین عہدنامہ مذکور کو محمد شاہ کی مہر و حکم سے مستحکم کیا اور راجہ ساہو کو اوس نے دہ ہزاری کا خطاب عنایت کیا غرض اس عہدنامہ سے مرہٹون کو جو دولت اور سلطنت حاصل ہوئی اوسکے سبب سے اس دستمبر پیشوا نے مرہٹون کا وہ پرانا رنگ ڈھنگ قزاقون اور رہزنون کا بدل دیا - اس عہدنامہ پر بھی مرہٹون کو اختیار تھا کہ وہ اپنے حقوق کی تحصیل خود کرین اس تحصیل مین وہ نہایت سختی و جبر کرتے تھے - اب بالاجی نے اس سختی کو ترقی سے یون بدلا کہ پہلے چوتھ اٹکل سجو لی جاتی تھی اسلئے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ چوتھ اس زرمالگزاری پر لی جائے جو مستقل طور پر راجہ ٹوڈرمل اور ملک عنبر نے زمین پر مقرر کی تھی - گو اس سبب سے کہ ملک ویران ہوگیا تھا مالگزاری مذکورہ کا ایک حصہ حاصل ہوتا تھا بالاجی نے اس قاعدہ کی تکمیل پوری پوری نہیں کی مگر اس سے مرہٹونکا دعویٰ غیر محدود رہا مرہٹون کو باقی کی تحصیل مین جبر و تعدی کرنے کا موقع مل جاتا تھا - اونسے خاص اضلاع مین توسیع فتوحات کے لیے سردارونکے واسطے

مخلوں کی ناز پروردگی کے سبب سے جسم مین چستی چالاکی اور مضبوطی اور مزاج مین جفاکشی نہ
تھی برخلاف اسکے باجے راؤ لشکر مین پیدا ہوا - وہین رہا سہا مدبرون اور تجربہ کارون
مین تربیت پائی - سوا اسکے اس مین فہم و فراست خداداد تہی - تجربہ کار ہوشیار تھا اور
اپنے بھائی بند برہمنوں کی طرح روکھا سوکھا بودا ٹھنڈا نہ تھا بلکہ خوش مزاج صاحب تدبیر
سلیقہ مند تھا مرہٹونکی سپاہیانہ خصائل رکھتا تھا سادہ سپاہی تھا - سفر کی ماندگی اور
کاموں کی محنت کی کچھہ اصل نہین سمجھتا تھا - مزاج مین سادگی ایسی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہے
راہ مین باجرہ کا کھیت آگیا اس مین سے دس پانچ بالین توڑلین اور اونکے دانے نکال کر
چبائے اور پیٹ بھر لیا +

باجے راؤ کے شمالی صوبون کے عزم کے مغل و مسلمان خوب مدد و معاون ہوئے - مبارز خان کی
لڑائی سے تھوڑی مدت پہلے آصف جاہ کو مالوہ اور گجرات کی حکومت سے منتقل کر دیا تہا جب
آصف جاہ کو مبارز خان پر فتح حاصل ہوئی - تو اوسنے اپنا چچا حامد خان نائب صوبہ دار گجرات
کو لکھا کہ وہ فساد برپا کرے - اسنے پیلاجی اور سنتاجی مرہٹون کے سوارون کو اپنا
طرفدار اور یار بنایا اور اونکی امداد سے بادشاہی فوجدارون اور جاگیردارون کے گماشتون
کو ملک سے باہر کردیا اور خود مختاری کا مدعی ہوا - جب محمد شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے
تورانی امیرون کے اکھیڑنے کے واسطے قطب الملک پاس جو قید خانہ مین پڑا تھا
ایک معتمد آدمی بہیجا اور پیغام دیا کہ اب بھی تم سے کچھہ ہو سکتا ہے تو اس بیچارے سید نے
یہ جواب دیا کہ اگر حضور کا ہاتھہ میرے سر پر ہو تو سب کچھہ کر سکتا ہون - اب تک
پانچ چھہ ہزار سوار میرے قابو مین ہین اونکی مدد سے جو کچھہ حکم ہو بجا لا سکتا ہون - جب
مخالفون کو اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے اس سید کو زہر دیکر قید ہستی سے رہا کیا -
پہر حامد خان کی تادیب و تنبیہ کے واسطے مبارز الملک سر بلند خان کو گجرات کا صوبہ دار
مقرر کیا نظام الملک سے یہ صوبہ لے لیا سر بلند خان کو ایک کروڑ روپیہ سامان درست
کرنے کے واسطے دیا گیا - اوسکی سفارش سے سید نجم الدین علی خان بہی قید سے رہا ہو

ختم کرنے کے ارادہ سے پہلے دکھن مین حکومت کو استقلال دے۔ مگر اوسکے خلاف باجی راو
کی رائے عالی بہادرانہ یہ تہی کہ لٹیرے سوارون کا گروہ جو دشمن کے ملک مین زیادہ آمد و رفت رکھے
ہوگا وہ اپنی قلمرو مین محکوم نہ ہوگا اور ملک مین لوٹ مار بغیر اونکو چین نہین آئیگا وہ ملک مین
امن امان قائم نہین رہنے دیگا۔ فوج کے مستقل انتظام سے ملک کی حکومت کا عمدہ انتظام
ہوسکتا ہے اسلئے مرہٹون کو شمالی ملک مین لے جانا چاہئے۔ جہان ابتک وہ نہین گئے اور
اور وہان سے اونکا پیٹ بھرنا چاہئے۔ اسلئے اونکے حوصلے اور اونکے سردارون کے
عزم بڑہینگے۔ یہان رہینگے تو اپنے ملک کو کہائینگے۔ وہ ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دور دور
کی مہمات مین لشکر مصروف رہے جس سے راجہ کی سلطنت کو وسعت ہو اور نام ہو اور
اضلاع نے جو محاصل کا روپیہ آئے اوس سے خزانہ معمور ہو اور سپاہ کا دل لوٹ مار سے
خوش رہے اور اپنے ملک مین امن رہے۔ اور دشمنون سے جنہون نے اونکو پہلے پامال کیا تھا
عوض لیا جائے۔ اوسنے اپنے دشمنون یعنی مسلمانون کی سلطنت کا حال یہ بیان کیا کہ اب
اس مین کچہہ دم باقی نہین ہے جیسی اسکی جڑ بالکل سڑ اور گل کر بودی ہوگئی ہے ایسی ہوگئی ایسی کسی درخت کی جگہ
کم زور نہین ہے جہان اسکے خشک تنہ پر ہمارا ہاتہہ لگا تو وہ گر پڑیگا اور اسکی ساری شاخیں گر کر خشک
ہوجائینگی راجہ کے سامنے ایک اور تقریر پرزور یہ کی کہ اب ہمارا وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہندوستان
کی زمین سے بیگانون کو نکال باہر کرین اور اونکی سلطنت کو پامال کرین اور یون قیامت
تک نیک نامی حاصل کرین۔ اے راجہ اپنی کوشش سے تیری سلطنت کو یہان سے ہمالیہ
تک پھیلا دین۔ آپ نربدہ پار جانے کی اجازت دین اوسپر راجہ بے اختیار ہو کر بولا کہ تو
ایسا ہی لائق باپ کا بیٹا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرے جھنڈے ہمالیہ پہاڑ پر
تو گاڑے گا +

راجہ ساہو کے دربار مین جو یہ مباحثے پیش ہوئے انمین باجی راؤ کی رائے کو
غلبہ رہا اور روز بروز اس کا اختیار اور اقتدار بڑھتا گیا اور اوسکی امداد کی ضرورتون
کے سبب راجہ اسکا محتاج ہوگیا۔ اگرچہ راجہ ساہو قابلیتون سے خالی نہ تھا مگر بادشاہی

راجہ ساہو کی صفات اور عیش پسندی اور ...

حدود گجرات مین مرہٹون کے ساتھہ بڑی لڑائیاں ہوئیں نجم الدین علی خان نے مرہٹون کو خوب
ٹھیک بنایا مرہٹون نے بدہ نگر اور بیل نگر جاگیر امیر الامرا کو تاخت و تاراج کیا - خانہ زاد خان
پسر سربلند خان و سید نجم الدین علی خان ساٹھہ ہزار سوارون و پیادون کی جمعیت اور چند ضرب
توپ خرد و کلان لیکر میدان کھنبایچ مین مرہٹون کے مقابل ہوئے - مرہٹون کی ایک جماعت
کثیر کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا - دریاے نربدا تک اونکا تعاقب کیا - حدود گجرات سے باہر
نکالدیا - مبارز الملک سربلند خان بہت فوج رکھتا تھا - پانچ لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی ماہ بماہ
بادشاہ سربلند خان پاس بھیجتا تھا - اور یہ بھی مقرر ہوچکا تھا کہ جبتک گجرات کا انتظام کلی نہو
تو گجرات کا محاصل سپاہ ہی مین خرچ ہو - جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر پہنچی تو صمصام الدولہ
کی صوابدید سے زیادہ فوج کی برطرفی کا حکم ہوا اور سربلند خان کا درماہہ موقوف ہوا -
جب تک سربلند خان پاس یہ حکم نہین پہنچا تھا اِس صوبہ مین بادشاہ کے سطوت کا
آوازہ بلند تھا اور متمرد خستہ حال مستمند تھے +

اِن دنون مین بادشاہ کے دربار مین اور ہی گل کھلا - روشن الدولہ مین ہرچند بعض صفات
حمیدہ تھین لیکن اسکے سارے کامون کا مدار رشوۃ پر تھا صوبہ کابل کی بابت بارہ لاکھہ
روپیہ سال بسال خزانہ عامرہ سے روشن الدولہ کے حوالہ ہوتا تھا - اسمین سے آدھا آپ کھا جاتا تھا
اور آدھا بادشاہ پاس بھیجدیتا تھا اور ایسے ہی اور کامون مین عمل کرتا تھا - اسپر امرا نے شناعت
کرکے اسکا پردہ فاش کیا - بادشاہ نے اوسپر عتاب کیا اور محاسبہ لیا بادشاہ کے متصدیون نے
دو کروڑ روپیہ اوسکے ذمہ نکالا - بادشاہ کے حکم سے روشن الدولہ سے یہ روپیہ طلب ہوا مجبور ہوکر
یہ روپیہ اوسکو اگلنا پڑا - وہ بادشاہ کی نظر سے گر گیا اور اخراجات کا کام صمصام الدولہ
کو سپرد ہوا - شاہ عبد الغفور بھی مرتشی تھا بادشاہ کے مزاج مین دخیل تھا وہ بھی معرض عتاب مین آیا
اور محبوس و مقید ہوکر بنگالہ بھیجا گیا - بادشاہ کی عزیزہ کوکی رحیم النسا بھی ان دونو مختارون کی ہمراز
تھی - اوس کا بھی محل سے اخراج اور اوباش سے ازدواج ہوا - غرض اب بادشاہ کے مزاج مین
صمصام الدولہ نے بڑا دخل پیدا کیا - اوسنے سربلند خان کی جگہ راجہ ابھے سنگھ کو گجرات کا

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگھ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا +

حامد خان کا مرہٹون سے مدد طلب کرنا اور چوتھ مقرر دینا +

اونسے سادات بارہ کو جمع کیا سر بلند خان سپاہ دوست آدمی تھا وہ ہر صوبہ مین کچھہ نہ کچھہ دنون رہ چکا تھا تھوڑے بہت اوسکے پرانے دوست موجود تھے۔ تھوڑے دنون مین ایک لشکر شائستہ اس پاس جمع ہوگیا سر بلند خان نے گجرات کے لئے اپنی نیابت کی سند شجاعت خان کو بھیجی۔ اسپر حامد خان غصہ ہوکر اپنی بے مقدوری کے سبب سے گجرات سے موضع دہد مین آنکر مقیم ہوا اور کنتاجی کو اپنی اعانت کے لئے طلب کیا اور ایک جمعیت بہم پہنچائی۔ اور اس کو ساتھہ لے گجرات پر چڑھا شجاعت خان بھی گجرات سے نکلا اور حامد خان سے لڑا اور جان کھو بیٹھا مقتول کا بھائی رستم علی خان بندر سورت مین حاکم تھا اونسے جب بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو اونسے پورا سامان جنگ تیار کیا۔ اور پیلاجی گائیکوار کو جو اس نواح مین تاخت و تاراج کرتا تھا اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور بندر سورت سے چلا۔ حامد خان اور کنتاجی تیس ہزار سوار لے کر احمد آباد سے چلے بیچین لڑائی ہوئی۔ ظاہر مین پیلاجی رستم علی خان کی طرف تہا مگر باطن مین وہ کنتاجی سے ملا ہوا تھا۔ اونسے دغا سے اپنے ساتھی کو لڑائی مین قتل کرادیا۔ حامد خان کو جو تواد یا جس نے اس کمک کے عوض مین اپنے ممالک مقبوضہ کی چوتھہ اور سر دیس مکھی مرہٹون کے لئے مقرر کر دی۔ سر بلند خان وزارت کی امیدواری مین اکبر آباد اور اجمیر کے دوراہہ پر ٹھیرا ہوا تہا کہ اوسکو بادشاہ کا حکم بھیجا کہ گجرات کو روانہ ہو۔ اس وقت بادشاہ تورانی امیرون سے ایسا ناراض تھا کہ اونسے آصف الدولہ سے مالوہ کا صوبہ لے لیا اور گردھر کو اوسکی جگہہ مقرر کردیا نجم الدین علی خان کو اجمیر کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ اور اوس کو سر بلند خان کی اعانت کے واسطے حکم ہوا۔ وہ بھی اپنا سامان درست کرکے اوسسے جا ملا۔ حامد خان بھی کنتاجی اور پیلاجی کو ہمراہ لے میدان جنگ مین دشمن سے مقابل ہوا۔ مگر شکست پائی سر بلند خان اور سرداروں نے ایک اور راہ سے جاکر احمد آباد پر قبضہ کرلیا۔ حامد خان آصف جاہ پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۳۹ھ کا ہے۔ اوسی دوسرے سال مین آصف جاہ نے مرہٹون کے ساتھہ حامد خان کو لڑنے کے واسطے گجرات پر بھیجا

سرداروں سے اوسکا اتحاد تھا اوسکو مرہٹون کے آپس کے فساد اور نفاق سے جو فتحیابی و
کامیابی کی امید تھی وہ اپنی حسن لیاقت سے نہ تھی - اب اوسنے یہ چھیڑ نکالی کہ باجے راؤ کو
شمالی ملک کی مہمات مین مصروف دیکھکر سری پت سے جو پیشوا کا مخالف تھا رسم و راہ
پیدا کرکے یہ عہدنامہ حاصل کرنا چاہا کہ حیدرآباد کے گرد کے اضلاع سے چوتھ اور سر دیس مکھی
نہ لیجائے - ان دونون چیزون کے لینے کا فیصلہ پہلے مرہٹون کے حق مین بادشاہی
حکم سے ہوچکا تھا اور اوسکے عوض مین ملک یا نقد روپیہ ٹہیر جائے - غرض اس سے یہ بھی کہ
اوسکی دارالسلطنت کے گرد ملک بالکل مرہٹون کے اس مداخلت سے خالی ہوجائے جو بار بار ان
محصولون کے سبب سے ہوتی تھی - اور ایک ملک جو سب طرح مرہٹون کے جھگڑون سے
پاک ہو اوسکو حاصل ہوجائے - اس راجہ اور سری پت کو اوسنے راضی کرلیا - مگر پیشوا جو آیا تو او
اس انتظام کو ناپسند کیا - بھلا وہ اپنے اختیارات کو جو غیر محدود تھے کیون اس انتظام کو
منظور کرکے محدود کرتا - خیر یہان اس امر پر گفتگو ہو رہی تھی کہ نظام الملک اپنی قدیمی
چال چلا جسمین اوسکو پہلے کامیابی حاصل ہوچکی تھی وہ یہ تھی کہ ان دنون مین کولاپور کا
راجہ سنبھاجی دوم مرہٹون کی ریاست کا دوسرا دعویدار ساہو کی اقبالمندی کے مقابل مین
پھیکا پڑا تھا اپنے خاندان کے ملک مین صرف جنوبی حصہ پر اوسکا قبضہ تھا اور باقی ملک کا وہ
دعویدار تھا اب اس دعویدار کی حمایت پر آصف جاہ نے کمر باندھی اور بادشاہ کا اپنے تئین قائممقام
سمجھکر اوسنے یہ حاکمانہ حکم دیا کہ ہمکو یہ بڑا شبہ واقع ہوتا ہے کہ میرے ملک سے چوتھ اور سر دیس مکھی
وغیرہ حقوق کا روپیہ مرہٹون کا حق مقرر ہے وہ سنبھاجی کا حق ہے یا ساہو راجہ کا - فریقین اپنے
دعوے کو بدلائل پیش کرین - تمام راجہ ساہو کے کلکٹرون کو اوٹھا دیا اور چوتھ کا روپیہ ادا نہ کیا
راجہ ساہو اس امر کو سنکر آپے سے باہر ہوا اور اوسکا ارادہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کو خود چڑھا کر
لے جائے مگر پیشوا نے اوسکو ٹھنڈا کرکے اس مہم کا اہتمام اپنے ذمہ لیا - اور تھوڑے دنون
مین اپنی دانشمندی سے سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کیا اور اس خوبصورتی سے اس کام کا انجام
دیا کہ اپنے راجہ کی سلطنت کی بنیاد پختہ کردی - نظام الملک نے اس اپنی عمدہ تدبیر کے پورا ہونیکے

صوبہ مقرر کیا اور سربلند خان کو بادشاہ پاس بلایا۔ راجہ نے اپنی آرام طلبی کے سبب سے اپنا نائب
گجرات بھیجا۔ سربلند خان نے اوسکو شکست دیکر نکال دیا۔ اوسکے بعد دوسرا نائب بھیجا
اسکا حال بھی پہلے نائب کا سا ہوا۔ پھر راجہ خود پچاس ہزار سپاہ لیکر گجرات
روانہ ہوا۔ سربلند خان ہرچند بادشاہ اور آصف الدولہ سے تشویشیں رکھتا تھا۔ لیکن
بسبب قلت زر و اسباب سفر ناچار ابھے سنگھ سے لڑا اور اوسکو ایکدفعہ شکست دیدی
اسی فتح کو غنیمت جانا اور آیندہ جان لیا کہ راجہ سے مین نہین لڑ سکتا۔ اسلئے پیغام سلام
کرکے راجہ سے صلح کرلی اور پگڑی بدل بھائی بن گیا اور اوس سے روپیہ و سامان سفر لیکر شاہجہان آباد
کی طرف چلا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف راجہ ابھے سنگھ سے سربلند خان لڑا تھا اس لئے
بادشاہ نے دو سو گرزبردار بھیجے کہ سربلند خان کو قید کرکے لے آئین اکبر آباد مین جب سربلند خان
آیا تو گرزبرداروں نے اوسے قید کرلیا۔ یہان وہ عفو تقصیر کے انتظار مین مقیم ہوا۔ تو ہمراہ کی سپاہ نے
جو اکثر بے طرف ہو گئی تھی تنخواہ کے تقاضے کی شورش کی۔ برہان الملک جس نے
سربلند خان کی مدتون نوکری کی تھی وہ اکبر آباد مین تھا اوس نے سربلند خان سے درخواست
کی کہ مین اپنے پاس سے تنخواہ چکا دون تو یہ بات سربلند خان کو گران معلوم ہوئی اور
اوس نے کہا کہ خدا کے فضل سے میرا حال ایسا نہین ہے کہ دوستون کا احسان اوٹھاؤن
اسکی حرم سرا مین خزانہ مخفی تھا اوس نے اشرفیان نکال کر سپاہ مین تقسیم کردین +

جب آصف جاہ وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوکر سنہ ۳۲ء مین تیسری مرتبہ دکھن مین آیا تو اوس نے
ارادہ یہہ کرلیا کہ وہ ایک خودمختار ریاست قایم کرے چنانچہ تم پڑھ چکے ہو کہ وہ مبارز الملک کو
مارکر دکن مین مستقل حاکم ہو گیا۔ اگر اوس پاس سے مالوہ اور گجرات کے صوبے نہ نکل جاتے
تو وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ اب دکن مین اوسکی سلطنت ایسی شان
اور شوکت سے جم گئی تھی کہ اوس نے ارادہ کیا کہ مرہٹون سے جو اوسکے ہمسایہ مین بڑے
اندیشہ ناک دشمن تھے اپنے معاملات کو درست کرے وہ مرہٹون کی خصلت سے خوب
واقف تھا۔ اونکے آپس مین جو فساد اور عناد تھے اونکو خوب سمجھتا تھا اون کے بڑے بڑے

سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی اور ۱۷۳۱ء مین اوسے مجبور کر کے یہ دستاویز لکھالی کہ تمام مرہٹونکا مسلم اور سردار ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے وہ راجہ فقط حوالی کولاپور پر جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہے قابض رہیگا۔ اس کام سے سری پت راؤ کی بھی عزت ہوئی۔ مگر یہ کام اوس رتبہ اور شان کا نہ تھا جو باجے راؤ نے کیا تھا گو آصف جاہ کو یہ ہفت اپنے رقیب کے سامنے پیش آئی مگر پھر بھی وہ مرہٹون کی حکومت کے توڑنیکی حکمتین سوچتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے ایک بڑا زبردست دشمن پیشوا کے لئے کھڑا کیا -

ترمبک راؤ دہابری ایک بڑا مرہٹون کا سردار تھا۔ اور وہ گجرات مین لڑا تھا اور اوسکی بدولت مرہٹون کی حکومت کی صورت گجرات مین جمی تھی۔ مگر پیشوانے گجرات کے حاکم سے جو عہدنامہ کیا اوس سے کچھہ ثمرہ ترمبک راؤ کو اپنی جانفشانی کا نہین حاصل ہوا بلکہ وہ اولٹا باجے راؤ کو حاصل ہوا۔ اس سبب سے اوسکا دل پیشوا سے گھٹنے اور جلنے لگا۔ اور اوسنے آصف جاہ کو اپنے ساتھہ متفق کیا - اور پینتیس ۳۵ ہزار آدمی دکھن کی طرف لیجا کر یہ ارادہ مصمم کیا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے +

باجے راؤنے بہت چستی اور چالاکی سے یہ چاہا کہ یہ دونو اوسکے قوی دشمن متفق نہون اسلئے گو اوسکی فوج ترمبک راؤ سے آدھی تھی۔ مگر اوسمین چنے چنے سوار اور خانہ پرور سپاہی تھے - اس سپاہ کو وہ جلدی سے گجرات مین لے گیا شیر کی مونچھون کو اوسکے غار مین اکھیڑنے کا قصد کیا۔ ترمبک راؤ کے ہراول کو نربدا کے قریب شکست دی اور پھر اوسکی بھاری فوج پر جا پڑا - ترمبک راؤنے یہ ارادہ کیا کہ کیا فتح حاصل کیجے یا جان دیجے۔ اسلئے اوسنے اپنے ہاتھی کے پیرون مین زنجیرین ڈلوا دین - اس بلند ہمتی سے سپاہ نے بڑا سخت مقابلہ کیا اور باجی راؤ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کا دل بڑھاتا رہا۔ آخر کار ترمبک راؤ کے ایک گولی اتفاق سے لگی جسنے وہ مرگیا اور اس طرح ۱۷۳۱ء ۱۱۴۳ھ مین اس قوی دشمن کا خاتمہ ہوا نظام الملک کا یہ دوسرا وار تہا وہ بھی خالی گیا۔ اب اوسکو فقط اپنی ذات سے رقیب سے سلجھنا پڑا اس فتح سے پیشوا کو بالکل مگر برائے نام غلبہ مرہٹی بادشاہت پر ہوگیا۔ دشمن کے ساتھ

واسطے پہلے اسنے کہ ساہو کے مقابلہ مین میدان جنگ مین آئے اوسنے مصالحت کی باتین
کرنی شروع کین اور یہ اوسنے کہا کہ مین نے یہ تجویز فقط تمہارے ہی فائدہ کے لئے پیشوا کے ہاتھ سے
رہائی دلوانی کے لئے سوچی تھی - پس راجہ کو چاہیے کہ جن لوگونکو موقوف کیا ہو اونکو بحال کرے
- وہ ہمیشہ اوسکے وفادار تابعدار رہینگے مگر اسوقت ایسی چالاکی کی باتین بنانا نظام الملک کی
غلطی تھی شاید یہ باتین اور وقت راجہ کو اپنے وزیر پر شک دلاتین مگر اسوقت تو سارا غصہ
راجہ کا اسطرف جھکا ہوا تھا پیشوا کی شیوا بیانی اور خوش زبانی کب ایسی باتون کی طرف متوجہ
ہونے دیتی تھی - غرض برسات کے موسم مین دونو طرف لشکرون کے سامان ہوتے رہے
اور ۱۷۲۷ء کو نظام الملک کی ہراول کی فوج کو پیشوا صدمہ پہنچا کر پھر گیا اور دشمن کو دق کرنیکے
واسطے اورنگ آباد کو جا دھمکایا - اور یہ مشہور کر دیا کہ میرا ارادہ برہانپور کے غارت کرنے کا ہے
اس سبب سے دشمن شمال کو چلا - کچھہ فوج اوسنے دشمن کے سامنے کی - باقی فوج سے بڑی تیزی
اور تندی چالاکی سے گجرات پر یورش کی - اب آصف جاہ یہ سوچا کہ دشمن کا تعاقب کرنا
بے سود ہے - اسلئے وہ جنوب کی طرف چلا اور پونہ پر حملہ کیا لیکن پیشوا جلدی سے گجرات کے باشندون
کو قتل کر کے خون کے ندی نالے بہا اور سیکڑون گہرونکو بے چراغ کرکے اپنے ملک کی حفاظت
کے واسطے بہت جلد آگیا - اب یہان آصف جاہ کی فوج نے کچھہ کام نہ کیا - اس کام کے کرنے میں
اوسکے بڑے دوست مرہٹے تھے - اونکی دوستی پر چندان اعتبار نہ تھا - سوا اس کے آپس مین نا اتفاقی
تھی - غرض اسوقت نظام الملک بڑی مصیبت مین پھنسا - اور اوس سرزمین مین ٹھیر گیا جہان
پانی ملنا بھی دشوار تھا - آخر کو لاچار ہوکر اوسنے کولاپور کے راجہ سنبھاجی کا بھی ساتھہ چھوڑا -
اور ۱۷۲۹ء مین راجہ ساہو سے اس اقرار پر صلح ہوگئی کہ چوتھہ اور سر دیس مکھی کی تمام باقیات کا روپیہ
ادا کرونگا - اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آئندہ محصول ادا کرنیکے لئے ضمانت مین سپرد کرون گا
یہ پہلا ہی وقت تھا کہ یہ دونو رقیب میدان جنگ مین آمنے سامنے آئے - کیا خدا کی قدرت ہے کہ
وہ اورنگ زیب کے زمانہ کا بوڑھا تجربہ کار امیر جسنے سیکڑون میدان مارے ہون وہ یون عاجز ہوکر
ایک نوجوان برہمن سے ایسی شرائط پر صلح کرے جبکہ باجے راؤ اس کام مین مصروف تھا - سری پت سے بھی

آصف جاہ اور باجی راؤ کی مصالحت +

جب آصف جاہ کی کوئی چال ٹھیک نہ بیٹھی اور پیشوا اوسپر غالب ہوا۔ اور اوسکو یہانتک اقتدار حاصل ہوگیا۔ کہ چاہتا تو آصف جاہ کو اوسکی تدابیر برتر ہونیکا مزہ چکھا دیتا۔ مگر یہ دونون آدمی عقلمند تھے اور خوف دونو طرف تھا۔ باجی راؤ یون ڈرتا تھا کہ مہمات دور دراز پر جانا ہے اور ہمسایہ مین آصف جاہ جیسے دشمن کو چھوڑنا عقل دوراندیش کا کام نہین۔ اسمین بڑا خوف ہے کہ کہین عزت اور آبرو جو گھر کی سلطنت مین حاصل ہوئی ہے برباد نہ جائے۔ آصف جاہ کو یہ خوف تھا کہ مین نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ہے کہین میری جگہ باجی راؤ کو بادشاہ نہ مقرر کردے۔ غرض یہ دونو عاقل عاصیا اسوقت اپنی مصلحت اسی مین سمجھے کہ چپکے چپکے دونون نے آپسمین صلح کرلی۔ اور اونمین قول وقسم ہوگیا۔ دونون ایک دوسرے کے ممد ومعاون رہین +

ہلکر اور سیندھیا +

اسوقت مین مرہٹون کی اور بڑے بڑے خاندانون کی نیو پڑی جب باجی راؤ نے مالوہ پر دھاوہ کیا تو اوسنے اپنی سپاہ کے حصون کے تین بڑے افسر مقرر کئے۔ اوداجی پوار۔ ملہار راؤ ہلکر۔ راناجی سیندھیا۔ اوداجی تو پہلے سے بھی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوسنے ملک دھار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تہا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج اور رتبہ حاصل ہوا جو سیندھیا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ ملہار راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ دریاء نیرا پونہ کے جنوب مین وہ بھیڑ بکریان چراتا تھا۔ راناجی سیندھیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تھا مگر تنگدستی کے سبب سے وہ باجی راؤ کے ادنی خدمتگارون مین نوکر ہوا۔ یہ تینون سردار بعض اور خودمختار سردار نہ تھے۔ بلکہ باجی راؤ کے محکوم تابعدار تہے اوس کی طرف سے مہمات عظیم کا سرانجام دیتے تھے۔

راجہ ابھے سنگھ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات +

سربلند خان کی معزولی کا حال پڑہ چکے ہو کہ اوسکی جگہ راجہ ابھی سنگہ جودہ پور والہ مقرر ہوا تہا اگرچہ ایک خودمختار راجہ کو کسی صوبہ مین حاکم مقرر کرنا سب وقتون مین قابل اعتراض اور مصلحت سے خلاف ہے اور خصوصًا ابھے سنگہ جیسے راجہ آوارہ مزاج کو تو اس کام پر مقرر کرنا سراسر حماقت تھا۔ اوسنے اپنے باپ اجیت سنگہ کو قتل کیا تھا۔ اس قتل کا سبب مورخون نے جدا جدا بیان کیا ہے۔ راجہ اجیت سنگہ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی۔ اسلئے قمر الدین خان نے اوس سے وعدہ کیا

اوسنے بڑی مستعدی کی تدبیرین کی تھی سے دشمنونکو بہت تنگ کیا بلکہ ترمبک راؤ کے بیٹے کو گدی پر بٹھایا اور وہ حقوق اور مراتب مرہٹونکے جو گجرات مین متعین تھے باین شرط عطا فرمائے کہ نصف آمدنی اوسکی معرفت سرکار ساہو جی مین داخل ہوا کرے یہ راجہ لڑکا تھا اسلئے اوسکی ماکو اوسکا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکی طرف سے پیلاجی گائیکوار کو سونپا یہ بڑا ہوشیار سردار تھا۔ یہ خاندان وہی ہے جسکے راجہ آجکل بڑودہ مین حکومت کرتے ہین بھیل اور کولی قومون کی اعانت سے اس خاندان کا عروج ہوا تھا۔ وہ ان چھوٹی قومون کے سردار اور افسر تھے۔ یون اس دانشمند پیشوا نے اپنے ملک کے جھگڑون کو تمام کیا +

سربلند خان مرہٹون کی خصلت اور عادت سے خوب واقف تھا اب جو اوسنے دیکھا کہ نظام الملک بازی لے گیا۔ تو اول اوسنے بادشاہ سے متواتر امداد طلب کی مگر وہان نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا تھا تو پھر اوسنے مرہٹون سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ وہ اپنے ملک کی محاصل زمین اور سائر کی چوتھ اور سردیس مکھی دیگا۔ یہ دونون محصول ملکر پینتیس[35] روپیہ سیکڑا کل محاصل ملک ہوتی تھی اور اسکے عوض مین راجہ کو ڈہائی ہزار سوار ہر وقت کمک کے واسطے تیار رکھنے پڑینگے۔ اور چوتھ کی تحصیل کے واسطے دو ایک کلکٹر اوسکی طرف سے رہینگے سوا اسکے کچھ اور روپیہ یا نہ مطالبہ کیا جائے اور بادشاہی سلطنت کے قیام اور استحکام مین ہر طرح کی کوشش کی جائے۔ ایک بڑی بیہودہ شرط یہ بھی تھی جو باجی راؤ نے راجہ کی طرف سے کی تھی کہ جو زمیندار اور سردار کسی طرح کا خلل انداز ملک کے امن مین ہوگا اوسکا انتظام کرنا ہمارا کام ہوگا۔ یہ شرط گائکوار کی مرضی کے خلاف تھی کیونکہ وہ بھیلون اور کولیون کا سردار تھا اور ان دونو قومونکی گذر اوقات لوٹ مار پر تھی۔ اس شرط سے اونکے رزق کا دروازہ بند ہوتا تھا پیلاجی گائکوار اس وقت ترمبک راؤ ڈہابری کا نائب تھا۔ وہ اس شرط سے یون جل گیا کہ گویا اسکو باجی راؤ کو اختیار ہوا کہ اگر ترمبک راؤ اور اوس کے دوستون مین سے کوئی ملک مین دست اندازی کرے تو اوس مین بھی وہ دخیل ہو۔ اس سبب سے اوسنے نظام الملک سے اتفاق پیدا کیا اور پونہ کا قصد اس نیت سے کیا کہ راجہ کو پیشوا کے ہاتھ سے چھڑائے مگر پیشوا کی پیش قدمی اور دانشمندی فرزانگی کے آگے ترمبک راؤ ٹین کرکے رہ گئے +

مالوہ کی صوبہ داری کا باجے راؤ کو عطا ہونا +

غرض وہ بھی مر گیا ۱۱۴۳ھ مین محمد خان بنگش اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر اوسکو بندیلوں سے ایسا معرکہ
آن پڑا کہ وہ اوسمین مصروف ہوا۔ راجہ جے سنگہ والی جے پور کو یہ صوبہ عنایت ہوا یہ راجہ خود بڑی
مہارت علم نجوم مین رکھتا تھا اور علم و ہنر کا بڑا قدر شناس تھا دلی مین آجتک جیسنگہ پورا اور جنتر منتر
اوسکی نام کو یاد دلا رہے ہین اس وقت وہ بڑا معزز راجہ تھا مگر مستقل مزاج اور عالی ہمت
نہ تھا مرہٹوں سے اوسکو موروثی تعلق تھا مگر یہ تعلق نہ تہا کہ دغابازی سے وہ مالوہ مرہٹوں کو
دیدیتا جب اوسنے دیکھا کہ مرہٹوں سے مقابلہ کرنے مین کچھہ فائدہ نہیں ہے تو بادشاہ کے
اشارہ سے اوسنے یہ صوبہ باجے راؤ کو ۱۱۴۶ھ مین دیدیا۔ اب اس مالوہ کی مہم مین مرہٹوں کو
بندیل کھنڈ مین بھی جانیکا اتفاق ہوا جسکا ذکر نیچے دس پانچ سطروں کے بعد لکھا جاتا ہے۔
گجرات اور مالوہ کے صوبوں کے نکل جانیسے سلطنت کو بہت ضعف ہو گیا ایسے وقت مین افسوس
ہے کہ مسلمانوں کے ننگ و نام کے رکھنے والے جوانمرد اور جنگ آور موجود نہ تھے۔ نامردوں سے
کیا کام ہوتا ہے جہان شیر کا کام ہو وہان لومڑی سے کیا کام نکلتا ہے جہان لوہے کی
تلوار کا کام ہو وہان لکڑی کی تلوار سے کیا سرانجام ہوتا ہے۔ پانی سے آگ کا کام نکلتا ہے
خاک سے ہوا کا کیا خاک کام ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے جہان جبن اور نامردی گھر بناتی ہے
وہان مکاری دغابازی بیوفائی بے ایمانی ضرور اوسکے ہمسایہ مین آباد ہوتی ہین صمصام الدولہ
نے تمام باغیوں کی تنبیہ اور سلطنت کے انتظام کو مکاری اور عیاری پر موقوف رکھا تھا اور یہہ
چاہتا تھا کہ حیلوں اور شعبدوں سے سارے فتنہ اور آشوب کو دور کر دوں۔ اور آصف جاہ اور
باجے راؤ جیسے دشمنوں کو لطائف الحیل مین ٹال دوں بھلا پانی مین کیونکر آگ لگ سکتی ہے
یہ ارادہ اوسکا کیونکر پورا ہوتا۔ ایسی تدبیروں سے تو اور سلطنت کی قوت گھٹتی تھی اور باغیوں کی
تقویت بڑھتی روز بروز نفاق کا دروازہ کشادہ ہوتا تھا۔ اور حوادث اور فتنوں کا مادہ زیادہ
ایسے وقت مین تو ایسا کوئی بادشاہ ذی شوکت صاحب سطوت عالمگیر جیسا ہوتا کہ متمرد
سرکشوں اور باغی گردن کشوں کے نخل نخوت اور بغاوت کو اپنے صدموں سے جڑ پیڑ
سے اوکھیڑ کر پھینکتا +

کہ باپ کو مار ڈالے تو اوسکو جودہ پور کی ریاست ملجائیگی - اسلئے اوسنے باپکے خون سے ہاتہہ لال کئے
کوئی لکھتا ہے کہ کسی رجپوت کی لڑکی سے ابہے سنگہ کی نسبت ٹہیری تھی - مگر راجہ اجیت سنگہ نے
خود اوسسے شادی کرنی چاہی - اسلئے بیٹے نے غیرت مین آنکر باپ کو مار ڈالا - اور یہ عورت راجہ کے
ساتہہ ستی ہوگئی غرض جس بیوفا راجہ نے باپ کو دغا سے قتل کیا ہو اوسسے وفاداری اور
جان نثاری کی امید کرنی آگ سے پانی کی امید رکھنی ہے مگر بات اسمین یہ تھی کہ ابہے سنگہ کو
ایسے قوی ذریعے حاصل تھے کہ مغلون کی حکومت کو حاصل نتھے اور وہ اپنے ذریعون کی
بدولت اس بات کے قابل سمجہا گیا کہ سربلند خان کے قبضہ سے گجرات نکال لے گا اور مرہٹون
کی لوٹ مار سے بچاویگا - پہلا مطلب توحاصل ہوا کہ سربلند خان کو ایک سال مین فوج کشی
کرکے سنہ ۱۷۳۰ء مین گجرات سے باہر کردیا - مگر دوسرا مقصد حاصل نہیں ہوا تہا - پیلاجی گائکواڑ
اگرچہ سنہ ۱۷۳۲ء مین بڑودہ سے خارج ہوگیا تہا - مگر اتبک اوسمین اس قدر دم باقی تھا کہ جب
راجہ ابہے سنگہ نے اپنی حکومت کا استحکام اسمین سمجہا کہ کسی طرح اوسکو ٹھکانے لگا دے -
چنانچہ سنہ ۱۷۳۲ء مین اوسکو دغا سے مار ڈالا اسپر اوسکے بھائی بندونکے ایسی آگ لگی کہ وہ
گجرات پر چڑہ گئے - اور اوسکو برباد کردیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور کولیون کو
برانگیختہ کیا کہ وہ کبھی مسلمانونکی مطیع نہوئین - غرض ان جنگلی قومون اور گائکواڑ کے خاندان
نے ملکر ملک گجرات کو آپسمین تقسیم کرلیا - بلکہ اونہون نے جودہ پور پر جاکے ہاتہہ بہیکا جس کے
سبب سے راجہ ابہے سنگہ گجرات کو چہوڑکر اپنی ریاست کی واسطے یہان نائب چہوڑکر بہاگ
گیا اور اس نائب سے کچھہ نہ ہوسکا +

مالوہ کی صوبہ داری پر باجے راؤ کا مقرر ہونا +

پہلے لکھہ آئے ہین کہ مالوہ مین راجہ گردہر صوبہ دار تہا - یہ راجہ جوانمردی سے خالی نتہا
اوسنے باجے راؤ سے لڑنا شروع کیا اور بادشاہ سے باربار بہ سبب قلت سپاہ کے امداد مانگی
مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا - آخر کار اس لڑائی مین وہ مارا گیا - اور اوسکی جگہ اوسکا بہتیجا
دیارام مقرر ہوا وہ بہی لڑتا رہا اور بادشاہ کو لکھتا رہا کہ جب تک مین زندہ ہون ہندوستان
سے مرہٹون کو روک رہا ہون میرے مرنے کے بعد وہ سارے ملک مین پہیل جائینگے

افغان ہم قومی کی حمیت کے سبب سے جمع ہوئے غضنفر جنگ کی بیوی اور بیٹے سے تھوڑے روپیہ کا سرانجام ہو سکا افغانون نے اسی پر قناعت کی اور وہ قائم جنگ کو اپنا افسر بنا کے وقت غضنفر خان پاس پہنچے اور قلعہ سے اوسکو نکالا اور الہ آباد مین پہنچایا۔ بیٹے نے یہ بڑا کام کیا کہ باپ کو بچایا مگر اس بچنے سے اسکا صوبہ نہ بچا۔ راجہ بندیل کھنڈ نے باجے راؤ کو اسکی حسن خدمات کے عوض مین جمنا کے کنارہ پر جھانسی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان جب مرنے لگا تو باجے راؤ کے لئے ایسے حقوق بندیل کھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جنکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھ لگ گیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ راجہ نے باجے راؤ کو متبنی کر لیا تھا +

غضنفر جنگ و خانزاد خان کا عتاب +

امرائے حضور نے غضنفر جنگ پر مرہٹون اور بندیلون سے مغلوب ہونے کا قصور ثابت کیا تو وہ مورد عتاب مین آیا اور الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور مبارز الملک سر بلند خان کی عفو تقصیرات ہوئین اور وہ الہ آباد کا صوبہ مقرر ہوا۔ اوسنے اپنے بڑے بیٹے خانزاد خان بہادر غالب جنگ کو صوبہ مذکور مین نائب مقرر کیا۔ وہ خود اکثر بادشاہ پاس ہتا مگر دربار مین شکستہ خاطر ہونے کے سبب سے کمتر جاتا اکثر گھر مین پڑا رہتا +

ان ہی دنون مین حیدر قلی خان مع اپنی بیوی کے حسنخانہ مین سوتا تھا۔ رات کو حسنخانہ مین آگ لگی بیوی نیم سوختہ زندہ نکلی میان ایسا سوختہ ہوا کہ کسی علاج سے اچھا نہوا دنیا سے چل بسا اور ۱۸ جمادی الاولی ۱۱۴۳ھ کو محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد نے انتقال کیا۔

مظفر خان کے حالات +

اسی سال مین میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو مفوض ہوئی۔ اس سال مین چہارم شوال کو برہان الملک کے باروت خانہ مین آگ لگی۔ فیروز شاہ کا منارہ آدھا اڑ گیا اور اوسکے نیچے کی آدھی عمارت اڑ کر دور جا پڑی۔ اس زمانہ مین نجم الدین علی خان رحمت الہی سے واصل ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری علاوہ میر آتشی کے مظفر خان کو ملی دہم جمادی الاخری کو بادشاہ کچھ بیمار ہو گیا۔ ۷ رشعبان کو راجہ ابھے سنگھ پسر مہاراجہ اجیت سنگھ بادشاہ پاس آیا تھا اوسنے سنا کہ مرہٹون نے اوسکے وطن مین فساد مچایا اسلئے وہ رخصت لیکر اپنے دار الملک جودھپور میرٹھا کو روانہ ہوا۔ اس سال مین ایک ہندو جوہری نے پنجابی

جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹونکا تسلط ہوگیا اور بادشاہ سے انکا تدارک کچھہ نہ ہوا تو اونکا اور آگے حوصلہ بڑھا اور صوبہ الہ آباد اور اکبر آباد پر اونکا دانت ہوا جسوقت باجے راؤ مالوہ مین آیا ہے اوسوقت محمد خان بنگش جو مالوہ کا صوبہ دار تھا۔ بندیل کھنڈ کے راجہ چتر سال سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ اس راجہ کی ریاست مالوہ اور الہ آباد کے درمیان واقع تھی۔ محمد خان بنگش اپنی قوم کے بہت سے سپاہیون کو ساتھہ لیکر بندیل کھنڈ پر چڑھ گیا۔ اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ وہان کے دار الملک مین اس جدید ملک کے انتظام کے لئے اقامت اختیار کی۔ راجہ ایسا اوسکے ہاتھہ سے تنگ آیا کہ اوسنے ناگپور کلان کے مرہٹون سے استعانت کی درخواست کی باجے راؤ ان سرداروں سے جو اجین مین تھے وعدہ کیا کہ ہم اس اعانت کے عوض مین ملک اور روپیہ دینگے۔ باجے راؤ نے اوسکی درخواست منظور کی اور سپاہ روانہ کی جو بجلی کی طرح محمد خان بنگش پر جا پڑی وہ گھبرا کر قلعہ جیت گڈھ مین محصور ہوا۔ اس قلعہ کو مرہٹون نے ایسا محاصرہ کیا کہ گھاس کا تنکا نہین پہنچنے دیا۔ اور یہانتک قلعہ والون کو کھانے پینے کی تنگی ہوئی کہ گائے

گھوڑے

گدہے کتے تک

نہ چھوڑے

جو کھانے کی

چیزین نہ تھین وہ کھائین۔ باہر نکلنا میسر نہ ہوا غضنفر جنگ کے زن و فرزند فرخ آباد مین تھے وہ امراء حضور سے استغاثہ و استمداد کرتے تو کوئی نہین سنتا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی آخر ناچار ہوکر احمد خان کے بیٹے قائم خان نے اقوام سے رجوع کی اور اوسکی بیوی نے روہیل کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی کہ وہ بنگش کو گرفتاری سے خلاص کرین (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا نہایت ضرورت کی حالت مین عزت بچانے کے لئے درخواست کرنا ہے)+

بھی سرایت کی تو امیر الامرا نے ناچار ہو کر اپنے بھائی مظفر خان کو جو گھر میں بٹھا اپنی شجاعت کی شیخیان بگھارتا تھا مرہٹون کی جنگ و تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت دلائی اور بائیس امیر مع سپاہ کے اوسکے رفیق اور معین کئے۔ افواج شاہی اوسکی ہمراہی مین گئی غرض وہ بڑے ٹھاٹھ سے مرہٹون سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا عرہٹون کی لڑائی کا ضابطہ جنگ بطور جپاولی و قزاولی ہے اثناء راہ میں کہیں مظفر خان سے مرہٹے دوچار نہ ہوئے۔ وہ سرونج مین جا کر مقیم ہوا۔ اس میدان مین مرہٹون نے چند ماہ اوسکو محصور رکھا اور اجناس و غلہ کو اس پاس جانے نہ دیا مظفر خان بہادر نے خودداری کر بادشاہ اور اپنے بھائی کے حکم کا انتظار کیا جب حکم معاودت صادر ہوا تو اوسنے خدا کا شکر کیا۔ اور بادشاہ اور بھائی کی خدمت مین آیا دوازدہم محرم ۱۱۴۷ھ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا۔ اس سفر پر بھی اوس کے خوشامدیون نے کہا کہ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + چہارم جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ یہ دونو بہادر بھی مظفر خان کی طرح مرہٹون کو تلاش کر کے اولٹے چلے آئے۔

شوال ۱۱۴۷ھ میں مرہٹون نے قصبہ سانبھر پر کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے تاخت کی وہان کے فوجدار فخر و نے تین چار ہاتھی اور تین لاکھ روپیہ کا مال اسباب خانہ مرہٹون کو دیا کہ وہ اسّے دست بردار ہون مرہٹون نے اوس پر قناعت نہ کی فخرو کو لیا لوٹا کہ صرف اوسکے بدن پر کپڑے چھوڑے۔ قصبہ مذکور کے قاضی نے جاہلیت کی حمیت کو کار فرمایا کہ پہلے اپنے عیال کو مارا اور پھر جہان تک ہو سکا مرہٹون سے لڑا اور مجروح ہو کر اپنے گھر مین پڑا۔

اس زمانہ مین راجہ بھگونت کچھار زمیندار غازی پور ضلع کوڑہ مین سرکشون کا بڑا سرغنہ تھا وہ جان نثار خان کو ہمیشہ آزار پہنچاتا تھا۔ جان نثار خان و قمر الدین خان کا بہنوئی ضلع کوڑہ کا ناظم تہا جب کوڑہ مین نواب سربلند خان صوبہ الہ آباد مین آیا تو جان نثار خان نے بھگونت کے

گفتش دوزوں مین سے ایک گفتش دوز کو ہولی کے ہنگامہ مین مارڈالا تھا اونھون نے بادشاہ سے
فریاد کی جب کسی نے نہ سُنی تو اونھون نے جامع مسجد مین دو جمعون کی نماز نہ پڑہنے دی - قاضی
کو بے عزت کیا - روشن الدولہ انتظام کو گئے تو اونپر بھی دور سے جوتیان پھینکی گئیں - غرض مشکل
سے یہ دنگہ مٹا - آخر شوال اور ماہ ذیقعدہ مین شاہجہان آباد مین عفونت کے سبب سب چھوٹے
بڑے تپ مین مبتلا ہوئے - پٹنہ والہ آباد و اکبر آباد سے بیماری شروع ہو کر شاہجہان آباد
مین آئی - یہان سے پانی پت و لاہور میں اوسنے سرایت کی مگر انجام بخیر ہوا تھوڑے آدمی مرے
ماہ رجب ۱۱۴۴ھ مین بعض راتوں کو ایسی سردی پڑی کہ مٹکے اور ٹھلیون میں پانی جم گیا اور
برف پڑی - اس شہر مین کبھی ایسی جاڑے کی شدت نہیں ہوئی +

پانچویں رجب ۱۱۴۵ھ کو بادشاہ شاہجہان آباد سے اعز آباد گڑہ مکتیشر کی طرف سیر و شکار
کو گیا - سر زمین اکبر آباد مین مرہٹون کی شوخیون کی خبر سنکر اونکی گوشمالی کے ارادہ سے ایک دو
منزل بادشاہ چلا اور ہنڈن ندی کے کنارہ پر سات آٹھ روز قیام کیا - جب مرہٹون کے
باہر چلے جانے کی خبر سنی تو ماہ شوال مین شاہجہان آباد میں چلا آیا +

دہم رمضان ۱۱۴۶ھ کو بادشاہ نے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ کو مرہٹون
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا - جب مرہٹون نے گجرات اور مالوہ کے صوبون کو تسخیر کر لیا اور کوئی
اوسکا تدارک ظہور مین نہیں آیا - تو اونھون نے اپنے تگ و تاز کو اور دست طلب دراز کیا - آہستہ آہستہ
آگے قدم بڑہایا - اور کچھہ مدت گذرنے کے بعد ممالک بادشاہی کے ایک دو محال پر تصرف کیا
یہانتک کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد وہ گوالیار تک جو اکبر آباد سے قریب ہے متصرف ہوئے
آصف جاہ نے مرہٹون کے اغوا مین کوشش کی فساد کو بڑہایا - اور مرہٹون کو اور
بلاد کی تسخیر پہ دلالت کر کے دلیر کیا - ارکان سلطنت کے ضعف کو مرہٹے دیکھہ کر خود بخود
آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے اب آصف جاہ کی تحریک کے بہانہ کو خاطر خواہ جان کر
قدم آگے بڑہایا - امیر الامرا اور خالصہ کے محالات پر اونھون نے تاخت و تاراج کی -
جب مرہٹون کی تاخت و تاراج نے حدود گوالیار سے آگے بڑہ کر محالات متعلقہ اکبر آباد و اجمیر پر

بادشاہ کا [illegible] +

مظفر خان کا [illegible] +

بادشاہ کی ملازمت کی - ۲ شوال کو ابو المنصور خان صفدر جنگ داماد و خواہر زادہ برہان الملک
اور شیخ عبد اللہ خان وغیرہ نے اس سبب سے رخصت کی درخواست کی کہ لیسر بھگونت نے مرہٹون کو اپنی
کمک کے لئے بلایا تھا +

اسی عرصہ میں ۱۰ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ کو یادگار خان کشمیری کو کہ چرب زبان و ہوشیار اور
امیر الامرا صمصام الدولہ کے رفقا مین سے تھا راجہ جے سنگہ سوائی اور آپا جی راؤ سپہ سالار مرہٹہ پاس بھیجا
جو راجہ ساہو کی طرف سے ممالک ہندوستان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا تھا - کہ وہ راجہ جے سنگہ سوائی
کی معرفت مرہٹون سے جواب سوال کرے - گجرات اور مالوہ کی صوبہ داری بھی اونکو دی گئی تھی
مگر مرہٹون نے کسی بات کو نہ سُنا اور گجرات اور مالوہ کے صوبون کے لینے پر اونکی حرص کی آگ
نہ بجھی بلکہ اوھون نے اپنا مقدور پیشتر سے بیشتر دیکھا اوھون نے اور زیادہ پاؤن پھیلائے -
پیشوا کو اس وقت بڑی فرصت حاصل تھی کیونکہ کولاپور کے راجہ سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی -
نظام الملک سے کچھہ خوف باقی نہ رہا تہا اوسنے تو خود مرہٹون کو شمال کا رستہ بتلادیا تھا -
وہ بیٹھا ہوا اپنی جدا ہی سلطنت قایم کر رہا تھا گو اوراطراف سے بالکل غافل نہ تھا مغربی ساحل
پر جو دشمن پیشوا کے راجہ کے بھتران و دور دراز کی مہمات کے زمانہ مین مغلوب کر لیا تھا گجرات
مالوہ - بندیل کھنڈ مین بادشاہی اہلکار کا نام نہ تھا - اسکے محصول سے اسکی سپاہ کثیر کا کام چلتا
تھا - اجمیر و بندیل کھنڈ کے راجپوت اسکے دوست تھے - ہان برار مین خاندان بھوسلا نے
سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی تھی جس سے ناگپور کی ریاست کی بنیاد پڑی - اگرچہ
یہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی مگر اوسنے مغلوں کے ساتھہ لڑنے مین کچھہ خلل نہین ڈالا
پیشوا کے زیر حکومت بڑے بڑے جوانمرد افسر ہولکر اور سیندھیا تھے - جب سب باتین
جمع ہو گئین تو باجے راؤ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمائیے
بادشاہ نے ۲ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ کو امیر الامرا صمصام الدولہ کو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے
رخصت کیا - اوسنے اکبر آباد مین تیس چالیس ہزار سوار مع توپ و توپخانہ اور اور آلات
کارزار کے آراستہ کئے - ہندوستان کے بعض عمدہ راجہ اسکے ہمراہ تھے سرداران مغل و

امیر الامرا صمصام الدولہ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجے راؤ و مرہٹہ سے مقابلہ اور ان کا ناکام ہونا +

استیصال کے لئے اس سے مدد مانگی - سربلند خان نے کہا کہ بھگونت کے مطیع کرنے مین بہت مدت لگیگی
میرے پاس سپاہ کے خرچ کے لئے روپیہ نہیں ہے - اگر تم روپیہ دو تو مین بھگونت کو سزا
دون جان نثار خان نے روپیہ دینے سے انکار کیا تو سربلند خان نے الہ آباد کو مراجعت کی
بھگونت سنگہ جان نثار خان کی جان لینے کے لئے اپنا قابو ڈھونڈ رہا تہا کچھہ تھوڑی مدت کے
بعد اوسنے دفعتہً جا کر اوسکو مار ڈالا - اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا - اوسکے گھر کی عورتون پر
متصرف ہوا (منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ روپ رائے پسر بھگونت نے اوسکی بیٹی پر تصرف
کرنا چاہا مگر اوسنے اپنی عصمت بچانے کے لئے زہر کھا کر جان دیدی) یہ خبر سنکر قمر الدین خان
وزیر کو بڑا غصہ آیا - وہ امراے دہلی کو ساتھہ لیکر بھگونت سے لڑنے کے لئے نکلا بھگونت قلعہ
غازی پور مین متحصن ہوا - وزیر نے سب طرح کی کوششین کیں مگر اونکا کچھہ اثر مرتب ہوا - تو آخر
کو محمد خان بنگش نواب فرخ آباد کو قلعہ غازی پور کا محاصل سپرد کر کے دہلی چلا گیا - نواب نے کوسنے
بھگونت سے کچھہ روپیہ لیکر معاملہ کر لیا اور فرخ آباد کو معاودت کی اسنے بھگونت کو پہلے سے
بہت زیادہ دلیری ہوئی اوسنے کوڑہ پر قبضہ کر لیا +

جب بادشاہ نے صلع مذکور برہان الملک کو سپرد کیا تو وہ ۱۱۴۸ھ مین بہت سی سپاہ
لیکر گیا - قلعہ غازی پور سے بھگونت تین ہزار سوار لیکر دفعتہً لشکر کے روبرو آیا - نواب کے توپخانہ
سے اوسکے بہت آدمی مارے گئے گو بھگونت ان توپون کی مار سے بچکر ہراول پر حملہ آور ہوا
جسکا سردار ابو تراب خان تھا بھگونت نے اوسکو مار کر نواب کے قول پر حملہ کیا - میر خدا یار خان جہہ ہزار
سوارون کے ساتھہ اُسنے لڑا سخت لڑائی کے بعد اوسکو شکست ہوئی تو نواب خود اوسکی کمک کو
گیا اور بڑی گھمسان لڑائی ہوئی - بھگونت کو گھیر کر درجن سنگہ چودھری نے مار ڈالا -
نواب برہان الملک نے بھگونت کا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا - اور کھال مین بھس بھر کر
قمر الدین خان پاس بھیجی بعض کہتے ہین کہ درجن سنگہ بھگونت کا رشتہ دار اور نواب کا نوکر تھا
بعض اس کو برہمن بتاتے ہین راجہ بھگونت کو فارسی کتابوں میں اجاڑ زاروا وبادار وبھی لکھا ہے
برہان الملک چند روز اس جگہ میں رہ کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا - ۷ رجب ۱۱۴۸ھ کو

برہان الملک کا مرہٹون سے مقابلہ کرنا اور انکو شکست دینا +

تاب و توان سے باہر جانتا تہا صلح وجنگ کی شقوق پر تامل عمیق ہوتا اور معاملہ کا انفصال
ناتمام اور ملتوی رہتا سب باتون سے اصلح شاہجہان آباد کی مراجعت ٹھیری +

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ فقط اودہ کا صوبہ دار اور خواص بادشاہی کا
داروغہ تھا۔ ان امیرون مین سے جنکا ذکر اوپر ہوا اوسنے مدارج مین کمتر تھا لیکن نہایت شجاع
وغیور مردانہ صاحب شعور اور جویائے نام وننگ اولوالعزم با فرہنگ تھا وہ امرا کی سستی
دیکھکر اور مرہٹون کی شوخی سے دل تنگ ہوا باوجودیکہ صوبہ کی حدود شمالی گنگا کی طرف
تھے اور اوسکو دکھنیون سے سروکار نہ تھا اوسنے محض غیرت کے سبب مرہٹون سے رزم کا عزم کیا اور
پیکار کے لئے مستعد ہوا۔ وہ اپنی فوج کو پیکار کے لئے ہمیشہ آراستہ رکھتا تھا اب از سر نو
آراستہ کیا اور اسباب حرب و آذوقہ کو جسقدر مناسب تھا مہیا کیا۔ اور اپنے داماد ابو المنصور خان
صفدر جنگ کو ساتھ لے اپنے دار الملک سے کوچ کیا اور گنگا سے پار گیا اور جمنا سے پار اترنے کا
ارادہ تھا کہ راجہ بھدور کی کمک کرے۔ راجہ کہ برہان الملک سے توسل رکھتا تھا۔ اوس کے قلعہ کا
محاصرہ مرہٹون نے کر رکھا تھا اوسنے برہان الملک کو عرائض لکھی تھین کہ وہ میری امداد کرے
برہان الملک نے جواب میں یہ لکھا کہ بھی عاجز ہوکر مرہٹون کو کوڑی نہ دینا مین ابھی آیا۔ مرہٹون از بدلگن
نے آپسمین اتفاق کرکے جمنا کے گھاٹون پر اپنا ازدحام کر رکھا تھا اونپر سے عبور کرنا آسانی اور جلدی
سے نہین ہوسکتا تہا۔ راجہ کو مرہٹون کے ہاتھ سے ایک صدمہ عظیم پہنچا۔ راو ملہار نے کہ باجی راو
کا عمدہ سردار تھا جمنا سے پایاب جگہ سے عبور کیا۔ اور برہان الملک کے عقب مین آیا چنکہ اوسنے
آگرہ کے موتی باغ تک جس جگہ آبادی دیکھی اوسکو جلا یا غارت کرکے خاک کی برابر کیا سعد آباد
وجالیسر پر دست درازی کی اور اونکو خراب کیا ۱۲۔ ذیقعدہ کو ۱۱۴۹ھ کو برہان الملک بلائے
ناگہان کی طرح ملہار راو ہلکر پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور تین عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا
اعتماد پور تک کہ چار کروہ مسافت پر تھا تعاقب کیا اور راہ مین کشتون کے پشتے لگا دیے۔ راو ملہار کے
ایک زخم منکر لگا اور فراریون کے ساتھ گیا اور بھاگ گیا۔ راہ مین جمنا مین کچھ مرہٹے ڈوبے۔ باجی راو
کے پاس ملہار راو گیا۔ یہ سپہ سالار دکھن قصبہ کوٹلہ آبادی سادات ہین کہ گوالیار کے قریب تھا

ہندوستانی اوس کے ملازم بہم کا پہنچ علاوہ انکے مغلیہ اور تورانیہ قدیمی ملازم بادشاہ کے اوس کے
ہمراہ تھے اس لشکر کے ساتھ اجمیر کی راہ پر دشمن کا منتظر تھا محمد خان بنگش اپنے مسکن فرخ آباد
سے بادشاہ کے حکم سے مرہٹون کی روبراہ تھا ان تمام مشہور امرائے مقتدر مین سے کسی کی جرأت
یہ نہ تھی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا لوا ونکے کان اینٹھتا۔ خود صمصام الدولہ بیٹھا ہوا
تدبیرات سوچتا اور اونکا خلاصہ جے سنگھ لکھتا۔ اونکے جواب مین جے سنگھ کے دل مین جو کچھ آتا وہ
امیر الامرا کو لکھ بھیجتا۔ راجہ ابھے سنگھ راٹھور اپنے وطن مین افیون کی پینک مین رہتا۔ دن کو
خواب مین رات کو بیچ و تاب رہتا کہ کیا کرنا چاہیئے جب امیر الامرا اوسکو طلب کرتا تو خودداری
اور اپنے ملک کی حفاظت کا عذر لاطائل لکھ بھیجتا علی ہذا القیاس اعتماد الدولہ کبھی اپنے سے
غافل کبھی ہراس مین اپنے لشکر گاہ میں اپنے رفقا اور اپنے ہم قوم امرا سے مشورہ کرتا مگر
عقدہ نہ حل ہوتا۔ ہمیشہ آصف جاہ کی اعانت کی امید رکھتا صمصام الدولہ و بادشاہ سے
دونو سے آصف جاہ نہایت آزردہ خاطر ہو کر دکن کو چلا گیا تھا۔ وہ ان طرفون کی مفاسد
کی اصلاح پر التفات نکرتا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ جس صورت سے ہو سکے ارکان سلطنت واعیان
مملکت کی کسر شان ہو۔ آصف جاہ کی طرف سے بادشاہ سوء ظن رکھتا تھا۔ امیر الامرا کی مخالفت
کے سبب آصف جاہ سے رجوع نہیں کرتا بلکہ قطعی امرائے تورانیہ سے بدگمان ہو کر کسی سے
اپنی اعانت نہین چاہتا تھا۔ روز و شب تذبذب مین گذرتے تھے۔ اور کوئی کام کسی بنائے
درست پر نہین قائم ہوتا تھا حضور بادشاہ کے امرائے بے مقدور اور منصبدار معذور کسی
کام کو نہیں کرتے تھے اونمین سے اکثر کو لیاقت بھی نہ تھی۔ بعض مثل عمدۃ الملک وغیرہ کے
امیر الامرا کی ناخوشی کے سبب اسکی مرضی کے خلاف کسی التماس کی مجال نہ رکھتے تھے
اگر عمدۃ الملک یا مبارز الملک سربلند خان کہ جرأت اور کام کی لیاقت رکھتے تھے کچھ کہتے تو
بادشاہ صمصام الدولہ کی مرضی کے خلاف کسی کی بات نہ سنتا جو کچھ بادشاہ کے دل مین آتا
وہ صمصام الملک کو لکھ بھیجتا اور وہ عذر مین عرائض دور دراز کار جواب مین لکھ بھیجتا۔ امرا
مین سے ہر ایک مرہٹون سے مصالحت چاہتا تھا اور مرہٹون کے استیصال کو امیر الامرا اپنی

ملک فتح کی یہ ہوائیان اڑین کہ سارے مرہٹے دکھن کو بھاگ گئے جب باجے راؤ کے کان مین یہ خبر
پہنچی تو وہ مرہٹون کی بدنامی کا دھبہ مٹانے کے لئے اور زیادہ لڑائی پر آمادہ ہوا اور اون سے
کہا کہ اب مین بادشاہ کو جتلاتا ہون کہ ہندوستان خاص مین ہون اور اوسکی دار السلطنت مین اپنے
مرہٹون کو دکھلاتا ہون اور اپنی لڑائی کے شعلون کو بھڑکاتا ہون - وہ بڑی بڑی منزلین طی کرتا ہوا
۸ - ذی الحجہ ۱۱۴۹ھ مین تغلق آباد مین آیا - اُس دن کالکا کا میلا تھا اس مین ہندو مسلمانون کا
جم گھٹا تھا - اس میلے کو اونے بڑی دلجمعی سے لوٹا بہت مال جمع کیا - رات کو قطب صاحب کے
مزار کے قریب آیا - پھر عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دکانون کو جلایا اور غارت کیا - دوپہر
کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا - کالکا کے مجروح و مضروب شہر مین آئے مرہٹون نے
قتل و غارت کو زبان حال و مقال سے ظاہر کیا - اِس خبر کے سُننے سے اور مجروحون کے حال
دیکھنے سے دہلی مین نہایت ہول پیدا ہوا - بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ
لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ پر کہ شاہجہان آباد سے بہت قریب ہے لڑائی شروع ہوئی دو چار
غیرت مند امیر مارے گئے - باقی بے حیا اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے - شاہجہان آباد کے قریب
جو بادشاہی لشکر تھے وہ اس خبر کو سنکر اور بادشاہی کی تنہائی کا اندیشہ کرکے ہر ایک ایلغار
کرکے شاہجہان آباد کی طرف دوڑے - اور چند روز مین جمع ہو گئے - باجے راؤ نے جب
برہان الملک کا آنا سنا تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی چار و ناچار قصبہ بواڑی و پاٹودھی
کی طرف گیا اور دونو قصبون کو خاطر خواہ لوٹا - اسی راہ سے گجرات اور مالوہ چلا گیا - اور کہین نہین
ٹھیرا - برہان الملک کے سوا کسی اور کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی - ہر ایک امیر کچھ
بہانہ بنا کے اپنی جگہ سے نہین ہلا + اب ارکان شاہی سے کچھ اور نہ ہو سکا سوا اس کے
کہ نظام الملک کی منت سماجت کرین - بادشاہ نے جو لشکر کشی کی اُسنے مرہٹون کی نظرون
مین بادشاہ کی عزت اور گھٹ گئی تھوڑی مدت کے بعد باجے راؤ نے خود عہد نامہ کی بابت خط
کتابت شروع کی - مالوہ اور گجرات دینے کی تجویز دربار شاہی مین ہوئی - اِن ملکون کے دیدینے کا
پوشیدہ عہد نامہ لکھا گیا - مگر اوس پر امرا شاہی کا اتفاق نہ ہوا - مرہٹون کے ایک سردار کو

ٹھیرا ہوا تھا - برہان الملک اوسکے تعاقب مین دھول باری کی طرف آیا کہ اکبرآباد سے اٹھارہ کوس
پر دریائے چنبل کے اس طرف واقع ہے - اوسنے سنا تھا کہ باجے راؤ وہان ہے - اسکا ارادہ تھا
کہ باجے راؤ سے جہان ملاقات ہو وہان مقابلہ و مقاتلہ مین مشغول ہون کہ ہندوستانیون کی
آبرو گئی ہوئی پھر حاصل ہو اور بگڑی ہوئی بات بنے - مگر وہان مرہٹون کے لشکر کا پتا نہ تھا
ناچار برہان الملک اپنے خیمون مین آیا اور دو روز آرام کیا اور حکم دیا کہ لشکر کا ہر سوار چار روز
کا سامان کھانے پینے کا اپنے ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ہو اور خود بھی پانی سے بھری
مشکین اور پکی روٹیان ساتھ لین اور حکم دیا کہ جو شخص ملازمون مین سے اپنے خیمہ گاہ مین رہیگا
اوسکے گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کی جاے گی اور ہاتھیون پر بھاری جزائل کو اونٹون پر
رکھ کر ہلکی توپون اور ضربون کو ہمراہ لیا اور کھانے پینے کی چیزین اونٹون اور خچرون پر لادی
ہوئی ساتھ لین اور مصمم عزم کیا کہ اگر چنبل کے اس طرف غنیم ہوگا تو مع فوج دریا کے پار جا کر
اوس سے دست برد مردانہ اور مبارزت دلیرانہ کرونگا جب یہ سامان تیار کر کے حرکت پر مستعد ہوا -
تو برہان الملک کی جرأت و جلادت کی خبر صمصام الدولہ کو پہنچی تو وہ بڑا شرمندہ ہوا اوسنے
چاہا کہ مین بھی برہان الملک کی طرح نام پیدا کرون یا اوسکو بھی اپنی طرح بدنام و رسوا کرون
اسلیئے اوسنے شتر سوارون کے ہاتھ متواتر مکتوبات بھیجے ان مین یضمون لکھا کہ مین آپ آتا ہون
ہم تم دونون ملکر دشمن کو استیصال کرینگے زنہار کار مین جلدی نہ کرنا - برہان الملک بہادر نے
امیر الامرا کے خطوط آنے سے عین سواری و تیاری لشکر کے وقت اپنا ارادہ ترک کیا - تین چار
روز بعد امیر الامرا آیا بادشاہ کے حکم سے جو بسبب مرہٹون کے قرب کے خوفناک تھا اور صاحب فوج
امیر مہم و مدافعہ مین مامور تھے قمرالدین خان بھی مع اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے تیس کوس
آمیر کی سڑک پر تھا محمد خان بنگش غضنفر جنگ بھی اپنی جمعیت کے ساتھ ایک طرف غنیم کا
منتظر تھا صمصام الدولہ اور برہان الملک مین ملاقات ہوئی طرفین مین ضیافتین ہوئین -
اسطرح غنیم کو چھ سات روز کی فرصت مل گئی - اور برہان الملک کے تعاقب کا اضطراب
باجے راؤ کے دل سے باہر ہوا - اوسنے شاہجہان آباد کو فوج سے خالی تصور کیا - برہان الملک کی

برہان الملک کو صمصام الدولہ کا باجی راؤ سے لڑنے سے منع کرنا اور شاہجہان آباد پر باجی راؤ کا آنا

جتنے معلوم ہو جائے کہ ہان اہمیں قدرت غارتگری اور نقصان پہنچانے کی ہے نہایت آدمیت کے
ساتھہ بادشاہ سے خط و کتابت شروع کی مگر اوسکا نتیجہ کچھہ نہ ہوا۔ پہر وہ شہر سے تھوڑی دور
چلا گیا۔ اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ شہر کے پاس رہنے مین مجھے یہہ اندیشہ تھا کہ کہیں فوج اوسکو
لوٹ نہ لے۔ اسلئے پرے ہٹ گیا ہون جب وہ شہر سے پیچھے ہٹا تو شہر کی خلقت اوسے
کچھہ اور سمجھی۔ اور لڑنے کے لئے آمادہ ہوئی۔ مگر پہر شکست کھا کر آفت اٹھا کر شہر مین چلی آئی جب
سعادت خان کو قمر الدین خان ساتھہ لے دار السلطنت کی امداد کے لئے پہنچا تو باجے راو نے اودہر لوٹنے
جانیکا قصد کیا۔ اسطرح واپس جانا مرہٹون کے آئین جنگ کے موافق کچھہ بیعزتی کی بات نہ تھی۔ بادشاہ
نے اوسکو مالوہ جاگیر مین اور تیرہ لاکھہ روپیہ عنایت کئے۔ یہہ کامیابی اوسکو ایسی ہوئی کہ اب تک
اوسکی کسی قوم کے سردار کو نہیں حاصل ہوئی تھی۔ اوسکا ارادہ تھا کہ جمنا کے نیچے سے پار
اترے۔ اور گنگا جمنا کے دوآبہ کو لوٹتا ہوا جائے مگر برسات قریب آنے اور آصف جاہ
کے دلی کی جانب بڑھے آنے سے یہہ قصد کیا کہ دکن کو جلد چلا جائے۔ وہان اوسکو بعض اور
کامون کی بھی ضرورت تھی۔ اگرچہ دکن کو باجے راو چلا گیا۔ مگر آصف جاہ دلی کی طرف
بدستور چلا آتا تھا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ آصف جاہ جسکا بادشاہ دشمن تھا اور رات دن اوسکی
بیخ کنی کی فکر مین رہتا تھا۔ اب اوسنے کس منت اور سماجت سے اوسے اپنی حمایت کے لئے بلا یا
اور بالکل اختیار اپنا اوسکو دیدیا اور کہدیا کہ جو کچھہ وہ میری سلطنت سے لڑائی کا سامان
جمع کر سکے اکٹھا کرے۔ غرض آصف جاہ دہلی مین ربیع الاول ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ء مین پہنچا اور اپنے
بیٹے غازی الدین خان کو دکن مین نائب کر آیا تھا۔ اب بادشاہ نے آصف جاہ کو مرہٹون سے
لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ اور مالوہ کی صوبہ داری بجائے باجے راو کے غازی الدین خان کو
مرحمت ہوئی۔ اب وہ اکبر آباد مین آیا ساری سلطنت ایسی ضعیف ہو گئی تھی کہ کہین سے
سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہوا۔ اوس پاس فقط پینتیس ۳۵ ہزار سپاہ تھی۔ اور اوسمین بعض راجہ
راجہ بھی ہمراہ تھے۔ وہ ابتک محمد شاہ کا ساتھہ دیئے جاتے تہے۔ توپخانہ کا سامان اوسکے
ساتھہ نہایت عمدہ تہا۔ اب سعادت خان کا بہانجا صفدر جنگ بھی لشکر کے ساتھہ اوسکی

یہ سب حال معلوم ہو گیا۔ اوسنے یہان کے نفاق کا حال باجے راؤ کو لکھ بھیجا تو باجی راؤ نے اپنی
درخواستون کو بڑھانا اور مالوہ اور گجرات کے سوا متہرا اور الہ آباد و بنارس ہندوؤن کے مقدس
شہرونکو بھی مانگا۔ اگرچہ بادشاہ مین یہ قدرت نہ آئی تھی کہ وہ علانیہ مرہٹون کا مقابلہ کرتا۔
مگر ایسا ذلیل بھی نہین ہوا تھا کہ وہ اس درخواست کو منظور کرتا۔ اب اوسنے کچھ تھوڑا سا نقصان
اوٹھا کر مرہٹون کو ٹھنڈا کرنا چاہا مرہٹون نے بھی اپنا مقصود عظیم ہاتھ سے نہین دیا بلکہ اوسپر
عمل کیا کہ انکے راہگیر و دیگرے راہ عوی کن سے مرہٹون کے حال پر جو اور عنایتین کین تھین
منجملہ اونکے یہ بھی تھی کہ مرہٹے راجپوتون کے ملک سے خراج وصول کرین اور آصف جاہ کے
ملک مین سے جو حقوق اونکو حاصل ہین اونپر اضافہ کرین اور وجہ ان حقوق کے عنایت کرنے
کی یہ تھی کہ آصف جاہ اور راجپوتون کی لڑائی مین مرہٹے مصروف ہو جائین۔ یہ مقصد
کسی قدر حاصل بھی ہوا۔

آصف جاہ نظام الملک کو بادشاہ مرہٹون کے فسادون اور خللون کا بانی مبانی
جانتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اوس سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے تو اوسکی دلجوئی ضروری جانی اور
سنہ ۱۱۵۰ مین اوسکے پاس بادشاہی شقے اشفاق آمیز گئے اور بادشاہ نے اوس کو اپنے
پاس بلایا۔ آصف جاہ بھی مرہٹون کا حال دیکھ کر چوکنا ہو گیا تھا کہ مین نے اپنی
منصوبے کو حد سے بڑھا دیا۔ اور اب اوسکو بادشاہ کے ضعیف ہونیسے ایسا ہی اندیشہ تھا
جیسا کہ پہلے اوسکے دشمن ہونے سے خوف تھا سوا اسکے دربار دہلی اوسسے امداد او استعانت
کے لئے التجا کر رہا تھا اور اس پر وقت مین وہی کو اپنا بیڑا پار کرنے والا سمجھتا تھا۔ اور اوسکی
سرکشی اور بغاوت کی باتون کو سب بھول گیا تھا۔ وہی کو اپنی بلاؤن کا ٹالنے والا جانتا تھا
۔ آصف جاہ نے بھی یہ سوچ سمجھ کر بادشاہ کی اعانت کا ارادہ مصمم کر لیا۔

باجے راؤ کے آنیسے دلی والون کے دلون پر جو صدمہ ہوگا وہ وہی خوب جانتے ہونگے
مگر اسکا یہان آنے سے فقط بادشاہ کو اپنی ہیبت دکھانی اور ڈرانا منظور تھا۔ اوسکو غصہ لانا
منظور نہ تھا۔ اسلئے اوسنے شہر پر اپنی فوج کی دست درازی نہ ہونے دی۔ مگر دو ایک کام ایسے کئے

ناصر جنگ بادشاہ کے دربار مین تھا سو ہان وہ سپاہ لیکر دکھن کی فوج کو محنت و مشقت سے نہ چھپا سکا جب بھوپال کے شہر پر بہت ہجوم ہو گیا تو آصف جاہ نے بڑی مشکل اور آفت سے اپنے تئیں اس کھنڈ سے نکالا۔ اور توپونکی امداد سے بہت سہج سہج سفر تین تین میل کا ایک ایک دن کرنا شروع کیا مگر پھر اوسکو وہی وقت پیشوا کا آگے پیش آیا جو پہلے آچکا تھا اور مجبور ہو کر یہ عہدنامہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ کر باجے راؤ کو دیا کہ سارا مالوہ اوسکو دیا جاوے جو نربدا اور چنبل ندی کے درمیان واقع ہے اس پر بالکل اختیار حکومت دیا جاوے اور خرچ لڑائی کا جو پچاس لاکھہ روپئے سے کم نہ تھا بادشاہی خزانہ سے ادا کیا جاوے غرض یہ عہدنامہ بادشاہ کے دستخط کے واسطے لیکر آصف جاہ دلی کی طرف چلا اور پیشوا اپنے ملک کو گیا۔ پھر یہ دونون رقیب کبھی آمنے سامنے نہ ہوئے لیکن پیشوا کے سامنے اس پیر کہن سال کا بیٹا کھڑا ہوا۔ اور اوسنے باپ کا عوض لے لیا اب مرہٹون کا دماغ آسمان پر ہو گیا تھا۔ اونہون نے نظام الملک کی حکومت اور سلطنت کو بالکل دکھن سے اکھیڑنا چاہا مگر وہ اس کام مین خود ذلیل ہوئے پیشوا کی اس محنت و کامیابی کی ابھی دھوم سارے ملک مین ہو رہی تھی اور شور و فساد ملک مین دب رہے عہدنامہ ہنوز بادشاہ کے دستخط سے مرتب نہین ہوا تھا کہ سنہ ۱۱۵۱ھ مین نادرشاہی بلا آئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب کچھہ بھول گئے۔ ایک مدت کے بعد ہوش حواس درست ہوئے +

نادرنامہ اور دُرّہ نادرہ کا نامنظور نہین ہے کہ اپنی کتاب کو نادرشاہ کا سارا حال لکھہ کر اسکا وہی حال جو ہندوستان سے متعلق ہے بہ تفصیل اور کچھہ اور مختصر حال اس کا لکھتا ہون۔ اسوقت ہندوستان کی سلطنت کی وہی کیفیت تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین تھی اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آوے سوا اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا کہ جسسے ہندوستان پر حملہ ہونا ضرور تھا اب ہم اول کچھہ ایران کا حال لکھتے ہین +

ایشیا کے ملکون کا یہ دستور ہو گیا ہے کہ کسی خاندان کا عروج دوسو برس سے زیادہ نہین رہتا اس امر کو ہمنے کئی جگہہ اپنی تاریخ مین بالتفصیل بیان کیا ہے لہذا ایران مین خاندان صفوی کی سلطنت

نادرشاہ کا دور +

ایران و افغانستان کا حال مختصر +

تائید کرنے کے لئے آیا پیشوا اسّے دو چند فوج لیکر دریاء نربدا سے پار اترا تھا گرچہ اوسنے اپنی فوج کا تخمینہ بہت کیا تھا مگر بعض سپاہ اسّے نہ مل سکی اب اوسکو اوس دشمن کے مقابل آنا پڑا جس سے وہ پہلے ہزیمت پا چکا تھا۔ مگر اس سے اوس کی شہرت مین کچھہ فرق نہین آیا تھا۔ اوسکے ساتھہ وہ ہندو راجہ تھے جو شجاعت اور مردانگی ملک کے سبب سے لیکر نکلے تھے۔ بادشاہ کا نام بھی ابتک لوگون کے دلون مین ہیبت اور خوف پیدا کرتا تھا۔ ان سب باتون کے سوا آصف جاہ کے بھاری توپخانہ کے سامنے ہلکی مرہٹے سپاہیونکا ٹھہرنا مشکل تھا گو یہ سب باتین تھین مگر یہ پیشوا اپنی سپاہ کو سوچ بچار کرکے آگے بڑھائے لایا۔ اسوقت نظام الملک اس بڑی لڑائی کی جوابدہی کے ذمہ سے مضمحل ہوا جاتا تھا دوم پیرانہ سالی نے بھی ضعیف کر دیا تھا۔ اوسنے خود حملہ نہ کیا اور نہ اوسکی پرانی حکمت چل سکی کہ مرہٹون کو اپنے ساتھہ لیکر مرہٹون سے لڑتا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹتا۔ غرض اوسنے جو حزم اور احتیاط سے بھوپال کے قلعہ کے قریب اقامت اختیار کی اوسنے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اوسسے پیشوا کا خوف بھی جاتا رہا اور وہ یہ سمجھا کہ دشمن نے خود اپنے تئین آپ ایک مستحکم مقام مین قید کر رکھا ہے۔ غرض اس حصار نے اگرچہ حملون کا اثر نہ ہونے دیا مگر دشمن کا حوصلہ بڑہا دیا اور اوسنے سارا ملک گرد و نواح کا تاخت و تاراج کیا اور سپاہ جو آصف جاہ کی امداد کیواسطے آئی تھی اوسکو ملنے نہ دیا اور رسد آمد و شد کی بالکل مسدود کر دی۔ اس سبب سے سپاہ کی شکستہ دلی روز بروز بڑہتی چلی گئی۔ اور دشمنون کی فوج کے دل دن بدن بڑہتے چلے گئے جب اودہ کا صوبہ دار لشکر لیکر نہ آیا تو نظام الملک کی سپاہ کا رہا سہا دل اور بھی بجھ گیا پیشوا سے جہانتک ہو سکا مغلون کی سپاہ کو گھیرے پڑا رہا۔ اور اونکی مصیبت کو اس سبب سے زیادہ کر دیا کہ کسی منفرد سپاہی کو جو اوسکے لشکر مین آنے سے خوش تھا اپنی طرف نہین آنے دیا۔ اب دونو رقیب میدان جنگ مین ترازو کی تول تھے۔ ہر ایک اپنے پلڑے کو اورون کی امداد سے بھاری کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مگر یہ آرزو کسی کی پوری نہ ہوئی نہ باجے راؤ کی فتوحات بڑہانیکے لئے بھوسلا نے امداد کرنی گوارا کی۔ نہ باجے راؤ کا بھائی حقیقی استعانت کے لئے آ سکا۔ کیونکہ اسوقت اوسنے پرتگیز دلکو اونکی آبادی بسائین پر گھیر رکھا تھا اور قریب تھا شہر فتح پانے کو تھا۔ اس لگی لگائی ہانڈی کو چھوڑ کر کہان جاتا۔ اب دوسری طرف آصف جاہ کا یہی حال تھا کہ اوسکا دوسرا بیٹا

کچھ رتبہ کا آدمی نہ تھا بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین اس پستی خاندان کو میرزا مہدی ندیم منشی
نادرشاہ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ اس دُرِشاہوار کو اپنی ذاتی آب ورنگ پر فخر ہے کچھ
معدن پر نازش نہین ہے۔ نادر کے لڑکے کی شادی جب محمد شاہ کی بیٹی سے ہوئی ہے اور
دلہن والون کی طرف سے آدمی پیغام لیکر آئے کہ ہمارے ہان دستور ہے کہ دولہا اپنی سات
پشت کا نام بتائے آپ اپنے باپ دادا کا نام بتائیے تو اونے یہ کہا کہ بگو دامادِ شما پسر نادرشاہ
ونادرشاہ پسر شمشیر تا ہم چنین تا ہفتاد بار بشمار۔ غرض نادرشاہ سنہ ۱۱۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکے
لڑکپن کا حال تو کسی نے کچھ لکھا نہین۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آغازِ عمر ہی مین شجاعت
اور مردی وتہور وحذاقت کے آثار اوسسے ظاہر ہونے لگے تھے سترہ برس کی عمر مین
وہ ازبکون کے ہاتھ مین جو خراسان کو لوٹنے آتے تھے گرفتار ہوا اور ماں بھی اوسکے
ساتھ پکڑی گئی۔ چار سال وہ قید مین رہکر رہا ہوا۔ اور ماں اوسکی اس قید ہی مین دنیا کی
قید سے چھوٹ گئی۔ اب یہ جو چھوٹکر اپنے وطن مین آیا جب تک وہ شاہ طہماسپ کی
خدمت مین پہنچا۔ حال اوسکا سوا اسکے نہین لکھا گیا کہ اس مردِ عجیب کی طبیعت ہمیشہ ایک ہی
وتیرہ پر یکسان رہی اول اپنے ملک کے ایک میر بابل بیگ کا ملازم ہوا۔ اوسکو قتل کیا
اوسکی لڑکی کو بھگا لے گیا۔ اوسسے نکاح کیا۔ رضا قلی مرزا اسسے پیدا ہوا۔ پھر لٹیرون کو ساتھ
لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرتا رہا۔ اسوقت سے اوسکی بہادری کا شہرہ ہونا شروع ہوا۔
والی خراسان نے اوسکو نوکر رکھکر ازبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوسنے اپنی شجاعت اور
مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین اوسکی ترقی ہوئی۔ مگر یہان کچھ ایسی حرکات نامناسب
کین کہ والی خراسان نے اوسکو لکڑیان مارکر نکال دیا۔ وہ اس سبب سے ایسا غضب مین آیا
کہ مشہد سے چلا گیا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹی قبیلہ افشار کا سرطائفہ تھا اوس پاس
چلا گیا مگر چچا بھی بھتیجے کی حرکتون سے تنگ آگیا۔ اوسکو نکالدیا۔ پھر اوسنے اپنی لوٹ مار
شروع کی۔ اسوقت مین دولت صفویہ پر زوال آرہا تھا سارے ملک مین شور وغوغا مچ رہا تھا
تین ہزار فتنہ برپا کرنے والے نادر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔ اوسکو اپنا امیر بنایا۔

پر دو سو برس کا عرصہ گذر چکا تہا اسلئے اب وہ سکا ایسا پتلا حال ہوگیا تہا کہ مغربی افغانون نے ایران پر
حملہ کیا۔ اونکا سردار بڑا عالی حوصلہ صاحب متانت محمود خان تھا۔ اوسنے ۱۱۳۴ھ مین اصفہان کو فتح کرلیا
اور حسین شاہ شاہ ایران کو گرفتار کرلیا اور دار الخلافہ پر قبضہ کرلیا۔ اور خود بادشاہ ہوگیا۔
باقی ملک کے فتح کرنیکا بھی ارادہ کیا۔ اوسمین کبھی شکست کبھی فتح پاتا رہا۔ ان افغانون کی اسقدر تعداد
نہ تھی کہ وہ سارے ملک پر تصرف کرسکتے محمود جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے سب اہل ایران کو اپنی عہدون پر
بحال کیا مگر ایک ایک افغان اونکے ساتھہ شریک کردیا غرض ابتداء سلطنت مین اوسنے عمدہ تدبیرین
کین لیکن آخر کو ایسا درشت مزاج ہوگیا کہ اوسکے خود بعض افسر اوس سے برگشتہ ہوگئے اور اہل ایران کے
ساتھہ مراعات چھوڑدی اور تین سو ایرانیون کو دغا سے مارڈالا غرض تین برس سلطنت کرکے
۱۱۳۷ھ مین مرگیا اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا۔ وہ نہایت جواں مرد اور صاحب تدبیر اور معظم تھا۔
مگر اسوقت یہ آفت آن کر پڑی کہ ایران مین جو افغانون کے تسلط سے بدنظمی پھیلی تو روس کے بادشاہ پیطر اعظم
اور شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ اور آخر کو جو صلح ہوئی تو ایران کی سلطنت سے بہت سے
اضلاع علیحدہ ہوگئے۔ شاہ ایران قید مین تھا۔ اوسکا بیٹا شاہزادہ طہماسپ نکل گیا تہا اور شمالی مغربی
اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کئے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اوسنے روس اور روم سے پیغام
سلام شروع کئے۔ اور یہ شرط اقرار کیا کہ اگر مجھے میرے باپ دادا کی سلطنت افغانون سے دلادین تو مین
اونکو وہ اضلاع دیدونگا جو اونہون نے اب اپنے قبضہ مین کرلئے ہین مگر پیطر تو مرگیا تھا فقط شاہ روم نے
اوسکی درخواست کو منظور کیا۔ اور اشرف نے کچھہ تو اوسکو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت ملامت سے اوسکو روکا
کہ شیعون کے عوض مین سنیون کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ شاہزادہ طہماسپ خود صاحب لیاقت نہ تھا اوسکے
پاس سامان بہت کم تھا۔ رعایا اوسکی دوست نہ تھی۔ اوسکی کوششین بھی کچھہ ٹھکانے کی نہ
تھین۔ دشمن اوسکو ذلیل جانتے تھے کچھہ خوف اوسکا نہ رکھتے تھے مگر ۱۱۴۲ھ مین قسمت سے اوسکو ایک
لائق اور مستقل مزاج آدمی ایسا مل گیا جسنے اوسکو باپ دادا کی تخت پر ایکدفعہ بٹھا دیا۔ اور وہ
آدمی کون تھا۔ نادر شاہ تھا +

نادر شاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تھا اور اوسکے باپ کا نام امام قلی تھا قوم اوسکی افشار تھی۔ وہ کچھہ

اور دفعتہً اپنے مذہب کو بدل ڈالا - کیا تو شیعہ تھا یا سُنی ہو گیا حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سوا
خود بینی کے نہ تھا جب اوسنے اپنا کام شیعہ ہونے مین بنتے دیکھا شیعہ رہا جب اور ملکون کی
فتح کرنے مین دیکھا کہ سنی ہونا کام آئیگا سنی ہو گیا - اب وہ مستقل بادشاہ ہوا - اور یہ سکہ اوسکا
چلا جسپر ایک طرف نادر شاہ ایران زمین وخسرو گیتی ستان - دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تھا
جسکو بذلہ سنج لاخیر فیما وقع پڑھتے تھے - ۱۱۴۸ھ مطابق ۱۷۳۵ء مین اوسنے اپنے استحکام سلطنت کیلئے افغانونکو
اپنا رفیق بنایا اور ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۳۸ء مین ہندوستان پر آندھی کی طرح چڑھ آیا - اب اس کا مفصل
حال ہم لکھتے ہین +

جب نادر شاہ نے خلجیون کا ملک فتح کر لیا تو تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا
مل گیا - وہ ہندوستان کی سلطنت کے ضعف اور ناتوانی سے خوب واقف ہو گیا - ہندوستان
سونے کی چڑیا ہمیشہ سے مشہور ہے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اس چڑیا کو پکڑنا چاہئے اور اوسکی
ہر پنجے سے جواہرات اگلوا کے اور مہمات کے نقصانون کو پورا کرنا چاہئے سوا اسکے یہ خیال بھی اوسکو تھا
کہ یہ جنگ جو فوج اوسکے زیر حکم ہے اگر نئی نئی فتوحات مین مصروف نہ کیجائے گی تو خود آپسمین دنگا
فساد کریگی اور لڑ کر کٹ مریگی غرض ہندوستان پر اوسکا حملہ حذاقت اور دانشمندی سے خالی
نہ تھا - اور لڑائی کے واسطے یہ سبب بھی پیدا ہو گیا کہ قندہاری افغان وہان سے نکل کر تمام کوہستان کابل
مین پھیل گئے تھے چونکہ کابل مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ دار رہتا تھا - اسلئے نادر شاہ نے محمد شاہ
کے پاس نامہ محمد خان کے ہاتھ بھیجا جسمین اتحاد اور وداد کی باتین بیان کین جو ایران اور ہندوستان کے
بادشاہون کے درمیان ہمیشہ سے چلی آتی ہین اور پھر یہ لکھا کہ تم بھی اپنے صوبہ کابل کے نام حکم
بھیجدو کہ وہ افغانون کو نکال دے تاکہ دونو طرف سے دبکر اس فرقہ کی قرار واقعی گوشمالی ہو جائے
یہان ان دنون مین عیش و عشرت کا زور شور تھا محمد شاہ بہادر صاحب سریر تھا تاج سالی
کے سوا کسی کام سے کام نہ تھا ہر وقت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام تھا کسکو دماغ تھا کہ
نامہ کا جواب لکھتا سوا اسکے نادر شاہ کی نادر شاہی کو کون مانتا تھا سب اوسکو نادر قلی
سمجھے بیٹھے تھے - اب تردد یہ پڑا کہ اصل جواب کیا لکھین - اور جواب لکھین تو القاب کیا لکھین

نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر +

اوسنے خراسان پر سخت خراج لگایا جب چچا نے دیکھا کہ بھتیجے کا اختیار اور اقتدار روز بروز افزون
ہے تو اوسنے خط لکھا کہ تم شاہ طہماسپ کی نوکری کر کے افغانون سے لڑنے جاؤ۔ اور اپنے بدبخت بادشاہ
کی امداد کرو۔ نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمون کو معاف کرے تو مین خدمت گزاری
کے واسطے حاضر ہون۔ پرانے قصور جب بادشاہ کے ہان سے معاف ہو گئے تھے اونپر یہ ایک یا قصور اور
بڑھایا کہ اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور یہ سمجھا کہ وہ اوسکی ترقی کا حارج ہے اور خراسان مین افاغنہ سے لڑنے پر
تیار ہوا۔ جو کہ ان افغانون کو خراسان سے نکالنا منظور تھا۔ اور وہ نادر کی قوت بازو سے بن پڑا
اسلئے شاہ طہماسپ نے اوسکے پہلے قصورون کا ذرا خیال نہ کیا۔ اب فتوحات نادر سے پھر بادشاہی مہمون
کو رونق حاصل ہونے لگی۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تھا۔ ایک مہم مین نادر مصروف
تھا جب بادشاہ نے اوسکی طلبی کے واسطے حکم لکھا تو اوسنے آنے سے انکار کیا۔ اسلئے بادشاہ نے اوسے
باغی کہا۔ اس لفظ کو سنکر وہ ایسا افروختہ ہوا کہ بادشاہ پر فوج لیکر جھپٹا۔ اور اوسکو ایسا مغلوب کیا کہ جو
اوسنے کہا وہ بادشاہ کو کرنا پڑا اور اوسوقت سے پتہ تھا کہ کچھ اختیار باقی نہین رہا۔ اب اس اولوالعزم نے
اپنے ملک کے آدمیون کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور اونکو اپنی ہمت مردانہ دکھا کر مرد بنا دیا اور تھوڑے
دنون مین بجلی اور آندھی کی طرح سے سارے ملک پر پھر گیا۔ اوسکی شہامت اور چالاکی اور [illegible] کا
دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے کہ ملک کے ملک اور صوبون کے صوبے فتح کرتا چلا گیا۔ سب سے عظیم الشان کام اوسکا
یہ تھا کہ اوسنے ایران کو ۱۷۲۹ء مین بالکل پٹھانون سے پاک صاف کر دیا۔ اور اوسکے عوض مین بادشاہ
نے چار ملک عظیم خراسان اور مازندران و سیستان و کرمان یعنے ایران کا آدھا ملک اوسکو مرحمت کیا۔
جس شخص نے ظالم دشمنون کے پنجون سے ملک نکالا ہو اوسکے لئے یہ [illegible] بادشاہ نے اوسکو یہ بھی
اجازت دی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے اور اپنے نام پر سلطان کا لفظ بڑھائے۔ مگر اوسنے انکار کیا۔
۱۷۳۲ء مین اوسنے روسیونکو بحر خزر پر روک کر صلح نہایت استحکام کے ساتھ کر لی۔ اہل عرب کو مغرب مین
آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان روم کو شمال سے خارج کر دیا اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنون کے قبضون مین
چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہ سب کام ۱۷۳۴ء تک کئے۔ ۱۷۳۶ء مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت
دی کہ اوسکی حدود اپنی قدیمی حدود پر قائم ہو گئین پھر ۱۷۳۶ء تک مین خاندان صفوی کا خاتمہ کیا۔

نادرشاہ نے اول جلال آباد مین آنکر قتل عام کیا پشاور مین آیا دریاء اٹک سے پار اُترکر پنجاب مین
رمضان ۱۱۵۱ھ نومبر ۱۷۳۸ء مین پہنچا اور یہان ایک قیامت برپا کی ہزارون لٹیرے ملک کو لوٹنے لگے دریاے
راوی کے کنارہ پر زکریا خان صوبہ دار لاہور اپنی سپاہ کے انبوہ کو نادرشاہ کے سامنے لڑنیکے
لئے لے گیا لیکن احمقون کی صلح اور جنگ عجیب و غریب ہوتی ہے - نادر گھوڑا دریا مین ڈال کر
اوتر گیا اور چند قزلباش سوارون نے زکریا خان کا لشکر تتر بتر کر دیا - تو وہ خود بھی جاکر نادر کا مطیع اور
تابعدار بن گیا اب آگے دلی سے سو میل بے روک ٹوک بادشاہ جا پہنچا محمد شاہ نے بھی اوسکی آمد آمد کی
خبر سنکر تھوڑی سی بہت فوج اکٹھی کی - آصف جاہ بھی جسکی دانائی اور مردانگی سب کے نزدیک
مسلم تھی آن پہنچے - راجہ جے سنگہ اور راجاؤن نے اسوقت امداد مین لیت و لعل کیا غرض دو مہینے
مین چلتے چلتے چار منزلین طے ہوئیں - کرنال مین ڈیرے خیمے پہنچے علی مردانخان کی نہر کے
گرد توپون کا زنجیرہ باندھ کر پڑ رہے برہان الملک سعادت خان صوبہ اودہ کا بڑا انتظار ہو رہا
تھا - اوس پاس توپخانہ نہایت عمدہ تھا - ۱۵ - ذیقعد ۱۱۵۱ھ کو وہ بھی آن پہنچا خاندوران خان
اوسکے استقبال کے واسطے گیا - اور اوسکو بادشاہ پاس لایا - اوسکو حکم ہوا کہ امیر الامرا کے
پاس لشکر اوتارے - مگر ایرانیون نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو بادشاہی لشکر سے ملنے نہ دین -
چنانچہ باہم مقابلہ ہوا اور یہ خفیف مقابلہ لڑائی کی صورت پکڑ گیا جب بادشاہ نے آصف جاہ سے
کہا کہ برہان الملک کے لشکر کی کمک پر جاؤ تو اوسنے یہ کہا کہ پہر دن باقی ہے برہان الملک کا لشکر
منزلین مارکر ہارا تھکا آیا ہی - بہتر ہے کہ آج کے دن آرام کرے برہان الملک جلدی نہ کرے
کل توپخانہ کو آگے رکھکر اور کل لشکر کو ترتیب دیکر انتظام سے لڑینگے اسکو آصف جاہ کی کاہل انگاری
خاندوران خان سمجھا اوسنے بادشاہ سے کہا کہ برہان الملک نکل گیا ہے وہ دشمن سے
لڑ رہا ہوگا حیف کی بات ہے کہ ایسا جوانمرد جانفشان مرنیکے لئے جائے اور ہم اوسکا تماشا
دیکھا کرین میری غیرت اور مروت کا یہ اقتضا نہیں ہے کہ مین اوسکے پہلو مین جاکر نہ لڑون
اور اونکو اختیار ہے یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور ہاتھی پر سوار ہوا اور لشکر ساتھ لے برہان الملک کے لشکر سے
آدہ کوس پرے جا کھڑا ہوا - نادرشاہ کے لشکر نے حملہ پر حملے کیے اور دو گھنٹے لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا -

خیر یہ تو بہانہ ہی تہا مگر اصل حقیقت یہ تھی کہ ہندوستان کی سپاہ مین ہمت کہان تھی کہ وہ افغانون کو نکالتی اور روکتی مصلحتاً یہ توقف تہا اور یہ سمجہا تھا کہ نادر شاہ کو حسین خان افغان مار کر قندہار سے پرے بھگا دیگا۔ جب محمد خان ایلچی ایک سال کے بعد بھی نہ آیا تو اوس پاس نادر نے آپنے آدمی دوڑائے۔ اور اصل حال پوچھا جب آدمی بھی جواب لیکر نہ آئے اور ایک سال کے اندر قندہار فتح ہوگیا۔ اب بھی دلی سے جواب نہ آیا تو نادر کو بھی غصہ آیا۔ اور کابل پر وہ امنڈ کر چڑھ آیا۔ ناصر خان صوبہ کابل نے کچھ مقابلہ کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ نادر کا کابل پر بھی تسلط ہو گیا۔ یہان کابل و قندھار دونون فتح ہوئے وہان دلی مین جو کوئی امیر الامرا خاندوران خان سے یہ خبر کہتا تو وہ ہنس کر یہ کہتا کہ تمھارے گھر بہت بلند پہاڑ پر ہین اس سبب سے تم کو نادر شاہ قزلباشون اور مغلون کے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے اور سارے بادشاہ کے رفیق اور مصاحب یہ کہتے تہے کہ یہ ساری افترا پردازیان اعتماد الدولہ اور آصف جاہ اور اور تورانی امیرون کی ہین نادر شاہ کے ایلچیون کو بھی بتلاتے تھے کہ وہ زکریا خان تورانی حاکم لاہور نے بنا کر بھیجے ہیں بعض یہ خیال کرتے ہین کہ آصف جاہ جب دکن کو گیا تو نادر شاہ کو خفیہ ایلچی بھیجکر سنکار گیا کہ آپ بے تکلف چلے آئیں۔ یہان دلی تک میدان صاف ہے۔ مگر یہ کب عقل باور کر سکتی ہے کہ وہ امیر جو کسی ملک مین درجہ اول کے تھے وہ دشمنونکو اپنے گھر بلائے۔ اب یہان نادر شاہ نے کابل مین مقیم ہو صفر ۱۱۵۱ھ کو اپنے ایلچی کے ہاتھ پہر بادشاہ کو ایک خط لکھا اور اسمین پہلی حرکات پر اوسکی لعنت ملامت کی اور یہ تحریر کیا باوجود ان سب باتون کے ہمارے اور تمھارے اتحاد مین فرق نہین آیا امید ہے کہ آیندہ اوسکو تم برقرار رکھو گے۔ یہ ایلچی دس آدمیون کے ہمراہ جب جلال آباد مین آیا تو مارا گیا۔ نادر کو اس واقعہ پر علم ہوا وہ پہلے ہی سے محمد خان ایلچی کے انتظار مین مضطر تھا۔ اب یہ خبر سنکر اور بیقرار ہوا۔ اوس نے اکتوبر ۱۷۳۸ء شعبان ۱۱۵۱ھ مین کوچ کر دیا۔ ابتک دلی کا دربار اس غفلت مین بیٹھا تھا کہ کابل و پشاور کے درمیانی پٹھان نادر کو آگے نہ بڑہنے دینگے مگر اسوقت مرہٹون کی لڑائی کے سبب صوبہ کابل کا انتظام بالکل بگڑ رہا تھا۔ راستون کے انتظام کے واسطے جو افغانون کو روپیہ دیا جاتا تھا وہ بھی نہین پہنچا تہا۔ غرض دشمنون کے آنے کے لیے سامنے درے اور راستے غیر محفوظ کھلے پڑے تھے

حیران پریشان انگشت بدندان بیٹھے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ آیندہ کیا کرین کہ اس مژدہ کو سن کر شادان ہوے۔ بادشاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔ اوسنے برہان الملک کی وساطت سے نادر کی ملازمت حاصل کی اور دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرکے وہان سے رخصت ہوا محمد شاہ کی خدمت مین آیا اور اپنی کاردانی اور دولت خواہی ظاہر کی۔ برہان الملک کی حسن خدمات کو اوڑا دیا۔ بادشاہ نے اُسّے خوش ہوکر امیر الامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت کیا دوسرے روز ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ ۱۴۔ فروری ۱۷۳۸ع کو نادر شاہ کے بلانے سے محمد شاہ اوسکی ملاقات کے لئے گیا جب لشکر کے قریب وہ پہنچا تو نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لئے بھیجا جب وہ رستہ مین ملا تو بادشاہ نے تخت روان کو زمین پر رکھوا کر اوسکو گلے لگایا اور اُس کو فرزندون کی طرح ساتھ لیکر نادر شاہ کے خیمے پر پہنچا۔ وہان نادر بھی خیمہ کے باہر استقبال کے لئے آیا۔ اور اپنی مسند پر اوسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے دردمندی اور بھائی بندی کی باتین ہونے لگین۔ نادر شاہ نے شکایت کی کہ اتنے خط مین نے بھیجے آپنے اوسکا جواب نہ دیا۔ اس سبب سے مجھے یہان آنا پڑا۔ بادشاہون کو ایسا تغافل مناسب نہین ہے محمد شاہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اگر یہ تغافل نہ ہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب کو نادر شاہ سنکر بڑا خوش ہوا اور بولا کہ حق تعالیٰ ہندوستان کی سلطنت آپکو مبارک کرے یہان کی فرمان روائی آپ ہی کا حق ہے جو شخص آپ کے حکم سے سرتابی کرے اوسکی گوشمالی کے لئے مین حاضر ہون غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ اب یہان سے مورخون کی یہ گھڑت شروع ہوتی ہے برہان الملک امیر الامرائی کی تمنا مین بیٹھا تھا جب اوسنے سنا کہ آصف جاہ نے اوڑا لیا تو وہ بہت دل ہی دل مین گھٹا غیض و غضب مین آنکر نادر شاہ سے عرض کیا کہ بجز آصف جاہ کے مقتدر امیر ہے تو اند آپنے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ روپیہ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے خزانون اور دفینون اور فلان فلان جواہرات لاکھون روپیہ کی قیمت کے چھوڑ دیے دو کروڑ روپیہ تو یہ فقیر اپنے گھر سے نکال کر دے سکتا ہے۔ بادشاہی خزانون اور امرا اور تجار اور مہاجنون کی دولت کا کیا ٹھکانا ہے۔ آپ شاہجہان آباد چلئے اور ان قارونی خزانون کو نہ چھوڑیے۔ نادر یہ سن کر بڑا خوش ہوا

ایران کے آزمودہ کار سپاہ کے روبرو اس سپاہ کی کیا حقیقت تھی اونسے گھنٹہ دو گھنٹہ مین تھوڑی
دیر مین مار کر دھوئیں اُڑا دئے میدان جنگ مین بہت بڑے بڑے سردار کام آئے امیر الامرا
خاندوران خان زخمی ہو کر میدان سے پھرا۔ یہان بادشاہی انتظام کی یہ خوبی تھی کہ امیر الامرا پہنچا
نہ تھا کہ سب ڈیرے خیمے لٹ گئے۔ اور سارے کارخانون کی خاک اڑ گئی۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا
کہ امیر الامرا خاندوران خان صمصام الدولہ بہادر کہان فروکش تھا۔ اس بیچارے زخمی کو خیمہ کا
بھی کہین سایہ نہ ملا۔ ایک بیچوبہ کہیں پڑا تھا اوسمین لا اوتارا۔ اعتماد الدولہ آصف جاہ اور
خواجہ سرایان بادشاہی عیادت کے لیئے آئے وہ آنکھین بند کئے پڑا تھا جب ہوش آیا
تو یہ زبان پر لایا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے
ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ کو دلی مین مت لیجانا جس طرح
ہو سکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا۔ ۱۹۔ تاریخ خاندوران خان کا انتقال ہوا۔ اب
برہان الملک اور اوس کے رفیق دشمن سے میدان مین لڑ رہے تھے۔ اونکو چارونطرف سے
قزلباشون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان ہم وطن برہان الملک کا گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سامنے
گیا۔ برہان الملک نے تیر اوس پر چلانا چاہا۔ اوس نوجوان نے یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدہ باکہ
میجنگی۔ اور یہ کہہ کر نیزہ زمین مین گاڑا اور گھوڑے کو اوس سے باندھا اور خود رسہ پکڑ کر ہاتھی پر
عماری کے اندر برہان الملک کے پاس جا بیٹھا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تھا۔ اوس نے
اطاعت اختیار کی۔ اور نتیجہ تقدیر کا اسیر ہوا۔ لشکر قزلباش کے ہمراہ لشکر گاہ مین پہنچا۔ صرف ایک گھنٹہ
دن باقی رہا تھا کہ نادرشاہ اپنے خیمے مین اولٹا چلا آیا۔ بادشاہی مورچے مستحکم بہت تھے اونپر
حملہ نہیں کیا۔ برہان الملک کی تقصیرات معاف کر دین۔ اور اوسکو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا۔
اب برہان الملک کے پاس یہ خبر پہنچی کہ امیر الامرا مر گیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لو لگی ہوئی
تھی۔ اسلئے اوسنے بادشاہ سے مصلحت آمیز باتین بنانی شروع کین اور نادرشاہ کو اس بات پر
راضی کر لیا کہ حضور دو کروڑ روپیہ لے لین اور یہین سے واپس تشریف لیجائین۔ نادرشاہ اس بات پر
راضی ہو گیا۔ برہان الملک نے یہ بشارت اپنے بادشاہ کو لکھی۔ یہان بادشاہ اور آصف جاہ سر گریبان

امرا کا باہمی پن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جتنا ایرانی سپاہیون کو اپنی حفاظت کے واسطے نادر سے
کہہ کر لے گئے تہے اونکی بہی حفاظت نہ کی بعض نے انکو قتل کر کے لوٹ کر عوام الناس کے حوالہ کر دیا اور بعض نے
خود مورچے جا کر اونپر حملہ کیا جب نادر کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو اوسنے چند آدمی بہیجے کہ وہ آدمیون کو
سمجہا دین کہ میرے مارے جانے کی خبر بے اصل ہے۔ مگر ان آدمیونکو بہی لوگون نے مار ڈالا۔ رات بہر نادر
نے صبر کیا اور سارے آدمیون کو جو اوسکے پاس تھے حکم دیا کہ وہ چپ چاپ بیٹھے رہین جو حملہ کرے اوسکو
جواب دین خود کسی پر حملہ نہ کرین جب صبح ہوئی تو نادر شاہ خود گہوڑے پر اس نظر سے سوار ہوا
کہ اس شورش کو مٹائے مگر اوسکے سوار ہونیسے اور فتنہ برپا ہوا۔ اسمین سب سے زیادہ خون کا اتفاق
ہے کہ ہرگز نادر کی نیت یہ نہ تھی کہ وہ دلی والون کو خود تکلیف دے یا اورون کو تکلیف پہنچایا۔ مگر وہ شہر مین
سوار ہوا تو اوسپر پتھرون کی بوچھاڑ شروع ہوئی۔ بلکہ ایک شخص نے تفنگ اوسپر چلایا جسنے ایک بیک
اوسکا پہلو مین گر کر مر گیا۔ اپنی آنکھون کے سامنے اوسنے دیکھا کہ جا بجا قزلباش مردہ پڑے ہین اور
لشکر بہی اوسکا لشکر گاہ سے شہر مین آن پہنچا تو اوسنے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور کہہ دیا کہ جہان ایک
ایرانی مردہ دیکھو وہان ایک ہندوستانی زندہ نہ چھوڑو جسوقت اوسکے لشکر کا ہاتھ تلوار پر پڑا تو
شہر والونکا ہاتھ یون کا یون ہی رہ گیا پہر نہ ہلا۔ صبح سے دوپہر تک کشتون کے پشتے لگ گئے اودہر تلوار
کی آنچ سے آدمیون کا کام تمام ہو رہا تھا اودہر آگ کی آنچ سے مال اسباب مکان خاک ہو رہے تہے
اسوقت وسط شہر مین روشن الدولہ کی مسجد مین نادر شاہ تلوار کہینچے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور اوسکی
آنکہون مین خون اوتر رہا تھا کسی کا یارا نہ تھا کہ شفاعت کیلئے زبان ہلا سکے! اوسکا غضب قہر خدا تھا
سب امیر دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے۔ ایک خواجہ سرا محمد شاہ پاس روتا ہوا آگیا کہ حضور کی رعایا سب قتل
ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا اور آصف جاہ اور قمر الدین خان کو لیکر نادر شاہ پاس پہنچا اور اوسنے اوس
اپنی رعایا کے قصور معاف کرنیکے لئے کہا۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی کوئی درخواست ایسی نہین
ہوئی جسمین خونریزی ہو اسلئے تلوار اپنی نیام مین کھینچی سارے شہر مین منادی ہوئی نقیب اعلان امان کہتے
ہوئے بہاگے پل کی پل مین امن امان ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی سپاہ کا کیا عمدہ انتظام
تھا کہ ادہر اوسنے اپنی تلوار کو نیام مین ڈالا اودہر سارے لشکر کی تلوار نیام مین پڑ گئی۔ اگر کسی کی

اور اونسے آصف جاہ کو سوال و جواب کے واسطے طلب کر کے نظربند کر لیا۔ اور اوس سے کہا کہ بادشاہ
کو بلا دو۔ اونسے کہا کہ آپسے یہ عہد نہین ٹھیرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ہم اپنا عہد نہین توڑتے ہین بادشاہ
کی عزت آبرو اور سلطنت دولت سے کچھہ کام نہین رکھتے ہین صرف ملاقات منظور ہے۔ غرض
آصف جاہ نے عرضی بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ تنہا آیا۔ نادر نے اوسکو عزت حرمت کے ساتھہ خیمہ مین اوتروا دیا
اور کہا کہ اسباب تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع اپنے عملہ فعلہ کے یہان بلا لو۔ اور خاطر جمع
سے یہان استراحت کرو۔ اور اوسکے لشکر مین حکم بھجوا دیا کہ جسکا جی چاہے یہان آجائے۔ جس کا
جی چاہے وہان چلا جائے۔ بادشاہ نے مجبور وہی کیا جو اونسے کہا۔ بعد اوسکے برہان الملک اور طہماسپ خان
جلائر کے ہاتھہ اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ لطف اللہ خان صادق قلعہ دار شاہجہان آباد کے
نام بھیجا کہ وہ سارے کارخانے شاہی اونکے حوالہ کرے۔ غرض وہ اونہون نے یہان آنکر قلعہ دار سے
کنجیان لے لین۔ اور سارے کارخانون پر قبضہ کر لیا جب یہ حال گذرا تو محمد شاہ کا لشکر پریشان ہوا۔
اکثر راہ مین قزلباشون کے ہاتھہ سے جو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے مارے گئے۔ اور جو اوسکے
ہاتھہ سے بچے اونکو ہندوستانیون نے زندہ نہ چھوڑا۔ اور اگر زندہ چھوڑا تو کپڑا بدن پر نہ چھوڑا۔
القصہ غرہ اول ذی الحجہ تاریخ سنہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے
اور نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اوترا۔ اور اپنے سپاہیون کو محلون مین جابجا حفاظت
کے لئے بھیجدیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئی سپاہی رعایا پر دست درازی نہ کرے۔ اور اگر کوئی خلاف حکم
کرے تو اوسکے گوش و دماغ کو کاٹ ڈالو۔ باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشیان کین۔
مگر ہندوستانی اس خونخوار فوج سے راضی نہ ہوئے۔ اتفاق سے عید اور نوروز دونو ایک روز ہوئے
اسلئے بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا۔ جامع مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ
پڑہا گیا۔ چوتھے روز عصر کے وقت مشہور ہوا کہ بھنگیر خانہ مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ وہ محمد شاہ
رنگیلے تیرا کیا کہنا ہے مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سے مروا ہی دیا۔ یہ ہوائی خبر سارے شہر مین ہوا
کی طرح پھیل گئی۔ دلی کی خلقت اون قزلباشون پر پل پڑی جو محلون مین محافظت کی واسطے
مقرر تھے۔ اور مختلف جگہہ مین متفرق تھے اونکو بے خبر پاکر قتل کر ڈالا۔ اسوقت ہندوستانی

بھیجدو کہ وزیر صاحب کو منصب مین بالشتگری (یعنے ہزار آدمیون کی افسری) کا حاصل ہو جائے - اس
قتل عام ہی پر بس نہ ہوئی - اس ہندوستان کی چڑھائی سے نادرشاہ کا بڑا مطلب تھا کہ یہان کے
مال سے اپنے تئین مالا مال کرے جسکے سبب اوسنے فتح حاصل کی تھی دولت کے لوٹنے پر غش تھا - اول
اس روپیہ کے دلانے والا سعادتمند سعادتخان تھی جسنے اپنے بھتیجے شیر جنگ کی معرفت دو کروڑ روپیہ
گھر سے منگاکر خزانہ نادری مین داخل کیا تھا جب سعادت خان مرگیا تو اونکی جگہ سربلند خان ہندوستانی
اور طہماسپ خان ایرانی کھڑے ہوئے - اول دونون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا
بیگمات تک کا زیور اوتروالیا تخت طاؤس لے لیا - بعد اوسکے بڑے امیرون کے گھر ضبط کئے بعض امیرون
پر جبر و تعدی کرکے بہت سا مال چھین لیا پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا کی کمبختی
آئی - سارے شہر کے دروازون پر پہرہ بندی تھی کہ کوئی شہر سے مال لیکر نہ نکل جائے - غرض مال
بتلانے کے لئے سر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی - بہت سے غیرت مند زہر کھاکر مر گئے
بہت سے لوگ بیچارے پکڑے گئے باندھے گئے - نادر کی طرف سے جو ظلم تھا سو تھا بیچ کے یہ اہلکار اپنا
گھر دولت سے بھرنے کے لئے غریبون کی جان کھائے جاتے تھے - دس وصول کرتے تو پانچ
آپ کھاتے غرض جان اور مال اور عزت اور آبرو کے لئے گھر گھر رونا تھا اہل صوبہ سے برسون کی باقی
کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی ٹھکانا روپیہ کے ہاتھ لگنے کا باقی نہین
رہا تو اوسنے مراجعت کا ارادہ کیا - اور اوسنے محمد شاہ کو خود تخت سلطنت پر بٹھایا اور سارا زیور
پہنایا اور عہدنامہ لکھا یا جسمین دریاء سندہ کی مغرب طرف کا مالک سارا اوسکی قلمرو مین داخل ہوا - اب
جو لوٹ وہ ہندوستان سے لے گیا اوسکے تخمینہ مین اختلاف زمین و آسمان کا ہے کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے
کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات بتلاتا ہے جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہو سکتا - اس نادرشاہ
کے آنیکی ہزارون حکایتین اور روایتین مشہور ہین سیکڑون نقلین اوسکی اب تک نقل مجلس ہوتی ہین مگر
صحیح صحیح حال اوسی قدر سمجھنا چاہئے جو نادرشاہ نے خود اپنے بیٹے رضاقلی کو خط مین لکھا ہے
اور اوسمین وہ سارا حال لکھا ہے جو لاہور سے محمد شاہ کے دوبارہ تخت پر بٹھاتے تک گذرا ہے اوسکا
خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین +

تلوار گردن پہ رکھی ہوئی تھی تو وہین ہی آگے نہ چلی۔ اب اسمین مورخون کا اختلاف ہے کہ کتنی آدمی مرے
آٹھ ہزار سے ڈیڑہ لاکھ تک تخمینہ کیا ہی مگر سچ یہ ہی کہ جن لوگون کا خانۂ حیات تاراج ہوا
اونکی خانہ شماری اور مردم شماری کون کرتا ہے۔ نادر شاہ کے آدمیون کو جو ہندوستانیون کے
ہاتھہ سے قتل ہوئے کوئی سات سو بتاتا ہی کوئی ہزار کہتا ہی۔ پانی پت کی لڑائی مین نادر کے تین آدمی مرے
تھے اور بیس زخمی ہوئے تھی ہندوستانی بیس ہزار مرے تھے غرض ایرانی اور ہندوستانی دونون کے لئے
یہ ہنگامہ پانی پت کی لڑائی سے بڑا تھا جو امرا بھاگ کر دہلی سے کچھہ فاصلہ پر کسی قلعہ مین محصور تھے
ان سکو نادر نے مار ڈالا جس شخص پر اوسکو گمان اس معرکہ مین شریک ہونے کا ہوا اوسکی جان نہ چھوڑی
بعد اسکے اپنے بیٹے مرزا نصر اللہ مرزا کا محمد شاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جو محفلین سوگ اور سوز کی تھین
اب وہ سرود و رقص و سرود کی مجلسون سے بدل گئین معلوم ہوتا ہی کہ دلی کے آدمی کیسے لہو و لعب کو
پسند کرتے تھے اور امراء دہلی کس حد تک نالائق ہو گئے تھے کہ ہنوز ایرانی دلی سے گئے نہ تھے کہ اونکی
مجلسون مین نقلین ہونی شروع ہو گئین کہ ایرانیون کے چہرے خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
گڑ گڑاتے ہوئے انکے پاؤن مین گرتے اسپر یہ اہل مجلس خوش ہوتے اور قہقہے مارتے غرض دہلی مین نادر شاہ
اٹھاون دن رہا محمد شاہ سی خلوت مین ملاقاتین رہین اور اوسنے انتظام سلطنت اور دوام دولت
قیام اور استحکام کیواسطے بہت نصیحتین کین۔ پھر اوسنے امرا اور اعیان سلطنت کو بلا کر بادشاہ کی خیر خواہی
کے لئے تاکید اور تنبیہ کی اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ حکم گشتی پھرایا کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو آخر
فقرہ اس تحریر کا یہ تھا کہ من محمد شاہ یک وجیم و دو بدن اگر خدا نخواستہ خبر طغیانی شما بالنسبۃ
بہ بادشاہ گوش زد من شود نام شما را از صفحۂ ملقت محو خواہم کرد جو اوسنے کہا اگرچہ اوسکے کرنے
کی فرصت تو اوسے نصیب نہین ہوئی مگر جنکو اوسنے دہمکا دیا تھا اونہون نے اوسکی تقلید کرکے
بہت جلد اس خاندان کو خاک مین ملا دیا۔ گویا نادر اس خاندان کے ذلیل و خوار کرنیکا خود سبق
لوگون کو سکھا گیا اور اوسکی ہیبت کو لوگون کے دلون سے اوٹھا گیا اگرچہ وہ امرا کی بڑی خاطر داری
کرتا تھا مگر اونکو خوب پہچانتا تھا ایک دن قمر الدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بے بیان ہین
اوسنے عرض کیا کہ ساڑھے آٹھہ سو۔ نادر نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ڈیڑہ سو اور قیدی عورتون مین سے

بر بادشاہی ہندوستان مقرر نمودہ تاج سلطنت بر سر وے نہیم حمد خدا را کہ باسخام چنین کار ما را قدرت داد ہ
باقی ہم اِن باتون کو زٹل جانتے ہین کہ آصف الدولہ اور سعادت خان دونو یا اونمین سے ایکنے نادرشاہ کو
بلایا تہا۔ یا یہ سعادت خان نادرشاہ کو بہکا کر دلی مین لایا تہا۔ اب ان دونو کہانیون کسوا ایک
کہانی اس سے بڑہ کے اور غضب کی سنو جسکو آجکل فرنگستانی مورخ اور محقق بھی یقین کرتے ہین اور
اور ہم اوسکی نقل آگے کرتے ہین۔ اس ملک مین ایک گروہ یاوہ گوؤن اور حماقت پیشیون کا ہی کہ وہ
اپنے تئین عالمون سے بہتر اور حکیمون سے برتر سمجھتا ہے اور بازاری آدمیون مین اپنی عقل فروشی کے
لیئے دماغ سے گھڑ گھڑ کر کہانیان کہا کرتا ہے اور انکو اپنی عقل کے زور سے ایسے پیرایہ مین لاتا ہی کہ اصل
واقعہ کچھہ سے کچھہ نظر آنے لگتا ہے اور بے اصل بات اصلی واقعہ معلوم ہوتا ہے افسوس ہے کہ
بعض اوقات ایسی باتون کو عقلمند بھی یقین کرنے لگتے ہین۔ اب وہ نقل یون ہے کہ نادرشاہ نے
آصف جاہ کو بلایا اور کہا کہ او بڈہے تونے ہمکو قندہار مین کیا لکھہ کر بھیجا تہا کہ اگر بندگان حضور یہان
تشریف لائین تو پچاس کروڑ روپیہ غلام حاضر کریگا بادشاہ اور امرا کے خزانے اور دفینے ملا
اسکے ہین۔ اب وہ روپیہ کہان ہی۔ جا آج کل کی اور مہلت ہے اگر روپیہ لایا خیر ہے نہین تو
تو نہین۔ آصف جاہ یہ سنکر سیدہا برہان الملک کے پاس گیا اور کہا بھائی آج یہ مجھہ پر آفت آئی
ہی کل تم پر آنیوالی ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ ملک دکن کو کئی دفعہ مینے خاک مین ملایا۔ اٹھتر
لڑائیون مین نام پایا۔ آج یہ قزلباش سچ بے نام و نشان مجھے یون لعنت ملامت کرتا ہے
اس جینے سے تو ڈوب مرنا بہتر ہے میرا ارادہ ہی کہ زہر کا پیالہ پیکر مر رہون۔ خدا کے ہان نادر سے
میرا سوال و جواب ہو رہیگا۔ برہان الملک نے بھی کہا اچھا مین بھی یہی کرتا ہون اس بڑہاپے مین
کون بے عزتی اٹھائے۔ غرض برہان الملک نے جاکر اپنے گھر مین زہر کا پیالہ پی لیا۔ اور خدا کو
جان سونپ دی۔ اور آصف جاہ گھر مین آرام سے سو رہا صبح اوٹھکر جو سنا کہ برہان الملک فوت ہوا
تو ظاہر مین رنجیدہ مگر دل مین خوش ہوا۔ بعض نے اسمین اور نمک مرچ یہ لگایا ہے کہ دونو آصف جاہ
اور برہان الملک کو نادر نے بلایا اور اونکی دغابازی اور بیوفائی پر لعنت ملامت کی اور ڈاڑہی
مین تھوک دیا اسلیئے دونو نے آپسمین یہ ٹھیرایا کہ زہر کا پیالہ پیکر جان آفرین کو جان دیدین آصف جاہ

اول خبرے از جنگ فوجے از سپاه ایران با مقدمهٔ لشکر هند و غلبهٔ ایرانیان میدهد و بعد از کوششے که برای
منع ملحق شدن لشکر سعادت خان به لشکر محمد شاه نمود و فائده بران مترتب نشده بود می‌نویسد و بعد ازان میگوید
بدین مضمون که چون این مدد بمحمد شاه رسید مستظهر گشت و لشکر خود را نموده در میدان صف محاربت آراست
و ما که درین حین بودیم قراول بجهت صیانت اردو گذاشته و از قادر متعال استعانت جسته بر دشمن حمله بردیم
تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن سوز عمر اعدا بعد ازان بعون الهی بهادران شیر
شکار صف خصم را برهم زده ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل نامهای اعاظم امرا که کشته و زخمی و
اسیر شدند می‌نویسد از جمله مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر میکند و بعد میگوید
که این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت همه عساکر ما غنیم را تعاقب کردند هنوز یک ساعت از روز
باقی بود که معرکهٔ حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان
دادیم که از یورش دست بدارند خزانه‌ها با چند فیل و قدرے از توپخانهٔ پادشاه هندوستان و
نفائس غنائم از هر قسم بسبب این فتح بدست افتاد و از بیست هزار متجاوز از دشمن بر خاک
هلاک افتادند و خیلے بیش ازین نیز در قید اسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر محمد شاه را احاطه کرده
راه مراودت با اطراف و حوالی را بر ایشان مسدود ساختیم و توپها و خمپاره‌ها را بجهت با خاک یکسان
کردن استحکامات مهیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمی در اردوے هندیان راه یافته و بهیچ وجه
آواره پذیر نبود محمد شاه از روے اضطرار ایلا بد شده بعد از یک روز در پنجشنبه هفتدهم ذیقعده
نظام الملک را به اردوے ما فرستاده روز دیگر خود با اعیان ملک بحضور رسید در وقتی که محمد شاه رو بار و
می آمد بملاحظهٔ اینکه ما ترکانیم و او نیز از سلسلهٔ ترکانیه و خانوادهٔ گورکانیه است فرزند عزیز نصر الله میرزا را تا بیرون
اردو باستقبال فرستادیم و او در خیمهٔ پادشاهی ما گشت نظر بملاحظهٔ قرابت ایلی آنچه لازمهٔ احترام پادشاهی
و بے بود معمول داشتیم و او مهر سلطنت خود را بما سپرده و ما حکم کردیم که کسی متعرض سراپردهٔ شاهی و متعلقان
سرای سلطنت و امرا و اعیان مملکت نشود و درین وقت پادشاه و حرم پادشاهی و جمیع اکابر و اعاظم
هندوستان که از اردو حرکت کرده اند به دهلی رسیده اند و ما نیز در بیست و نهم ذی القعده بجانب دهلی
حرکت خواهیم کرد اراده این است که نظر بملاحظهٔ نسب محمد شاه و قرابت ایلی که فیما بین هست امداد و باو

خطاب دلایا جعفر خان کو تو داماد سے رنجش تھی مگر اوسکے بیٹے علاء الدولہ سرفراز خان یعنے
نواسے سے کمال محبت تھی جب اپنا وقت مرگ قریب دیکھا تو نواسہ کو اپنے جانشین مقرر
کرنا چاہا محمد علی وردیخان اور حاجی احمد سے شجاع الدولہ نے مشورہ کیا اور ان بھائیوں نے
بادشاہ دہلی کی خدمت مین اسکی طرف سے درخواستین بھیجین کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی
نظامت اور دیوانی اوسکو مرحمت ہو اور اپنی سپاہ کے معتمد آدمیون کو ظاہر مین موقوف کیا -
اور اونسے کہہ دیا کہ تم مرشد آباد مین مختلف مقامات پر جاکر جمع ہو - اور اس خبر کے منتظر رہو
کہ کب جعفر خان کے گھر مین شجاع الدولہ آتا ہے - برسات کا موسم بھی قریب تھا - اسلئے
کشتی وغیرہ سب سامان درست کرلیا اور جعفر خان کی ڈیوڑہی تک برابر ڈاک لگادی کہ
جسوقت قاصد چل آئے تو فوراً خبر پہنچ جائے جب یقین ہوگیا کہ جعفر خان پانچ چھہ روز
کا مہمان ہے تو شجاع الدولہ مع محمد علی وردیخان اور اور رفقا کے کٹک سے چلدیا اور اپنے
بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا اڑیسہ مین اپنا قائم مقام کیا - راہ ہی مین جعفر خان
کے انتقال کی خبر پہنچی - اودھر بادشاہ کی طرف سے سند بھی آگئی - وہ بہت جلد مرشد آباد
مین پہونچا - اور چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہوگیا - اور شادیانے مسندنشینی کی بجوادئے
اب سرفراز خان دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کہ کیا تھا کیا ہوگیا - ناچار سوار ہوکر چارہ نہ دیکھا کہ
باپ کی خدمتمین حاضر ہوا اور نذر اور مبارکبادی دی - شجاع الدولہ نے نہایت عدالت سے کام کیا -
سرافراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ مرشد قلی خان
اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈھاکہ کا حاکم اور محمد علی وردی کو عظیم آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور
بادشاہ کے ہان سے اوسکو مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری کا منصب دلایا +

جب نادرشاہ دہلی میں آیا تو شجاع الدولہ اپنی اجل سے مرگیا علاء الدولہ سرفراز خان باپ کا
جانشین ہوا حاجی احمد اور محمد علی وردی خان کے تمام رشتہ دار دربار مین دخیل تھی - ادہر اونسے
سرافراز خان کی بگڑ گئی - اور اودھر نادرشاہ کے دینے کے لئے زرکثیر کا مطالبہ آیا خرچ کم کرنیکے
واسطے محمد علی وردی خان نے لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح سرافراز خان کو بتائی - اسنے اور کتب

[illegible]

جہوٹے موٹے دم چرا کر پڑ رہا - برہان الملک نے آدمی کو خبر کے لیے بھیجا - اوسنے جا کر کہا کہ آصف جاہ
کا دم لبون پر ہے تو وہ اس کام مین ہے رقیب کم رہنے کو معززی سمجھا - اور سچ مچ زہر کا پیالہ
پی گیا - اور مر گیا - آصف جاہ بھلا چنگا صبح اوٹھا اور اوسنے فخر یہ دوستون سے کہا کہ گیا دشمن
کو مارا ہے - فقط اصل حال یہ ہے کہ سب معتبر مورخ لکھتے ہین کہ نادرشاہ دہلی مین تہا کہ برہان الملک
سرطان کے پہوڑے سے مر گیا -

جب نادرشاہ یہانسے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی سے تین زرخیز صوبے بنگال
بہار اڑیسہ علیحدہ ہو گئے - اور اونمین جدا ہی علی وردی خان کی ایک ریاست قائم ہو گئی -
شجاع الدولہ قوم افشار سے تہا اور جعفر خان کا داماد تہا - جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت
اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکی سفارش سے شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا - مگر ان داماد اور خسر
مین ایسا مزاجونکا اختلاف تہا کہ وہ پاس پاس رہنا پسند نہین کرتے تہے - اور شجاع الدولہ کی
بی بی باپ کے گھر خاوندکی بدمزاجی کے سبب سے رہتی تھی - اور اوسکا بیٹا سرفراز خان بھی اپنی ماکے ساتھ
رہتا تہا اور نانا نواسے کو بہت چاہتا تہا جعفر خان کا پہلا نام مرشد قلی تھا - اسلئے جو شہر
اوسنے بنایا اوسکا نام مرشد آباد رکھا - اوسی مین وہ رہتا تہا - شاہزادہ اعظم شاہ کے رفیقون
مین ایک شخص مرزا محمد تھا - اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی و حاجی احمد لائق فائق کہتے تہے - جب
شاہزادہ اعظم مارا گیا تو مرزا محمد زمانہ کے ہاتھ سے تنگ ہو کر شجاع الدولہ صوبہ دار اڑیسہ کے
پاس چلا گیا - اوسکی بی بی بھی قوم افشار سے تھی اور شجاع الدولہ کی رشتہ مند تھی - کوئی کہتا
ہے کہ اوسکی انا تھی - پھر مرزا محمد علی بھی باپ پاس گیا اور اس سرکار مین نوکر ہو گیا اور روز بروز
اپنی حسن لیاقت کے سبب سے ترقی پاتا گیا - اور شجاع الدولہ کے مزاج پر حاوی ہوتا گیا - اوسنے
پھر اپنے بھائی حاجی احمد کو بھی یہان دہلی سے مع اہل و عیال کے بلوا لیا - وہ بھی شجاع الدولہ
کے رفیقون مین شریک ہو گیا - ان دونو بہائیون کی حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب بندوبست
ہو گیا - اور ریاست کو خوب استحکام ہو گیا - اوسکی آمدنی بھی بڑھ گئی +

شجاع الدولہ نے بادشاہ کی خدمت مین آدمی بھیجکر مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خانکا

مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا +

صوبہ اڑیسہ کا انتظام کرکے مرشدآباد ۱۱۵۶ھ مین آیا تو کیا سنتا ہے کہ ملک کو مرہٹے تاخت و تاراج کر رہے ہین +

یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ برار کے راجہ رگھوجی بھوسلا نے اپنے سپہ سالار بہاسکر پنڈت کو پچیس ہزار سپاہ دیکر یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین اپنی فتوحات کو توسیع دے علی وردی خان ہنوز بردوان مین پہنچا تھا - اور یہان اوسنے اپنا سامان جنگ نہین رکھا تھا کہ مرہٹون نے اوسکے ملک کے گرد نواح مین غدر مچا دیا کچھہ لڑائیون کی چھیڑ چھاڑ ہوئی مرہٹون نے یہ کہا کہ اگر دس لاکھہ روپیہ دو تو واپس لوٹ چلے جائین مگر علی وردی خان نے اوسسے انکار کیا - اور اوسنے مرشدآباد جانیکا قصد کیا اوسکے ساتھہ پانچہزار سپاہ تھی - مگر بہیر بنگاہ اوسکے ساتھہ ایسی ہولی کہ جس سے نظم سپاہ مین خلل پڑا اور اس سبب سے اوسکا بڑا نقصان ہوا تمام توپین اور خیمے اور سارا اسباب بار برداری وغیرہ اوسکا مرہٹونکے ہاتھہ لگا - مگر اوسنے مرہٹونکی شرائط کو جو بہ سبب فتحیابی کے سخت کرتے جاتے تھے انکار کیا چار روز مین وہ کٹوا مین پہنچا اور اوسکا بھتیجا صولت جنگ بھی کمک کے لئے آگیا میر حبیب ایک سردار جو مہابت جنگ کی نوکری چھوڑ کر مرہٹون سے جا ملا تھا - اوسکے ماتحت مرہٹون نے مرشدآباد پر حملہ کیا لیکن علی وردی خان بطور ایلغار کے اس شہر مین آ پہنچا اور اوسکو مرہٹونکی لوٹ مار سے بچا لیا - مگر انہی دوست جگت سیٹھہ کو نہ بچا سکا تیئیس لاکھہ روپیہ اوسکے گھر سے مرہٹے نکال کر لیگئے - اب سارے دکن مین مرہٹے ایسے پھیل گئے کہ گنگا کے مغرب مین سوا مرشدآباد اور اوسکی نواح کے کوئی جگہ اونسے خالی نہ تھی یہ موسم برسات کا تھا - اس اثنا مین محمد علی وردی خان نے اپنا سارا سامان نہایت درست کرکے ایک سپاہ جرار لیکر دریاؤن کے پایاب ہونے سے پہلے کشتیون کے پل باندہ کر پار اُتر گیا - اور دفعتاً مرہٹونکو جا دبایا - اور اونکو ایسا بھگایا کہ اونکے سارے خیمے اور اسباب ہاتھہ لگے اور جنگلون مین گھیر گھیر کر اونکا خوب شکار کیا پھر کچھہ دنون بعد مرہٹون نے کٹک پر حملہ کیا یہان بھی علی وردی خان نے اونکو شکست دیدی اور وہ سب کے سب بنگال سے چلے گئے محمد شاہ نے اس حسن خدمات کے عوض مین علی وردی خان اور اوسکے خاندان کو بڑے بڑے خطاب عنایت اور خلعت مرحمت کئے اور صفدر جنگ صوبہدار اودہ کو حکم دیا کہ اوسکی اعانت کو جائے مگر علی وردی خان نے فتح حاصل کرکے اس دوست کی دوستی سے جو حقیقت میں

اوس کے دل مین پیدا ہوا حاجی احمد اوسکے بھائی سے دیوانی لے لی- اسپر اوسنے جلکر اپنے بھائی کی
ایک ایک بات کی سو سو باتین لکھکر بھیجنی شروع کین جب محمد علی وردی خان نے دیکھا کہ سرفراز
سے کسی طرح نہین نبھے گی- تو اوسنے اپنے پرانے دوست مؤتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کی سعی
ایک کروڑ روپیہ نذرانہ دینے کے وعدہ پر یہ حکم منگالیا کہ سرفراز خان کا گھر ضبط کرو اور اوس کے
ہاتھ تلے سے تینون صوبے نکال لو- غرض سنہ ۱۱۵۲ھ (1739) مین ان تینون صوبون کا وہ مالک ہوگیا اور
سرفراز خان کا گھر بار ضبط کرکے اوسنے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا- اب یہ ایک طول طویل قصہ
ہے جسکے پڑھنے سے دل گھبراتا ہی کہ اوسنے کسطرح سے مرشدآباد پر قبضہ پایا اور سرفراز خان کو کیونکر
نکالا اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہی کہ آیا سرفراز خان نے محمد علی وردی خان سے بدسلوکیان کین یا
اوسنے نمک حرامی کی اور فریب اور دغا اور مکاری سے ان تینون صوبون پر قبضہ پایا- اڑیسے
مین سرفراز خان کا بہنوئی مرشد قلی خان صوبہ تھا- اوسکو محمد علی وردی خان مہابت جنگ نے
لکھا کہ تمھارا مافی الضمیر کیا ہی اوسکا ارادہ صلح کا تھا مگر اپنے داماد باقر علیخان کے کہنے سے اوسنے
مصالحت سے انکار کردیا- اور مہابت جنگ دس بارہ ہزار سوار لیکر اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا سخت لڑائی
کے بعد مرشد قلیخان کو شکست ہوئی- اور وہ جان بچاکر بھاگ گیا- اور پھر آیندہ لڑنیکی قسم کھائی
مگر کٹک مین یہ معاملہ پیش آیا کہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان صوبہ دار مقرر کیا تھا
اوسنے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کرنی چاہی- اس سپاہ نے قبول نہین کیا کیونکہ یہ بیچارے غریب الوطن مرشدآباد
سے گئے تھے مگر کٹک کے آدمیون نے گھر کی نوکری سمجھکر تھوڑی تنخواہ قبول کرلی غرض اس طرح
قدیم الخدمت موقوف ہوتے گئے- اور نئی فوج بھرتی ہوگئی- اس نوجوان نے جوانی کی مستی مین آن کر
ایسے برے کام کرنے شروع کئے کہ کٹک مین ایک قیامت برپا کردی اسپر لوگون نے باقر علی خان داماد
مرشد قلی خان کی تحریک اور ترغیب سے ایک ہنگامہ برپا کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرلیا اور باقر علیخان
کے حوالہ کردیا- ہرچند صولت جنگ کے ماباپ نے مہابت جنگ سے کہا کہ باقر علی خان کو اڑیسہ دیکر صلح کرلو
اور صولت جنگ کی جان بچالیجے- مگر اوسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور فوج کو چڑھاکر ملک اڑیسہ مین لے گیا اور
اور باقر علی خان کو شکست دی اور بھتیجے کو اجل کے حلق مین سے نکال کر لے آیا- اور وہان

وعدہ کرنا سہل ہوتا ہے مگر بعد غرض نکلنے کے اوسکا ایفا مشکل ہوتا ہے ۔ اُسی وقت مین مصطفی خان سے
بہار کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کر بیٹھا جب وقت نکل گیا تو یہ سوجھی کہ کہین اسی طرح سے بہار کی
صوبہ داری سے وہ بھی بنگال کی صوبہ داری پر دانت نہ لگائے کیونکہ یہ مصطفی خان ہی اسکا سپہ سالار تھا
جسنے اوسکو اس رتبہ پر پہنچایا تھا ۔ اوسکی لیاقت کا نقش دل پر تھا غرض اس بات پر دونون مین رنجش
شروع ہوئی ۔ اتنے مین یہ معاملہ درپیش آیا کہ مصطفی خان کے دو رفیق علی وردی خان کے دربار مین
آئے اور اونھون نے کہا کہ مصطفی خان بھی آتا ہے ۔ خواجہ سرا مہابت جنگ سے آکر کہا کہ محل سرا مین
تشریف لیچلیے حضور کے گھر مین نواب بیگم کو عارضہ ہوا ہے ۔ مہابت جنگ بیتاب ہو کر اور ان دونون
آدمیون سے یہ کہہ کر کہ تم بیٹھو مین آتا ہون محل مین چلا گیا ۔ ان دونون کو شبہ ہوا کہ شاید آج
مصطفی خان کے قتل کا ارادہ ہے جو یہ خود بہانہ کرکے محل مین چلا گیا ہے یہ سمجھکر وہ وہان سے چلے راہ
مین مصطفی خان ملا اوس سے اونھون نے یہ کہا کہ آج آپ کہان جاتے ہین وہان تو یہ تجویز ہوئی
ہے وہ یہ سنکر اولٹا اپنے گھر آیا ۔ اور اپنے تن کے نو ہزار سوارون کو لیکر بگڑ بیٹھا ۔ ادھر بھی سپاہ کی
کمر بندی ہوئی اس وقت نہ پوچھو کہ مہابت جنگ کی جان پر کیا بنی ہوئی تھی ۔ آخر کو دونون میں یہ
فیصلہ ہو گیا کہ مصطفی خان نے استعفا دیدیا ۔ اور مہابت جنگ نے اوسکو سترہ لاکھ روپیہ تنخواہ کا اس شرط
سے دیدیا کہ وہ اوسکی عملداری مین نہ رہے مصطفی خان آٹھ نو ہزار اپنے آدمیون کے ساتھ مرشد آباد سے
چلدیا ۔ اور اپنی چھاونی میں آگ لگا گیا جب شہر والون کی جان مین جان آئی ۔ اب وہ راج محل مین گیا
وہان سے ہاتھی اور توپخانہ لیا پھر بہار کے لینے کا ارادہ مصمم کیا +

اس وقت مہابت جنگ کا بھتیجا ہیبت جنگ بہار مین فرمانروا تھا چچا کا خط آگیا تھا کہ جبتک
مین نہ آؤن مصطفی خان سے نہ لڑنا مگر اوسنے اسکا خیال نہ کیا تہ بہت سے کوچ کیا اور اس پرانے تجربہ کار
سپہ سالار اور اوسکی سپاہ آزمودہ کار پر حملہ کر دیا ۔ قریب تھا کہ اوسکو بالکل شکست ہو اور خود گرفتار ہو
مگر عجب اتفاق ہوا کہ ہیبت جنگ کی سپاہ بھاگی جاتی تھی کہ مصطفی خان کا فیلبان گولی کی ضرب سے
ہاتھی سے نیچے گرا ۔ اس سبب سے ہاتھی بگڑا اسنا چار مصطفی خان ادھر اس نظر سے کودا کہ ہیبت جنگ کو گرفتار
کر لے مگر اوسکی سپاہ نے یہ جانا کہ وہ بھی فیلبان کی طرح ہاتھی سے گرا ہے اسلئے سپاہ متفرق اور منتشر ہو گئی

دشمن کی دشمنی سے زیادہ مخوف تھے نجات پائی - اوسکو صفدر جنگ پر یہ شبہ ہوا کہ کہین وہی ان صوبون
کو نہ دبا لے - ایک ہنوز سے لڑائی ہو رہی ہے دوسری اسے ہو جائے تو بہت مشکل پڑے اسلئے
صفدر جنگ جب عظیم آباد مین آیا - تو باتین مناسب اوسکو لکھہ بھیجا کہ آپ کی ضرورت مرشد آباد مین نہین ہے
آپ اولٹے اودہ کو تشریف لیجائیے - دس لاکھہ روپئے بھی سفر خرچ کے لئے بھیجدے - تکلیف اٹھانے کی
اجرت دیدی - اور بادشاہ کو بھی لکھہ بھیجا کہ مجھے صفدر جنگ جیسے آدمیون کی استعانت کی ضرورت
نہین ہے - سب سے زیادہ عمدہ تدبیر بنگال بچانیکی بادشاہ کو سوجھی - وہ یہ تھی کہ بالاجی راؤ کو علی وردیخان
کی امداد کے لئے بھیجا - رگھوجی بھاسکر پنڈت کے شکست پانیسے بڑے طیش مین آیا - وہ خود سپاہ کثیر
بڑے سامان سے لیکر بنگال پر چڑھ آیا - یہان بالاجی مرشد آباد مین اپنے ہم وطنون کے نکالنے کے لئے
آ پہنچا تھا اسکا سبب کہ یہ کام کیون اُسنے اختیار کیا آگے بیان کیا جائیگا - اوسنے رگھوجی کو بالکل
ضلع بنگال سے ۱۷۴۳ء مین شکستین دیکر خارج کر دیا - دوسرے برس بھاسکر پنڈت بہت سی سپاہ لیکر
بنگال پر چڑھا اور دشمن سے بہت کچھہ روپیہ مانگا مگر اکی دفعہ علی وردی خان اور ہی پیچ کھیلا
مصطفیٰ خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید مصالحت مین کوشش کی کچھہ ایسے افسانون کے فسون
بنائے کہ بھاسکر پنڈت اور اوسکے بڑے بڑے سردار اس بات پر راضی ہوئے کہ میدان گنگا پور مین ایک
خیمہ کے اندر ملاقات باہمی ہو اور زبانی شرائط صلح کا فیصلہ ہو - اس ملاقات مین آخر صفر یا شروع
ربیع الاول ۱۱۵۷ھ ۱۷۴۴ء بھاسکر پنڈت اور اوسکے سب رفیقون کو بلا کر علی وردیخان نے قتل کر ڈالا اور پھر مرہٹون کی
سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی فقط ایک گائکوار کا سردار بچکے گیا مگر اس دغابازی اور فتح دونو سے
کچھہ فائدہ نہ ہوا +

علی وردی خان حقارت سے اپنے دشمنون کو تو جانور سمجھتا تھا مگر یہ کام اوسنے مصطفیٰ خان کے
ساتھہ بھی دغا کا کیا - وہ کیا کرے مقتضائے زمانہ یہی تھا - ہر جگہ دغابازی کا بازار گرم تھا اسکو بے ایمانی
کا آسرا تھا - مہابت جنگ دل کا سخی ہاتھہ کا فیاض تھا اور اپنے رفیقون کے ساتھہ بڑے بڑے
سلوک کرتا تھا لیکن جو اوسنے وعدہ کرتا اوسے پورا کرتا - اب اس آخر مہم مین جب اوسے مشکل پڑی تو طبیعت
کی فیاضی سے رفیقون سے بڑے بڑے وعدے کرلئے مگر اونکا پورا کرنا اندیشہ سے خالی نہ تھا غرض کی وقت

مصطفیٰ خان کا مہابت جنگ سے باغی ہونا اور مارا جانا +

مرہٹون کی طرف بھیجے تھا +

اس زمانہ مین علی وردی خان کے جی مین بھی کوئی نہ کوئی کھٹکا لگا رہا اوسنے کٹک کی فتح کا ارادہ کیا

اس کام مین کامیابی کی صورت نمودار ہوتی تھی کہ اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر اور عطاء اللہ بگڑ بیٹھے

اونکو مرشدآباد مین لاکر موقوف کیا مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی نے پھر مرشدآباد پر حملہ کیا مگر اوسکو اپنی

بہادری سے اوسنے ہٹادیا غرض اس جوانمرد پر ایک بلاؤن کا دریا اُمنڈ آیا - نمک حرام بےغیرت

بےوفا افسر سردار خان اور شمشیر خان جو بہار مین مقیم تھے اونھون نے بہت سے اوباش اور بدمعاش اپنے

پاس جمع کئے - بہار مین اسوقت ہیبت جنگ صوبہ دار تہا اوسنے چاہا کہ ان دونون بدمعاشون کی

معافی تقصیرات کی درخواست کی اور بہت منت اور سماجت سے یہ التجا کی کہ اونکو پھر ملازم رکھہ لیجئے تک

اسکا سبب نہین معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو کیون چاہتا تھا اگرچہ مہابت جنگ کا دل اس درخواست کے

منظور کرنیسے راضی نہ تھا مگر بھتیجے کی دل شکنی بھی منظور نہ تھی اسلئے اوسنے درخواست منظور کرلی -

اول ہی ملاقات مین یہ گل کھلا - کہ ہیبت جنگ نے اس نظر سے کہ ان دونو بیوفا بے ایمان سردارونکا

دل صاف ہو اپنی نوکرون اور پہرہ دار سپاہیون کو علحدہ کردیا - اور تنہائی مین ملاقات کیلئے بلایا

جب شمشیر خان آیا اور وہان اوسنے یہ تنہائی دیکھی تو ہیبت جنگ کو اپنی ہاتھ سی مار ڈالا - اور

اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جھٹ پٹ پٹنہ پر قبضہ کرلیا - ایک غدر مچادیا - ہیبت جنگ کا باپ حاجی احمد

بعد سرفراز خان کے برباد کرنیکے بھائی سے ناراض ہوکر گوشہ نشین ہوا تھا - اوسکو باغیون نے گرفتار کرلیا

اور دولت بتلانیکے لئے نہایت تکلیف دی - یہانتک کہ وہ مر گیا - گو اوسنے اپنی دولت نہ بتائی

مگر باغیون نے اپنی قسمت سے پائی - اور اوسکو سپاہ کے بھرتی کرنے مین خرچ کرنا شروع کیا - اور بیچارے غریب باشندون

سے نہایت جبر اور قہر سے روپیہ وصول کیا - اور ہیبت جنگ کی بی بی کو بھی جو مہابت جنگ کی

بیٹی تھی یہ باغی لے گئے غرض یہ سارا حال ۱۱۶۱ سنہ ۱۷۴۸ مین گذرا - اب اسوقت اس جوانمرد کی مصیبتون

کو دیکھنا چاہئے کہ ادہر ان باغیون کا زور اودہر مرہٹون کا شور بھتیجے اور بھائی کا قتل ہونا -

بیٹی کا باغیون کے ہاتھ مین پڑنا جو افسر اپنے پاس ہین اونکا قابل اعتبار کے نہ ہونا - ایسے وقت مین

اس دانشمند شجاع نے اپنے منتخب افسرونکو جمع کیا - اور اونکی نہایت تشفی اور تسکین کی بطور بڑے بڑے

علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان +

اوراس پرانے سپاہی کو سوار اسکے کچھہ نہ بن آیا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی سپاہ مین جا غرض یہ لڑائی بڑے
لطف کی ہوئی کہ دونو لشکر آپسمین ایک دوسرے سے بھاگے ایک ہفتہ کے بعد مصطفے خان نے پھر ہیبت جنگ کے
لشکر پہ حملہ کیا مگر ہیبت جنگ کو فتح ہوئی اور مصطفے خان کی زخمی آنکھہ مین زخم لگا اور دو وا و سکے
بڑے رفیق مارے گئے ـــ اب اس شکست کے بعد اوسنے یہ سنا کہ علی وردی خان بھی آتا ہے اس سے
وہ بھاگ گیا چچا بھتیجون کی فوج نے اوسکا سخت تعاقب کیا اور اوده کی سرحد تک اوسکا پیچھا نہ
چھوڑا پھر ایک مدت کے بعد وہ ہیبت جنگ سے لڑا مگر شکست کھا کر مارا گیا +

اس عرصہ مین علی وردی پر مرہٹون کا ایک اور حملہ ہوا ـ راگھوجی کو جب اپنے سپہ سالار بھاسکر او
اوسکے ساتھہ اونیس افسرون کا دغا سے قتل ہونا معلوم ہوا تو اوسکو نہایت غصہ آیا اور اوس نے
یہ بھی دیکھا کہ یہان یہ فساد و عناد ہو رہے ہیں اور اوسکے سبب بے انتظامی اپنے پانون پھیلا رہی ہے
اسلئے وہ بھی یہان لشکر لیکر اپنے پانون پھیلانے آیا ـ اور علی وردی سے بہت کچھہ روپیہ اور ملک مانگا
علی وردی خان نے دو مہینہ تک تو نیت و لعل مین ٹالا کبھی کچھہ شرائط صلح پیش ہوئین کبھی کچھہ
غرض جب موسم لڑائی کے واسطے آگیا تو اوسنے راگھوجی بھوسلا کے لشکر پہ حملہ کیا اور کئی دفعہ شکست دی
اور ایک دفعہ یہانتک نوبت پہنچی کہ راگھوجی گرفتار ہی ہو گیا ہوتا مگر بچ گیا پھر ایکدفعہ مرہٹون نے
مرشد آباد پہ حملہ کیا مگر علی وردی خان نے اپنی شجاعت اور دلاوری سے شہر کو محفوظ رکھا یہ مرشد آباد
ہی مرہٹون کا مرشد تھا جو اونکے ہاتھہ سے بچا نہیں تو مرہٹون نے کسی متمول شہر پہ ہاتھہ نہیں ڈالا جسکو
لوٹ لاٹ کر برباد نہیں کیا کٹوا کے قریب راگھوجی کو بڑی شکست ہوئی اور ساری اوسکی سپاہ مین
بے انتظامی پھیل گئی ـ اسلئے وہ ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۵ع مین لوٹتا چلا گیا ـ اب میدان کی لڑائیان موقوف ہوئیں
علی وردی خان نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی ـ کچھہ دنون امن امان رہا
مگر پھر جو جھگڑے شروع ہوئے تو علی وردی خان کے مرنے پہ ختم ہوئے
راگھوجی بھوسلا جو گرفتاری سے بچکر نکل گیا وہ علی وردی خان کے دو افغان سردارون
شمشیر خان و سردار خان کی دغا تھی ان دونون سردارون کو موقوف کیا ـ مگر اوسنے یہ بے احتیاطی
کی کہ اونکو چھہ ہزار سپاہ کے ساتھہ بہار مین رہنے دیا جسکا انجام برا ہوا اسلئے کہ میر حبیب کے قبضہ مین

علی وردی خان سے مرہٹون سے [illegible] ۱۷۵۱ع +

اب آیندہ موسم مین کیا دیکھتا ہی کہ مرہٹون کے گروہ ادھر ادھر سرحد و نبر تاک جھانک
کرتے ہین خیر ان سب تکالیف کے سوا یہ ایک بھاری آفت آئی کہ سراج الدولہ اوسکا نواسہ جسکو
وہ بیٹے سے زیادہ چاہتا تھا اوس سے باغی ہوگیا اسے منانا اپنے حق مین کانٹے بونے تھے
مرہٹون سے بہت سی لڑائیون کے بعد اوس نے ان شرائط پر ۱۷۵۱ء ۱۱۶۴ھ مین صلح کرلی کہ کٹک اونکے حوالہ کیا
اور بنگال کی چوتھ کے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ علی وردی خان کے حالات بھی آصفجاہ کے حالات سے
بہت مشابہ ہین۔ بعد بہت سی فتوحات کے اوسکو بھی مرہٹون کے آگے گردن نیچے کرنی پڑی اور اونکے
لئے تھیلی کا منہ کھولنا پڑا۔ کچھ دنون امن سے کاٹے۔ مگر یہ کھٹکا لگا رہا کہ دیکھئے اب آگے کیا ہوتا ہی
کیونکہ وہ اپنے نواسے سراج الدولہ کی نالائقی اور بیہودہ مزاجی کو خوب سمجھتا تھا +

علی وردی کی وفات و خصائل +

جمادی الاولی ۱۱۶۹ھ مین اسی برس کی عمر مین استسقا کی مرض سے وفات پائی۔ ابتدا جوانی سے
اوسکو شراب و رقص و سرود اور ممنوعات کے ساتھ رغبت نہ تھی وہ صوم صلوۃ اور تلاوت قرآن اور
اوراد وظائف کا پابند تھا۔ بہت سویرے اوٹھ کر اول وقت صبح کی نماز پڑھتا اور پھر چند مصاحبون
کے ساتھ قہوہ پیتا۔ خود حقہ نہیں پیتا تھا مگر اپنے اور رفقا کو پلاتا تھا۔ دو گھڑی دن چڑھے دربار عام کرتا
سب سردار اور اہالی موالی و ملازم اور ارباب حاجت حاضر ہوتے۔ ہر شخص اپنا احوال عرض کرتا۔ مقصد
حاصل کرتا۔ پھر وہ خلوت مین جاتا۔ وہان خاص رشتہ دار اور بعض مصنف جمع ہوتے جب شعر خوانی اور نقل و
حکایات بیان ہوتے۔ کھانے کا اوسکو نہایت شوق تھا۔ عمدہ عمدہ کھانے روز یہ سب ملکر کھاتے۔ بعد
کھانا کھانے کے سب رخصت ہوجاتے۔ پھر وہ سوتا۔ کچھ سوکر وہ نماز پڑھتا۔ اور پھر قران کی تلاوت کرکے عصر کی
نماز پڑھتا۔ رات دن مین بعد عصر ایک ہی دفعہ شورہ یا برف کا پانی پیتا۔ اوسکے بعد فاضل عالم جمع
ہوتے حدیث و قرآن کا ذکر رہتا۔ دو گھنٹہ یہ صحبت رہتی۔ بعد اوسکے جگت سیٹھ اور عمائد آتے اور اونکے
معاملات ملکی مین گفتگو ہوتی۔ شہر و دیار کے اخبار کا استفسار ہوتا پھر کچھ تھوڑی دیر ناچ گانے کا شغل
رہتا۔ پھر وہ محل مین جاتا۔ رات کو وہ کھانا نہ کھاتا۔ مگر کچھ میوہ وغیرہ سے شوق کرتا۔ جب
تہائی شب گذر جاتی تو وہ آرام کرتا۔ دو گھڑی رات رہتی تو پھر وہی صبح کی نماز مین
مصروف ہوتا۔ اس عجیب زمانہ مین یہ افغان امیر بھی عجیب و غریب صاحب تدبیر جو بلند دماغ

انعام اکرام کے وعدے کیئے اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو مجھسے ناراض ہو وہ خوشی سے چلا جائے میری پاس نہ رہے
غرض اس حکمت سے سارے اوسکے افسر خیر خواہ اور سپاہ دل سے ہوا خواہ ہو گئے۔ سب پہلی باتون سے
چشم پوشی کر کے اوسنے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور مرشد آباد عطاء اللہ اور ایک اپنی بھتیجے
کو سپرد کیا اور بڑی تیاری اوسنے باغیوں کی سرکوبی کے لئے کی۔ اور اوس کہنے سے شہر کے
تمام دولتمند جنکو لڑنا نہیں آتا تھا گنگا کے پار چلے گئے۔ اور اوسنے یہ اشتہار دیدیا کہ سارا شہر
مرہٹون سے لڑنے کے لئے تیار رہے۔ وہ چالیس ہزار سپاہ اور بہت سا ذخیرہ اور سامان
لیکر ایک لواڑہ مین بیٹھہ دریا پار اپنے گھر کے دشمنون کے مارنے کے لئے چلا اور وہ جتنا
آگے بڑہتا گیا اوسکا لشکر بھی بڑہتا گیا۔ اور باغیون کا سردار اپنی ایک دروغا بازی کے
سبب سے اوسکے ہاتھہ مین پڑگیا جسکا بیان آگے آتا ہی۔ سطرف سے غمشیر خان بھی پچاس ہزار سپاہ کا
میر حبیب کے اغوا سے کیا تھا۔ اب افغان اس لشکر مین گئے۔ وہان اونکو خلعت مرحمت ہوئے
اور بہار کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ پھر وہان سے چلے آئے۔ اب ان افغانون کا ارادہ ہوا کہ
اپنی تنخواہ کا دعوی اونپر ثابت کیجے۔ اسلئے اونھون نے میر حبیب کی دعوت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوسکو
اوتارا اور اوسکے گرد پہرہ چوکی بٹھایا۔ جب وہ چلنے لگا تو افغانون نے کہا کہ سارا کام ہمنے آپ کے
حکم کے بموجب کیے ہین اب ہماری تنخواہ کا چالیس لاکھہ روپیہ عنایت کیجے۔ بلعد بہت گفتگو کے
دو لاکھہ روپیہ دیکر میر حبیب نے خلاصی پائی۔ غرض اسطرح ان افغانون اور مرہٹون مین اتفاق کی
جگہہ نفاق ہوا علی وردی خان نے دوسرے روز آکر باغیون پر حملہ کیا اور اونکو شکست عظیم دی شمشیر خان
مارا گیا اور اوسکے سارے مال اسباب پر قبضہ ہوا۔ اوسکے خیمہ میں جسوقت مہابت جنگ نے اپنی بیٹی کو
بھی دیکھا تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا مرہٹے جیسے آئے تھے ویسے ہی نامراد چلے۔ اور اس
ملک کو بالکل خالی کر گئے کچھہ کٹک مین باقی تھے اوسنے خدا کا نہایت شکر بھیجا غربا و مساکین مین
بہت روپیہ تقسیم کیا اور فقیرون کو مالا مال کر دیا جو باغیون کے اہل و عیال گرفتار ہو کر آئے تھے
اونکے ساتھہ نہایت مروت اور محبت سے پیش آیا غرض جو زخم اوسکے دل پر اپنے دوستو نکے ہاتھون سے پہلے
پہنچے تھے اونکا اندمال یون ہو گیا اوسنے بہت چاہا کہ میر حبیب سے صلح ہو جائے مگر اس کام مین کامیاب ہوا +

خاک میں ملے جاتے تھے۔ اسلئے اوسکو آگ سی جلا تا چاہتے تھے۔ گائکوار کے خاندان کے حقوق میں گجرات کے اندر اس پیشوا کے انتظام سے خلل پڑ رہا تھا۔ سب قبیلون میں طرار حسب رضا قوت شوکت رگھوجی تھا وہ کئی دفعہ پیشوا سے انتظام سلطنت ستارا کے باب میں جھگڑے اوٹھا چکا تھا۔

باجے راؤ نے آصف جاہ کی ملک پر حملہ کیا اسوقت آصف جاہ تو دلی کے دربار میں تھا مگر اوسکا بیٹا ناصر جنگ باپ کا قائم مقام تھا۔ وہ دس ہزار سپاہ لئے برہانپور میں پڑا تھا باجے راؤ نے اول شہر کا محاصرہ کیا اوسکو یہ خیال تھا کہ میں اس تدبیر سے اوسیطرح کامیاب ہونگا جیساکہ اوسکے باپ پر فتحیاب ہوا تھا مگر اس نوجوان عالی ہمت نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ اوسکو شکست دی لو جب اوسکو امداد پہنچ گئی تو اور دشمنونکو شکست دیکر احمد نگر پر پہنچ گیا۔ اور پونہ کا قصد کیا۔ اسوقت پیشوا نے صلح کرنے کو مصلحت جانا ۱۱۵۳ھ / ۱۷۴۰ء میں اوسنے آشتی کر لی۔ اسوقت وہ بڑی بڑی پریشانیون میں گرفتار تھا اپنے گرو کو یہ مایوسی کا خط لکھا ہے کہ مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہیں قرض دینا ہے سبطرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہے میرا حال اسوقت ایسا ہے جیساکہ کوئی شخص زہر کھا بیٹھا ہو اب میں دار السلطنت ستارا کو جاتا ہون وہاں میرے بہت دشمن ہیں۔ وہ میری چھاتی کو اپنے پیرون سے دینگے اسوقت موت آجائے تو میں بڑا اوسکا ممنون منت ہون معلوم نہین اسوقت اوسکو کیا سوجھی تھی کہ وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ اپریل ۱۷۴۰ء میں دریاء نربدا پر موت نے دامن پکڑ لیا سارے منصوبے خاک میں مل گئے اوسکے تین بیٹے تھے ایک بالاجی راؤ وہ اپنے باپ کے عہدہ پر پیشوا مقرر ہوا۔ دوسرا رگھناتھ تیسرا شمشیر بہادر جو ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اوسکے زیر حکومت سارا بندیل کھنڈ تھا (باندے کے نواب وسی کی اولاد میں سے تھے)

موت کے آنے سے پہلے باجے راؤ کے آخر زمانہ میں اوسکا بھائی چمناجی کانکن میں لڑائیاں لڑتا رہا جن دشمنوں سے وہ لڑتا تھا اون پاس ایسے قلعے اور جزیرے تھے کہ ایکطرف وہ سمندر دوسری طرف پہاڑ اور جنگل تھے اونکے فتح کرنیکے واسطے بہت کچھ سامان کی ضرورت تھی اسلئے چمناجی کو اونپر فتح نہین حاصل ہوئی۔ اب ان دشمنون کی تفصیل یہ ہے کہ ایک کولابہ کا مشہور قزاق انگرائی تھا وہ بڑے نام ساہوجی کا مطیع تھا وہ اس رہزنی کو اپنی بحری جو تھ کہا کرتا تھا انگریزون نے بھی

[illegible]

[illegible]

ابھم پھر دلی کے حال پر متوجہ ہوتے ہین –

نادرشاہ کے جانیکے بعد شہر مردون سے پرتھا اور زندونسے خالی تھا مکانون پر ویرانی برستی تھی محلے کے محلے چلے پڑے تھے مردون کی سڑاند سے بھیجا نکلا جاتا تھا نہ کوئی کسیکو کفن دینیوالا تھا نہ گور مین دفن کرنیوالا تھا مگر ہندو مسلمان سب ایک ہوگئے – ڈھیرون مین جل کر خاکستر ہوگئے یہ تو شہر کی کیفیت تہی – دربار کا حال یہ تھا کہ کچھ دنوں تو وہ بھاری نیند میں سوتا رہا اور جب اوٹھا تو اوسکی آنکھوں مین اسقدر چیپڑ لگا ہوا تھا کہ دیکھنے سے گھن آتی تھی خزانہ مین پھوٹا بادام نہ تھا محاصل اور خراج کا کہین پتا نہ تھا سپاہ تباہ او خستہ حال تھی اسپر مرہٹونکا بھی خوف بالکل نہین گیا تھا جو صوبے اونکے قبضہ مین چلے گئے تھے وہ اونکے ہاتھ سے تباہ ہوگئے تھے ان سب مصیبتون اور آفتون پر درباریونکا آپس کا جھگڑا نہ چکا – وہی ایک فریق تورانی امیرون کا تھا جنکے سرتاج آصف جاہ اور قمرالدین خان وزیر تھے – دوسرا گروہ اُن امیرونکا تھا جو اونکو خارج کرنا چاہتا تھا اور اونمین بادشاہ بھی شمار ہوتے اگر بیچ مین مرہٹونکا جھگڑا نہ آن پڑتا تو ان امیرونے سلطنت کی ٹکڑے کرکے کبھی آپس مین تقسیم کر لئے ہوتے اور خاندان تیمور کو بے نام و نشان کر دیا ہوتا +

جسوقت یہان نادرشاہی ہو رہی تھی اُسوقت باجی راؤ سہما بیٹھا تھا اوسنے یہ کہا کہ نادرشاہ ایسا دشمن ہے کہ اسوقت سب آپسکی جھگڑون کو سمیٹ کر لپیٹ رکھین اور دکھن کے ہندو مسلمان دونون ملکر اس دشمن سے سمجھ لین مگر اتفاق کہان تھا خیر جب نادرشاہ چلا گیا تو باجی راؤ مین پھر دم آیا اور اُسنے وہی پرانا دعوی پیش کیا کہ آصف جاہ نے جو عہدنامہ لکھا ہے اوسپر بادشاہ مہر و دستخط کر لے (اس عہدنامہ کا حال وہان لکھا ہے جہان سے نادر کا ذکر شروع ہوتا ہے) اب اس کام کے لئے اوسکو دلی جانا چاہئے تھا مگر اوسنے دکھن کو اپنی مہمات کے لئے پسند کیا کہ یہان پیشواؤن کے خاندان کو مرہٹے بری نظرون سے دیکھتے تھے اور اوسکی بہت سے قریب اور حریف پیدا ہوگئے تھے اور اوسکے ہاتھ سے راجہ کو چھٹانا چاہتے تھے سیندھیا اور ہلکر تو البتہ خیرخواہ اس خاندان کے تھے کیونکہ اونکی نمود اور شان انہی کے سبب سے ہوئی تھی ترمبک راؤ داباری کا جھگڑا ابتک فیصلہ نہ ہوا تھا سری پت راؤ اوسکا پرانا رقیب موجود تھا جتنے قدیمی خاندان مرہٹون کے تھے وہ اس پیشوا کے انتظام سے

نادرشاہ کے جانیکے بعد شاہجہان آباد کا حال +

مرہٹون کے معاملات +

اور راج اوسی خاندان مین قایم ہوجاوے +

جسوقت باجی راو مراتو راگھوجی بھوسلا جو کرناٹک میں سپہ سالاری کر رہا تھا ستارے مین دوڑا آیا اور باپوجی نائک کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھہ لایا یہ نائک بڑا دولتمند اور معزز تھا اور بلاجے راو پیشوا پر اوسکا روپیہ لینا تھا اوسکو یہ بڑی پڑھائی کہ اپنا روپیہ بالاجی سے لیکر اوٹھے - قرض کا یہ سبب ہوگیا تھا کہ ملک تو ویران پڑا تھا اور ایسا محاصل حاصل نہ ہوا تھا کہ بڑی بڑی مہمات کے خرچ کے لئے کافی ہوتا - ناچار اوسکا خرچ قرض سے ہوتا تھا - اب بالاجی کو یہ دقت پیش آئی - کہ ہندوون کے ہان ایسے وقت مین باپ کا قرض نہ چکانا بڑی بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی تھی سوا اسکے نائک نے راجہ کو بھی نذرانہ اس نظر سے پیش کیا کہ اوسکو عہدہ پیشوائی ملجاے - مگر بالاجی کا پایہ بالا تھا - اسلئے کہ سری پت راو جیسا باجے راو کا مخالف تھا ایسا ہی راگھوجی سے ناموافق تھا - باجی راو کا نہایت لائق بھائی چمناجی آپا دل وجان سے اپنے بھتیجے کا پیشوا ہونا چاہتا تھا - بالاجی کا دیوان ایسا ہوشیار تھا کہ تھوڑے دنون مین روپیونکے توڑونکا ڈھیر لگا دیا - ان سب باتون کے سوا خود بالاجی کی لیاقت اور شہرت دوسرا اوسکے باپ دادا کی عزت تیسرا اس عہدہ کا موروثی استحقاق - ان سب باتون کے سبب سے اوسے روپیہ کا کیا توڑا تھا - سارا قرض فوراً ادا کیا - نائک جی اپنا سامنہ لیکر رہ گیا - راگھوجی یہ پہلی ہی دفعہ زک اوٹھا کر چلا گیا بالاجی نے اپنے قوی دشمن کو یون زیر کیا پھر جو اور دشمن مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے اونکو بھی ہمیشہ زک دی +

نظام الملک سے بالاجی کی کمال دوستی تھی اسواسطے کہ جب ناصر جنگ اوسکا بیٹا باپ سے باغی ہوا اور وہ دلی سے آیا تو بالاجی اوسکی کمک کو گیا - اور اوسکے بیٹے کو ۱۱۵۵ھ مین مغلوب کیا اس سبب سے نظام الملک نے اس امر مین کوشش کی کہ بالاجی کو مالوہ ملجائے - ان ہی دنون میں اتفاق سے چمناجی آپا پیشوا کا چچا مر گیا اور ایک بیٹا سداشیو راو دس برس کا چھوڑ گیا - باپ کے مرنے سے یہ لڑکا اناتھہ ہوگیا اور ایسا جنگلی بھینسا بن گیا کہ کوئی اوسکی نکیل پکڑ کر کسی طرف گھسیٹ سکا آیندہ اوسکا حال پڑھو گے! اسکے سبب سے مرہٹونکے سر پر کیا آفت آئی -

برس روز تک بالاجی اپنے ملکی انتظام مین مصروف رہا پھر ہندوستان خاص کی طرف

بالاجی کی جانشینی کے خلاف سازشیں +

پرتگیزون کی مدد لے کر اوسپر وار کئے مگر کچھ نہ کر سکے۔ ہالنڈ والون نے بھی اوسے سمجھنا چاہا مگر کوئی اوسے
نہ سمجھ سکا۔ اوسکے خاندان مین دو بھائیون مین فساد ہوا جنمین سے ایک بھائی کی طرفداری پیشوا نے
کی دو قلعے اوسکے جو گھاٹونکے نیچے تھے لے لئے مگر اوسسے یہ جھگڑا ختم نہ ہوا۔ ایک دفعہ پیشوا نے
انگریزی بیڑے کی امداد سے بھی اوسپر حملہ کیا مگر کوئی فیصلہ پیشوا کے زندگی مین اس کام کا نہ ہوا۔ دوسرے
دشمن اوسکے سیاہ رنگ کے مسلمان جنجرہ کے حبشی تھے وہ خشکی مین بھی مرہٹونکو چین نہین لینے دیتے تھے
اونکے ملکونکو اپنا ہمرنگ بنا دیتے تھے۔ بہت سے قلعون پر اونھون نے قبضہ کر لیا پیشوا کی سعی
اور کوشش کا غایت یہ نتیجہ تھا کہ ۱۷۳۶؁ مین اونکو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اونکی لوٹ کھسوٹ
سے باز آئین تیسرے فرنگستانی دشمن پرتگال والے یعنی پرتگیز تھے۔ اوسنے یون لڑائی کی ٹھنی کہ وہ
انگرائی کے دو بھائیون کی لڑائی مین ایک بھائی کے طرفدار تھے ۱۷۳۷؁ مین لڑائی شروع ہوئی
۱۷۳۹؁ مین یون ختم ہوئی کہ سالسٹی و لبائن اور کونکن کے دو چار شہر جو اوسکے قبضہ مین تھے
چھن گئے لبائن کے محاصرہ مین پانچہزار آدمی مقتول ہوئے پس اسی پر قیاس کرنا چاہئے
کہ اوسکا کسقدر نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہوگا۔ باجی راؤ کو خیال تھا کہ جو اوسکا جانشین ہوگا
اوسکو ان مصائب کا ہجوم ضرور اوسکو مغلوب کر لیگا۔ مگر اوسکا بیٹا بالاجی جو جانشین ہوا وہ ایسا
ہوشیار اور عاقل تھا کہ اوسنے باپ کی مصیبتون کا بوجھ سنبھال لیا —— اور اوسنے
نہایت استقلال اور ہمت سے ساری مشکلون کی دلدل سے اپنے تئین نکال لیا۔

دشمنون کا ذکر ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین ان سب مین بھوسلا خاندان کا بانی رگھوناتھ غضب تھا
وہ لشکر کے آس پاس ملک کا رہنے والا تھا پہلے وہ سوارونمین نوکری کرتا رہا مگر جب راجہ ساہو
دلی کی قید سے رہا ہو کر آیا تو یہ اسکا دل سے رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا
انکا حاکم مقرر کر دیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگھوجی بھوسلا اوسکا چچیرا بھائی
جانشین ہوا وہ راجہ کا رفیق بھی تھا اور ہم زلف بھی۔ اب اوسنے ملک برار مین اپنی حد سے بڑھکر
اُس علاقہ پر جو خاص باجی راؤ سے علاقہ رکھتا تھا دست درازی شروع کی اور محصول و خراج
وصول کیا اس سبب سے پیشوا کو اندیشہ پیدا ہوا اور یہ بھی خطرہ ہوا کہ کہین راجہ اوسکو متبنی نہ کر لے

آصف جاہ کی وفات

ناصر جنگ جو باپ کا قائم مقام دکھن مین تھا ۱۷۴۸ء میں باغی ہوگیا اسلئے آصف جاہ دہلی سے دکھن آیا اور بیٹے کو مغلوب کیا بعد اوسکے وہ ارکاٹ کے فسادون مین مبتلا رہا۔ آخر کو جمادی الثانی جون ۱۷۴۸ء مین ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا پھر اوس کے بیٹون مین فساد برپا ہوا جسکا حال انگریزاور فرانسیس کے حال مین لکھینگے۔ ہم نے اس زمانہ کی تاریخ کا بیان ہندوستان کی مفصل تاریخ سلطنت انگلشیہ مین لکھا ہے +

آصف جاہ اور باجی راؤ پیشوا +

آصف جاہ کے مرنے پر ہمکو اوسکا رقیب باجی راؤ جو اوسے آٹھ برس پہلے مرگیا تھا یاد آگیا دکھن مین اس زمانہ کے اندر دو آدمی گذرے ہین اونکی حالت مین مماثلت اور مشابہت بہت تھی گو بعض باتون مین مخالفت ہو۔ ایک تو رانی امیرزادہ دوسرا ہندوستان کا برہمن دونو بڑے باپ کے بیٹے۔ دونو کے دل اس تمنا سے بھرے ہوئے کہ کوئی اپنے خاندان مین جدید سلطنت جمائین۔ دونو صاحب تدبیر شمشیر منتظم عاقل جب آصف جاہ کا مزاج بالکل شیر کا سا کہ جسوقت کوئی اوسے چھیڑدے تو غصہ مین آکر آپے سے باہر ہوجاے مگر اس شیر مزاجی پہ روباہ بازی کرنا اوسی کا کام تھا۔ باجی راؤ کا مزاج غصیلا نہ تھا مگر مکر و فریب مین آصف جاہ سے کم نہ تھا۔ ایک راجہ کے دربار کا رکن تھا اور بہت سے رقیب رکھتا۔ مگر کوئی اوسے زیادہ لائق نہ تھا۔ راجہ مستقل مزاج تھا دوسرا بادشاہ کے دربار کا رکن تھا اور وہان بہت سے رقیب رکھتا تھا جنمین سے بعض اوسکے ہمسر اور بعض برتر تھے اور بادشاہ تلون مزاج تھا۔ آصف جاہ کے پیچھے بلائین بہ نسبت باجی راؤ کے زیادہ لگی ہوئی تھین باجی راؤ کا دشمن کبھی راجہ نہین ہوا اوسکی بیخ کنی کے درپے نہ ہوا۔ برخلاف اسکے بہت دفعہ آصف جاہ کے برباد کرنے پہ بادشاہ کا ارادہ ہوا آصف جاہ کے ایک طرف پانی رہتا تھا (یعنے بادشاہ) کہ جسکے اندر ذرا جھکے تو ڈوب جاے۔ دوسری طرف آگ بہتی تھی (یعنے مرہٹے) جسکی آنچ سے ہر وقت جلنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ باجی راؤ پاس اوسکی جدا امارت اور سلطنت کی عمارت قایم کرنے کے واسطے مصالح موجود تھا۔ فقط تعمیر کرنا تھا۔ برخلاف اسکے آصف جاہ کو مصالح بھی بہم پہنچانا اور پھر عمارت بنانا دونو کام کرنے تھے۔ آصف جاہ کے انتقال کے برس روز بعد دسمبر ۱۷۴۹ء مین راجہ ساہو کا انتقال ہوا اس راجہ نے

متوجہ ہوا۔ اِن دنون مین راگھوجی بھوسلانے بنگال پر حملہ کیا تھا جسکا حال پہلے بیان کرچکے ہیں
کہ بالاجی پیشوانے بادشاہ کی طرف ہوکر محمد علی وردی خان کی ایسی اعانت کی کہ راگھوجی
کی وہان چلنے نہ دی۔ اِس حسن خدمت کے جلدو مین بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ مالوہ

بالاجی کا مالوہ پر قبضہ ہونا اور بعض دیگر معاملات +

ملا جسکی مدت سے تمنا تھی اور سنہ ۱۱۵۶ھ (۱۷۴۳ع) مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا اور
اور شرائط اس صوبہ کے عطا کرنیکی یہ تھین کہ اُس صوبہ میں امن امان رکھے۔ موافق واسطے
جو جاگیرین اور اراضی مقرر ہین اونکے اندر دست اندازی نہ کرے۔ نربدا کے پار کسی اور مرہٹے
افسر کو اترنے نہ دے اور بادشاہ کی اعانت اور کمک ایک ہزار سپاہ سے کیا کرے۔ بالاجی نے ان
شرائط میں سے بعض کے پورا کرنے کے لئے دہار کے راجہ پوار سے اتحاد پیدا کیا۔ اس راجہ نے باجی راو
پیشوا کے مقابلہ مین ترمبک کی اعانت کی تھی۔ اس اتحاد سے یہ فائدہ تھا کہ وہ کسی قدر
مغرب مین گائکوار کی اور مشرق مین راگھوجی کی روک ہوگا +

مرہٹوں کا ملکی انتظام +

سنہ ۱۱۵۵ھ (۱۷۴۲ع) مین مغلون کے دربار سے مرہٹون کو اُن صوبون میں سے چوتھ وصول کرنیکی اجازت
ہوگئی جنمیں کبھی کبھی اونکی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی۔ مگر اوسکی کوئی سند بادشاہ کی طرف سے
مرحمت نہین ہوئی۔ اسوقت مرہٹون کا راجہ بھی معاملات ملکی مین مداخلت نہیں کرتا تھا۔ مگر
سیواجی کی نسل مین سے تھا مرہٹے اوسکو اپنا دیوتا مانتے تھے جو بادشاہی صوبونکے محصولات کا
انتظام تھا اوسکا فیصلہ وہی کرتا تھا۔ پیشوا ہر ایک مہم کے بعد اوسکی آمد خرچ کا حساب راجہ کے سامنے
پیش کرتا۔ کوڑی کوڑی کا حساب اوسمیں لکھا ہوا ہوتا۔ مگر بعض اوقات اس حساب کتاب کے
معاملات ایسے پیچ در پیچ آجاتے تھے کہ اونکا فیصلہ ہونا مشکل ہوتا تھا جب راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا
اوسکے برخلاف پیشوا نے بادشاہ کی طرفداری کی اور اپنا احسان بادشاہ پر کیا۔ اور
محمد علی وردی خان سے جدا روپیہ وصول کیا۔ مگر جب ستارے مین راگھوجی نے سازش
اوسکے برخلاف قایم کی تو اوسکے پچھلے جھوٹے اوسنے اپنے تمام حقوق جو دریاء نربدا اور مہاندی
کے پار ملکون مین تھے راگھوجی کو سنہ ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۴ع) مین دیدئے۔ اور اُس کو اُن اضلاع میں
مطلق العنان کردیا +

اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کسی بُرے کام کے کرنے مین پرہیز نہ کرتا تھا - اب وہ اپنی چال نہایت فطرت اور سلیقہ کے ساتھ چلا - وہ یہ چاہتا تھا کہ سکوار بائی پاس سپاہ عمدہ موجود ہے بڑے بڑے آدمی اوسکے طرفدار ہین وہ منتظر بیٹھے ہین کہ ادھر راجہ کا دم نکلے اودھر بالاجی سے تلوار چلے - اسلئے اول اوسنے ایسی تدبیرین کین کہ ساری فوج بس مین آجائے - اور جتنے رانی کے رفیق اور اوسکی مخالف تھی سب دوست ہو جائین تاکہ جسوقت راجہ مرے تو رانی کچھ نہ کرسکے - اسکے سوا ایک اور تدبیر یہ کی کہ اوسنے تارا بائی کے غصہ اور غضب کو افروختہ نہ ہونے دیا - اور اوس جو اپنے پوتے کی کہانی بنائی تھی اوسے یقین کرلیا اسمین اوسکو دو فائدے حاصل تھے اول یہ کہ تارا بائی اوسکے ساتھ سکوار بائی کی مخالفت کے لئے تیار ہوگئی - دوم اس بہانے سے کسی وقت موقع پاکر راجہ سے یہ سند لکھوائی کہ اوسکو تمام مرہٹون کی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جائے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارا بائی کے پوتے رام راجا کے نام سے قائم رکھے غرض یہ ایک دستاویز ہزارون لشکر سے زیادہ بالاجی کے کام آئی - جب راجا مرا تو بطور طنز کے اوسکی رانی کو یہ کہلا بھیجا کہ آپ ستی ہونیکے لئے تکلیف نہ اوٹھائین - اسئے وہ یہ جانتا تھا کہ اس عورت کو غیرت اور اپنے قول کا پاس ہوگا تو وہ ضرور راجہ کے ساتھ ستی ہوگی -

غرض جب راجا مرا تو اوسنے رام راجا کو راج گدی پر بٹھایا - کسی سردار نے شمشیر کے خوف سے کسی نے تدبیر کے زور سے کسی نے جاہ و منصب کے لالچ سے اس راجہ کو راجہ مان لیا - غرض بالاجی سب طرح کی مناسب تدبیرون سے اس راجہ کو سارے مرہٹون کا راجہ بنادیا - راگھوجی کو تمام پہلے حقوق عنایت ہوئے - اور سرہٹ کی جائداد منضبطہ سے بھی کچھ حصہ دیا گیا - ہلکر اور سیندھیا کو سارا مالوہ دیدیا گیا - مگر وہ حصہ مستثنیٰ رہا جو پہلے اونکو جاگیر مین دیا تھا +

بالاجی کی حکومت بغیر لڑے جھگڑے قائم نہ ہوئی تھوڑے دنون اوسکی حکومت مین بڑے خطرے اوسکے چچیرے بھائی سداشیو راو عرف بھاو کے جھگڑون سے پیدا ہوئے - مگر سب کا انجام بالاجی کے حق مین بخیر ہوا - راجا رام نے سارا سلطنت کا اختیار پیشوا کو بعض شرائط ٹھیرا کر دیدیا تھا مگر وہ شرائط پوری نہ ہوئین جب بالاجی اورنگ آباد کو حیدر آباد کے جھگڑون مین دخل دینے کے واسطے گیا

مدت تک راج کیا وہ سیواجی کا پوتا تہا۔ اور اورنگ زیب کا قیدی تھا۔ پیشوا کے تین پشتون کا مربی تہا
مرہٹونکا بڑا راجہ تھا غرض یہ وقت بھی ہندوستان مین عجیب گذرے اہر جہان دیکہو وہان ایک
جھگڑا اٹھ رہا ہے۔ اب اس راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اوسکی نیت مین تھا کہ وہ اپنے رشتہ دار پرانے
دشمن کولاپور کے راجہ کو متبنے بنالے کرے۔ مگر اوسکے بھی اولاد نہ تھی۔ اس مرہٹون کا یہ ارادہ ہوا کہ
راجہ سے کہہ کر سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد مین سے کسی کو متبنے کرائین۔ اس کے اور رشتہ مند
خاندان مین کوئی شخص منتخب کرکے ابھی راجہ نے متبنے نہین کیا تھا کہ اوسکی رانی سکوار بائی جو
راجہ کی مالک تھی وہ اس تمنا مین تھی کہ کوئی چھوٹا لڑکا متبنے کیا جائے وہ صغر سنی کے سبب سے فقط
نام کا راجہ ہو اور مین خود راج کی مالک ہون مگر یہان پردہ غیب سے کچھہ اور ہی گل کھلا اور سلطنت
کے اندر ایک اور ہی راز سربستہ کھلا رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ابتک زندہ تھی۔ گو عمر
مین بوڑھی تھی مگر عالی ہمتی اور الوالعزمی مین جوان تھی۔ اوسنے یہ کہا کہ سیواجی دوم کے مرنے کے
بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اوسکو مین نے چھپا رکھا ہے راج کا حق اس میرے پوتے لڑکے کا ہے
وہ مرہٹونکا مہاراجہ بنایا جائے۔ اوسکا نام رام راجا دوم رکھا جائے۔ ابتک اسمین شبہ ہے کہ تارا بائی
کا یہ بیان صحیح تہا یا غلط تھا۔ اس پوتے کے جانشین ہونے سے اوسکے خود ہاتھہ مین سلطنت آتی
تھی۔ سکوار بائی جو اپنی سلطنت چاہتی تھی اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوئی کہ یہ دوسری آواز
کدھر سے آئی۔ اسلئے اوسنے اپنی طرح کا ایک متبنی راجا بنانا چاہا۔ بالاجی بہت سی فوج
لیکر ستارے مین آیا تو یہان اوسکی جان عذاب مین پھنسی کہ دونو عورتون نے اپنے اپنے منصوبے
کا سامان درست کر رکھا ہے۔ عورتون کی ہٹ مشہور ہے۔ یہ دونو اوسکی خود حکومت کی مخالف
تھین مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ سیواجی کے خاندان پر تو مرہٹے مٹے ہوئے ہین اور ہم سے پیشواؤن
سے پہلے ہی خار کھائے ہوئے بیٹھے ہین اسلئے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ مین اپنے اس ارادہ کو ظاہر
کرون کہ راجگی کو موقوف کرکے خود سب مرہٹون کا راجا بنجاؤن۔ تارا بائی سے بالاجی تو دب گیا
مگر سکوار بائی نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی اور اسکی مخالف تدبیرین کرنی شروع کین اور اس نے
ارادہ کے چھپانے کے لئے یہ مشہور کیا کہ مین راجہ کے ساتھہ ستی ہونگی۔ بالاجی غضب کا پتلا تھا۔

الہ آباد کی صوبہ داری پر بھجوا دے - یہ کہکر شہر سے باہر اپنے خیمے روانگی کے واسطے جا دئے مگر
بادشاہ نے اونکی خاطر سے امیر خان کو الہ آباد کی صوبہ داری پر بھجوا دیا - موتمن الدولہ اسحق خان
شوستری پایہ کا امیر تھا وہ اس سال مین مرگیا - اوسکی بیٹی کی شادی ابو المنصور خان صفدر جنگ
سے کردی - اسی سال مین آصف جاہ دلی سے دکن کو گیا - اور اپنے بڑے بیٹے غازی الدین خان
کو یہان بادشاہ پاس چھوڑ گیا - اوسکی شادی قمر الدین خان کی بیٹی سے ہوگئی - اس ناتے
رشتے کے سبب سے ان دونو تورانی امیرون مین اتحاد پیدا ہوا - اور اس اتفاق سے اونکے
مخالفین کی سازشون کا بازار سرد ہوا +

روہیلون کا عروج +

یہی زمانہ روہیلون کی سرکشی کا ہے یہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان مین بسی تھی
اور اس ملک کی پچھلی لڑائیون مین اوسنے نام پیدا کیا تھا - اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکون
مین اودہ سے لیکر پہاڑون تک اوسکا تسلط ہوگیا تھا - اصل اوسکی یہ ہے کہ شہاب الدین خان روہیلہ
کے دو بیٹے حسن خان اور شاہ عالم خان تھے حسن خان کا بیٹا دوسرے خان تھا شاہ عالم خان کا
بیٹا حافظ الملک رحمت خان - شہاب الدین خان کا ایک متبنی داؤد خان تھا - وہ ہندوستان میں آیا
جب اوسکو نوکری نہ ملی تو اوسنے قزاقی کا پیشہ اختیار کیا - اور عالمگیر کے عہد مین اس طرح کچھ اسباب مار
جمع کیا - اوسکے کچھ اولاد نہ تھی - ایک دن راہ مین ڈیڑہ برس کا لڑکا پڑا پایا معلوم نہین وہ ہندو تھا یا
مسلمان تھا - (علی محمد خان والی رامپور کا جد اعلی ہے وہ جاٹ کا لڑکا مشہور ہے مگر نواب کلب علیخان
مرحوم والی رامپور نے اپنے خاندان کو سید قرار دیا ہے اسلیئے اس لڑکے کو حضرت موسی کاظم کی
اولاد مین ثابت کیا ہے) اوسکو لیکر پالا - اور علی محمد خان اوسکا نام رکھا جب وہ چودہ برس کا ہوا
تو داؤد خان مرگیا - اور یہ اوسکے مال اسباب کا وارث ہوگیا - غرض چند روز بعد علی محمد خان کا غلغلہ
شروع ہوا - اور یہ راجہ ہمت سنگہ فوجدار بریلی کا وہ ملازم ہوا - اوسکے سبب سے اوسکا عروج شروع ہوا - پہر وہ
جنگلون مین چلا گیا بنگڈہ مین جاکر اوسنے اپنا مسکن بنایا - نوبت خانہ ڈیوڑہی پر بجوایا - اپنے تئین
نواب مشہور کروایا جب کسی نے کہا کہ یہ باتین بغیر حکم شاہی کے زیبا نہین - تو اوسنے یہ جواب دیا کہ بادشاہ
کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اوسکو انکے حکمون کی

تو تارابائی نے راجہ رام ملار یہ کہا کہ تو اپنا سارا اختیار راجائی کا لے لے - اور یہ جو تو نے پیشوا سے
اقرار کر لیا ہے اوسے توڑ۔ مگر جب راجہ کو اوسنے دیکھا کہ وہ اوسکا کہا نہین مانتا - تو اوسکو ایک قلعہ کے
اندر قید کر دیا - اور اوسکو مشہور کر دیا کہ وہ جھوٹا اور فریبیا ہے - اور اس قلعہ کی حفاظت اون
مرہٹون کے سپرد کی جو بہت قدیمی نوکر اس گھرانے کے تھے اور وہ پہلی سب باتونکو دیکھے چکے
اور پیشوا کے اختیارات پر دانت پیستے تھے - اور اوسنے راجہ کے اون آدمیونپر توپین لگا دین جو پہرون
پر بے خبر پڑے تھے اور پیشوا کے سارے سپاہیون پر جو جا بجا پڑے ہوئے تھے گولے برسانے
شروع کئے اور دتاجی گائکوار کو جو پیشوا سے خار کھائے بیٹھا تھا اور بہت سے بچا لئے دم بخت
ہو رہا تھا بلا لیا - دتاجی اپنے دھن بھاگ سمجھا کہ آج یہ دن نصیب ہوا کہ پیشوا کو بالکل دار السلطنت
سے نکال دینے کے واسطے بلایا گیا - پندرہ ہزار سوار اوس پاس تھی پیشوا کے طرفدار اوسے لڑنے گئے
مگر اونکو شکست ہوئی غرض گائکوار اور تارابائی دونو نے ملک کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور سری پت
کسی رشتہ دار کو اونھون نے پیت نیدھی یعنے وزیر اعظم مقرر کیا - بالاجی بہت شتابی ستارے مین آ گیا
اوسنے ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ء مین دتاجی کو دغا سے قید کر لیا - مگر تارابائی وہ غضب کی عورت تھی کہ
اوسکو وہ مطیع نہ کر سکا - باقی حال مفصل تیسرے حصہ مین دیکھو - ان مرہٹون کے ذکر نے ہماری تاریخ
سلسلے کو توڑ دیا - اور جن بادشاہون کی سلطنت کا ذکر کرتے تھے اوسے آگے کے زمانہ مین
چلے گئے - مگر اوسکے بغیر ہمکو کوئی اور چارہ بھی نہ تھا ہندوستان کی سلطنت کے جب ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے تو اوسکا جدا جدا بیان کرنا چاہئے - اب ہم پھر دلی کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوتے ہین +

دہلی کا حال +

۱۱۵۳ھ ۱۷۴۰ء تک دہلی کی سلطنت کا بیان کر چکے ہین اب ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ء سے پھر شروع کرتے ہین
اس سال مین یہ واقعہ پیش آیا کہ نادر شاہی ہیرا قمر الدین خان وزیر کا بیٹا بدر الدین خان مارا گیا - یا مفقود الخبر
ہو گیا - ایک دستاویز اوسکی جائداد کی اولاد کے نام لکھ کر وزیر نے عمدۃ الملک امیر خان کو دی کہ بادشاہ سے
دستخط کرا دے - اوسنے اوسکا کچھ خیال نہ کیا جب اس سبب سے وزیر اور آصف جاہ دونو رنجیدہ خاطر
ہوئے تو ایک دن عمدۃ الملک نے علانیہ بادشاہ سے ان تورانی امیرونکی نسبت کچھ کہا تو ان دونو
نے سپاہ جمع کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہم کو حج کو جانے کی اجازت دیجے - یا امیر خان کو

یہ سمجھایا کہ تم فقط قمر الدین خان کے بھانجے ہو اور تمہارا بھائی یحیی خان اوسکا داماد بھی ہے
اب وہ بادشاہ پاس گیا ہی ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے۔ بہتر ہے کہ اس وقت شاہ
ابدالی سے جو سرحد ہند پر موجود ہے آپ اتحاد و موافقت پیدا کیجیے۔ وہ بھی کہنے میں آگیا اور اوسنے
شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی یہ خدا سے چاہتا تھا۔ اوسنے کہا بہت
اچھا۔ ایل دینہ بیگ نے کیا کام کیا کہ قمر الدین خان کو لکھ بھیجا کہ آپکا بھانجا شاہ ابدالی سے
ساز باز رکھتا ہے۔ اوس پر قمر الدین خان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے ہان نمک حرامی نہیں
ہوئی خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچون صوبے کشمیر لاہور ٹھٹھہ ملتان کابل
اوس نور چشم کے عمل میں ہینگے۔ اب شاہ نواز خان کو تقویت ہوئی اور احمد شاہ سے نقض عہد
کیا۔ اس اثنا مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان پاس آگیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء
وعدے کے لئے شاہ نواز خان کو خط لکھا تو اوسکا جواب الٹا ملا تو وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا۔ جب وہ
لاہور کے قریب آیا تو اس نظر سے کہ زکریا خان کو نادر شاہ نے لاہور کا صوبہ مقرر کیا تھا اور
شاہ نواز خان اوسکا بیٹا تھا۔ اپنا چھوٹا بیٹا شیخ عمر اوس پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اطاعت اختیار کرو
مگر اوسنے اسکے بیٹے کو قید کر لیا اور لڑنیکے لئے سامنے آیا۔ تھوڑے مقابلہ کے بعد اوس لشکر سے
جو دلی سے محمد شاہ نے بھیجا تھا جا ملا۔ دلی سے یہ لشکر بڑے کروفر سے چلا۔ مرزا احمد ولیعہد اوسکا
سپہ سالار تھا۔ قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ اور بڑے رتبہ کے امیر اوسکے ہمراہ تھے غرض
احمد شاہ درانی لاہور پر تصرف کرتا ہوا اور تمام دہات اور قصبات پر قبضہ کرتا ہوا ستلج کے کنارہ پر
پہنچا تو اوسنے ستلج کی پایاب اہون کو دیکھا کہ وہ بادشاہی سپاہ کے قبضہ مین ہین۔ اس
درانی بادشاہ پاس بارہ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ تھی وہ یہ سمجھتا تھا کہ سپاہ کی قوت اور قدرت کام مین
آتی ہے اوسکی قلت اور کثرت کام نہین آتی۔ اس ولگہہ کو دیکھو کہ وہ اس قلیل لشکر کے ساتھ
دریا ستلج سے لدہیانا کی طرف ایسی جگہ سے اترا کہ جہان دریا پایاب تھا۔ تیرہوین ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو
سرہند پر قبضہ کر لیا۔ یہان پہلے علی محمد خان روہیلہ صوبہ دار تھا۔ اوس کو اس نظر سے کہ وہ
اپنی ہم قوم سے نہ ملجائے اور جگہ بدل دیا تھا۔ غرض قمر الدین خان نے یہان بہت کچھ اپنے لشکر کا

احتیاج نہین غرض یہانتک اوسکا عروج ہوا کہ اوسکے آقازادے حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان اوسکے ہان ملازم ہوئے جب اوسکی ان حرکات کی خبر محمد شاہ کو ہوئی تو نواب وزیر الممالک قمر الدین خان کی طرف سے ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کی تنبیہ کرے ان دونوں مین لڑائی ہوئی ہرنند لڑائی مین مارا گیا۔ رہیلون کو فتح حاصل ہوئی اور بہت مال اسباب اونکی ہاتھ آیا بادشاہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ دریاء گنگ کے پار کے ملک کی سیر کرے اسلئے وہ خود اس سرکشی کے فرو کرنے کے بہانہ سے چلا بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھ لیا علی محمد خان اول تو بادشاہ کی خبر سنکر ڈرا۔ مگر مرنے کا ارادہ مصمم کرکے لڑائی کے لئے مستعد ہوا کئی مہینہ تک بادشاہی لشکر کو جنگل میں حیران رکھا آخر کو قمر الدینخان وزیر کو عرضی عفو تقصیر کے لئے لکھی۔ اوسپر بادشاہ نے اس شرط سے قصور معاف کیا کہ وہ شاہجہان آباد تک لشکر کے ساتھ قیدیونکی طرح جائے یہ اوسنے قبول کر لیا۔ اور قیدیونکی طرح دہلی مین گیا۔ وہانسے رہا ہو کر سرہند مین صوبہ مقرر ہوا۔ یہان حافظ الملک رحمت خان بھی اُس سے آن ملے۔ یہ مہم ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء مین واقع ہوئی۔ رہیلون اور قمر الدین خان کی ملی بھگت تھی +

احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر

۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء مین نادر شاہ اپنے ملازمون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ احمد خان پہلے نادر شاہ کے ہان یساول تھا پھر رفتہ رفتہ اوسکے ہان ایک بڑے پایہ کا افسر ہوگیا جب وہ مرگیا تو خود غزنین اور قندہار پر متسلط ہوا۔ اور وہان اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ نادر کے عہد سے ناصر خان صوبہ دار کابل تھا۔ شاہ ابدالی نے اوسکو بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ مگر پانچ سوار درانی اوسکے ساتھ کئے کہ پانچ لاکھ روپیہ جنکے دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی بھیجے۔ ناصر خان جب کابل مین آیا تو اپنے وعدہ سے پھر گیا شاہ ابدالی اوسپر چڑھ کر آیا۔ وہ بھاگ کر پشاور مین آیا جب شاہ اسطرح ہندوستان کی سرحد پر آیا تو اوسنے پنجاب کا بڑا حال سنا۔ یہان لاہور کے صوبہ دار عز الدولہ زکریا خان کے مرنیکے بعد ۱۱۵۸ھ مین اوسکا بیٹا میر یحیٰی خان دار السلطنت لاہور مین پہنچا۔ اور اس پر متصرف ہوا بعد اوسکے شاہ نواز خان دوسرا بیٹا لاہور مین پہنچا۔ اور باپ کے ورثہ کا بھائی سے طالب ہوا تو دونو بھائیونمین لڑائی شروع ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیٰی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوئے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ پاس چلے گئے اور شاہ نواز خان لاہور کا مالک ہوا۔ عرنا او بینہ بیگ نے جو بڑا شیطان تھا شاہ نواز خان کو

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین
(۹) بنگال	۱۲۱۹	۵۲۳۷۳۹۱۱۰	(۱۰) اڑیسہ	۲۴۴	۱۹۷۱۰۰۰۰۰
(۱۱) کاشمیر	۵۱	۲۱۳۰۷۴۸۲۶	(۱۳ تا ۱۵) دکن کے چار صوبے اورنگ آباد ظفر آباد		
برار خاندیس ۵۵۲ پرگنے آمدنی ۲۹۶۷۰۰۰۰۰					
(۱۶) مالوہ	۲۵۷	۴۲۵۴۷۶۶۸۰	(۱۷) ملتان	۹۸	۲۴۵۳۱۸۵۷۵
(۱۸) کابل	۴۰	۱۵۷۶۲۵۳۸۰	(۱۹) ٹھٹھہ	۵۷	۷۴۹۷۶۹۰۰
اس صوبے مین چار سرکارین ہیں					

احمد شاہ کی سلطنت

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ مین تخت سلطنت پر احمد شاہ جلوہ افروز ہوا۔ اوسکی سلطنت کا آغاز مبارک معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید کچھ پھر سلطنت کے گئے دن پھر۔ وہ خود بیس برس کا جوان تھا۔ اوسکے دربار مین بڑے بڑے لائق اہلکار تھے۔ آصف جاہ مرہٹونکو دکھن مین روکے ہوئے تھا۔ شمالی حملونکا جو طوفان ابھی آیا تھا وہ بھی رفع دفع ہو گیا تھا۔ مگر تمام کام اور انتظام جو شخصی اور شخصی سلطنتون کے ہوتے ہین اونمین سخت عیب یہی ہوتا ہی کہ اونکا اعتبار نہین ہوتا۔ ایک مصیبت اس سلطنت پر اول ہی سال جلوس مین یہ پڑی کہ آصف جاہ مر گیا۔ اول اوسسے وزارت کی درخوست کی گئی۔ مگر جب اوسکے مرنیکی خبر آئی تو ابو المنصور خان کو وزارت کا منصب مع عمدۃ الملک مدار المہام کو برہان الملک کا خطاب عنایت ہوا۔ آصف جاہ کے چھہ بیٹے تھے اول بیٹا میر محمد شاہ تھا جسکا لقب غازی الدین خان فیروز جنگ تھا دوسرا بیٹا میر احمد جسکا لقب ناصر جنگ تھا وہ باپ کی جگہہ قائم مقامی کرتا تھا تیسرا میر محمد جسکا لقب صلابت جنگ تھا۔ چوتھا میر محمد شریف جسکا خطاب برہان الملک تھا۔ پانچوان نظام علی خان چھٹا میر مغل اوسکا لقب ناصر الملک تھا۔ اول بیٹے کو بادشاہ نے مشرف دیوان خاص اور بخشیگری رسالہ والاشاہی کی مرحمت کی۔ احمد شاہ درانیون کے حملہ سے ڈرا بیٹھا اسلئے اوسنے ناصر جنگ کو سپاہ سمیت دکن سے اول بلایا۔ مگر جب یہ معلوم ہو گیا کہ احمد شاہ درانی اپنی شمالی مہمات مین مصروف ہے تو اس امداد کی کچھہ ضرورت نہ رہی اسلئے اوسکو برہانپور سے اولٹے جانیکا حکم بھیجدیا۔ غرض سب ملکا رون اور

اسباب چھوڑا تھا اور اوسکا لشکر آگے بڑھ گیا تھا۔ اس سارے اسباب پر احمد شاہ درانی قابض ہوا
اور کئی توپین اوسکے ہاتھ لگین جو اوس پاس پہلے نہ تھین۔ غرض جب یہ خبر بادشاہی لشکر کو
پہنچی تو وہ لڑنے کے لئے الٹا پھرا۔ اسلئے شرقی فوج غربی اور غربی فوج شرقی بن گئی درانی
لشکر کی اس تیز دستی سے بادشاہی فوج ڈری ہوئی تھی جب اوسکے پاس آئی تو اپنے گرد
خندق کھودی۔ اگرچہ وزیر قمر الدین خان کی جان نماز پڑھنے مین ایک گولہ کے لگنے سے گئی
مگر دس روز تک اوسکا لشکر درانیون کے ڈیرے اوڑاتا رہا جب پچیسوان دن ہوا تو درانیون
کے سوارون نے سخت حملہ کیا اور خندق کود کر اندر گھس گئے۔ مگر شکست کھا کر بھاگے اور
ربیع الاول تاریخ ۱۱۶۱ ہجری ۱۷۴۸ کو وہ اپنے اپنے گھرونکو بھاگ گئی اس لڑائی مین راجہ ایسری سنگہ جے پور
کا راجہ بھی شریک تھا مگر وہ لڑائی کے بغیر اپنے ملک کو بھاگ گیا مرہٹون نے اوسکے ملک پر حملہ
کیا تھا۔ ابو المنصور صفدر جنگ نے توپخانہ سے خوب کام لیا میر منو پسر قمر الدین خان نے بڑی داد
شجاعت دی بادشاہ نے اوسکو باپ کی وصیت کے موافق معین الملک کا خطاب دیکر لاہور اور
ملتان کی صوبہ داری پر روانہ کیا۔ شاہزادہ احمد دہلی کو پھر اچلا آتا تھا کہ اوسکو باپ کے مرنے کی
خبر پہونچی۔ محمد شاہ مرض اسہال مین مبتلا ہوا ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ ہجری ۸ اپریل ۱۷۴۸ کو عالم بقا کو رخصت ہوا
تیس سال سلطنت کرکے خاندان تیموریہ ہی کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا گیا۔ اور عیش و عشرت کے
وہ سامان جدید ایجاد کر گیا کہ جنکی پیروی سے آج تک امیرونکا ستیاناس ہوتا ہے
تاریخ مظفری مین محمد شاہ کی سلطنت کے صوبون کی آمدنی بہ تفصیل ذیل لکھی ہے جو نادر شاہ
کو بتلائی گئی +

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین
(۱) شاہجہان آباد	۲۸۵	۱۱۶۸۳۹۸۲۶۹	(۲) آگرہ	۲۳۰	۱۰۵۱۷۰۹۲۴۳
(۳) لاہور	۳۳۰	۹۰۷۰۱۶۱۲۵	(۴) اجمیر	۲۳۵	۶۳۶۸۹۴۸۸۲
(۵) احمد آباد	۲۰۰	۴۴۰۰۸۳۰۹۶	(۶) الہ آباد	۲۶۸	۴۳۶۶۸۰۰۷۲
(۷) اودھ	۱۴۹	۳۲۰۰۷۲۱۹۳	(۸) بہار	۲۵۲	۷۲۱۷۹۷۰۱۹

جو دلی میں گیا تو وزارت میں خلل پڑا مگر اہلکارون کو رشوتے دلاکر پھر وزارت کی بنیاد کو پختہ
کرلیا۔ بعد ان فتوحات کے احمد خان نے اودہ اور الہ آباد کو نائب صوبون سے خالی پایا تو اونکے لینے کا ارادہ
کیا۔ اور بےحساب فوج لیکر الہ آباد پر حملہ کیا۔ یہان صفدر جنگ کے رفقا و بقاء اللہ خان اور علی قلی نے
قلعہ مین پناہ لی۔ اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ خلد آباد سے لیکر قلعہ تک سارے شہر میں آگ لگا دی اور
اوسے لوٹ لیا صرف دریاباد کو جسمین افغان رہتے تھے چھوڑدیا شیخ افضل الہ آبادی کے دائرہ
کو بھی مقدس سمجھ کر ہاتھ نہیں لگایا پھر ۱۱۶۳ھ مین بلگرام کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر چند آدمیون کی
خیر گذری کہ وہان کچھ روشناس احمد خان کے نکل آئے غرض یہ لوٹ ہو رہی تھی۔ احمد خان کی
حکومت اچھی طرح ان صوبون میں نہیں بیٹھی تھی کہ اب وزیر الملک نے دیکھا کہ اوسکی پریشانی اور
خرابی کی کوئی حد باقی نہیں رہی ہے اور وہ روہیلون کے مقابلہ میں ضعیف و ناتوان ہے تو اوس نے
اس بدنامی کے دھبہ کو اسطرح دہویا کہ وہ اور پھیل گیا یعنے اوس نے مرہٹون کو اپنی امداد پر
مستعد کیا ملہار راؤ ہلکر اور جے آپا سیندھیا سے جنکو بالاجی نے ابھی مالوہ کو بھیجا تھا اعانت کی
درخواست کی اور سورجمل جاٹ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ان ہندوؤن کو بہت ملک اور دولت دینے
کا وعدہ کیا۔ یہ تدبیر اوسکی درست بیٹھی۔ اول جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ کو اوسنے کوچ کیا۔ جالیسر
اور سعد آباد میں احمد خان کی طرف سے شادل خان حاکم تھا اول اوسکو شکست دی جب احمد خان نے
اس شکست کا حال سنا تو الہ آباد کے محاصرہ کو چھوڑ کر فرخ آباد میں آیا۔ اور دریا کے کنارہ پر جسین پور پہنچا
یہان سعد اللہ خان روہیلہ بھی امداد کو آگیا ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ع میں یہان لڑائی ہوئی۔ افغان بیچارے اکیلے اپنے
دم سے تھے جانب مخالف مین مرہٹے جاٹ وزیر کی فوج قدیم جدید اسلئے دس بارہ ہزار افغان مارے گئے
اور اونکو شکست ہوئی مگر احمد خان اور سعد اللہ خان زندہ نکل گئے۔ اور کوہ کمایون مین جا کر پناہ لی
اب سرحد کوئل اور جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کی سب پہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا اور اونکو
اجازت ہوگئی کہ وہ چوتھ وصول کرین یہ مرہٹے وہ سبز قدم تھے جس باغ میں قدم رکھتے اوس کو
جنگل بنا دیتے تھے جس آبادی میں بیٹھے بیٹھتے اوسکو ویرانہ کر دکھاتے تھے غرض یہ شاداب و سرسبز
ملک مرہٹون کی پامالی سے اور وزیر الملک کا نامہ اعمال بد اعمالی سے سیاہ ہوا۔ افغان بھی

سلطنت کا انتظام کرکے بادشاہ عیش وعشرت شاہانہ مین مصروف ہوا۔ گویا اب بادشاہی
کے یہی معنی ہوگئے تھے کہ سارے دن مےنوشی ہو اور عورتون سے صحبت ہو۔ رات دن طبلہ
سارنگی کھڑکا کرے۔ ڈوم ڈھاڑیون اور گویّوں نچویّون کی دہوم مچا کرے۔ اور دنیا سے
خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس رنگیلے بادشاہ کی سلطنت مین بڑے ہنگامے یہی ہین کہ دو صوبے
پنجاب ورہیل کھنڈ کی لڑائیون کے خون سے رنگین ہوتے رہے +
وزیرالملک صفدر جنگ کے ہمسایہ مین رہیلے لگے ہوئے تھے۔ اس ہمسائگی کے سبب سے اوسکے
دلمین اونکی طرف سے خار اور غبار تھا جب علی محمد خان مر گیا تو اوسنے قائم خان پسر محمد خان بنگش کو
لکھا کہ اوسکے بیٹون سے ملک چھین لے۔ ان دونون کی لڑائی مین خواہ کوئی مارا جائے وزیر اپنی جیت
جانتا تھا۔ قائم خان ملک کی طمع مین آنکر سعد اللہ خان پسر علی محمد خان پر لشکر چڑہا کر لیگیا اور
اوسکو بدایوں کے قلعہ مین جا کر گھیر لیا ہر چند اوسنے عاجزی کی مگر اوسنے ایک نہ سنی۔ آخر کو مرتا کیا
نہ کرتا وہ قلعہ سے لشکر لیکر نکلا اور اوسنے قائم خان کو شکست دی اور اوسکی جان لی جب یہ
واقعہ وقوع مین آیا تو وزیر بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل مین لایا۔ اور خود فرخ آباد مین
پہنچا۔ اور بیچارے قائم خان مرحوم کی بیوہ اور بال بچون سے سارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا فقط
فرخ آباد اور چند مواضعات اوسکی ما اور بی بی کو دئیے باقی سب کچھ ضبط کر لیا۔ بادشاہ الٹا سنہ ۱۱۶۳
مین دلی مین چلا آیا اور وزیر یہان چندروز تک مقیم رہا۔ اور نول رائے اپنے نائب کو جو ملک اودہ
مین تھا یہ سارا نیا ملک لیا ہوا اوسکے سپرد کیا۔ اس نائب نے قنوج کو اپنا صدر مقام بنایا قائم خان
کا بھائی احمد خان صفدر جنگ کی خدمت مین رہتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ یون بھائی اور باپ کا ملک
چھن گیا تو اوسنے وزیر کی رفاقت سے جدائی اختیار کی اور اپنے ملک پر قبضہ کرنے چلا گیا اور رہیلون کو
اپنی امداد کے لئے بلا لیا اور اسی زمانہ مین جبکہ مراد آباد مین رحمت خان اور دوندے خان نے بھی ایک فتح
حاصل کی تہی اوسنے سنہ ۱۱۶۳ مین نول رائے پر لشکرکشی کی۔ اوسکو شکست دی کر جان سے مار ڈالا
جب یہان یہ حال گذرا تو صفدر جنگ سورجمل جاٹ کو ساتھ لیکر ان پٹھانون سے لڑنے آیا
مارہرہ پر دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا صفدر جنگ زخمی ہوا اور شکست پائی یہ شکست پاکر

[illegible] +

اور یہ اوسے کہا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور اور ملتان کا خود انتظام کرلے ابھی یہ دلی پہنچے نہ تھے کہ وہاں جاوید خواجہ سرانے جو بادشاہ کے منہ بہت چڑھا ہوا تھا اور نواب بہادر کا خطاب بھی حاصل ہو گیا تہا شاہ درانی کو صلح کا پیغام دیا یہان بادشاہ نادرشاہ کا زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا ملتان اور لاہور دونو صوبے دیکر صلح کرلی اور غنیمت جانا کہ یہ بلا ٹلی۔ احمد شاہ درانی یہ دونو صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا

صفدر جنگ کی بغاوت

جب صفدر جنگ دلی مین آیا تو بڑا آشفتہ خاطر ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مین ملہار راؤ کو جو بڑے خطیر کا وعدہ کرکے یہان لایا ہون اوسکو کس گھر سے روپیہ دون۔ امیر الامرا فیروز جنگ خلف آصف الدولہ جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکھن کے چھ صوبون کے لئے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا اور بادشاہ اوسکی بھاری نذرانہ مانگتا تھا۔ اوسنے کہا کہ اگر یہ صوبے مجھے عنایت ہون تو مین ملہار راؤ کو اپنے ساتھ لیجاتا ہون اور جو روپیہ ٹہیرا ہے وہ دلا دیتا ہون یہ درخواست منظور ہوگئی اور ملہار راؤ دکھن کو فیروز جنگ کے ساتھ رخصت ہوا۔ اب وزیر الملک کو اس خواجہ سرا کا بڑھنا بھی ناگوار خاطر تھا اور اوسکے سبب سے اوسکے رعب داب مین بھی فرق آگیا تھا۔ اوسنے ایک دن جاوید نواب بہادر کو دوستانہ اپنے گھر ضیافت مین بلاکر مار ڈالا۔ اس خواجہ سرا کو بادشاہ دل و جان سے عزیز رکھتا تھا صفدر جنگ کی اس حرکت سے وہ ظاہر اور باطن مین ناراض ہو گیا۔ اور اوسکی انتقام کی درپے ہو گیا

صفدر جنگ اور غازی الدین خان عماد الملک کا حال اور صفدر جنگ کا ...

جب فیروز جنگ ملہار راؤ کو لیکر دکن مین گیا تو وہ اپنے بیٹے شہاب الدین محمد خان کو نیابت میر بخشیگری پر چھوڑ گیا فیروز جنگ جب اورنگ آباد مین پہنچا۔ تو بھائی اوس سے لڑنے کے لئے آیا مگر ہنوز لڑائی نہ ہوئی تھی کہ اجل کا حکمنامہ اوس پاس آ پہنچا شہاب الدین محمد خان کو باپ کا سارا مال ہاتھ لگا۔ اگرچہ وہ عمر مین سولہ برس کا تھا مگر آفت روزگار تھا۔ وہ عیش و عشرت کی لذت سے ناآشنا تھا۔ ایام طفلی میں لہو و لعب سے نفرت تھی۔ اور وہ بلند ہمت عالی رکھتا تھا۔ اپنے بڑے ارادون کے پورا کرنے مین کسی برے کام کے کرنے میں پرہیز نہ کرتا تھا اور عجب حکمت سے اونکو پردہ اخفا مین چھپائے رکھتا قتل کرنا اور دغا دینا اوسکی عادت مین داخل تھا۔ برے کامون کے نتیجون کی پروا نہ وہ اپنے لئے کرتا نہ اورون کے لئے سوچتا۔ متقی ایسا تھا کہ صفدر جنگ کو روز سلام کرنے جاتا جس روز اوسکا باپ فیروز جنگ دہلی سے گیا ہے تو صفدر جنگ بڑا خوش تھا مگر یہ نہین جانتا

ان مرہٹون کے ہاتھہ سے تنگ آ ئے - اور اونکے توسط سے وزیر سے صلح کی درخواست کی مرہٹونکی عادت تھی کہ وہ کسی طرف کو بالکل غارت نکیا کرتے تھے - دونو فریق کو قائم رکھہ کر اپنا مطلب حاصل کیا کرتے تھے غرض ان مرہٹون نے رہیلون کے وزیر سے صلح کرادی +

یہان یہ فتح حاصل ہوئی - وہان اجمیر کے صوبہ دار کو شکست ہوئی سلطنت کو فتح شکست کا فائدہ ونقصان برابر ہوا - اجمیر کی شکست کی تفصیل یہ ہے کہ سید صلابت خان ذوالفقار جنگ اجمیر اور اکبر آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا - اسوقت جودہ پور کی ریاست کے لئے تخت سنگہ اور مہاراجہ سنگہ چچا بھتیجے لڑ رہے تھے کہ تخت سنگہ بادشاہ پاس آیا اور ذوالفقار جنگ سے ملا صلاح یہ ٹھیری کہ اکبر آباد اور اجمیر کے صوبون کے انتظام کیواسطے تخت سنگہ فوج لائے اور ذوالفقار جنگ اوسکو جودہ پور کی ریاست دلائے - تخت سنگہ تو ناگور مین لشکر لینے گیا اور ذوالفقار جنگ جاٹون کے ملک پر متوجہ ہوا نیم رانا پر حملہ کر کے اوسے فتح کر لیا - آگے نارنول مین گیا - ابتداء اول یہ ارادہ کیا کہ اکبر آباد کا بندوبست جاٹون کو شکست دیکر کرے چنانچہ اوسنے اونکو شکست دیکر اوس سے صلح کر لی تخت سنگہ جب سترہ اٹھارہ ہزار سپاہ لیکر آیا تو اوسنے جاٹونکو ذوالفقار جنگ کے خیمے میں بیٹھا پایا - اتنے میں مہاراجہ سنگہ بہت سے راجپوت راجاؤن کو ساتھہ لے اوسے لڑنیکے لئے آیا - لڑائی ہوئی تخت سنگہ کی مرضی کے برخلاف ذوالفقار جنگ نے کام کئے اسلئے شکست فاحش پائی اور نادم اور پشیمان دلی مین آیا - یہان اوسکی امیر الامرائی اور صوبہ داری چھن گئی اوسپر وہ بڑا افروختہ ہوکر بادشاہ کی جان کے درپے ہوا تھا کہ بادشاہ نے اوسکو قیدخانہ میں بھیجدیا +

یہان یون سلطنت بگڑ رہی تھی کہ یکایک خبر آئی کہ احمد شاہ درانی ہندوستان مین لاہور کے قریب آن پہنچا ہے معین الملک ناظم صوبہ نے شہر سے نکل کر اوسکا مقابلہ کیا چار مہینے تک برابر لڑائیان ہوتی رہین آخر ایکدن سخت لڑائی ہوئی - ادینہ بیگ اور کوڑامل نے معین الملک کی اعانت نکی اسلئے اوسکو شکست ہوئی - اسوقت اوسکو یہ خوب تدبیر سوجھی کہ وہ احمد شاہ درانی کی خدمت مین چلا گیا - اوسنے نہایت اعزاز و اکرام کیا - اب یہان سے بادشاہ کے خطوط متواتر صفدر جنگ کے بلانے کے لئے جاتے تھے - اونے ملہار راؤ کو زر خطیر کا وعدہ کیا اور اپنے ساتھہ لیکر دلی کی طرف چلا

جاٹون اور اپنے دوست صفدر جنگ پر حملہ کرنے مین کچھ تامل نہ کیا۔ غرض چھ مہینے تک یون ہی جوتی پیزار چھری کٹاری توپ بندوق دار الخلافہ کے اندر باہر چلتی رہی۔ آخر کو مہاراجہ مادھو سنگھ کچھواہے نے بیچ مین پڑکر صلح کرائی۔ صفدر جنگ مغلوب ہو گیا تھا۔ اوسنے فقط اس بات پر قناعت کی کہ اودھ اور الہ آباد کی صوبہ داری اوس پاس ہے +

غازی الدین خان کی لڑائی جاٹون سے +

جب صفدر جنگ چلا گیا تو خانخانان وزیر اور غازی الدین خان امیر الامراء مدار المہام سلطنت ٹھہرے ہر ایک کو حب جاہ تھا۔ ہر ایک ملکی اور مالی معاملات کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ باوجود قرابت اور اتفاق کے اونمین نفاق پیدا ہوا۔ ہر ایکنے اپنی راے اور مدعا کے موافق کام کیا۔ جاٹون نے صفدر جنگ کا ساتھ دیا تھا۔ اسپر عماد الملک خار رکھائے بیٹھا ہوا تھا۔ اسوقت ملھار راؤ سات ہزار لشکر سے اوسکے ساتھ تھا۔ اسلئے اونے جاٹون سے لڑنیکا ارادہ کیا۔ خانخانان یہ چاہتا تھا کہ سورج مل بالفعل پچاس لاکھ روپیہ عفو تقصیر کے عوض پیشکش دیتا ہے اوسے لینا چاہیئے۔ یہ روپیہ لیکر سپاہ کی درستی مین صرف کرنا چاہیئے جب استقلال خوب ہوجائے تو سال آیندہ مین جاٹون کا استیصال کرنا چاہیئے عیش و آرام کے سبب سے بادشاہ کو لیاقت ایسے امور مین انفصال کی رہی نہ تھی عماد الملک نے جوانی کے گھمنڈ مین اور مرہٹون کی امداد اور بھروسہ پر سورج مل پر حملہ کیا۔ اور اوسکو قلعہ کمبھیر مین گھیر لیا اوسکے ملک پر قبضہ کر لیا۔ تین مہینہ محاصرہ پر گذر گئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ اور ملھار راؤ کا بیٹا کھانڈے راؤ مارا گیا قلعہ کا توپون بدون تسخیر ہونا مشکل تھا اسلئے عماد الملک نے عاقبت محمود خان کشمیری کو رسالہ سین داغ کے ساتھ شاہجہان آباد مین توپخانہ لینے کے لئے بھیجا۔ اور کہدیا کہ اگر یہ کام آسانی سے ہوجائے تو فبہا ورنہ جسطرح ہوسکے کرنا عماد الملک کی التماس عاقبت محمود خان نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی اور بہت اصرار کیا۔ خانخان یہ سوچا کہ اگر توپخانہ گیا تو پھر واپس نہ آئیگا۔ جاٹون کو شکست ہوجائیگی۔ پھر معلوم نہین عماد الملک سنگدل بیرحم مرہٹون کے ساتھ ہو کر کیا کیا خرابیان پھیلائے۔ اسلئے اوسنے توپخانہ کے بھیجنے مین توقف کیا۔ عاقبت محمود خان اسپر بگڑ بیٹھا تو اوسنے بادشاہ سے رسالہ سین داغ کی تنخواہ کا دعوی کیا۔ اور خود اوس رسالہ مین قیدیون کی طرح ہو بیٹھا۔ اور ساتھ دن شہر مین ایک غدر مچا دیا۔ بادشاہ کے دربار مین بھی کسی کو نہین جانے دیا [illegible]

وہ اپنا لڑکا اوسکی جان کے لئے عذاب چھوڑے جاتا ہے یہانتک اوسنے وزیر کو پرچایا کہ اوسنے بادشاہ سے غازی الدین خان عماد الملک کا خطاب اوسکو دلادیا۔ اور بیٹے سے زیادہ چاہنے لگا۔ اوسکی محل سرا تک مین وہ جانے لگا صفدر جنگ پہلے جاوید خواجہ سرا کو تو شہید کرچکا تھا۔ اب اوسکو یہ لو لگی کہ کسی طرح انتظام الدولہ خانخانان کو جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تہا۔ اور غازی الدین خان اوسکا بھانجا تھا ٹھکانے لگائے اول اوسنے منافقانہ اتفاق پیدا کرنا چاہا مگر وہ اوسکے دم مین نہ آیا ایک خواجہ سرا کے ہاتھ صفدر جنگ نے بے قاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی تھی اس گستاخی پر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکے حکم سے بادشاہی آدمیون نے قلعہ دار کو جو صفدر جنگ کی طرف سے تھا اور اوسکے آدمیونکو قلعہ سے باہر کردیا غرض اس مین شہر کے اندر ایک ہنگامہ برپا ہوگیا ہزارون آدمی قلعے کی گرد جمع ہوگئے صفدر جنگ نے جب دیکھا کہ بات بگڑ گئی تو اوسنے عرضی بھیجی کہ صوبہ اودہ کے جانیکے لئے رخصت ملجائے یہ درخواست منظور ہوئی۔ وہ بادشاہ سے رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے ادھر اودھر اس امید پر پھرتا رہا کہ شاید اب بھی بادشاہ بلالے مگر بادشاہ اسے دل سے ناراض تھا۔ اب سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ اور غازی الدین خان کا انتظام ہوگیا شہر کے برجون پر مورچے لگ گئے۔ اور پرانے اور نئے نوکر جمع ہونے شروع ہوئے صفدر جنگ نے جانا کہ دشمن میرا کام تمام کرنے مین کوئی کسر باقی نہیں رکھینگے اسلئے وہ بھی لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ اور سورج مل جاٹ اور راجندر گسائین فوجدار بادلی محال سہارنپور کو بلالیا۔ اب طرفین سے مورچے قائم ہوگئے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ غازی الدین خان نوجوان فتنہ انگیز نے ایران اور توران کا جھگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ اور راجہ دیبی دت کو صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ روہیلون امرائے عظام سے ملکر اونکو ادھر بلالے غرض یہ راجہ گیا ہی تھا کہ نجیب خان جو صفدر جنگ کے جماعہ دارون مین تھا اور دوندے خان روہیلہ کا داماد تھا گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسنے کہا کہ جس کسی کو اہل سنت وجماعت کا پاس ہو وہ میرے ساتھ ہولے اور جو میرے ساتھ متفق نہ ہو وہ چلا جائے یہ کہنا تھا کہ ایک افغانون کا لشکر اوسکے ساتھ ہوگیا۔ اور وہ بادشاہ کی خدمت مین چلا آیا۔ غازی الدین خان نے ہولکر کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ اونھون نے اپنے ہم مذہب

کہ حکم صادر فرمایا جاوے کہ خانہ زاد جسقدر ہین وہ اپنا حق نمک ادا کرین صفدر جنگ کو امداد کے واسطے لکھے اور سورج مل کو اعانت کے واسطے بلائے - جاٹ راجپوت صفدر جنگ سب ملکر ضرور کمک کرینگی لیکن غازی الدین خان تو راہ ہی میں سے لشکر کے آدمیون کو دم دلاسا دیتا آتا تھا - سارے منصبدارون اور افسرون نے لڑنے سے انکار کردیا اسپر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ غازی الدین خان میرا نمک پروردہ ہے وہ میرے ساتھ دغا نہیں کرے گا - اب تم چندروز جب تک ہم کہتے ہین گھر بیٹھے رہو باہر نہ نکلو - اگرچہ وزیر نے تین دفعہ بادشاہ سے کہا کہ حضور کی یہ رائے خطا ہے مگر بادشاہ نے وزیر کو تسلی آمیز جواب دیدیے - اب ناچار وزیر اپنے گھر گیا اور اپنی حفاظت کا خوب سامان جمع کیا عماد الملک کی طرف سے عاقبت محمود خان بادشاہ کے وزیر بنے - اب ونسے تمام امرا کو اپنے پاس جمع کیا - اور یہ تقریر اونکے سامنے بیان کی کہ ای امیرو سنو کہ یہ احمد شاہ ہمارا بادشاہ کیسا نالایق ہے - اوسکے سبب سے سلطنت برباد ہوئی جاتی ہے قیام سلطنت کا اسباب نظر نہین آتا - نہ اوسمین ایسی جرأت اور ہمت تھی کہ وہ اپنے دشمنون سے یعنی مرہٹون سے لڑتا - نہ اوسمیں راست بازی تھی کہ وہ اپنے دوستون کے ساتھ سچا ہوتا اور وعدہ خلاف نہ ہوتا غرض وہ نامرد کم ہمت جھوٹا تلون مزاج ہے اسلیے بہتر ہے کہ کسی اور شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں - عماد الملک کے خوف کے مارے کسمیں دم تھا کہ چون و چرا کرتا - سب نے تسلیم کیا علما بلائے اونھون نے فتوے لکھہ کر پیشانی پر حدیث اور آیتیں قرآن کی لکھین آگے اوسکے یہ تحریر کیا کہ بادشاہ سے ایسے افعال قبیح سرزد ہوئے ہین کہ خدا اور رسول کے حکم کے موافق اوسکا معزول ہونا چاہیے - حاشیہ پر سبکی مہرین ہو گئیں غرض دہم شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ (جولائی ۱۷۵۴ع) کو احمد شاہ کو تخت سے اوتار کر قید خانہ مین بٹھایا - اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھایا - اور اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکھا - احمد شاہ نے چھہ سال دس مہینہ سلطنت کی افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد میں اکبر اور اورنگزیب کی سلطنت قابل رحم ہو گئی - اگرچہ بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی مگر اوسکے قبضہ مین دوآبہ کے چند ضلعے اور جنوب مین ستلج کے کئی ایک ضلعے رہ گئے تھے - گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا بنگال بہار اڑیسہ علی وردی خان کے جانشینون کے تصرف میں تھا اودہ میں صفدر جنگ کا ڈنکہ بجتا تھا -

وزیر کے گھر سے اپنی حفاظت کے واسطے لاتا تھا کہ راہ مین وزیر کے آدمیون نے چھین لئے۔ غرض جامع مسجد کے نیچے لاٹھی لونگا توپ و بندوق ہونے لگی۔ آخر کو عاقبت محمود خان یہانسے دانستہ چلا گیا۔ بعد وزیر کی جاگیر اور خالصہ سے جو کچھ وصول کرسکا وصول کیا۔ انھی دنون مین عماد الملک نے نجیب خان کو باون محال سہارنپور مین بھیجا تھا۔ اوسنے تمام محالات پر قبضہ کرلیا۔ وزیر کے سب عمال کو باہر کردیا۔ اوسپر وزیر خفا ہوا۔ اور بادشاہ کو لونی مین لایا۔ اور نجیب خان کی تنبیہ کے واسطے اوسکا ارادہ مصمم کرایا۔ اس اثنا مین نجیب خان نے اپنی عفو تقصیرات کی عرائض بھیجیں۔ اوسکا قصور معاف ہوا۔ بادشاہ نے باونی محال سہارنپور اپنی طرف سے اوسکو عنایت کیا۔ جب سے گجرات اور مالوہ مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا تو وہ ہر سال تازی سپاہین اپنے ساتھ لیکر ہندوستان کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے تھے اور تمام راجپوتانہ کو لوٹ کر اونھون نے برباد کر رکھا تھا۔ اسلئے خانخانان کا ارادہ ہوا کہ مرہٹون کی ترقی کو روکے۔ راجپوتانہ کے راجاؤن اور وزیر نے ایک محضر بنایا۔ اور سب نے دستخط کئے اور اوسکو سورجمل اور صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور لکھا کہ جب بادشاہ کوئل مین پہنچے تو صفدر جنگ وہان سے آنکر ملے۔ اور وہان سے متفق ہوکر آگرہ مین آئیں تو سارے رجپوت اور جاٹ جمع ہون۔ غرض یہ محضر سورجمل پاس روانہ کیا۔ ادہر عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے واسطے آتے ہین۔ جو نوشتہ جاٹون کو لکھا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھ پڑ گیا۔ اوسنے وہ خط اولٹا بادشاہ کو لعنت ملامت کرکے بھیجدیا اور خود تو محاصرہ مین مصروف رہا اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنیکے لئے بھیجدیا +

ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمہ پر گولے برسانے شروع کئے۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا صرف تین سو آدمی ساتھ رہ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بہزار مصیبت دلی مین پہنچے بادشاہ قلعہ کے اندر گیا۔ وزیر باہر خیمہ مین اترا۔ سارا مال اسباب بادشاہی مرہٹون کے ہاتھ آیا۔ دوسرے روز عماد الملک بھی محاصرہ کو چھوڑ کر چلا آیا جو بادشاہ کا لشکر تباہ راہ میں ملا۔ اوسکی تسلی اور تشفی کی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اوسکے ساتھ وہ اور ملہار راؤ دہلی میں پہنچے۔ اب خانخانان اور امراسے بادشاہ نے عماد الملک غازی الدین خان کے باب مین مشورہ کیا۔ سب نے عرض کیا کہ عماد الملک مرہٹون کا مطیع ہوگیا ہے۔ اب اوسے خانہ زادگی کی توقع عبث ہے صلاح وقت تو یہ

+ ۲۶ مئی ۱۷۵۴ع

مارنا ہے تو مار ڈالو نہیں تم سب پٹے جاؤ گے۔ اور اگر مارنا منظور نہیں ہے تو یہ بدنہادی کیا ہے
غرض زندگی باقی تھی کہ بادشاہ کا پیغام اون پاس آیا کہ وزیر کو چھوڑ دو اور اپنی تنخواہ آنکر لیجاؤ۔
اسوقت بادشاہ کے گرد سارا دربار اس نیت سے اکٹھا تھا کہ وزیر کہیں ٹھکانے لگے مگر جسکو خدا رکھے
اوسے کون چکھے۔ باغیوں کے افسرون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھایا اور دستار اور لباس درست کر کے
چھوڑ دیا جون ہی وہ اپنے خیمہ مین پہنچا اوس نے اپنے پاہیونکو حکم دیدیا کہ رسالہ مین داغ کی سوارون
کو جہان پاؤ وہان قتل کرو۔ تھوڑے عرصہ مین سب اسباب اور جان و مال اونکا برباد گیا۔ بادشاہ
دلگیر ہو کر دلی میں چلا آیا۔ اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی جو بادشاہ کے لئے سب گناہون
سے بدتر ہے اختیار کی +

غازی الدین خان عماد الملک وزیر +

تمکو یہ یاد ہوگا کہ جسوقت ملتان اور لاہور کے صوبے شاہ ابدالی کے ہاتھ آئے تھے تو اوسنے اوسکے
پہلے صوبے دار معین الملک پسر قمر الدین خان کو دیدئے تھے۔ اب خیال کرنیکی بات ہے کہ لوگون کے دلونمیں
ان بادشاہی ملازم کا کیا ادب اور لحاظ ہوگا کہ اوسکو اس بادشاہ نے یہ صوبے دیدئے اور اوسپر مزید یہ ہے
کہ جب وہ اتفاقاً گھوڑے سے گر کر مر گیا تو اوسکے کم عمر بیٹے میر مومن کو صوبہ داری عنایت کی اور مہمات
ملکی کا اختیار اوسکے ماں کے سپرد کر دیا مومن خان کا بھی انتقال ہوگیا تو خواجہ موسیٰ داماد معین الملک کو
صوبہ دار مقرر کیا بھکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام مقرر کیا مگر اوسکو ایکدن معین الملک کی بیگم
نے بلا کر لونڈیون کے ہاتھ سے سولی دیدی۔ خفیہ خفیہ مرزا ادینہ بیگ نے اپنے نام نائب صوبہ داری کی
سند شاہ ابدالی سے منگالی مرزا ادینہ بیگ جو نامرد اور فطرتی تھا اور اس ملک کی حکومت مین اوسکو
بڑا تجربہ حاصل تھا عماد الملک کی رگ و پے مین شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اوسنے یہ ایک
فساد کھڑا کیا کہ سپاہ کو اور شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہانسی حصار کی
راہ سے لدھیانہ مین پہنچا۔ اور مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور یہان سے سید جمیل الدین خان
ساتھ سپاہ روانہ کی اور معین الملک کی بی بی یعنی اپنی ممانی کو خط لکھا کہ وہ اپنے لڑکی کو جسسے
اوسکی نسبت ٹھہری تھی بھیجدے۔ اس بیچاری نے مع جہیز کے اپنی لڑکی کو بھیجدیا بعد
اوسکے مرزا ادینہ بیگ اور اپنے سرداروں کی فوج بھیجکر لاہور سے اپنی ساس کو جو بیچاری

وسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیل کھنڈ کہتے ہین روہیلون
پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو متسلط تھے
صرف اتنا ٹکڑا دکھن کا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا جسمین نظام کی اولاد جھگڑ رہی تھی میدان
سلطنت مین کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جماتے جاتے تھے۔ بادشاہ کا حال ایسا ہو گیا
تھا جیسا پتھر یا کاٹ کے بتون کا ہوتا ہے خواہ اپنی جگہہ پر رکھہ کر اونکی پرستش کی خواہ
توڑ پھوڑ کر پیرون کے تلے ملا +

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان

عالمگیر ثانی نیا بادشاہ ہوا۔ غازی الدین خان اوسکا بیٹا وزیر ہوا۔ احمد شاہ کی طرف سے عاقبت
محمود خان نے یہ جعلی رقعہ خانخانان انتظام الدولہ کے نام لکھا کہ مجھے اس قید سے چھٹاؤ اور راجپوتانہ
مین پہنچا دو۔ اسی رقعہ کو پکڑ کر بادشاہ کو بڑی بے عزتی کے ساتھ اندھا کیا۔ اور جب صاحب ثانی اپنے
بیٹے کی رہائی کے درپے ہوئی تو اوسکی آنکھونکو بھی بے نور کرکے نور چشم کے ساتھ قید کیا۔ خانخانان کو
بھی جو خیر خواہ ملازم وزیر کا تھا اوسکو بھی ٹھکانے لگایا۔ ۱۱۶۵ھ مین صفدر جنگ نے بھی انتقال کیا۔ شجاع الدولہ
اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ یہ کھٹکا بھی وزیر کے سر سے گیا۔ اب وسنے دل کھول کر اپنے اختیار اور اقتدار
کو بڑھایا۔ بادشاہ کسی بات مین کچھہ خل نہ دیتا تھا۔ نام کا بادشاہ تھا۔ پہلے تمکو یاد ہوگا کہ رسالہ
سین داغ کو کیسا گستاخ اور بااقتدار صفدر جنگ و جاٹون سے لڑنے کے لئے خود وزیر نے کیا تھا۔
اب وہ ھون نے اپنے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اونکو وزیر نے تمام محالات خالصہ پرگنہ پانی
پت اور رہتک وغیرہا اونکی تنخواہ مین دیدئے۔ وہ تین چار مہینہ تک یہان کی رعایا سے روپیہ وصول کرکے
مزا اڑاتے رہے مگر وزیر نے بھی محالات قطب شاہ روہیلہ کو دیدئے۔ اب دونون مین لڑائیان شروع
ہوئین قطب شاہ کو آخر فتح حاصل ہوئی۔ اب وزیر نے لاہور لینے کے قصد سے کوچ کیا تھا +
پانی پت مین پہنچا تھا کہ ان سین داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کر لیا۔ اور اوسکو پیادہ پانی پت کے
کوچون مین سے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر مین لے گئے۔ وزیر صاحب کی دستار کہین تھی اور ازار کہین
اس بدحال پر بھی زبان گالیان دینے سے بند نہین کی وہ کہتا تھا کہ اے قرمساقو اگر تم کو مجھے

شاہزادون اور وزیر نے اوسکے پیشکش کیا۔ اور لشکر جمع کرکے اونکے ہمراہ گیا۔ اب وہ دریاے گنگ سے
پار اُترا۔ اور شجاع الدولہ سے نذرانہ طلب کیا۔ وہ لڑنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور کچھہ لڑائی ہوئی۔ مگر
سعد اللہ خاں رہیلہ کی معرفت پانچ لاکھہ روپیہ پر فیصلہ ہوگیا۔ اور شوال ۱۱۷۰ھ مین عماد الملک
یہ نذرانہ لیکر فرخ آباد مین آگیا۔ اور شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ اب دوسرا کام جاٹون
سے خراج لینا آسان نہ تھا۔ اونہون نے قلعون مین پناہ لیکر افغانون سے لڑنا شروع کیا اور افغانون
کی رسد اور بار برداری کو بھی کئی دفعہ لوٹ لیا۔ آگرہ کے بادشاہی قلعہ دار مرزا سیف اللہ
نے بہی قلعہ سے ایسی گولیان برسائین کہ خانجہان اوسکے پاس نہ پھٹکنے پایا۔ آخرکو اونہون نے
کئی لاکھہ روپیہ نذرانہ کے دیکر اس بلا کو بھی ٹالا۔ جب اپنی جاٹون پر کامیاب ہوئے اور
آگرہ کے قلعہ کو لے نہ سکے تو اس اپنی جلن کو یون ٹھنڈا کیا کہ بیچارے غریب شہر متہرا پر جہان
ایک میلا تھا دفعتًہ آن پڑے سارے شہر کو خوب لوٹا اور عورت بچون تک پر ہاتھہ دراز کیا
اب تیسرا کام دلی کے لوٹنے کا تہا جسکو بادشاہ نے خاص اپنی ذات کے لئے رکھا تھا۔ ایسا
لوٹا کہ نادر گردی کو بھی بہلا دیا۔ گو احمد شاہ اپنے مزاج اور طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک
اور بے رحم نہ تھا۔ مگر اوسکے ساتھہ سپاہ نادر کی سپاہ سے زیادہ اجڈ اور وحشی تھی وہ اوس کے
کہنے مین نہ تھی۔ ۱۱ ستمبر ۱۷۵۷ء کو وہ داخل ہوا اور دو مہینہ تک برابر لوٹتا رہا بڑے بڑے
امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا نہ چھوڑا۔ یہ کام سب تمام کرکے شاہ دُرّانی انوپ شہر کی
چھاونی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کئے۔ اتنے
مین گرمی ایسی پڑنے لگی کہ اوسکے لشکر مین ہزارون مرنے لگے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری
خبر آئی۔ اور اب لوٹنے کے لئے بھی کچھہ یہان نہ بچا تھا غرض جون ۱۷۵۷ء شوال ۱۱۷۰ھ مین اپنے ملک کو چلا گیا
اور نجیب خان رہیلہ کو بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا (اس امیر کا نام نجیب الدولہ لکھا جائیگا) اور جاتے
ہوئے احمد شاہ نے محمد شاہ کی بیٹی سے جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ پہلے اس
شاہزادی سے شادی کرنیکا ارادہ خود عالمگیر ثانی کا تھا۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی بھی شادی بادشاہ
کی بھتیجی سے کی۔ اور اسی شاہزادہ کو لاہور ملتان ٹھٹھہ کا ناظم مقرر کیا۔ اور خانجہان کو اوس کا

بے خبر پڑی سوتی تھی پکڑ بلایا - اور جب لدھیانہ مین آئی تو عذر معذرت پیش کی اور لاہور اور ملتان کی صوبہ داری تیس لاکھ روپیہ پیشکش لیکر مرزا ادینہ بیگ کو دیدی - اور دلی کو واپس چلا آیا سارے رستہ اوسکی ساس یہ کہتی چلی آئی کہ یہ کام اچھا نہیں کیا - اوسکا برا انجام دیکھو گے کیا ہوتا ہے شاہ ابدالی جسکا نام ہے وہ جب سنیگا تو دلی کی اینٹ سے اینٹ بجادیگا +

احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا +

جب عماد الملک کی اس حرکت کو شاہ ابدالی نے سنا تو ظاہر تھا کہ وہ اوس ملک مین جسکو وہ اپنا سمجھتا تھا کب ایسی مداخلت بیجا کی برداشت کرسکتا تھا بیقرار ہوکر پاشنہ کوب قندہار سے لاہور پہنچا - مرزا ادینہ بیگ اوسکے آگے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکا - ہانسی حصار میں جہان پانی کم ملتا ہی چلا گیا - یہ بادشاہ کوچ بکوچ سنبت مین پہنچا - اب وزیر نجیب خان کو ساتھ لیکر لڑنیکے لئے دلی سے چلا مگر اوسکو اپنا اصل حال معلوم نہ تھا کہ اوسکی درشت مزاجی اور بیباکی اور سفاکی نے لوگون کے دلون کو اوسکی طرف سے کیسا برگشتہ کر رکھا ہی جب اوسنے دیکھا کہ نجیب خان کے ساتھ بہت سپاہ دشمن کے لشکر مین چلی گئی - اور وہان اوسکی مدارات مہمانون کی سی ہو رہی ہے تو اوسکو اپنی حقیقت کھلی - اوسنے اپنے تئیں بڑی لیاقت سے بچایا - اب کوئی چارہ سوا تابعداری کے اوسکو نہ تھا - اول ساس پاس دوڑا گیا - اور اوس سے سفارش کرائی اور پھر شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کو خوشامد در آمد سے اپنے ساتھ ملا لیا - غرض ان حکمتون سے اپنے قصور معاف کرائے بلکہ وزارت بھی قائم رکھی اور اس سیدھے سادہ سپاہی بادشاہ کو پرچا کر اختیار اور اقتدار پہلے سے بھی بڑھا لیا -

اب احمد شاہ سنہ ۱۱۷۰ھ مین شاہجہان آباد مین آیا - اور بادشاہ سے ملاقات کی اور بادشاہانہ اختیار اپنے ہاتھ مین لئے - اب اس مہم کا خرچ یون وصول کرنا شروع کیا کہ عماد الملک وزیر کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے - اور اپنے ایک بڑے سردار خان جہان کو بھیجا کہ وہ جاٹون سے جاکر خراج تحصیل وصول کرے - اور شہر سے روپیہ کے وصول کرنے کا خود ارادہ کیا - ان تین کامون مین سے عماد الملک نے اپنا کام خوب انجام دیا - اوسنے جان نثار خان درانیون کے ایک سردار کو اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی اور مرزا بابر کو ہمراہ لیا - اور دریاء جمن سے پار اترا - اور سیدھا فرخ آباد پہنچا - یہان احمد خان بنگش نے مال اسباب بہت تہیہ

سوار ہوے۔ اب کچھہ اور مہلت اونکو نہ ملی جو سپاہ محاصرہ کئے پڑی تھی اوسنے دیوارون کو توڑ پھوڑ چڑھہ بندوقین مارنی شروع کین اور دروازہ کا خوب بندوبست کرلیا۔ مگر اتفاق سے دریا کی طرف ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اوسپر سے شاہزادہ اور اوسکے چند رفیقون نے گھوڑے کود دریا مین ڈالدئے۔ اور فقط ایک تنہا جوانمرد سید علی اعظم خان دشمنون کے روکنے کے لئے کھڑا ہوگیا اور دشمنون سے لڑتا رہا جب تک کہ شہزادہ دور نکل گیا۔ افسوس وفادار جان نثار کی جان گئی۔ مگر شاہزادہ مجنون کے ٹیلہ تک پہنچ گیا۔ یہان ایک مرہٹہ راجہ کا لشکر اترا ہوا تھا۔ اوسنے شاہزادہ کو دیکھہ کر بڑی آؤبھگت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوتارا۔ اور فرخ نگر پہنچا دیا۔ یہان موسیٰ خان بلوچ پسر کامگار خان نے کئی ہزار روپیہ پیشکش کئے۔ یہ مرہٹہ سردار تو علحدہ ہوگیا اور شاہزادہ سہارنپور مین نجیب الدولہ پاس پہنچ گیا۔ آٹھہ مہینہ تک وہ یہان رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم برپا تھا۔ اور جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر متسلط ہوگیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو سمجھایا کہ آپ بنگالہ جائے (اب آگے حال پھر لکھا جائے گا)

ابھی ہم لکھہ چکے ہین کہ ۱۱۷۰ھ مین احمد شاہ درانی متہرا اور دہلی کو لوٹ کر اپنے ملک کو گیا۔ تیمور شاہ ناظم اور خانجہان کو نائب مقرر کر گیا۔ خان جہان نے ادینہ بیگ کو جسکی دغابازی مکاری اور بیوفائی اور بے ایمانی کا حال پڑھ چکے ہو۔ اپنا نائب کرکے دوآبہ جالندہر مین مقرر کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد جو ادینہ بیگ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ اور پہاڑون مین بھاگ گیا۔ خان جہان نے مراد خان کو دوآبہ مین اوسکی جگہ مقرر کیا۔ ادینہ بیگ نے سکھون کو سکھا پڑھا کر اپنی طرف کرلیا اور مراد خان سے لڑنیکے لئے دوآبہ مین بھیجدیا۔ وہ اونکے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکا۔ لاہور مین خان جہان پاس چلا آیا۔ سکھون نے دوآبہ کو خوب لوٹا مارا۔ مگر ادینہ بیگ کو جب معلوم ہوا کہ نرے سکھون کی اعانت سے کام نہین بنے گا تو اوسنے رگھناتھہ اور شمشیر بہادر کو متواتر خط بھیجکر بلایا۔ مرہٹے ایسی تقریبون کی راہ تکا ہی کرتے تھے شعبان ۱۱۷۱ھ مئی ۱۷۵۸ء مین دونون پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔ اول سرہند مین عبدالصمد خان جو درانیون کی طرف سے حاکم تھا۔ لڑکر مارا۔ اور لاہور اور سارے پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ درانیون پاس جماعت کم تھی وہ مرہٹون کے آگے سے پیچھے ہٹتے ہٹتے اٹک پار اتر گئے

سپہ سالار مقرر کیا اور خود اپنی سپاہ عظیم لیکر قندھار چلا گیا +

دلی سے جسوقت احمد شاہ ابدالی روانہ ہوا تو غازی الدین خان فرخ آباد مین تھا اوسنے
نجیب الدولہ کی مخالفت کے سبب سے احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا اور شاہجہان آباد کی طرف چلا
مگر وہ یہ جانتا تھا کہ نجیب الدولہ کو معطل بٹھانا کچھ اکیلے کا کام نہین ہے آجکل مرہٹون کے اقبال کا ستارہ
چمک رہا تھا اسلئے اوسنے رگھناتھہ راؤ اور ملھار راؤ ہلکر کو دکھن سے بلایا اور شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا
عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ محصور ہو گئے ستائیس روز تک روز لڑائی توپ گولے سے ہوتی رہی
آخر ہلکر کو بادشاہ نے بہت سی رشوت دی جب محاصرہ سے نجات ہوئی عماد الملک نے بہت آسانی
سے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا وہ اپنی جاگیر مین جو سہارنپور چاندپور نگینہ وغیرہ ہین چلا گیا
اور اوسنے باقی افسرون کو بھی جو بادشاہ کے طرفدار تھے نظربند رکھا اور ولیعہد کو بھی اپنے قابو مین لانا چاہا
عالی گوہر عالمگیر ثانی کا بڑا بیٹا تھا اور وہی ولیعہد تھا۔ ابھی شاہ ابدالی کی بعد عماد الملک
دلی مین نہین آیا تھا کہ اوسکے خوف کے مارے ولیعہد کو محالات جھجھر و ہانسی۔ دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر
بادشاہ نے رخصت کر دیا تھا اور فوج دیکر اوسے کہہ دیا تھا کہ جتنے ملک پر تم سے قبضہ ہوسکے قبضہ کرو
جب عماد الملک دلی مین آیا تو اوسنے بادشاہ کو مجبور کیا کہ ولیعہد کو بلائے سیف الدین محمد خان کشمیری کو
دس ہزار سوارون کے ساتھہ بھیجا کہ جسطرح ہوسکے شہزادہ کو لے آئے۔ ناچار شاہزادہ دلی مین آیا۔
اور عماد الملک نے چاہا کہ وہ قلعہ مین جائے مگر وہ نہ گیا علی مردانخان کی حویلی مین جو جمنا کے کنارہ پر
تھی فروکش ہوا۔ اس شاہزادہ کی عمر پینتیس برس کی تھی۔ ابھی محل کے مزے نہین اوڑائے تھے
اومین ساری صفتین فیاضی کی موجود تھین جو اس خاندان کے ساتھہ مخصوص ہین اب وزیر نے
اس شاہزادہ کو حکم دیا کہ اپنے آدمیونکو موقوف کر کے اپنی جاگیر پر بھیجو۔ خزانہ مین اونکی تنخواہ دینے
کے واسطے روپیہ نہین ہے اسطرح سے اوسکی سپاہ اور آدمیونکو پراگندہ کیا۔ پھر ایکدن اوسکی حویلی کا
محاصرہ کر لیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلیم گڈھ کے قلعہ مین قید کرے شہزادے نے یہ ارادہ دیکھہ کر اپنے
رفقا راجہ رام ناتھہ اور میر جعفر اور سید علی اعظم خان سے مشورہ کیا سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ جسطرح سے
ہوسکے دشمنونکو چیر پھاڑ کر اس محاصرہ سے نکل جاؤ۔ دوسرے روز بہت سویرے وہ گھوڑون پر چپ چاپ

بند کر رکھا تھا کہ سارا لشکر اوسکا حالت نزاع مین تھا جسوقت شجاع الدولہ بلدور مین پہنچا۔ اور ساتھ سے دیکھا کہ مرہٹے کچھہ رستہ وغیرہ لوٹ رہے ہین تو اوسنے انوپگر گسائین اور امراؤگر گسائین اور مرزا نجف خان کو حکم لڑنیکا دیا۔ اونہون نے مرہٹون کو مار کر گنگا پار اُتار دیا اور بہت کچھہ مال اسباب اونکا چھین لیا۔ اب پٹھانون کی جان مین جان آئی۔ وہ پہاڑون سے اپنے ملک مین آئے اب اس گوبند رام بندیلہ کی سپاہ کے غارت ہونیسے دتاجی سیندھیا کی فوج بہت ضعیف ہوگئی تھی اور احمد شاہ ابدالی کے آنیکا کھٹکا لگا ہوا تھا اسلئے ۲۰ جمادی الاول ۱۱۷۳ سنہ ۱۰ دسمبر ۱۷۵۹ مین مرہٹون نے شجاع الدولہ اور اوسکے رفیقون سے صلح کر لی۔

احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا +

۱۱۷۲ سنہ ۱۷۵۸ مین تیمور شاہ پنجاب کی حکومت سے خارج ہوا تھا اسوقت احمد شاہ ابدالی اپنے ملک کے شمال مغرب مین لڑائی مین مصروف تھا اور جب وہ پنجاب کے دوبارہ قبضہ مین لانیکی غرض سے روانہ ہوا تو ناصر خان بلوچ کے حاکم نے اوسکی مزاحمت کی اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیا اسسبب سے اس بلوچ کے الجھیڑے مین پھنس گیا اور خاطر خواہ انتظام کرنے مین اوسکو توقف ہوا بعد اوسکے وہ شکار پور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور ایشیا ور ننگ اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ محرم ۱۱۷۳ سنہ ستمبر ۱۷۵۹ مین یارادہ تراہ مرہٹون نے اوس سے خفیف مقابلہ کیا سامنا بھی نہونے سے بھاگا۔ سردار صدیق بیگ اور ادینہ بیگ کی بی بی بھی کونون مین چھپ رہی شاہ درانی ویران ملک اور دریاؤں سے بچکر شمالی پہاڑون کی راہ سے آیا۔ اور سہارنپور مین دریای جمن سے اوتر کر دوآبہ مین آگیا +

عالمگیر ثانی کا قتل +

ممالک ایشیا مین فقیری بھی عجیب چیز ہے اوسکے لباس مین ہزارون بڑے کام بھی طرح سرانجام ہوسکتے ہین اس ٹٹی کی اوجھل مین سیکڑون شکار ہوتے ہین عالمگیر ثانی کی بھی جان اس فقیری کے ہاتھون سے گئی۔ فی الحقیقت یہ اعتقاد فقیری بھی انسان کے لئے وبال عظیم اور عذاب الیم ہے عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ کو جو تعلق و ارتباط احمد شاہ درانی کے ساتھہ تھا اوسکو شجاع الملک اپنی حق مین سم سمجھتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ اسلئے اس بادشاہ نے اُس بادشاہ کو بلایا ہے کہ یہ ہی تمام بدکرداریون کا انتقام اس بادشاہ کے ہاتھون سے لے۔ اور معلوم نہین کہ نجیب الدولہ کو

اتنے مین برسات آگئی مرہٹون نے لاہور کا صوبہ ادینہ بیگ کو دلایا۔ اور پچہتر لاکھ روپیہ نذرانہ سالانہ ٹھہرالیا۔ اور رگھناتھ اور شمشیر بہادر دکن کو چلے گئے۔ اور جنکوجی کو یہان راجپوت راجاؤن سے لڑنے کے لیئے دہلی میں چھوڑ گئے۔ ادینہ بیگ سنہ ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۹ مین مرگیا جنکوجی نے سرہند کی فوجداری ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ مین ادینہ بیگ کی بی بی کو اور لاہور کی صوبہ داری پر سابا مرہٹہ کو مقرر کیا۔

صفدر جنگ نے پہلے مرہٹون کو بلاکر دوآبہ مین دخل دلادیا تہا۔ اب دتاجی سیندھیا نے سنہ ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۸ مین دکن سے آکر یہ ارادہ کیا کہ سارا ہندوستان خاص فتح کرلے۔ غازی الدینخان اوسکے ساتھ اس کام کا محرک ہوا۔ اور شریک ہا۔ پنجاب پر قبضہ ہو ہی گیا تھا۔ رہیلکھنڈ اور اودہ باقی تہا۔ ایک سال تو ممالک قدیمہ کے انتظام مین اوسنے صرف کیا۔ اور پہر روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کے ارادہ سے وہ جمنا پار اترا اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ وہ مرہٹون کے سامنے نہ ٹہر سکا۔ گنگا کے کنارہ پر سکرتال مین مقیم ہوا۔ یہان برسات کے چار مہینے برابر توپ گولہ مرہٹون سے چلتا رہا۔ سعد اللہ خان و حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان سب نے نجیب الدولہ کی اعانت کا قصد کرلیا تھا۔ ان سب نے ملکر شجاع الدولہ کو لکہا کہ مرہٹے دوآبہ مین موجود ہین۔ برسات کے منتظر ہین جسوقت دریا کا پانی اوتر گیا تو اول وہ ہمارے ملک مین اترینگے۔ اور ہم کو خوف ہے کہ اوتر کر پہر ملک اودہ پر پانی پھیرینگے۔ اسلیئے رسد کی تدبیر کچھہ پہلے سے کرنی چاہیئے شجاع الدولہ پہلے ہی سمجھہ گیا تہا کہ نجیب الدولہ کی اعانت مین سستی و تساہل کرنا اپنا نقصان کرنا ہی اوسنے پہلی دشمنیون کو بھلادیا لکھنؤ سے شدت کی برسات مین لشکر لیکر شاہ آباد مین شوال سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ مین پہنچا۔ اور گنگا کی طغیانی کے سبب سکرتال مین نہ پہنچ سکا جسوقت دریاؤن کے پانی اوترے۔ دتاجی سیندھیا نے گوبند رام بندیلہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتھہ دریا کے پار روہیلکھنڈ مین غدر مچانے کیواسطے بھیجدیا۔ اوس نے تمام چاندپور نجیبہ اور پرگنونکو خراب کیا اور رام گنگا سے پار اوتر کر امروہہ تک ملک کو لوٹ لیا پٹھان اوسکا مقابلہ نکرسکے اسلیئے پہاڑونکی طرف بہاگ گئے شجاع الدولہ اس خبر کو سنتے ہی سکرتال مین جہان نجیب الدولہ محصور تھا پہنچا۔ یہاں چارونطرف سے گوبند رام نے ایسا سامان رسد نجیب الدولہ کا

کے پاس باولی پر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین سیند ھیا اور دو تہائی فوج اوسکی ماری گئی جنکو جو کچھہ آدمیون سمیت دکن مین اس خبر کے سنانے کے واسطے چلا گیا کہ احمد شاہ ابدالی اوسکے تعاقب مین نارنول تک گیا ملہر راؤ ہلکر اسوقت سکندرہ مین تھا یہہ خبر سنکر چنبل کی طرف گیا اور سورجمل جاٹ سے اعانت کی استدعا کی اوسنے انکار کر دیا کہ مین درانیون سے اگر وہ میرے ملک مین آئینگے تو مستحکم قلعون کی پناہ مین جو کچھہ مجھسے ہو سکیگا کرونگا افغان اپنے ملک سے رسد کا سامان لیکر شاہ ابدالی کے لشکر کو جاتے تھے ہلکر نے اونکے لوٹنے کا ارادہ کیا افغانون نے یہہ چالاکی کی کہ جو کچھہ نقد و جنس تھا وہ گنگا پار بھیجدیا اور جسطرح صیّاد بہیشہ پرندونکے لئے دانہ بچھاتے ہین اس طرح کچھہ تھوڑا سا اسباب ہلکر کے ہاتھہ لٹوا دیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو حکم دیا کہ ہلکر کے لشکرون پر حملہ کرین وہ نارنول سے بڑی کڑی منزلین کرکے سکندرہ مین پہنچے اور ہلکر کے لشکر مین ایسا ہلڑ مچادیا کہ وہ صرف تین سو سوارونکو جو گھوڑونکی ننگی پیٹھون پر سوار تھے ساتھہ لیکر بھاگ گیا - باقی اوسکا لشکر مارا گیا یا قید ہوا اور تمام اسباب بدالیون کے ہاتھہ لگا +

احمد شاہ اودہ میں آیا اور شجاع الدولہ سے ملا +

اب موسم برسات کا آگیا تھا شاہجہان آباد پر مرہٹونکے حملہ کا کچھہ اندیشہ نتھا اوسکی حفاظت کیواسطے احمد شاہ نے تھوڑے سے درانی مقرر کرکے انوپ شہر مین شجاع الدولہ سے ملنے کیلیے چھاؤنی ڈالی نجیب الدولہ کو اوس پاس بھیجا کہ وہ اوسکو رفاقت پر راضی کرے اور اوسکو لے آوے نجیب الدولہ اودہ مین پاس گیا اسمین عہود مواثیق ہوے اپنے بیٹے مرزا امانی کو نائب صوبہ دار اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام مقرر کرکے شجاع الدولہ احمد شاہ پاس دس ہزار سوار لیکر ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ کو آن پہنچا یہان اوسکی تعظیم و تکریم کے ساتھہ ملاقات ہوئی - اسسے پہلے بادشاہ کے ساتھہ سب مسلمان متفق ہوگئے تھے شجاع الدولہ کی خط و کتابت مرہٹون کے ساتھہ بہی جاری رہی اور اس سبب سے وہ مرہٹون اور ابدالیون کے معاملہ مین ایک واسطہ بنا رہا

[illegible] ۱۷۶۱ع +

ان شکستون سے پہلے بہاؤ دکن مین پہنچا تھا اوسکی فتوحات سے مرہٹونکو خوشی حاصل ہوئی مگر وہ جیسے جیسے مرہٹے عاشق ہین ویسے اونکے پاس نہ تہی نیفنے لوٹ کا مال جبکے پیسے مرہٹے منہ پسارے

کس رتبہ کو پہنچایگا غرض اس خیال سے اوسنے اپنے خالو نظام الدولہ کو جو قید میں تھا قتل کیا اور
تیسرے روز مہدی علیخان کشمیری کو سکھا پڑھا کر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا بیچارہ مکین
بادشاہ سلطنت کے کاموں سے ہاتھ اوٹھا کر خلوت نشینی میں اوقات بسر کرتا تھا فقرا پر اعتقاد رکھتا تھا
مہدی علیخان نے بادشاہ سے آنکر عرض کیا کہ ایک درویش کامل فیروز شاہ کے کوٹلہ میں قابل زیارت
آنکر وارد ہوے ہیں اونکی کشف و کرامات کی تعریف میں نہیں کر سکتا۔ یہ بھولا شاہ اس شیطان کشمیری
کی افترا پردازی کو کیا جانتا تھا۔ تنہا فقیر باکرامت کی زیارت کو روانہ ہوا جب پہلے دروازہ پر
پہنچا تو اوس کشمیری نے تلوار ہاتھ سے لے لی اور اوسکو پردہ اوٹھا کر اندر لے گیا۔ دروازہ
اندر سے بند کیا مرزا بابر بادشاہ کا داماد ہمراہ تھا اوسنے تلوار کھینچ کر ایک آدمی کو زخمی کیا۔ مگر
اوسکو آدمیوں نے زخمی کر کے بادشاہ کے محافہ میں بٹھا سلیم گڈھ کے قلعہ میں بھیجدیا بادشاہ نے
جو پردہ اٹھا کر دیکھا تو موت کے فرشتے کھڑے ہوئے تھے دو چار اور ننگی تلواریں لیکر اوسپر
پل پڑے اور سر کو تن سے جدا کیا۔ اور لے سر دھڑ کو جمنا کے ریت پر پھینک دیا۔ بدمعاشوں نے
لاش پر یہ ظلم کیا کہ اوسکے کپڑے اوتار لیگئے یہ واقعہ ربیع الثانی سنہ ١١٧٣ھ نوامبر ١٧٥٩ع کا ہے کئی روز
بعد اس کشمیری کے حکم سے لاش ہمایوں کے مقبرہ میں دفن ہوئی اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر
بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا۔ مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نہ مانا۔ اسوقت شاہزادہ
عالی گہر جو ولیعہد تھا (جسکا حال پڑھ آئے ہو) وہ دلی میں نہ تھا بنگال میں اپنی سلطنت کے
جمانے کی تدبیریں کر رہا تھا۔ اشیا زادون نے متفق ہو کر بغیر بادشاہ کے لڑائی کے کاموں کو جاری رکھا
جب احمد شاہ انتربید یعنی گنگا جمنا کے دوآبہ میں گیا تو سعد اللہ خان و نجیب الدولہ و احمد خان
بنگش حافظ رحمت خان دوندی خان سب کے سب اوسکی خدمت میں گئے۔ اسوقت تک مرہٹوں کے
جاٹ ممد و مددگار رہتے تھے تو بھی مرہٹوں کا لشکر تیس ہزار کے قریب اس ملک میں تھا مگر اوسکے دو گروہ
تھے ایک دتاجی سیندھیا کا ماتحت تھا۔ دوسرا ملہر راؤ ہلکر کے پاس تھا اور اونمیں آپسمیں فصل تھا
باشندے اس ملک کے اونکی لوٹ مار سے تنگ ہو گئے تھے۔ اونہوں نے احمد شاہ کے آنیکی خبر بھی نہیں کی
غرض احمد شاہ درانی نے اوس گروہ پر جو دتاجی سیندھیا کے ماتحت تھا حملہ کیا اور شاہجہان آباد

ہندوستان [illegible] مرہٹوں [illegible] احمد شاہ کے ہاتھ سے [illegible]

قلعہ دار تھا۔ اوسنے مقابلہ کیا کچھ مرہٹے خضری دروازہ توڑکر قلعہ مین داخل ہو گئے تھے اونکو درانیون
نے مارکر نکالدیا پھر ابراہیم بیگ گاردی نے جہروکہ کی طرف سے توپکے گولے مارکے دیوان خاص اور رنگ محل
کو کئی جگہہ سے توڑ پھوڑ دیا غرض آخر کو یعقوب علی خان نے اپنی جان بچاکر مرہٹون کو قلعہ حوالہ کیا
اور خود شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ بھاؤ نے قلعے کی قلعہ داری شنکر راؤ کو سپرد کی مرہٹوں کو
اوسکی حفاظت کے لئے متعین کیا اس اثنا مین بھاؤ نے کئی دفعہ شجاع الدولہ کی معرفت چاہا کہ شاہ
ابدالی سے صلح ہو جائے مگر شجاع الدولہ نے صاف کہدیا کہ دکن کے برہمن ہندوستان پر مدت سے متسلط ہین
اونکے سر پر وفور طمع و حرص و بدعہدی و بدفعلی کے سبب سے یہ بلا شاہ درانی کی آئی ہے ایسوں کے ساتھ
کیا کوئی صلح کرے جو کسی کی آبرو اور آسائش کے روادار نہون سب چیزین اپنے اور اپنی قوم کے
لئے چاہتے ہون آخر سب لوگ انکے ہاتھون سے ایسے عاجز ہوئے کہ اونھون نے اپنے پاس ناموس اور
حفظ آبرو اور رفاہ خلائق کے لئے شاہ ابدالی کو منتین کرکے ولایت سے بلایا ہے۔ اور اوسکے صدمات کو
مرہٹونکی ایذا رسانی سے سہج سمجھا۔ بالفعل صلح کا ہونا ناممکن تھا۔ مرہٹون کی یہانتک نوبت دنات
اور تنگ دستی پہنچی کہ دیوان خاص کی چھت کہ نقرہ میناکاری کی تھی اوتار لیا۔ اور ٹکسال مین
بھیجدیا۔ قدم شریف اور حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین اسباب سونے چاندی کا تھا وہ بھی
لے لیا۔ اور اوسکے سکے بنا ڈالے۔ دانہ گھاس کی قلت سے بھاؤ بہت تنگ ہو رہا تھا آخر ایام برسات
مین اوسنے شاہجہان آباد کے چھوڑنیکا ارادہ مصمم کیا۔ ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ کو اوسنے شاہجہان
ثانی کو کہ نام کا بادشاہ تھا معزول کرکے مقید کیا اور مرزا جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گوہر
کو تخت پر بٹھایا اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا تاکہ شاہ ابدالی اوس سے بدگمان ہو جائے
اور شنکر راؤ کو بدستور اپنے عہدہ قلعہ داری پر بحال کہا۔ ارادہ تو اوسکا یہ ہوا تھا کہ بسواس راؤ کو تخت
سلطنت پر بٹھائے مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کی مخمصے کو مٹ جانے دو جب کام کرنا۔ اونکی حرکات
کو سورجمل دیکھکر بہت گھبرایا۔ وہ کچھ پہلے سے بھی ناراض تھا کیونکہ جب اوسنے بھاؤ کو یہ صلاح دی تھی
کہ آپ اپنی بھاری بھاری توپوں اور اسباب کو ہمارے قلعہ مین چھوڑ جائیے اور پیادونکو ساتھہ لیجائیے
صرف سوارونسے اوس طریق سے جو آپکے باپ دادا کے لڑنیکا طور ہے لڑئیے اور احمد شاہ ابدالی کے لشکر کو

بیٹھے تھے بلکہ ان مہمات کا خرچ کا قرض ایک کروڑ روپیہ گھر سے دینا پڑا - اسی زمانہ مین سداشیوراو
نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا اور اودگر کی لڑائی مین ایک ایسا عہدنامہ حاصل کیا کہ جس سے بہت ملک
اور دولت دونو ہاتھ لگے - غرض جو کام اوس نے دکن مین کئے تھے اوسکے مقابلہ مین رگھناتھ جی
کے کام ہلکے تھے اسلئے دونو بھائیون مین رقابت پیدا ہوئی سداشیوراو نے بھائی کو فضول کہا
اور رگھناتھ جی نے کہا کہ ایکی دفعہ آپ تشریف ہندوستان خاص کی لڑائی پر لیجایئے ساری
حقیقت کھل جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ دکن اور ہندوستان خاص کی مہمات مین کیا فرق ہے اسلئے ان
دونو کے کام ادل بدل ہو گئے - جو دکن مین تھا وہ ہندوستان خاص کو چلا جو ہندوستان خاص مین تھا وہ
دکن رہا اسوقت مرہٹونکی عملداری کو جو وسعت حاصل تھی وہ کبھی نہ پہلے ہوئی اور نہ آیندہ حاصل
ہوئی شمالی سرحد اوسکی اٹک اور ہمالیہ پہاڑ تھے اور جنوب مین جزیرہ نما دکن کے پچھلے سرے تک یعنی سمندر تک
جو جو ملک ان سرحدوں کے درمیان خارج از حکومت تھے وہ باجگزار تھے - اب وہ صرف لٹیرے ہی نہین
تھے بلکہ اونمین شان بادشاہانہ پائی جاتی تھی - بڑے بڑے عمدہ تنخواہ کے سپہ سالار نوکر تھے - دس
ہزار سپاہ فرنگستانی قواعددان اون پاس تھی وہ آدھے بادشاہ آدھے راہزن تھے +

جب دکن مین نتاجی سیندھیا کے قتل اور ہلکر کی سپاہ کی بربادی کی خبر پہنچی سداشیوراو عرف بھاو
چچازاد بھائی بالاجی راو کا بڑے کروفر سے دکن سے چلا اوسکے ساتھ لشکر نہایت آزمودہ کار توپخانہ
فرنگستانی طرز پر قواعددان ساتھ تھا اور توپخانہ کا افسر ابراہیم گاردی شاگرد رشید بسی فرانسیسی
جرنیل کا تھا - بسواس راو پسر بالاجی راو بھی اس سبب سے ساتھ ہوا تھا کہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر
بیٹھے اور خاندان بابریہ کا خاتمہ کرے اور ابدالیون سے انتقام لے - جب یہ لشکر اس کروفر کے ساتھ
اکبرآباد مین پہنچا سورجمل جاٹ بھی ہلکر کی وساطت سے ملاقات کو آیا اور تیس ہزار سوار ساتھ لیگیا
اور راہ مین فوج رحیم توپچی بھی اونکے لشکر مین شامل ہوتی گئی - عماد الملک بھی متھرا مین بھاو سے
آملا - بھاو نے یہ سوچا کہ جمنا پار ہوکر ابدالی سے برسات مین لڑنا مشکل ہے - اسلئے بہتر ہے کہ چلکر
شاہجہان آباد لے لیجے چنانچہ وہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ مین شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور سعد اللہ خان
کی حویلی مین اترا اور اوس نے سپاہ کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا - احمد شاہ کی طرف سے یعقوب علی خان بھی

خبر پہنچی کہ گوبند راے بندیلہ ضلع اٹاوہ سے دس ہزار سپاہ اور خزانہ اور بہت سا سامان رسد کا لئے چلا آتا ہے۔ اور شاہدرہ شاہجہان آباد کے قریب آ پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ میرٹھ وغیرہ کو لوٹتا ہوا کنج پورہ کی راہ پانی پت مین پہنچے۔ اسلئے شاہ ابدالی نے عطائی خاں درانی کو پانچہزار سوارون کے ساتھ اوس سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے اول شاہدرہ میں شنکر راؤ قلعہ دار شاہجہان آباد کو قتل کیا۔ پھر غازی آباد میں اودہر ہزارون کا خون بہایا۔ اور جلالآباد مین پہنچا۔ یہان گوبند راے بندیلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اوس سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ سارا سامان رسد اور خزانہ اسباب وغیرہ انہون کے ہاتھ لگا +

دونو لشکرون مین روز چھیڑ چھاڑ رہتی کبھی کبھی بھاری دھاوے ہوجاتے۔ اودہر مرہٹے ابتداء جنگ سے تنگ تھے۔ ادہر احمد شاہ درانی کے لشکر مین ہندوستانی امیر اس امتداد جنگ سے عاجز تھے۔ اونہوں نے احمد شاہ درانی کی منت سماجت شروع کی کہ آپ معاملہ کرکے اس لڑائی کا فیصلہ کر دیجئے۔ اسپر احمد شاہ سب ہندوستانیون کو جواب یہ دیتا تھا کہ آپ لڑائی کے نشیب و فراز سے واقف نہین اور سب معاملونکا آپکو اختیار حاصل ہے مگر اس معاملہ کو میری مرضی پر چھوڑ دیجے۔ خندق کے سامنے ایک سرخ خیمہ اوسنے کھڑا کرایا تھا۔ اوسمین اشراق کی نماز پڑہتا تھا۔ اور شاہ کو کہانا کھاتا تہا۔ دن بہر گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرونکو مختلف مقامات پر دیکھتا بھالتا تھا۔ ہر روز پچاس ساٹھ میل سے کم نہ چلتا تھا۔ دن بھر کا یہ کام تھا۔ رات کو پانچہزار سوارونکا بکٹ دشمن کی جانب جہانتک قرب اوس کا ممکن تھا لگاتا۔ اور لشکر کے گرد ساری رات گشت پھرتا تھا وہ ہندوستانی امیرونسے کہہ دیتا کہ آپ چین سے آرام کرین مین آپکی خبر گیری کرتا ہون کوئی آفت آپ پر نہین آنے دونگا۔ اوسکا حکم قضا و قدر سے کم نہ تھا کسی آدمی کا مقدور نہ تھا کہ اوسکے حکم کی تعمیل مین ذرا بھی توقف کرے +

اب بھاؤ کا قافیہ یہانتک تنگ ہوگیا تھا کہ اوس نے کاشی راؤ کی معرفت شجاع الدولہ پاس پیغام بھیجا کہ وہ بیچ میں واسطہ ہوکر احمد شاہ سے صلح کرادے۔ جبکہ درخواست صلح احمد شاہ کو سنائی گئی تو اوسنے یہ کہا کہ میں آپ سب صاحبونکا مددگار ہون اور مجھے سوا لڑائی کے اور معاملونسے کچھہ سروکار نہین۔ اونکا فیصلہ جسطرح چاہئے فیصل کیجے۔ سب ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ ہمیشہ صلح کی مخالفت کرتا رہا

ستائیے کچھ دنون وہ یہان کے موسم کی شدت سے آپ گھبرا کر چلا جائیگا - اور مرہٹون نے بھی اوسکی تائید
کی مگر بھاؤ اپنے نشۂ نخوت مین مست تھا اس نیک صلاح پر مطلق دھیان نہ کیا اور یہ کہا کہ سورجمل
چھوٹا سا زمیندار ہے وہ ان باتونکو کیا جانے - یہ سنکر سورجمل بھی دلی سے علٰحدہ ہوکر اپنے قلعہ بابگڈہ مین
تماشا دیکھنے جا بیٹھا - اب بھاؤ دلی سے کنج پورہ کی طرف گیا وہان عبدالصمد خان ابدالی و بعض اور سردار
رسد بہم پہنچا کر احمد شاہ کے لشکر مین بھیجتے تھے - ۷ ربیع الاول کو بھاؤ وہان پہنچا اور قلعہ کنج پورہ کو فتح کر لیا
اور سب ابدالی سردارونکو مار ڈالا اور قلعہ کو لوٹ لیا - یہ سنکر شاہ درانی بھی غصہ مین بھر آیا اور وہ انوپ شہر
سے ۱۷ ربیع الاول کو چلا اور باگپت کے گھاٹ جمنا سے پار اترا - یہان کہین جمنا پایاب تھی کہین
غرقاب تھی - اگرچہ اسطرح اترنے مین اوسکے کچھ ہمراہی بحر فنا مین غرق ہوئے مگر دشمنون پر اس
دلیرانہ کام کا ایسا رعب بیٹھا - اور بھاؤ کو خوف ہوا کہ وہ سرہند جاتا جاتا اولٹا پانی پت کو آیا
اور اوسکے سواد شمالی مین برخلاف دستور کے اوسنے توپونکا حصار لشکر کے گرد باندہا - اوسکے مقابل شاہ
ابدالی کا لشکر بھی تیسرے روز ۱۲ ر کو آن پہنچا - تفصیل ان دونو لشکرونکی یہ ہے کہ بھاؤ پاس پچپن ہزار سوار
جرار قواعد دان تنخواہ دار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جنمین سے نو ہزار فرانسیسی قواعد جانتے تھے - اور انکا
سردار ابراہیم بیگ خان گردی تھا جو فرانسیسی جرنیل بسی کا شاگرد رشید تھا اور دو سو توپین سوا قلعہ شکن
توپون کے اوسکے ساتھ تھین راہ مین جو اور لشکر اور راجپوتون کی سپاہ اوسکے ساتھ ہو گئی تھی -
وہ سب ملکر تین لاکھ آدمی لڑنے والے تھے - احمد شاہ کی فوج مین پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار ہندوستانی
پیادے اور تیس توپین تھین - احمد شاہ اس قلت سپاہ کے سبب سے مرہٹون پر حملہ نہ کر سکتا تھا - اوسنے
بھی اپنے لشکر کا حصار باندہا - روز چھیڑ چھاڑ لڑائیونکی ہونی شروع ہوئی چارون طرف سے مرہٹون کے
رسد روکنے کا سامان کیا گیا - سرہند کی طرف سے آلا جاٹ زمیندار رسد کی امداد کرتا تھا - اسلئے درانیون نے
اوسپر بھی حملہ کیا - جب احمد شاہ ابدالی نے دیکھا کہ مرہٹے باوجود تنگ ہونیکے بھی توپخانہ کی زنجیرہ سے نہین
نکلتے تو اوسنے ۸ ربیع الاول کو توپخانہ پر یورش کی مرہٹے بھی مستعد ہوکر سامنے آئے دوپہر سے
شام تک لڑائی رہی بھاؤ کا سسر بلونت راو مارا گیا - اور رات ہو جانیسے کچھ لڑائی کا فیصلہ نہین ہوا
لشکر اپنے اپنے خیمونکو چلے گئے نجیب الدولہ اور روہیلون نے اپنی شجاعت و بہادری دکھائی - اسی اثنا مین

جلد جاکر خبر دو کہ وہ میری مدد کو آئے نہیں میں مارا گیا۔ مگر شجاع الدولہ اپنی جگہ پر قائم رہا اوس کی امداد پر جرأت نہ کر سکا۔ احمد شاہ اس معاملہ سے بے خبر نہ تھا اوسنے فوراً وزیر کی کمک کے لئے لشکر بھیجا اور عین وقت پر آن پہنچا۔ لڑائی میں بڑا گھمسان ہو گیا۔ مگر اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تھا۔ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑے سپاہیون کو گھیر کر قتل کرنیکا حکم سنایا اور یہ کہدیا کہ جو بھاگیگا وہ مارا جائیگا۔ بعد اوسکے اوسنے اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک سپاہ کو اپنے بائیں طرف دشمن کے بازو پر حملہ کا حکم دیا۔ اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ قلب سپاہ مین بھاؤ اور وسواس راؤ گھوڑونپر سوار لشکر کو لڑا رہے تھے۔ خنجر اور کھانڈے بازی ہو رہی تھی کہ یکایک خدا معلوم کیا ہوا کہ مرہٹون کے لشکر کا قدم میدان جنگ سے اوٹھ گیا۔ قدم کا اوٹھنا تھا کہ میدان جنگ کا اونکے مردون سے بھر رہا تھا۔ لشکر اسلامیہ نے اونکا تعاقب بڑے جوش خروش سے ہر جانب مین پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک کیا اور مرہٹونکو مار مار کر ڈھیر لگا دیا جو مرہٹے ان دشمنون کے ہاتھ سے بچ گئے اونکو گنوارون نے مار ڈالا۔ بسواس راؤ اور بھاؤ مارے گئے۔ جنکوجی سیندھیا کو کسی درانی نے چھپا رکھا تھا وہ بھی تلاش کرنیسے پکڑا گیا اور مارا گیا۔ ابراہیم خان گردی بھی قید ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد موت نے اوسکے زخمونپر بھی مرہم رکھا۔ شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوئے مارے گئے۔ مالوہ مین ملہار راؤ جان بچا کر نکل گیا۔ مہاجی سیندھیا بھی لنگڑا ہو کر وہان جا پہنچا۔ ان دو سرداروں کے سوا کوئی اور نامور سردار نہیں بچا۔ مرہٹون کو ایسی شکست کبھی نہیں ہوئی تھی نہ ایسی مصیبت پڑی تھی اس سے ساری قوم کا دل پژمردہ اور افسردہ ہو گیا۔ اس صدمہ سے بالاجی بھی تھوڑے دنوں بعد مر گیا جب سے شکست کی خبر سنی تھی ایک مندر مین بیٹھ کر سنسکرت پڑھنا اختیار کر لیا تھا۔ جنگ

بعد اس فتح کے احمد شاہ پانی پت سے نواح دہلی میں آیا۔ اور چند روز متوقف ہوا۔ ہندوستان کا بادشاہ۔ شاہزادہ عالی گوہر یعنے شاہ عالم کو مقرر کیا۔ اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کے وزیر ہونے اور نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے کی سفارش کی۔ شاہ عالم اوسوقت دہلی مین نہ تھا۔ اس لئے اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب دہلی مین مقرر کیا۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کیا۔ اور شجاع الدولہ کو خلعت دیکر اودہ اور الہ آباد کے صوبونپر بھیجدیا۔ اور خود قندہار کو چلا گیا +

احمد شاہ درانی کا واپس جانا +

اور یہ کہتا ہا کہ اگر بادشاہ چلا گیا۔ اور مرہٹونکی قوت باقی رہی تو وہ ہم کو برباد کر دینگے۔
بھاری لشکر بھاؤ کا جب ایک حصار مین محصور ہوا تو غلاظت اور نجاست کے سبب سے اوسمین ٹھیرنا
مشکل ہوا اسپر اسباب رسد کی تنگی ہوئی سیکڑون بھوک کے مرنے لگے آخر کار سب سردارون نے متفق ہوکر
بھاؤ کو جا گھیرا۔ اور یہ کہا کہ آخر گرسنگی کے ہاتھون سے آدمی اور جانور ہلاک ہوتے ہین اس سے بہتر ہی کہ
سب ملکر ایک دفعہ دشمنو پر جا پڑین جو کچھہ نصیب مین ہونا ہو سو ہوجائے غرض سب نے پان کا بیڑا کھایا
اور لڑنے مرنے پر قسم کھائی۔ سارے لشکر میں حکم سنایا گیا کہ کل صبح کو لڑائی ہے بھاؤ نے عین تنت کے وقت
شجاع الدولہ کے کارندہ کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھہ سے یہ لکھہ کر بھیجا کہ اب پیالہ لبالب ہے ایک بوند کی
اوسمین سمائی نہین اگر بن پڑے تو آپ کچھہ کیجیے ورنہ صاف جواب دیجیے پھر لکھنے پڑھنے کے لئے وقت نہین
ملیگا۔ رات کے تین بجے یہ کاغذ شجاع الدولہ کو وہ سنا ہی رہا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح
ہو رہے ہین شجاع الدولہ احمد شاہ کے خیمہ مین گیا وہان وہ ہتیار لگائے تیار بیٹھا تھا گھوڑا جو اوسکے
خیمہ کے آگے کسا کسایا تیار رہتا تھا سوار ہوا دشمن کی طرف چلا لشکر اوسکے پیچھے ہوا۔
۹ جمادی الاخر ۱۱۷۴ھ کو مرہٹون نے ابراہیم خان گردی کے لشکر کو آگے رکھا اور توپ گولہ کی مار شروع کی
مسلمانون نے توپونسے کچھہ کام نہ لیا مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئیں تو ابراہیم خان گردی نے
اپنے سپاہیونکو گولیون کے مارنے سے منع کیا اور سنگینون سے لڑنیکا حکم دیا۔ وہ رسالون پر گرے
چونکہ وہ قواعد دان نہ تھے اسلئے وہ بہت سے مارے گئے اور اونکی پہلی صفین ٹوٹ گئیں وہ اس شکست سے
شاہ ولی خان وزیر کی سپاہ قلب کا داہان بازو کھل گیا اوسپر بھاؤ اور وسواس راو نے اپنی
نہایت عمدہ فوج سے حملہ کیا۔ اس حملہ مین وزیر کا بھتیجا عطائی خان اوسکے پہلو مین مارا گیا۔ اور اوسکی
سپاہ درانی بھی پیچھے ہٹی وہ گھوڑے سے اترا اور اوسنے چند رفیقون کے ساتھہ لڑکر مرنیکا قصد
کیا شجاع الدولہ کا لشکر وزیر کے لشکر کے عقب مین تھا مگر خاک اور دھوئیں کے سبب سے کچھہ نظر نہ آتا تھا
کہ کیا ہو رہا ہے جب اوسنے دیکھا کہ آدمیون اور گھوڑون کی آواز نہین آتی تو اوسنے کاشی راے کو
دریافت کرنیکے لئے بھیجا تو اوسنے آکر یہ دیکھا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے کھڑا ہے اور اپنے
آدمیونکو لعنت ملامت بھاگنے پر کر رہا ہے اور سپاہ کو جمع کرتا ہے اوسنے یہ کہا کہ شجاع الدولہ پاس

جو بھگوڑا اولعہد ایسے بادشاہ کا جسکی سلطنت بر سر زوال ہو مناسب اور مصلحت نہیں ہے گو اوسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی اور نذر پیش کی مگر اوسے یہ کہا کہ آپ محمد قلیخان پاس تشریف لیجائیے ۔ وہ میرا عزیز ہے اور میں اوسکا مونس دل و جان شریک ہوں اور اوسنے جو ارادہ کیا ہے میں پسند کرتا ہوں غرض فی الفور دم دیکر شاہزادہ کو الہ آباد روانہ کیا ۔ یہاں محمد قلی خان نے اوسکا نہایت اعزاز کیا اوسنے اپنی طرف سے صوبہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری کی سند محمد قلیخان کو لکھہ دی اور اوسنے کہا کہ بادشاہی جھنڈا اٹھا کر اور سراج الدولہ اور انگریزوں سے سمجھہ لے غرض نوامبر ۱۷۵۹ء میں شاہ عالم کرم ناسا سے پار اترا ۔ اسی زمانہ میں اوسکا باپ عالمگیر قتل ہوا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے مگر ڈاک تو پہلے نہیں تھی کہ آدہ آنہ میں دوسرے روز خبر ہوتی ۔ یہ ایسی بڑی خبر بھی اوس پاس ایک مہینہ بعد بہار کے ایک گانو کوتونی میں پہنچی شاہزادہ نے اوسی وقت تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اپنا نام شاہ عالم رکھا اور اوسنے حکم دیا کہ باپ کی تاریخ انتقال سے میری تاریخ جلوس شمار ہو چنانچہ فرمانوں میں یہی تاریخ لکھی گئی +

وہ اپنے باپ کی طرح متحمل رحم دل حسب منشا وجاہت تھا مگر اوسمیں عیب بھی ایسے تھے کہ وہ ان خوبیوں کو بھی لے ڈوبے تھے اوسکی دلیری تھی تو وہ یہی تھی کہ مصیبت کے وقت گھبراتا نہ تھا ۔ مگر اسمیں وہ جوانمردی اور شجاعت نہ تھی جو اسوقت میں اوسکی حالت کے لئے پر ضرور تھی تحمل اور رحم نے اوسکو اور خاک میں ملایا تھا اور اس وجہ یہ تھا کہ کسی شخص نے خواہ کیسی ہی بیوفائی اور کج ادائی کی ہو مگر جب اوسکی تقصیر معاف کر دی تو پھر اوسکو خیال بھی نہوا کہ اوسنے میرے ساتھہ کچھہ کیا بھی تھا انکھوں کی مروت نے اوسے اندھا کر دیا تھا ۔ جو امیر اوسکے پاس ہوا اوسکے خلاف مارے مروت کے کوئی کام نہ کر سکا جبر نے اوسے اور بھی ذلیل کر دیا تھا ۔ جو کچھہ اوسکے آگے پیش آتا تھا وہ اوس سے راضی تھا اپنی مصیبتوں کو ہمت بلند کر کے اور حوصلہ کو بڑھا کر نہیں ٹالتا تھا ۔ وہ شاعر بھی تھا آفتاب تخلص تھا چار جلدوں میں ایک قصہ لکھا ہے جس سے ہر زمانہ کے آدمی ادنی متوسط اعلی کی طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے ۔ اُس کا نام شاہ عالم کا قصہ ہے ۔ زبان اوسکی فصاحت اور سلاست میں میرامن کے چار درویش سے کم نہیں ہے اوس کا یہ شعر مشہور ہے

شعر

عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے

شاہ عالم ثانی +

اس بڑی لڑائی کا سبب تو عماد الملک تھا مگر لڑائی میں اوسکا نام نہیں آیا شاید اسی خیال سے کہ نکلو
ہوگا کہ وہ گیا حقیقت میں یہ فتنہ انگیزی اوسکی آخر بازی تھی جسکی جیت میں اوسکے واسطے
سب کچھ تھا اوسکی ہار میں کچھ بھی پاس نہ تھا جب شاہ ابدالی آگیا اور اوسنے مرہٹونکا حال دیکھا
تو وہ میدان سے کھسک گیا کچھ دنون سورجمل بھرتپور کے ٹھاکر پاس رہا اور پھر وہ ناچار ہو کر آہستہ آہستہ
دکن میں چلا گیا بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھرا کیا کوئی کام اوسنے ایسا نہیں کیا کہ جسکا بیان
تاریخ میں کیا جائے ۱۷۹۰ء میں انگریزی پولس کے ہاتھ لگ گیا گورنر جنرل کے حکم سے وہ مکہ معظمہ
بھیجا گیا۔ آخر عمر میں پھر وہ ہندوستان میں آیا۔ اور احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص
پیدا کیا۔ اور ملتان کے صوبہ دار سے یارانہ جوڑا۔ یہان اگر موت کا وارنٹ نہ آجاتا تو ضرور
کوئی نہ کوئی فساد کھڑا کرتا +

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ عالی گوہر کا نام بادشاہ ہونے پر شاہ عالم ہوا۔ ہم نے اوسکا حال وہانتک لکھا ہے کہ وہ
دلی سے باہر نکل آیا جب وہ نجیب الدولہ پاس گیا تو عماد الملک وزیر کا سبکو خوف ایسا پیچھے لگا ہوا
تھا کہ اوسنے اس شاہزادہ کو صلاح دی کہ ممالک شرقیہ میں چلا جائے اسی عرصہ میں عرضیان
محمد قلی خان صوبہ الہ آباد کے بلاوے میں آئین وہ شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا اور بڑا صاحب
حوصلہ اور عالی ہمت تھا اوسکا ارادہ تھا کہ ملک بنگال اور اڑیسہ اور بہار پر جہان انگریز اور
علی وردی خان کا نواسہ سراج الدین خان لڑ رہے تھے قابض اور متصرف ہو شاہزادہ خدا سے
یہی چاہتا تھا وہ الہ آباد کا عازم ہوا۔ اور اول لکھنؤ میں ۹ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ میں آیا شجاع الدولہ
صفدر جنگ کا بیٹا یہان صوبہ تھا۔ باپ کی ساری لیاقتین اوسمین موجود تھین فن سپہ گری سے
خوب واقف تھا۔ انتظام ملکی سے بھی ناآشنا تھا میدان جنگ میں بڑا جوانمرد تھا سوا اسکے وہ
ایچ پیچ کی باتین اور مکر و فریب کی گھاتین جنکا آجکل چرچا سارے ملک میں پھیل رہا تھا خوب
جانتا تھا ملکی جوڑ توڑ خوب لگانے آتے تھے اوسنے سوچا کہ اسوقت ایسے شاہزادہ کا ساتھ دینا

شجاع الدولہ وزیر کا دلی سے آنا اور بادشاہ سے ملنا +

شجاع الدولہ نے الہ آباد کے صوبہ اور قلعہ پر تصرف کیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو وہان متعین کر رکھا تھا
کہ جسوقت احمد قلی خان وہان آئے تو اوسکے ہاتھ پیر باندھ کر اوس پاس بھیجدے اور جسطرح ہوسکے
اسے گرفتار کر لے۔ اس راجہ نے اوسکو بنارس پر روکا وہ خود اس راجہ کی معرفت شجاع الدولہ پاس
گیا اور مارا گیا۔ اب بادشاہ جنوب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اوسکو یہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھ دیگا
مگر سوا خادم حسین خان کے کوئی اور اوسکی کمک پر نہ کھڑا ہوا۔ یکایک پھر بادشاہ نے پٹنہ پر پھر حملہ کیا
مگر کپتان نوکس نے راجہ شتاب رائے کو اپنی طرف کر کے بادشاہ کو پھر شکست دیدی۔ اب بادشاہ کو
اس لڑائی سے بڑا اضطراب ہوا اور وہ شمال کی طرف چلا۔ انگریزی اور نواب کی سپاہ نے اوسکا تعاقب کیا
نواب کی سپاہ کا سپہ سالار   اوسکا بیٹا میرن تھا۔ اوسپر جولائی کے مہینہ مین بجلی
گری وہ اوس سے مر گیا نواب کی سپاہ اپنی چھاونی مین پٹنہ چلی گئی پھر بادشاہی لشکر بھی پرانی اقامت
گاہ مین گیا۔ اور آغاز ۱۷۶۱ء مین بنگالہ کی سپاہ نے جسنے قواعد سیکھی تھی بادشاہی فوج کو شکست
دی۔ اور اسمین موسیو لا بھی گرفتار ہوا۔ وہ آخر تک لڑتا رہا اور اپنے تئین دشمنون کے حوالہ
نہیں کیا جبتک اوسسے یہ وعدہ نہین کیا گیا کہ تلوار اوسسے نہیں لی جائیگی۔ دوسرے روز انگریزی
افسر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ تنگ آگیا تھا۔ دو برس سے برابر لڑائی جھگڑوں مین مصروف
تھا۔ جنسے کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا اب اوسکو سب طرف سے مایوسی تھی مگر اوسکو وہ سارا حال معلوم
تھا جو شاہ ابدالی نے بعد فتح پانی پت کے اوسکے لئے تجویز کیا تھا۔ انگریزون نے اندنون میں میر جعفر کی
جگہ میر قاسم کو بنگال مین نواب بنایا تھا۔ اور اوسکی منظوری بادشاہ سے منگائی اور چوبیس لاکھ
روپیہ سالانہ خراج کا بادشاہ کے واسطے مقرر کرادیا تھا۔ اب بادشاہ کا یہ ارادہ تھا کہ انگریزون کی استعانت
سے دلی مین جاکر تخت سلطنت پر بیٹھے۔ مگر بیچ مین ایک جھگڑا کھڑا ہو گیا جسکے سبب سے اس کام مین بہت
دیر لگ گئی اس جھگڑے کو آگے بیان کرتے ہیں +

شجاع الدولہ دلی سے اودھ مین آیا اور یہان سے چلکر سرائے سید راجی میں شاہ عالم سے ملا اور اوسکے
ساتھ الہ آباد مین آیا۔ اب مرہٹونکا تسلط بالکل دوآبہ سے اوٹھ گیا۔ سب جگہ بادشاہی پہرہ چوکی
بیٹھ گئی۔ کابلی بھی کچھ ہٹے تھے سو وزیر نے بادشاہ کو ساتھ لیجاکر رجب ۱۱۷۵ھ مین انکو بھی نکالدیا

اسی پر اوسکا عمل تہا۔ وہ ایسا ناعاقبت اندیش تھا کہ کل کی کچھہ نہ سوچتا۔
انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تہا۔ بہار مین اوسکا نائب راجہ رام نرائن
ایک ہندو تہا میر جعفر نے نائب کی کمک کے لیے مرشدآباد اور کلکتہ سے آدمی بھیجے مگر وہ نہ آئے کہ بادشاہی فوج نے اوسکو
شکست دیدی وہ زخمی ہوکر پٹنہ مین چلا گیا اوسپر حملہ کرنا بادشاہ نے مناسب جانا۔ اتنے عرصہ
مین نواب کی فوج کو انگریزی کمپنی کی امداد پہنچی۔ اونسے ۱۸ فروری سنہ ۱۷۶۰ کو بادشاہ کو شکست
دیدی۔ اب بادشاہ نے یہ بڑا ارادہ کیا کہ جسوقت مرشدآباد سپاہ سے خالی ہوا تو پہاڑون کی راہ
سے لشکر ادہر مرشدآباد کے بیچ مین پڑکر اوس دارالسلطنت کو لے لے۔ مگر پہلے اس سے کہ وہ مرشدآباد
پہنچے انگریزون نے اوسکو ۷ اپریل کو شکست دیدی اسی ماہ مین اوس سے موسیو لا ملا (موسیو فرانسیسی مین
نام کے ساتھ تعظیم کیواسطے لگاتے ہین) اوس پاس سو فرانسیسی تھے اونسے بادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور اپنے دلی ارادہ کو مجھسے فرمائین۔ بادشاہ نے اوسے سچی سچی بات کہدی کہ محمد قلی کی اعانت سے
جو مصارف ضروریہ ہین وہ بہم پہنچ سکتے ہین اور کچھہ سامان میرے پاس نہین ہے کہ ممالک مشرق کی فتح کرنے کا
سامان کرون اسلیے چھتر پور کو جاتا ہون غرض یہ فرانسیسی افسر اوسکے سفر مین شریک ہوا لیکن ہمیشہ
بادشاہ سے آگے جایا کرتا۔ صاحب سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ ایک دن میری اوس سے سہسرام مین ملاقات ہوئی
تو وہ کہنے لگا کہ مین پٹنہ سے شاہجہان آباد تک پھرا کہین سلطنت کا نام نہ پایا سوا غریب آزاری
اور مسافرون کی غارتگری کے کچھہ اور نہ دیکھا ہر چند مین نے ان بڑے بڑے سردار شجاع الدولہ اور
عماد الملک سے کہا کہ ملک بنگال کا انتظام کرین انگریزون سے لڑین مگر کسی احمق نے اس خواست پر
التفات نہ کیا اور اوسکی حسن و خوبی کو کوئی نہ سمجھا۔ اسوقت اس فرانسیسی سردار کا بھی ملجانا بادشاہ
کے حق مین اون ہزارون ہندوستانی سپاہ سے بہتر تہا جسکا کوئی ہندوستانی افسر غدار ہوتا
ان فرانسیسیون کی اعانت سے بادشاہ نے پٹنہ کو گھیر لیا۔ تو کپتان ناکس وہان سے سپاہ لیکر
چلا اوسمین دو سو گورے تھے۔ باقی ہندوستانی سپاہ تھی تین سو میل کا سفر تیرہ روز مین طے کیا
اور یہان پٹنہ مین آنکر بادشاہ کو شکست دیدی اور جنوب کی طرف گیا مین بھگا دیا اب اسوقت
بادشاہی سپاہ کا سپہ سالار کامگار خان تہا کیونکہ احمد قلی خان الہ آباد کو چلا گیا تھا اور وہان

بادشاہ کا الہ آباد میں رہنا +

اب خاندان تیمور کے بادشاہ پاس اس ملک میں صرف صوبہ الہ آباد تھا۔ اور آمدنی میں وہ روپیہ تھا جو
انگریز اوسکو دیتے تھے۔ دربار کی یہ کیفیت تھی کہ پرانے پرانے سردار اس امید میں حاضر ہوتے تھے کہ
شاید بادشاہ کے بھلے دن آئیں بادشاہ بھی اونکی خاطر بہت کرتا تھا۔ انگریزی جرنیل کرنیل بھی
موجود رہتے تھے اور ملکی معاملات مین صلاح اور مشورہ دیتے تھے۔ اسوقت میں مرزا نجف خان
بادشاہ کا بڑا رفیق تھا اور وہی دربار مین آفتاب تھا شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسنے
سرکار انگریزی کے ساتھ رفاقت کی تھی اسلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انگریزون نے کوڑہ
جہان آباد میں اوسکو دیدی تھی۔ اوسنے فوجداری کا خوب انتظام کیا تھا منیر الدولہ کو خان سامانی
کی خدمت تھی وہ سارے گھر کا مدار المہام تھا۔ اور سب قیقون کا سرگروہ۔ اور سارے نوکرون چاکرون
کی موتوفی بحالی کا اوسے اختیار تھا۔ اور انگریزون سے جو معاملات ملکی مین سوال وجواب ہوتے تھے
وہ اسی کی معرفت ہوتے تھے۔ انکے سوا باقی سفلے ملازم تھے جیسے کہ حسام الدین خان اور راجہ رام ناتھ
اور بہادر خان محلی۔ وہ بادشاہ کی طبیعت سے بہت مناسبت رکھتے تھے۔ ان سب میں سرآوردہ
حسام الدینخان تہا وہ بادشاہ سے اس سبب سے بہت تقرب رکھتا تھا کہ رنڈیاں نوخاستہ کو رقص و سرود سکھا کر
بادشاہ کا دل خوش کیا کرتا تھا اور اس کام سے بہت سا نفع اور فائدہ اوٹھاتا تھا وہی معتمد السلطنت تھا

شجاع الدولہ کا بیٹا مرزا سعادت علی جو اپنے باپ کا آخر کو قائم مقام ہوا نائب وزیر تھا +

دہلی میں نجیب الدولہ کے معاملات +

ہم لکھ آئے ہین کہ ۱۱۷۵ھ مین نجیب الدولہ کو امیر الامرا۔ اور جوان بخت کو نائب بادشاہ دہلی مین
شاہ ابدالی نے مقرر کیا تہا نجیب الدولہ سے کوئی شخص بہتر اس کام کیواسطے نہیں مقرر ہوسکتا تھا شاہزادہ نوجوان تہا
نیک بخت ایسا ہی تھا جیسے کہ اوسکے خاندان مین نوجوانی مین ہوا کرتے ہین نجیب الدولہ ایسا عاقل
ہوشیار دانشمند تھا کہ کم ہوتے ہین امانت داری اور ایمانداری تو اوسوقت میں اوسپر ختم تھی وہ اپنے
پرانے آقاؤن نواب وزیر احمد خان بنگش اور نواب وزیر شجاع الدولہ کی فرمانبرداری کئے جاتا تھا
ملہار راؤ ہلکر سے بھی اوسکا ساز باز چلا جاتا تھا یاد ہوگا یہ مرہٹہ پانی پت کی لڑائی سے ابہی ہم وطنون
کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا غرض یہ جوانمرد اس ٹوٹی پھوٹی سلطنت کو نبہا رہا تھا دوآبہ سے اوسنے
مرہٹون کے حاکمون کو نکال دیا تہا آگرہ کے قلعہ مین جاٹون کا تصرف تھا۔ پانی پت مین جو شکست مرہٹونکو

اور بندیل کھنڈ کا بھی انتظام کر لیا۔ بادشاہ نے اوسکو خلعت وزارت بھی مرحمت کیا جھانسی کے قلعہ کو فتح کرکے وہ پھر الہ آباد مین آگیا اب میر محمد قاسم خان عالیجاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ پاس آیا۔ اور شجاع الدولہ سے استعانت کا خواستگار ہوا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کی طرف انگریزون سے لڑنیکے لیے چلا بکسر مین ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو دونو نوابون کو انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ ان لڑائیون کا حال تاریخ سلطنت انگلشیہ ہند مین لکھا ہے۔ دو برس تک بادشاہ کو شجاع الدولہ ساتھ ساتھ لئے پھرا کبھی بنارس لے گیا کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ۔ ظاہر مین بادشاہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر در حقیقت وہ قیدی اعزاز کے ساتھ تھا اس سبب سے انگریزون کا بڑا نقصان ہوا۔ بادشاہ اونکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اگر یہ معاملات بیچ مین حارج نہ ہوتے تو بادشاہ انگریزونکی استعانت اور رعایت سے دلی مین اپنے ملک کا مالک ہو گیا ہوتا+

بادشاہ بکسر کی لڑائی مین کچھ نہین بولا بعد لڑائی کے دوسرے دن شام کو وہ انگریزی لشکر مین خود آیا اور انگریزون سے یہ عہد و پیمان اوسنے کیا کہ شروع سال ۱۷۶۵ء سے بنگال بہار اڑیسہ تینون صوبون کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغا کے سرکار کمپنی کو دی گئی اور خراج دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا معاف کیا گیا اور چھبیس ۲۶ لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا اور سرکار بنارس اور غازی پور بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دی گئی صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا۔ انگریزون نے بادشاہ کی سالانہ کچھ نقدی بھی مقرر کر دی۔ اور نواب بنگال صوبہ دار رہا۔ سرکار کمپنی اوسکی شریک نظامت اور مال کے کامو نمین رہی۔ نواب کی نظامت کا خرچ اوٹھانا اور بادشاہ کا نذرانہ ادا کرنا سرکار کمپنی کا کام تھا۔ شجاع الدولہ اول فیض آباد مین اپنے ملک مین بھاگ گیا۔ اور جب اوسنے سنا کہ الہ آباد بھی انگریزون کے ہاتھ پر گیا تو وہ لکھنؤ بھاگا اور روہیل کھنڈ کے افغانونسے مدد مانگی۔ اونھون نے اس نواب کے خاندان کو بڑی عزت سے بریلی مین رکھا۔ اور تین ہزار آدمیون سے امداد بھی کی۔ اور ملہار راو ملکر سے مدد لیکر انگریزون سے لڑنا شروع کیا۔ مگر کانپور کے قریب اوس کو شکست ہوئی۔ اسلئے وہ اپنے ملک کو چلا گیا اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہو گیا+

+ صلح انگریزون اور بادشاہ کی

بلوچون کو مار دھاڑ روا رکھی اور فرخ نگر پر قبضہ کر لیا اور نجیب الدولہ سے یہ درخواست کی کہ بہادر گڈھ بھی اوسکے حوالہ کیا جائے۔ بہادر خان نے نجیب الدولہ سے استعانت چاہی اور بری عاجزی دکھائی مگر نجیب الدولہ کچھہ نہ بولا جب سورجمل نے یہ دیکھا کہ میرے خوف سے اوسنے بلوچون کا ساتھہ نہ دیا تو اوس نے فوجداری کی درخواست کی۔ نجیب الدولہ نے یعقوب علی خان کو کہ شاہ ابدالی کے وزیر کا بھائی تھا۔ اور شاہجہان آباد کی بھی قلعہ داری کر چکا تھا سورجمل پاس بھیجا۔ ملتانی جھینٹ کے تھان بھی بطور تحفہ کے اوس پاس بھیجے اس سفیر نے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں اور جھینٹ کے تھان بھی پیش کیے۔ وہ سورجمل کو بھی پسند آئے درزی کو بلا کر اوسنے کہا کہ ہمارے لئے ایک جوڑا ابھی اسکا تیار کر لاؤ۔ اس جوڑے مین ایسا لگا کہ وکیل سے کچھہ بات بھی نہیں کی جب وکیل نے اوسکو اس کام مین مصروف دیکھا تو وہ رخصت ہوا اور اوسنے کہا کہ ٹھاکر صاحب جلدی اور جہالت سے کام کرنا نہین چاہئے۔ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ کل پھر آؤن گا اوس پر سورجمل نے کہا کہ اگر آپ کل صلح کے لئے آئین تو کبھی نہین آئیے گا غرض یعقوب علیخان نے آنکر نجیب الدولہ سے یہ کہا۔ اُسے بھی غیرت آئی اوسنے کہا کہ اب اس کا فیصلہ انشاء اللہ جہاد کرون گا۔ اوسنے چارون طرف سے مسلمانون کو جمع کیا۔ کہ اتنے مین سورجمل سپاہ لیکر شاہدرہ کے قریب ہنڈن پر آیا ہمیشہ اوسکی لڑائیون مین یہ رویہ رہا کہ وہ فوج کا انتظام کرتا اور خود جو کھون کے مقامون سے ہوشیار رہتا۔ قاعدہ کے موافق اوسکو دلی کا محاصرہ کرنا چاہئے تھا مگر وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھہ وہان آیا جہان بادشاہ کی پرانی شکارگاہ تھی اپنے گنوار پنے سے اوسکو یہ سمجھ نہ تھی کہ شان سے مین بادشاہون کے شکارگاہ مین شکار کھیلنے آیا سید محمد خان پچاس سوارون کا رسالہ لئے جاتا تھا ایک شخص نے بتلا دیا کہ خانصاحب آپ کدھر جاتے ہین دیکھئے سورجمل اکیلا کھڑا ہے خانصاحب اوسپر ٹوٹ پڑے اور شکارگاہ مین شکار مار کر نجیب الدولہ پاس لے آئے نجیب الدولہ کو دو روز تک یقین نہ آیا کہ سورجمل مارا گیا جب یعقوب علیخان نے اوسکا وہ ہاتھہ پہنچایا کہ جسمین ناسور تھا اور اوسکی آستین کو دیکھا کہ وہ اوسی جھینٹ کی تھی جو اوسنے تحفہ بھیجی تھی تو اوسکو یقین ہوا۔ اوس کا بیٹا جواہر سنگہ سکندر آباد سے سپاہ لئے چلا آتا تھا کہ دفعۃً مغلون نے اوسپر حملہ کیا جنکے ساتھہ ایک نیزہ پر سورجمل کا سر بھی تھا۔ اس نیزہ کو جواہر سنگہ کی فوج دیکھکر ایسی گھبرائی کہ شکست کھا کر اپنے ملک کو بھاگی جواہر مل اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا

ہوچکی تھی اوسکے سبب سے آٹھ برس تک اونکا منہ نہوا کہ ہندوستان کی طرف رخ کرتے۔ مگر ملہر راؤ
اسّے مستثنی ہی۔ اب یہ نجیب الدولہ کی عملداری اور انتظام دلی کے اردگرد تھوڑی دور پر تھا سو میل پر
جاٹون کا عمل دخل تھا۔ اور اسوقت اونسے کچھہ لڑائی نہ تھی +

جاٹون کا اگر مفصل حال لکھا جاتا تو ایک کتاب بنجائے۔ اسلئے ہم اونکا حال جہان سکھونکی عملداری کا ذکر کرینگے وہان لکھینگے۔ مگر بالفعل تو راجہ سورجمل کا ذکر کرتے ہین۔ یہ راجہ بڑا ہوشیار اور لائق تھا سپہداری کا سلیقہ صف آرائی مین مہارت ملک ستانی مین کاردان پہلے درجہ کا تہا۔ وہ بھاؤ کے ساتھہ پانی پت کی لڑائی مین ہوا تھا۔ اگر بھاؤ غرور مین آنکر اس شقی در راجہ کو چھوٹا راجہ نہ گنتا اور پوری اوسکی امداد لیتا تو یقینی پانی پت کی لڑائی کی کچھہ اور ہی صورت ہوجاتی۔ اور سارے ہندوستانکی تاریخ کچھہ کی کچھہ ہوجاتی جب یہ مرہٹون سے جدا ہوا تو اوسنے آگرہ سے جسمین ایک مرہٹہ سردار تھا نکال دیا اور میوات مین اوسنے قبضہ کیا چار قلعے نہایت مستحکم بنائے۔ غازی الدین خان عماد الملک اوسکی پاس پناہ لیکر آیا تھا مگر اوسکو تو نکال دیا اب اوس پاس ایک بدمعاش فرانسیسی شمرو آگیا تہا شمرو جو فرانسیسی تھا اور اوسنے شجاع الدولہ کو لڑایا تہا اوسکی نوکری چھوڑکر سورجمل پاس ایک پلٹن سپاہیونکی اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپ کے لچّے بدمعاش لیکر آیا جب اس راجہ کو یہ امداد ملگئی تو اوسنے دلی کی سلطنت سے ایسی درخواستین کرنی شروع کین جس سے سلطنت کا نام بھی نہ رہے اسوقت نجیب الدولہ نے اس عقلمندی اور دانشمندی سے کام کیا کہ کچھہ دنون سلطنت کو تھام لیا۔ اور جاٹون کو بڑا صدمہ پہنچایا اور مسلمانونکو خواب غفلت سے جھنجھوڑکر اوٹھایا۔ اس لڑائی میں بلوچون نے بڑی امداد نجیب الدولہ کی کی اور اونہیں کی بدولت جاٹون پر فتح نصیب ہوئی +

مدت سے بلوچ فرخ نگر میں بستے تھے اونمیں سے کامگار خان عہد محمد شاہ مین ایسا بختِ بیدار اور صاحب اقتدار ہوا کہ وہ اکثر اوقات فوجداری کا کام کرتا اور کبھی کبھی پانی پت اور حصار کی حکومت بھی اوسکے سپرد ہوجاتی۔ پھر اوسکے ملازمون مین سے بہادر خان نے عروج پایا اور وہ میوات میں فوجدار ہوا۔ اوسنے عماد الملک اور نجیب الدولہ سے موافقت بہم پہنچا کر ایک قلعہ بارہ کوس پر دلی سے بنایا اور اوسکا نام بہادر گڈہ رکھا جب کامگار خان مرگیا تو اوس کی اولاد مین جھگڑا ہوا۔ تو سورجمل نے

شاہ ابدالی نے نوّے کوس دو روز میں طی کرکے اوسپر حملہ کیا اور شکست دی - اور بیس ہزار آدمیون کو قتل کیا - اور پانی پت کے نواح مین پچاس ہزار سپاہ لیکر آیا لیکن نور الدین خان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا - پہر کبھی ہندوستان مین نہین آیا - شجاع الدولہ کو ایک لعنت ملامت کا خط لکھہ کر بہیجا کہ ہم نے تجھسے کیا کہا تھا اور تو نے بادشاہ کے ساتھہ کیا سلوک کیا مگر یہ بیوفا اوسکی روانگی کے بعد کب اوسکی بات کو مانتا تھا +

اب مرہٹون نے ۱۷۶۶ء مین تمام اپنے آپس کے جھگڑون سے فرصت پائی - اور چنبل پار اُترے اور اس سنہ کے آخر مین وہ جے پور پر گرے - اور یہان سے ۱۷۶۹ء مین پہر تھور مین پہنچے وہان سے محصول لیا اور دہلی پہ حملہ کا ارادہ کیا - اونکے سردار دو تھے - ایک مادہو جی سیندھیا پٹیل وہ رانو جی سیندھیا کا بیٹا تہا - وہ روہیلون اور پٹھانون کا جانی دشمن تھا - دوسرا توکا جی ہلکر تھا وہ ملہار راو ہلکر کا سردار فوج کا تھا - اوسنے اپنے آقا کی طرح پٹھانونکو دوست رکھتا تھا - غرض ان دو سردارونمین ہمیشہ سے اختلاف رائے چلا آتا تھا - اسی سبب سے مرہٹونکے معاملات سرسبز نہوے اور اس اختلاف سے اونکو اور بڑی بڑی نوبتین پیش آئین - دہلی مین نجیب الدولہ نے ہلکر کے ساتھہ اتفاق کرکے حملہ کرنیوالون سے مصالحہ کرلی اسمین جاٹونکو تو نقصان ہوا مگر روہیلون نے جو نجیب الدولہ کے کہنے سے صلح کی اوسکے سبب سے وسط دوآبہ کے اضلاع مرہٹون کے حوالہ کرنے پڑے جو بادشاہی اضلاع دہلی اور الہ آباد کے درمیان تھی تھوڑے دنونکے بعد یہ وزیر نیک تدبیر ساٹھہ برس کی عمر میں مر گیا - کچھہ ضرور نہین کہ ہم اس شریف نجیب وزیر کی خوبیون کا زبان قلم سے اشتہار دین خود اوسکے کام اوسکا اظہار کر رہے ہیں کہ پچاس سوار کی سرداری سے اوسنے میدان جنگ مین دلاورانہ کام کرکے اپنے تئین اس رتبہ پر پہنچایا - اور خوش اخلاقی اور نیک نیتی سے ایران پر رہ ہونے اور عالی خاندان نہونے کے عیبون کو مٹایا - سلطنت کی کل جو بالکل بند ہو رہی تھی اوسکو اپنی جوانمردی کے ہاتھون سے چلایا - ضابطہ خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا - اگر اس بیٹے مین بھی باپ کی سی لیاقتین ہوتین اور شاہ عالم بھی عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہوتا تو سلطنت تیموریہ کے سوکھے کھیت کو یون ہرا کر لیتا - کہ پہر روہیلونکو اپنا رفیق بناتا سیندھیا اور ہلکر کو آپسمیں لڑاتا اور انگریزون کے ساتھہ دوستی رکھتا +

[illegible] اور دوآبہ کا لیا +

امداد اونسے یہ بڑی غلطی کی کہ دکنیونکو بھیجکر ملہراؤ کو اپنی امداد کے واسطے بلایا۔ اول مین تو وہ
کامیاب ہوا۔ شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین مہینہ تک نجیب الدولہ کو ستایا گیا۔ مگر ملہراؤ
ہمیشہ مسلمانون کا رفیق دل سے تھا سو وہ جاٹون کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس سبب سے صلح ہو گئی اور خضر آباد مین
نجیب الدولہ کی جواہر سنگہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر جواہر سنگہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب اس نوجوان کے
ہمراہ وہ شمرو فرانسیس پھر ہوا۔ یہ بھی عجب مرد آدمی تھا پہلے وہ میر قاسم عالی جاہ کا نوکر ہوا۔ اوس کو
نمک حرامی سے پکڑوا کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور پھر شجاع الدولہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو خراب کیا پھر
جواہر مل کا نوکر ہوا۔ اور اوسکو چڑھا کر راجہ مادہو سنگہ جیپور والے سے لڑنے کے لئے لے گیا۔ اجمیر کے
قریب پوکھر کے تالاب پر رجپوتون سے شکست پائی تو پھر وہ راجہ جے پور کا نوکر ہو گیا۔ اب جواہر سنگہ پھر کر
الور مین آیا۔ پھر وہانسے پھر تنور مین گیا۔ وہانسے آگرہ مین پہنچا۔ اور تھوڑے دنون مین مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ
جے پور کے راجہ نے قتل کرادیا۔ اسکے بعد جاٹون کی ریاست مین بہت سے جھگڑے برپا ہوئے۔ اور سورجمل کے دو
بیٹے اور مارے گئے۔ باقی تیسرا بیٹا رنجیت سنگہ راجہ ہوا۔ اوسکے عہد مین جاٹونکی ریاست کا بڑا عروج ہوا۔
جس ملک کے وہ فرمانروائی کرتے تھے اوسکے شمال مغرب مین الور اور جنوب مغرب مین آگرہ تھا۔ اوسکی آمدنی دو کروڑ
روپیہ کی تھی۔ ساٹھ ہزار فوج اون پاس تھی +

اسوقت دکن مین مرہٹے اپنے جھگڑون مین آپ پھنسے ہوئے تھے۔ اونہون نے ہندوستان پر بالکل توجہ
نہین کی اور ١٧٦٦ء مین جو الہ آباد مین اونسے بادشاہ سے معاملے ہوئے اونکا بھی کچھہ لحاظ نہین کیا۔ مگر
اوس ملک مین دنگہ مچایا جہان وہ یہ جانتے تھے کہ بادشاہ انگریزون کی اعانت سے قابض ہوگا۔ نجیب الدولہ نے
گو اپنی پاک طینتی اور حسن نیتی سے شاہجہان آباد کا انتظام کیا۔ اور سب کو خوش راضی کیا۔ مگر وہ دہلی
کی سلطنت کو مستحکم نہ کرسکا اور نہ وہ ملک دوبارہ لے سکا جسسے بادشاہ چین آرام سے اپنے باپ دادا
کے قلعہ مین بسر کرتا۔ ابھی مشرق مین جاٹون سے اوسنے اپنی دلیری اور جوانمردی سے پیچھا چھٹایا
ہی تھا کہ مغرب سے سکھون نے دہلی پر آفت لانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے پھر اوس کی
امداد کی۔ سکھون نے اس بادشاہ کے نائب کو نکالدیا تھا اور سارے ملک مین غدر مچا رکھا تھا۔ اپریل ١٧٦٧ء ١١٨٠ھ
وہ لاہور مین آیا۔ سکھہ بھاگ کر پہاڑون مین چلے گئے۔ آلا جاٹ نے سرہند مین دو لاکھہ کے قریب سپاہ جمع کی

بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹھہرا گیا۔ اور ۲۴ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مجدالدولہ کا اوسکو خطاب ملا وہ مدار المہام بادشاہ کے گھر کا ہوا۔ یہ ایک آدمی بڑا مکار اور فریبیا تھا۔ اوسکے کامون سے آگے حال معلوم ہوگا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون اور بہادرون کو تلاش کرکے اپنے تئین لائق سپہ سالار بنایا۔ اب یہان بادشاہ کو اوسکے دوستون یعنے مرہٹون نے چین نہین لینے دیا +

مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر

ابھی ہم نے لکھا ہے کہ ضابطہ خان کو ایک برس گذر گیا تھا کہ وہ اپنے علاقہ بادنی محال یعنی ضلع سہارنپور اور مظفرنگر کو چلا گیا تھا۔ اوسکے پاس تین بڑے مضبوط قلعے تھے۔ دو پتھر گڈہ و سکرتال دریاے گنگ کے بائین و دائین طرف تھے۔ یہ اوسکے باپ کے بنائے ہوئے تھے۔ تیسرا قلعہ غوث گڈہ مظفرنگر کے قریب اوسنے خود بنایا جسکی عالیشان مسجد اب تک موجود ہے اوسکا نشان تباتی ہے۔ اول ان قلعون پر بادشاہی لشکر نے حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اوسنے اول سکرتال کا محاصرہ کیا اور مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور ضابطہ خان محاصرے سے تنگ ہوا تو اوسنے بھائی بندونکو لکھا کہ جہان جہان گنگا پایاب ہوگئی ہے اون مقامات کی حفاظت کرو۔ اگر دشمن گنگا پار اوتر آئینگے تو نہ مجھے چھوڑینگے نہ تمھیں۔ اس لکھنے پر ان افغانون نے معابر کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے مرہٹون اور نجف خان کو بھی معلوم ہوا کہ گنگا پایاب ہے۔ اسلئے وہ چند معابر سامنے اسے گذرا جسے محافظین نے یہ جانا کہ وہ اوپر کو چلا گیا مگر دفعۃً ایک معبر سے اوتر کر حملہ آور ہوا۔ ضابطہ خان نے مقابلہ اوسکا اچھی طرح کیا مگر شکست کھا کر شجاع الدولہ پاس بھاگ گیا۔ اوسکے گھر بار اہل و عیال اور خزانہ اوسکا دشمنون کے ہاتھ لگا۔ ان اہل و عیال مین غلام قادر خان اوسکا بڑا بیٹا بھی تھا۔ وہ ایسا خوبصورت تھا کہ جب بادشاہ پاس بھیجا گیا تو اوسنے محل سرا کی بیگم بنایا۔ شاید اسی کا عوض آخر اوسنے لیا۔

مرزا نجف خان کا حال +

اگرچہ یہ لڑائی مرہٹون کی ضابطہ خان کے ساتھ تھی مگر اسمیں مرزا نجف خان نے بڑا نام پایا۔ واقعی وہ ناموری کے لائق ہی تھا۔ اصل میں ایران کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا اور اوسکی بہن آصف الدولہ کے بھائی اعزالدولہ کو بیاہی گئی تھی۔ اوسنے لیاقت و شجاعت سے اپنا عالی خاندان ہونا اور ہندوستان کے امیرون سے برتر ہونا دکھا دیا۔ اول اپنے بہنوئی کے بیٹے محمد قلی خان کے پاس

جب ہٹی دوآبہ کے ادھر کے حصون مین پھیلے۔ اور تمام روہیلکھنڈ مین فرخ آباد کے سوا پھیل گئے تو
ضابطہ خان نے کوئی لڑنیکا سامان نہین کیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۱ع مین مرہٹے دار السلطنت پر بھی قابض ہوگئے
قلعہ مین اونھون نے جوان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ اور خود اوسکی طرف سے انتظام کرنا شروع کیا ضابطہ خان
نے مرہٹونکا مقابلہ نہین کیا بلکہ وہ اپنی ریاست سہارنپور اور نجیب گڈھ کو چلا گیا +

شاہ عالم اپنی پست فطرتی اور کم عقلی سے ہمیشہ محکوم اپنے کسی ملازم کا ہو جاتا۔ آجکل وہ امیر الدولہ
اور انگریزون کے کہنے مین چلتا تہا۔ ابیہان الہ آباد مین رہتے رہتے ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ
اوسنے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا مگر اسکا وہ محتاج تہا۔ کہ کوئی اوسکو وہان تک پہنچائے اس
کام کے واسطے مرہٹے مقرر ہوے اور سیف الدین خان سفیر بنکے مرہٹونکے سردارون پاس
دکن مین گئے۔ اور ۱۷۷۱ع مین بادشاہ نے کلکتہ مین انگریزی حاکمون سے اس امر مین مشورہ پوچھا۔
اونھون نے نہایت اپنی مرضی کے خلاف یہ ارادہ بتایا۔ شجاع الدولہ نے اپنے اغراض نفسانی کے سبب سے
درپردہ بادشاہ کے اس ارادہ کی تائید کی۔ مئی ۱۷۷۱ع مین الہ آباد سے بادشاہ دلی کو چلا۔ اوسکے ساتھ
اسوقت فوج تھوڑی تھی مگر آراستہ تھی۔ ایک پلٹن انگریزی وردی پہنے ہوئے تھی میڈوک فرانسیسی اوسکا
افسر تھا۔ اگرچہ ان پڑھ تھا مگر سپاہی اچھا تھا سپہ سالار مرزا نجف خان تھا۔ اور میجر جرنیل سر رابرٹ بارکر
صاحب کچھہ فوج لیکر کڑہ تک بادشاہ کے ساتھ گیا یہان ان جرنیل صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ آپ دلی نہ جائیے۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا جن اضلاع مین بادشاہ ہو کر چلا گیا پہر اوسکی حکومت کا
کوئی نشان اونمین نمودار نہ ہوا۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت مین دو مخالف گروہ تھے۔ ایک مسلمان جو یہ
چاہتے تہے کہ شاہ ابدالی جسقدر ملک ہمارے لئے چھوڑ گیا ہی اوسکو اپنے قبضہ مین رکھین۔ دوسرے مرہٹے
تھے جو یہ چاہتے تھے کہ پانی پت کی لڑائی مین جو نقصان ہمارا ہوا ہی اوسے پورا کرین۔ اوسکے سوا نجیب الدولہ
تھا جو اس تاک مین رہتا تھا کہ جسقدر وہ ضعیف ہوا اوسی سے کچھہ لے مرے۔ انگریز بہی اپنی دانشمندی سے اعتدال کے
ساتھہ اسی منصوبے کے درپے تھے۔ اب بادشاہ فتح گڈہ مین پہنچا۔ یہان احمد خان بنگش ان ہی
دنون مین مر گیا تھا۔ اوسکے بیٹے مظفر الدولہ نے پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ کا پیش کیا۔ بادشاہ نے یہان برسات کے
سبب سے مقام کیا۔ اسوقت تین ہزار مرہٹونکی سپاہ دہلی مین تھی۔ مادہوجی سیندھیا پہلے فرخ آباد مین

ضابطہ خان [illegible] + شاہ عالم [illegible] +

شہر مین داخل ہوا - دشمن بھی اوسکے پیچھے آئے قلعہ کی حفاظت مرزا نے اچھی طرح کی مگر حسام الدولہ مرہٹون کے لشکر مین پیغام صلح لیکر چلا گیا - اسوقت بادشاہ کی ضعیفی اور نالایقی سے مرزا کی ساری بہادری خاک مین مل گئی مرہٹونکو اسوقت دکن جانیکی ضرورت تھی اسلیئے بادشاہ سے فقط یہ شرائط ٹھیر گئین کہ ضابطہ خان امیر الامرا ہو - اور وہ اضلاع دوآب جو بادشاہ پاس انگریزونکی حمایت کے سبب سے تھے وہ اونکو دئے جائین - یہ شرائط منظور ہو گئین اب مرہٹون نے سکرتال کی لڑائی کی تنخواہ کا دعوٰی مرزا سے شروع کیا - اور اوسکے دربار مین نہ آنیکا حکم بادشاہ سے دلا دیا - یہ ذکر دسمبر ۱۷۷۱ع یعنی بادشاہ کے آنیسے گیارہ مہینے بعد کا ہے - اب آگے ۱۷۷۳ع کی وارداتین سنو +

اسوقت مرزا نجف خان کے ساتھ تھوڑے سے آدمی مرنے لڑنے والے جوانمرد تھے سہارنپور سے اُسنے اپنے متبنٰی افراسیاب خان کو بھی بلا لیا اور مٹھراؤ دروازہ کی طرف اسمعیل خان کابلی کی مستحکم حویلی مین ہو بیٹھا مرہٹون سے کسی طرح نہ دبا - برابر جواب دیتا رہا - اور اونسے کہدیا کہ مین تمہاری تنخواہ نہین دے سکتا - ایکدن نجف خان ہتیار لگا اور سبز کپڑے پہن اور اپنے لشکر کو لیکر مرہٹون سے لڑنے کو نکلا - اور جب وہ اُنکے لشکر کے قریب پہنچا تو توکوجی نے مرزا کا استقبال کیا اور بڑی خاطرداری اور عزت سے اپنے خیمہ مین لے گیا +

اب مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے مرہٹون نے روہیلونپر حملہ کرنیکا ارادہ کیا - اور رام گھاٹ سے وہ روہیل کھنڈ مین آن پڑے - بادشاہ نے جو صوبے اپنے دوآبہ زیرین مین چھوڑے تھے اور اُن کا انتظام نہ کر سکتا تھا وہ انگریزون نے پچاس لاکھ روپیہ کو شجاع الدولہ کے ہاتھ بیچ ڈالے تھے - اب انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنے کے لیئے روہیل کھنڈ مین مستعد ہوئی - حافظ رحمت خان کو چالیس لاکھ روپیہ کی ضرورت پڑی - اوسنے مرہٹون سے دوستی کر لی جب شجاع الدولہ اور انگریزون کی فوج اوس کو نظر پڑی تو وہ پھر مرہٹونکو چھوڑ کر آن ملا - مرہٹے اسلیئے اٹاوہ کو چلے گئے - پیشوا کے مرنیکے سبب سے اونکو ضرورت دکن مین جانیکی تھی وہ وہان چلی گئی +

مرزا نجف خان شجاع الدولہ کا رشتہ مند تھا اوس پاس چلا آیا - نواب وزیر شجاع الدولہ نے

مرہٹون اور نجف خان کا ملاپ +

روہیلون سے لڑائیان +

الہ آباد میں رہتا تھا جب شجاع الدولہ نے دغا سے اپنے بھتیجے کو مار ڈالا تو وہ پھر شاہ عالم کی رفاقت میں رہنے لگا۔ اوسکے ساتھ جو رفاقت اور لیاقت کے کام کئے اونھیں آگے پڑھ لینا +

بادشاہ نے ۱۷۷۱ء میں سات تو دہلی میں بسر کی مرہٹے آگرہ کے ارد گرد پڑے رہے روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ اتفاق کر کے اہل اسلام کو متفق کرنا چاہا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپسمین صلحنامہ لکھا گیا اور اسمیں سر آیر کوٹ صاحب جنرل بھی شریک تھا اور اسی کی صلاح اور مشورہ سے یہ صلح ہوئی کہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کے ساتھ اون سب معاملون مین اطاعت کرے جو ضابطہ خان کی سعادت کے معین ہون اور چالیس لاکھ روپیہ چار قسطون مین اس کام کے واسطے ادا کرے کہ مرہٹے روہیلکھنڈ سے خارج کر دئے جائیں غرض یہ صلح جو مرہٹون کے حق مین زہر ہوئی ۔ ۱۱ جولائی ۱۷۷۲ء کو لکھی گئی پھر ان افغانون میں آپسمین ایسی تلوار چلی کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ بیٹا باپ کے لئے تلوار سونتے پھرتا تھا۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے ڈھونڈتا تھا شجاع الدولہ کی تحریک سے ضابطہ خان نے مرہٹون سے سازش کی ۔ مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرے قصور معاف کرا دئے جاینگے ۔ اور باپ کا عہدہ امیر الامرائی دلا دینگے +

مرہٹون نے رنجیت سنگہ کو اوکسایا کہ وہ اپنے کسی بھائی سے ریاست بلبگڈہ کی چھین لے جب اسکے ارادہ کی خبر رئیس بلبگڈہ کو ہوئی تو اوسنے بادشاہ سے استعانت چاہی ۱۷۷۲ء کے آخر مین مرزا نجف خان نے جسکا اب خطاب ذوالفقار الدولہ ہو گیا تھا ایک لشکر اوسکی استعانت کے واسطے ایک بیچ سردار کے ماتحت بھیجا مرہٹون نے اپنا لشکر بھرت پور کے جاٹون کی کمک کے لئے بھیجا۔ اوس نے بھرت پور کے لشکر کے ساتھ ملکر بادشاہی لشکر کو دلی کی طرف پس پا کیا۔ سیندھیا نے اس لڑائی کو اسلئے نہین پسند کیا کہ اوسمین ضابطہ خان کا پیچ پیچ تھا۔ اوسکو روہیلون سے نفرت تھی اسلئے وہ تو جیپور لوٹنے چلا گیا تو کاجی ملکر اور مرہٹے آگے دلی کی طرف بڑھے ۔ بدرپور پر مرزا نجف خان نے اوس کا مقابلہ کیا ۔ اگرچہ سپاہ اچھی تھی اور اونکے ساتھ سمرو سیڈوک تھا مگر تعداد اوسکی قلیل تھی ۔ دشمنون کے کثیر لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور پسپا ہو کر ہمایون کے مقبرہ کے پاس آ گئے چار روز یہان بھی لڑائی کا ہنگامہ برپا رہا اور مرزا کا بھانجا مرزا حسن لڑائی مین مارا گیا ۔ مرزا بھی پسپا ہوکر دریا گنج کی راہ سے

روہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح +

دلی کی لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا +

کوٹ بن مین چلے گئے - یہان دو ہفتہ تک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ رہی - پھر وہ ڈیگ مین چلے گئے
اب مرزا نے یہ دیکھ کر کہ جاٹونکے حملے موقوف ہوئے - وہ اونکے لشکر کو اپنے پیچھے چھوڑ کر برسانہ مین
چلا گیا - یہان بڑی لڑائی ہوئی - بادشاہی فوج کا ہراول نجف قلی خان تھا قلب سپاہ مین
مرزا خود تنہا تھا اوسکے بازو مین پلٹنین سپاہیون کی تھین جنکے افسرون نے بنگال مین
انگریزی قواعد سیکھی تھی پشت سپاہ پر مغلون کے سوار تھے دشمنون کی سپاہ مین پانچہزار
پیادے قواعد دان تھے سمرو اونکا سپاہ سالار تھا اوسنے حملہ کیا اور اپنی توپ بندوق کی آتشبازی
شروع کی - اوسکا جواب دوسری طرف سے بھی توپون سے دیا گیا - مگر اوسمین مرزا کی سپاہ کے عمدہ عمدہ
افسر مارے گئے اور خود اوسکے بازو مین زخم آیا جسکو اوسنے ایک کپڑے پر بیٹھ کر باندھا - پھر اوسنے
تکبیر کا نعرہ مار کر اپنے مغل سوارون سے دشمنون پر حملہ کیا - اور نجف قلی خان پیادونکی پلٹنون سے جاٹونپر
گرا - سمرو نے اپنی پلٹنون سے اوسکا سخت مقابلہ کیا - مگر تھوڑی دیر بعد وہ پسپا ہوا اور صحیح
صحیح ڈیگ کی طرف چلا گیا - فتح پانیوالون کے ہاتھ مین بہت غنیمت آئی - اور اونہون نے جاکر
قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کرلیا - برس روز کے بعد محاصرہ مین وہ ۱۷۷۶ء مین ہاتھ آیا - چھ لاکھ روپیہ نقد سوا
اسباب کے ملا - جاٹ ہاتھیون پر بیٹھ اپنا ہلکا اسباب لیکے کمہیر قلعہ مین چلے گئے - جب مرزا یہ فتوحات
عظیم حاصل کرکے ملک کا انتظام کر رہا تھا تو اوسکو دربار شاہی سے یہ خبر آئی کہ عبدالاحد خان
مجد الدولہ دیوان کی شرارت سے ضابطہ خان نے بہت سے سکھونکی فوج بھرتی کرلی ہے اور اوسکا
ارادہ شاہجہان آباد مین آنیکا ہے - یہ خبر سنکر مرزا دہلی مین فوراً چلا آیا - یہان لوگون نے
اوسکی بڑی تعظیم کی - برسانہ کی لڑائی مین سمرو بھی اوسکے ساتھ ہو گیا تھا - اوسکا یہ قاعدہ تھا
کہ جسکو زبردست اور چلتا ہوا دیکھتا اوسکے ساتھ ہی پلٹنون سمیت ہو لیتا - امیر زا کے
سبب سے مرزا کو سلطنت مین قدم آتا جاتا تھا - اسطرف ہندوستان مین سوا انگریزونکے بنگال مین کوئی
صاحب اقتدار اور حشم مرزا سے زیادہ نہ تھا - جاٹونکے پاس صرف تین قلعے رہگئے تھے - آگرہ مین جو
صوبہ مقرر کیا تھا اوسکے پاس سوا ایرانی اور مغلون کے سوا عمدہ برگزیدہ پیادون تھے جنکا افسر سمرو اور
میڈک تھے مرزا کے دلی فوج ہندوستانیون مین نجف قلی اور محمد بیگ ہمدانی تھے مرزا شفیع بھی ایک

اوسکو اپنا نائب مقرر کرکے بادشاہ پاس بھیجا اور انگریزون نے اوسکے بہت سفارش بادشاہ سے کی کیونکہ وہ ایک ایسا سردار تھا جو انگریزون کے دشمنون کا یعنے مرہٹون اور رہیلیون دونون کا دشمن تھا اسلئے وہ بھی اوسکا بادشاہ پاس رہنا چاہتے تھے غرض ان سفارشون کے زور اور کچھہ اپنی سپاہ اور جوانمردی کے بل سے وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوا ضابطہ خان جاٹون پاس چلا گیا حسام الدولہ قید ہوا۔ اور سارا روپیہ جو ناجائز طور سے کہا گیا تھا وہ پندرہ لاکھہ روپیہ کے قریب اگلوایا گیا۔ اسی شاہ عالم کا انتظام سمجھہ لینا چاہیئے کہ ایک نوکر جو دو برس نوکر رہا تھا پندرہ لاکھہ کہا گیا۔ اوسکی جگہ عبدالاحد خان مدارالمہام مقرر ہوا منظور علی خان ناظر ہوا عبدالاحد خان کشمیری کا حال پہلے لکھہ چکے ہین منظور علیخان بھی سنگدل دغاباز نمک حرام تھا +

مرزا کا مدت سے ارادہ جاٹون سے لڑنیکا تھا۔ مگر وہ ۱۷۷۳ء اپنی روہیل کھنڈ کی مہمات مین مصروف رہا اوسنے اکبر آباد کا قلعہ جاٹون سے لیکر محمد بیگ ہمدانی کے سپرد کر دیا جاٹون کے راجہ رنجیت سنگہ کو اس کا بڑا داغ تھا۔ اوسنے دارالسلطنت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور دس ہزار سوار لیکر سکندر آباد مین پہونچا دلی مین اوسوقت سپاہ پانچہزار سوار اور دو پلٹنین سپاہیون کی تھین وہ ان جاٹون کے نکال دینے کے واسطے کافی ہوئین۔ مگر رنجیت سنگہ شمرو کو ساتھہ لیکر آیا۔ اوسوقت مرزا روہیل کھنڈ سے آگیا تھا ۱۷۷۴ء کے برسات بعد وہ اونسے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ ہر یانہ سے ایک سردار نجف قلی خان دس ہزار سپاہ لیکر آگیا تھا۔ یہ سردار بڑا عمدہ سپاہی تھا۔ اور وہ بڑا وفادار اور خیرخواہ اپنے آقا کا تھا وہ ذات کا راٹھور رجپوت بیکانیر کا رہنے والا تھا۔ پہلے محمد قلی خان کے باپ کے پاس رہتا تھا مرزا کے کہنے سے مسلمان ہوگیا تھا۔ اس زمانہ میں سیف الدولہ خطاب ہوگیا تھا۔ اور جو بیس لاکھہ روپیہ کے ملک سب صوبہ تہا۔ جب مرزا اس بڑی لڑائی کے لئے روانہ ہوا تو عبدالاحد خان مجدالدولہ کی بن آئی جہانتک ہو سکا مرزا کی طرف شاہ کے کان بہرے۔ اور بہت سے منصوبے اوسکے بگاڑنے کے سوچے اور یقینی وہ بڑا فساد کہڑا کرتا۔ مگر اوسوقت آصف الدولہ نیا وزیر اپنے باپ کی جگہ ہوا تہا۔ اسکا عمل لطافت خان پانچہزار سپاہ سے بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے حاضر تھا۔ اس لشکر نے عبدالاحد خان کی بدعہدیانتی سے دلی کو بچا لیا۔ اب جاٹ سے ہوڈل مین تھی۔ یہان سے اونکو مرزا نے نکال دیا تو وہ

جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان +

تنخواہ مین دیا گیا۔ اس بدمعاش کو بہی اپنی بدکاریون کا پورا انعام مل گیا اور وعدہ اوسکی امداد سے ہو گئی جو اوسکے ملک کے اچھے اچھے امیرون کی نہ تھی۔

ایسے مرزا نجف خان کو پہر دلی مین لڑائیان لڑنیکے لئے آنا پڑا سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو ۱۱۸۵ھ مین شکست دیکر مار ڈالا جب یہ خبر بادشاہ پاس آئی تو عبد الاحد خان نے یہ سمجھکر کہ مین سکھونکو شکست دیکر اور پہر اونکو بلاکر مرزا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاؤن گا اس مہم کا بیڑا اوٹھایا اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو یا مرزا فرخندہ بخت کو یا مرزا اکبر کو ان بیٹیون مین سے کسی شاہزادہ کو ساتھ لیکے خیمہ باہر کھڑا کیا لوٹ اور صلاح عام خلائق کے ازدحام نوکر رکھنے کے لیئے کی چونکہ اوسمین شاہزادہ کا بھی حکم تھا اسلیئے اوسکے ساتھ لشکر کا ہجوم ہو گیا اور بہت سے سپاہی اور افسر بہی جمع ہو گئے ایسے زمانہ مین نوکری کہان ملتی تہی اور مرزا نجف خان کے لشکر کا بھی ایک حصہ اوسکے ہمراہ گیا غرض جب عبد الاحد خان پاس بیس ہزار آدمیونکا لشکر ہو گیا اور ایک توپخانہ ساتھ تھا۔ کرنال مین سکھون کے قریب پہنچا لڑائی سے پہلے صلح چاہی اور سکھون سے کہا کہ تم ہمین لاکھ روپیہ بالفعل دو اور آیندہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرو غرض سکھون کے لشکر کو اپنے ساتھ ملاکر وہ شمال کی طرف چلا مگر امیر سنگہ جات نے پٹیالہ مین اوسے روکا عبد الاحد خان نے پھر صلح کا پیغام دیا اب کیا تو وہ اس پیغام سے اس کشمیری کی جرات اور ہمت کو سمجھ گیا۔ یا یہ کشمیریون کے قول و فعل کو معتبر نہ سمجھتا تھا کیونکہ اس بیوفا ملک مین بھی کشمیری بیوفا مشہور ہین مگر ہندی کشمیری دو شخصی وفا محبت مین اپنا جواب نہین رکھتے جب کشمیری پیچ نہ چلا تو لڑائی کی تیاریان ہوئین سکھونکا لشکر جو بادشاہی لشکر سے ملا تھا وہ بھاگ گیا امیر سنگہ کے پاس لاہور سے ایک اور لشکر امداد کو آ گیا غرض بادشاہ کے لشکر کا سردار عبد الاحد خان نامرد تھا شاہزادہ ناتجربہ کار تھا خفیف سی لڑائی ہوئی تھی کہ عبد الاحد خان تو ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہین دیکھا بیچارے لشکری مارے گئے اور تباہ ہوئے غرض بادشاہی لشکر پر بڑی آفت آئی بہت راہ مین مارے گئے۔ یہ واقعہ ۱۱۹۴ھ کے موسم برسات کا ہے اب یہ فتح پاکر پنجابیونکا یہ حوصلہ ہوا کہ دوآبہ مین لوٹ مار کرنے لگے۔ اور عبد الاحد خان کے درخت امید مین کوئی پہل نہیں لگا ساری کلیان جھڑ گئین +

عبد الاحد خان کی سازش اور سکھون سے لڑائی +

رتبہ میر اوسکا بڑا رفیق تھا۔ بادشاہ اسوقت قلعہ معلی مین عیش و عشرت مین مصروف تھا نجف خان
کے اقتدار پر اگر کسی کو حسد تھا تو عبدالاحد خان کشمیری اور اور نامرد امیرون کو تھا۔ قاعدہ ہے مرد اور نامرد
مین محبت نہین ہو سکتی۔ رہیلون کی ریاستین برباد ہو گئی تھین اسلئے مرزا کے گرد رہیلون کا بھی
جمگھٹ کا جمگھٹ رہتا تھا۔ مگر عبدالاحد خان نے مخفی مخفی ضابطہ خان کو بہکا کر باغی کر دیا۔ مرزا نے
بھی اوسکی گوشمالی واجب جانی اور اوسکے لشکر کو تباہ کر دیا۔ ضابطہ خان کو کچھہ مرہٹون اور جاٹون سے
اعانت کی امید ہی نہ تھی اسلئے ابکی دفعہ اوسنے سکھون کا دامن پکڑا۔ اِن دنون مین سرہند کے اندر
پٹیالہ اور جیند مین سکھون کا بڑا زور شور ہو رہا تھا۔ ضابطہ خان سکھون سے ایسا مل جل گیا کہ اوسکے
سکھ ہونیکا شہرہ ہو گیا۔ یہ سارے سکھ اوسنے غوث گڈہ کے قلعہ مین جمع کئے۔ نجف خان امیرالامرا
نے جاکر خود قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سکھون نے بھی مورچے باندھے۔ غرض ایک مہینہ تک بڑی بڑی لڑائیان
رہین۔ ایک دفعہ ضابطہ خان خود پیغام صلح لیکر مرزا پاس آیا مگر صلح اپنی مرضی کے موافق نہین دیکھی
اسلئے اولٹا چلا گیا۔ پھر سکھون اور رہیلون کو ساتھہ لیکر سخت کڑی لڑائی لڑا۔ ابدالی اور مرہٹون کی لڑائی
جو پانی پت مین ہوئی تھی اوسکے بعد یہ سخت لڑائی ہوئی۔ سارے دن ہنگامہ کارزار گرم رہا دونو طرف کے
مردون نے مردانگی اور مردی دکھائی۔ جب شام ہوئی تو سکھہ اپنے گھرونکو چلے گئے۔ ضابطہ خان اپنے
قلعہ غوث گڈہ مین چلا آیا دوسرے روز صلح کا امیدوار اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا۔ مرزا نے قصور
معاف کر دئے۔ تھوڑے دنون وہ اونکی خدمت مین رہا۔ اور رشتہ مندی اونمین اپسمین ہو گئی کہ
ضابطہ خان کی بہن خود امیرالامرا سے اور اوسکی بیٹی نجف قلی خان سے بیاہی گئین اور اوس وسیلہ سے
سہارنپور کی فوجداری پھر اوسکو مل گئی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہو گیا۔ امیرالامرا
دوبارہ آگرہ مین گیا اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوسسے عہد و پیمان کرنے چاہے
مگر اوسنے شمرو کے حوالہ کرنیسے انکار کیا۔ اسلئے عہد و پیمان نہوئے۔ اسوقت اودہ مین آصف الدولہ
بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا۔ سرہند مین ملا احمد داد فوجدار مقرر ہوا۔ نجف قلی خان بھی اوس ملک کا
صوبہ تھا جو سرہند کی سرحد سے راجپوتانہ تک پھیلتا تھا۔ شمرو کو وہ ملک دیا گیا جو ضابطہ خان کے
ملک کے پاس تہا اسلئے اوسکا مستقر مقام سردہنہ مقرر ہوا۔ یہ ملک چھ لاکھہ روپیہ کی آمدنی کا اوسکو لشکر کی

بیاہ بہت تھی۔ ان دونو سببون سے اونکا دعوی قوی معلوم ہوتا تھا مگر مرزا نجف خان کی بہن کی
ہمت نے آخر امیر الامرائی کا خلعت افراسیاب خان کو بادشاہ سے بوساطت مرزا جوان بخت کے دلا دیا مگر اوسکے
ساتھ ہی ایک چٹھی مرزا شفیع کو بھی بھیجا گیا کہ جلدی آؤ۔ نواب افراسیاب خان نے اول کام یہ کیا کہ
نواب عبد الاحد خان کو قیدخانہ سے رہا کرایا پھر وہ بادشاہ کے منہ چڑھا۔ اب مرزا شفیع دہلی مین آیا۔ اور
نجف خان کے گھر مین اترا۔ اوسکی بہن سے اپنی بیٹی کی شادی کرنیکا وعدہ اوسنے کیا غرض کچھ معاملہ ایسا ہوا
کہ افراسیاب خان استعفا دیکر باہر چلا گیا۔ اور اپنے معاملہ کا فیصلہ عبد الاحد خان اور نجف قلی خان کو
سونپ گیا مرزا محمد شفیع ان دونون کی گھرونکے گرد پھرا۔ اور عبد الاحد خان کو قید کیا اور نجف قلی خان
کو اپنی خالہ کے گھر مین گھیر کر اپنی آنکھونکے سامنے رکھا شاہزادہ جوان بخت پاس بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا
سے عہد و پیمان کرلو۔ غرض وہ امیر الامرا مقرر ہو گیا۔ اس عہدہ کی تمنا مدت سے تھی۔ مگر حریف اوس کا
اسوقت یہان سے غائب تھا۔ مسٹر پولی جو سمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا۔ دوسرا لطیف خان جو
نواب وزیر کا نائب لشکر کے ساتھ دلی مین بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے رہتا تھا۔ دونو اوسکی
حمایت کے لئے کھڑے ہوئے چند روز مین مرزا شفیع کے پاس سے لشکر بھاگ گیا۔ بادشاہ خود لشکر لیکر جامع مسجد تک
گیا کہ مرزا شفیع کوسی ضلع متھرا مین بھاگ گیا پھر عبد الاحد خان قید خانہ سے رہا ہوا جب وقت یہ سارے
سانگ سلطنت کے بگڑنے کے دلی مین ہو رہے تھے مرہٹے بھی چیل کی طرح تاک لگائے بیٹھے تھے جب
انگریزون کو یہ معلوم ہوا تو انھون نے بھی اس خوف سے کہ کہیں مرہٹے بازی نہ لیجائین بادشاہ کے پاس
اپنے دو افسر ایلچی بنا کر بھیجے۔ پہلے اس سے کہ یہ ایلچی دار السلطنت مین پہنچے وہان اور ہی گل کھلے
مرزا شفیع مرزا محمد ہمدانی کو جو آگرہ مین صوبہ تھا ساتھ لیکر آیا۔ اور اوسنے بادشاہ کی خدمت مین یہ
درخواست بھیجی کہ ہمارے پیارے متوسل لطف خان اور مسٹر پولی کو ہمارے پاس صلح کی تمام شرائط ٹھہرانے
کا اختیار دیکے بھیجدو۔ یہ درخواست منظور ہوئی اور یہ دونو گئے ہرچند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ
کمبختون کیا کرتے ہو یہان سرکشون پر لشکر کشی کرنی چاہیئے مگر اسوقت سب کی عقل کے کان بہرے
ہو گئے تھے یہ دونو ایلچی بنکر وہان گئے اور دونو مارے گئے پھر محمد بیگ اور مرزا شفیع مین آپسمین جھگڑا شروع ہوا
اب اسوقت بادشاہ بھی طرفدار تھا مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلاکر اوسکو بھی راضی کر دیا

۱۷۷۹ء میں نجف خان آگرہ میں آیا کچھ لڑائیاں اُن رجپوتوں سے ہوتی رہیں جنہوں نے عبدالاحد خان کے بہکانے سے سرکشی اختیار کی تھی لیکن بادشاہ نے اوسکو تاکید کرکے بلایا۔ وہ وہاں سے آیا جب شاہجہان آباد کے قریب عبدالاحد خان اور شاہزادہ ملا تو اوسنے فوراً اوس کشمیری کو پکڑ لیا اوسکی فرودگاہ میں قید کر دیا اور دہلی میں جاکر اوسکا سارا گھر بار ضبط کر لیا بیس لاکھ روپیہ کا سرمایہ کل نکلا وہ خزانہ شاہی میں داخل ہوا یہ اس مرزا ہی کی ایمانداری تھی کہ اوسکے اسباب منضبطہ میں سے سوا چند کتابوں اور دواؤں کے اوسنے کچھ اپنے پاس نہیں رکھا عبدالاحد خان کی حرکات بھی عجیب و غریب تھیں اوسکو کھانیکا اور دوائیوں کا بڑا شوق تھا ہمیشہ وہ کشمیر کے جانور کھاتا تھا۔ اور جانور کو دیکھہ کر بتا دیتا تھا کہ وہ کشمیر کے ہیں یا نہیں مرزا نے اس کام کو تمام کرکے مرزا شفیع کے ماتحت لشکر سکھوں کی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا میرٹھ سے قریب ایک لڑائی ہوئی مغلوں کی بہادری اور قواعد کے سامنے سکھوں کی کچھہ نہ چلی۔ اونکا سردار مارا گیا پانچ ہزار سکھہ قتل ہوئے اور اس ملک سے بالکل نکل گئے +

۴ مئی ۱۷۷۸ء کو آگرہ میں شمرو مر گیا اوسکی قبر پر انگریزی میں یہی تاریخ لکھی ہے یہ بڑا سفاک بے رحم بے وفا بے ایمان تھا جو لشکر اوسکا تھا اوسکی سردار اوسکی بیگم ہوئی۔ یہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسی کسبی کے پیٹ سے تھی وہ کوتانہ میں رہتی تھی ۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئی تھی جب باپ مر گیا تو سوتیلے بھائی کے ہاتھہ سے عاجز ہوکر وہ اور اوسکی ماں ۱۷۶۷ء میں دہلی میں جا رہے کچھہ دنوں اوسکی شمرو سے آشنائی رہی۔ پھر اوس سے شادی ہو گئی شمرو کا بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا مگر مرزا نجف نے شمرو کی بیگم ہی کو لائق سمجھہ کے ریاست عنایت کی ۱۷۸۱ء میں اس بیگم نے معلوم نہیں کس سبب سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ جوہانا اوسکا عیسائی نام رکھا گیا۔

۲۶ اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف نے بھی انتقال کیا بیالیس برس وہ ہندوستان میں رہا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں یہاں آیا تھا۔ ساٹھہ برس کے قریب اوسکی عمر تھی۔ ماں کی طرف سے سید تھا باپ کی طرف سے صفوی تھا۔ جہانتک بن سکا اوسنے اپنی نیک نیتی اور ایمانداری سے سلطنت کے بحال کرنے میں کوشش کی جو اسکا نتیجہ ہوا وہ تم نے پڑھہ ہی لیا ہے۔ اب اوسکے جاہ و منصب کے دو مدعی کھڑے ہوئے۔ ایک افراسیاب خان جسکو اوسنے اور اوسکی بہن نے بیٹے کی طرح پالا پوسا تھا۔ دوسرا مرزا شفیع اوسکا قریب کا رشتہ دار تھا اوسکو پالا

اور جو کام کیا اوس سے عاقل ہونا اوسکا ظاہر ہوا +

اب محمد بیگ نے وزیر افراسیاب خان کو بھی تکلیف پہنچانی شروع کی اسلیئے وزیر نے
بھی مادہوجی سیندھیا کی طرف رخ کیا - بادشاہ بھی ایسا اپنے اہلکارون کے ہاتھون سے تنگ آگیا تھا
کہ اوسنے بھی یہ چاہا کہ مین اپنے تئین بالکل سیندھیا کے حوالہ کرون چنانچہ بادشاہ دلی سے آگرہ
کی طرف چلا اور سیندھیا آگرہ کی طرف اس نظر سے آیا کہ دونو ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین
مجدالدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانیسے منع کیا - اوسپر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکا گھربار ضبط
ہوگیا اور قیدخانہ مین بھیجا گیا جہان ۱۷۸۳ء مین وہ مرگیا - اب سیندھیا کی افراسیاب خان سے
ملاقات ہوئی - دونونے ملکر ارادہ کیا کہ محمد بیگ پر حملہ کرین مگر تیسرے روز ۲ نوامبر ۱۷۸۴ء کو
مرزا محمد شفیع کے بھائی زین العابدین نے افراسیاب خان کو مار ڈالا - لوگ کہتے ہین کہ یہ قتل سیندھیا کی
شرارت سے ہوا اسلیئے کہ قاتل مارتے ہی اوس پاس چلا گیا - کوئی کہتا ہی کہ اوسنے اپنے بھائی کے قتل کا
عوض لیا - راجہ ہمت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سیندھیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم سازگاری
ہو گئی - اب والی اودھ تو وزیر تھا پیشوا امیرالامرا مقرر ہوا اور مادہوجی سیندھیا نائب امیرالامرا
آگرہ اور دلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوئے اور ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا - پینسٹھ (۶۵) ہزار روپیہ
ماہوار بادشاہ کے خاص اخراجات کیواسطے اوسنے مقرر کر دیا - انگریزونے جو شرقی صوبون کا خراج
لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کر دیا - ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا محمد بیگ کے پاس سے سپاہ
بھاگ گئی - وہ بھی سیندھیا کے پاس چلا آیا - آگرہ کا قلعہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو سیندھیا کے حوالہ کیا گیا - اب
مغلون کے پاس سوا علی گڈھ کے قلعہ کے کچھ نہ رہا - افراسیاب خان کی بی بی بال بچون پاس وہ تھا
جب سیندھیا نے اونکو بندوق توپ کا خوف دکھایا تو اونھون نے خوف کے مارے قلعہ اور مال اسباب
سب اوسکے حوالہ کیا - سیندھیا نے ڈیڑہ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کا مقرر کرکے قلعہ بھی لیلیا
اور اوسکا اسباب بھی کروڑ روپیہ کا ضبط کر لیا - ترکون کی ترکی تمام ہوئی سب سردار سیندھیا کے
مطیع تھے - اور بادشاہ لال قلعہ مین ایک معزز قیدی تھا معلوم نہین کہ ان لڑائی جھگڑون سے رعایا پر
کیا گذری ہوگی اوسکو تو کسی مورخ نے لکھا نہین مگر سمبت ۴۰ مین چالیسا قحط غضب تھا

مادہوجی سیندھیا کا دلی پر قابض ہونا +

اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلادیا اور عبدالاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا۔ اسوقت شاہ عالم پر
غم الم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی کچھہ نہ سوجھتا تھا کہ کیا کرے۔ اوسکے سارے نمک حلال نوکر بیمن الخیر اور
اور پریشان تھی کہ دیکھیے آگے کیا ہوتا ہی شاہ عالم کو اس زمانے کی بدنی مصیبتو میں انگریزون کے سوا کوئی دستگیر
نظر نہ آتا تھا۔ سب خواہ اوسکے کہتی تھی کہ ہماری ان مصیبتون کو خدا ٹالے یا انگریز۔ اب ۲۲ ستمبر ۱۷۸۲ء کو
مرزا شفیع جو آگرہ سی آیا تو اوسکو قلعہ کے اندر جانیکی ممانعت ہوگئی شاید افراسیاب خان کو پھر تمنا امیر الامرا
کی ہوئی ہوگی اونسے یہ تحریک کی ہوگی۔ اسوقت پھر مرزا محمد بیگ جاسوس کے طور پر اوس پاس صلح کے
لئے بھیجا ملاقات کی کھلے میدان مین ٹھہری جب دونون ہاتھیون پر سوار برابر آئے تو مرزا
نے بغل گیر ہونیکے لئے ہاتھہ بڑھائے کہ محمد بیگ نے تنیچہ اوسپر چلا کر موت کا ہم آغوش کیا۔ بعض
کہتے ہیں کہ اوسکے بھتیجے اسمعیل بیگ نے جو آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا یہ کام کیا۔ گو یہ کام افراسیاب کی تحریک
سے ہوا۔ اور وہ اب امیر الامرا ہوگیا۔ مگر مرزا جوان بخت کا دل دلی سے بیزار ہوگیا انگریزونکے پاس
جانیکا ارادہ کیا جب وہ سنے سنا کہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ء کو انگریزی گورنر لکھنؤ میں آگیا ہی تو یہ ارادہ کیا کہ
کسی طرح سے مین دلی سے بھاگ کر اس گورنر کے پاس جاؤن اور سارا حال دلی کا سناؤں +

شاہزادہ نے اپنے بھاگنے کے ارادہ کو سوا اپنی حقیقی ماموں کے کسی اور کے آگے نہ بیان کیا۔
ماموں نے اوسکے لیے اوڑنے کیلیے جمنا کی کنارہ پر گھوڑے بٹھائے۔ ۱۴ اپریل بھاگنے کی تاریخ ٹھہری جب
یہ دن آیا تو اوسنے کہہ دیا کہ آج مین بیمار ہون کوئی میرے پاس نہ آئے۔ اپنے مکان مین جا کر بھیس بدلا
اگرچہ رات کو آندھی چل رہی تھی اور اوسکو بخار چڑھا ہوا تھا مگر وہ ارادہ کا ایسا پکا تھا کہ اپنے محل سے
چھتونکو کودتا پھلانگتا فیض نہر کے اندر ہوتا ہوا اوسکی کسی موکھے سے سلیم گڈہ کی فصیل پر پہنچا۔ اور
فصیل پر سے رسی پر اوترا جس شخص نے اوسکو رستہ دریا میں پایاب بتایا وہان پاؤں پانی نکلا
اسپر شاہزادہ کو غصہ تو ایسا آیا تھا کہ گولی سے اوسے اڑا دیتا۔ مگر اس خاندان کی رحم دلی ایسی موقع پر
مشہور ہے وہ غضب کو ضبط کر چکا ہوا اور اپنے تئیں خدا کے حوالہ کیا۔ مگر وہ آدمی اس غصہ کی نگاہ کو
پہچان گیا۔ فوراً پہرہ والے سے جا کر اوسکا حال کہدیا پہرہ والے اوسکے پیچھے آئے مگر وہ اونکے
ہاتھہ کب آتا تھا۔ یہ قیدی سے نکلتے ہی ہوا ہوا۔ اور لکھنؤ مین پہنچا سب بڑے اخلاق اور تپاک سی ملا

مرزا جوان بخت کا دلی سے بھاگ کر انگریزون کے پاس جانا +

جاگیر کا طلب ہوے انھوں نے علانیہ سرکشی اختیار کی +

جب محمد بیگ راگھو گڈھ کو فتح نہ کر سکا تو راجپوتونکو حوصلہ ہوا اور ان سب نے آپسمین اتفاق کیا جسکے سبب سے سیندھیا کے دولت اور قوت دونو مین فرق آگیا اور پونہ کی خط وکتابت کی آمد ورفت بند ہوگئی جیپور کے راجہ نے جودھ پور کے راجہ بجے سنگھ کو بلایا - اور پھر ان دونو نے رانا اودیپور سے اتفاق کیا اور چھوٹے چھوٹے رجپوت راجاؤنکو جمع کیا - یون ایک لاکھ فوج اور چار سو توپین لال سوت مین جمع ہوئیں جو جیپور سے ۴۳ میل مشرق کو ہے اور یہان وہ منتظر تھے کہ بادشاہی فوج اونپر حملہ کرے گی اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرہٹون سے مغل سردار ناراض ہین ضرور اونسے کچھ کام نکلے گا - اب یہان مئی ۱۷۸۷ع کو آخر مین سیندھیا خود سپاہ کو لیکر گیا - امباجی انگلیا - اپو کھانڈے راو - مسٹر ڈی بوائن اور بعض اور مرہٹے سردار ہمراہ تھے - محمد بیگ کا بھتیجا مرزا اسمعیل بیگ ہراول چلا تھا اول اوسی نے تین سو سوارون کی راجپوتون پر حملہ کیا - بہت رجپوت اوسکے آگے سے بھاگ گئے مگر مرہٹون نے اوسکی استعانت نکی اسلیے اوسکے آدھے سوار مارے گئے - وہ الٹا پھر کر چلا آیا دوسرے روز چچا بھی ہاتھی پر چڑھکر بھتیجے کے ساتھ لڑائی مین گیا - اور رجپوتون سے خوب لڑائی ہوئی - انھون نے مرہٹون پر خوب تلوار چلائی - اتنے مین آندھی چلنے لگی رات بھی قریب آئی توپ کی لڑائی شروع ہوئی - اتفاق سے ایک گولہ مرزا محمد بیگ کے داہنے بازو مین آنکر لگا - وہ ہاتھی پر سے گرا - ہاتھی کے آگے چارہ کے واسطے درختون کی ٹہنیان پڑی تھین اونکے گرنے سے اوسکی کنپٹی مین ایسی ضرب آئی کہ فوراً مر گیا - اوسوقت اسمعیل بیگ نے پکار کر کہا کہ اب چچا کی جگہ مین سپاہ کا سردار ہون - اول جون کو تیسری مرتبہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک جاری رہی - کہ اتنے مین چودہ ہزار مغلون کی سپاہ نے سیندھیا کے خیمہ کو گھیر لیا کہ تنخواہ عنایت کیجے - اور راجہ جیپور پاس پیغام بھیجدیا کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمھارے ساتھ ہین - اس راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا - یہ سپاہ اوسنے جا ملی - اور اپنے خیمہ کے تلے روپیہ لیے لیا - اسوقت امن ہوگا - نہ ملک مین مرہٹونکے لشکر مین بڑی مصیبت پڑی گیہون روپیہ کے چار سیر بکتے تھے - روز بروز قحط زیادہ ہوتا جاتا تھا - رجپوت چارون طرف سے رسدونکو لوٹ لیتے تھے - ہاتھیون اور مویشیون کو چرا کر لیجاتے تھے غرض اسوقت سیندھیا نے یہان سے خیمہ اوٹھایا اور الور چلا گیا - اسمعیل بیگ ہزار سوار اور چار پلٹنین اور

رجپوتون کا اتفاق اور لال سوت کی لڑائی -

روپیہ کا آٹھہ سیر اناج بکا سوہ سمنت ۱۸۴۴ مین یعنے ۱۷۸۳ء مین واقع ہوا تہا +

جب ضابطہ خان کا انتقال ہوا تو باون محال مین اوسکا بیٹا غلام قادر باپ کا جانشین ہوا اور اوسکو نجیب الدولہ ہوشیار جنگ کا خطاب ملا۔ یہ افغانون مین اور مغلون مین محمد بیگ ہمدانی بڑے تھے محمد بیگ کو سیندھیا نے راگھوگدھ کی فتح کرنیکے لئے مالوہ مین بھیجدیا تھا یہہ قلعہ نہایت مضبوط کچھواہہ راجپوتون کے پاس تھا +

سارے دوآبہ مین سیندھیا کا عمل دخل ہوگیا تھا اب اوسنے مرزا جوان بخت سے پیغام سلام شروع کئے اور اوسکو دلی مین بلایا۔ مگر نواب اودہ نے انگریزون کی صلاح سے اوسے جانے نہ دیا کیونکہ اگر شاہزادہ وہان چلا جاتا تو مرہٹونکا بیر پورا جم جاتا اور وہ نواب اودہ اور سرکار کمپنی کے حق مین اچھا نہ ہوتا ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاونی قائم کی ۸ مارچ ۱۷۸۴ء مین کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانونکی سلطنت تو نہایت حقیر اور ذلیل ہوگئی ہی ہندؤن سے ہمکو کچھہ خوف نہین ہے۔ اگرچہ بہت آدمیون نے یہ صلاح دی کہ مسلمانونکو تقویت دیکر ہندؤنکی قوت کو مغلوب کرنا چاہئی مگر یہ تدبیر و انتظام اچھا نہین ہی کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہم ایسے کام کرین جو ہندوستانکو ناگوار خاطر ہون او سلطنت جو برسر زوال ہی اور وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن اور رقیب ہی اوسکے حامی مددگار ہون گورنر نے سیندھیا کو یون بھی دہمکا دیا کہ اپنا ایک وکیل پیشوا کی دربار مین بھجوادیا -

اب سیندھیا نے اپنی استقلال حکومت کیلئے اول یہ کام کیا کہ سپاہ کو قواعددان بنایا اور خوب آراستہ کیا اوسکی سپاہ کا نہایت عمدہ فرنگستانی افسر ڈی بواین تھا۔ وسپہ سالار اوسکا اوسکا ہاتھہ تھا انتظام ملکی اوسنے یہ کیا کہ مسلمان امیرزادون کو جاگیرین سپاہ کی عوض مین دی گئی تہین — جب سپاہ کی ضرورت نہ رہی تو پہر ان جاگیرونکا ضبط ہی ہونا چاہئے تھا اب اوسنے محمد بیگ ہمدانی کو بھی راگھوگدہ سے بلالیا اور اوسے کہا کہ اپنی سپاہ کو موقوف کرے یہ باتین سیندھیا کی عالم پسند نہ تہین اور ایک اور حرکت بیہودہ یہ کی کہ راجہ نراین داس کو جو ملک خراج کی آمدنی کا حساب رکھتا تھا موقوف کیا اور اوسکی جگہہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا اور راجہ بہت بہادر جو بہت مجاز اوسکی

غلام قادر اس خیر خواہ بیگم اور اوسکے فرنگستانی افسرون کی سپاہ سے ڈرا۔ اور کوئی امر مغل فسلروس کے
ساتھ بھی نہ ہوا۔ اسلئے وہ حیران و پریشان ہوکر پھر شاہدرہ مین اپنی سپاہ پاس چلا گیا۔ لواب پاسی
گڑھی مین اوبال آیا۔ بادشاہ کو بھی حرارت شاہانہ آگئی۔ اونے نجف قلی خان کو رواڑی سے
حمایت کیلئے بلا لیا۔ اور چھ ہزار سپاہ اپنی ذات خاص کے نوکر رکھے اور اپنے سونے چاندی کے برتن
گلا کر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کر دے۔ نجف قلیخان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور وہ ٢٧ نومبر ١٧٨٨ء کو
قلعہ کے بڑے دروازہ کے سامنے شمرو کی بیگم پاس خیمہ زن ہوا۔ ان دونو کے لشکرون کا سپہ سالار
مرزا اکبر مقرر ہوا جبسے جوان بخت چلا گیا تھا یہی شاہزادہ ولیعہد گنا جاتا تھا۔ اوسکو سات
پارچہ کا خلعت ملا۔ اور راجہ رتن سودی اوسکا نائب مقرر ہوا۔ اور غلام قادر کے لشکر پر گولہ زنی شروع
ہوئی۔ اب اسوقت سیندھیا کا منصوبہ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تھا۔ وہ خود گوالیار مین تھا۔ اوسکا
ایک سردار لکھوا دادا آگرہ مین اسمعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ امباجی کچھ سپاہ لیکر دلی مین آیا جب
تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی اور غلام قادر امیر الامرا ہو گیا۔ اور اوسکے سر پر خود بادشاہ نے
اپنے ہاتھ سے گوشوارہ باندھا۔ اس خلعت کے پانیکے بعد اوسنے علی گڈھ کے قلعہ پر جو سیندھیا نے
چھین لیا تھا حملہ کیا اور لے لیا۔ اور اب وہ آگے اسمعیل بیگ کے لشکر سے جا ملا۔ اور کئی مہینہ تک قلعہ آگرہ
کا محاصرہ کرتا رہا۔ مگر جب مرہٹون پاس دکھن اور جاٹون کی کمک پہنچ گئی تو دونون نے محاصرہ سے
ہاتھ اُٹھایا۔ فتح پور سیکری میں ٢٤ اپریل ١٧٨٨ء کو لڑائی ہوئی۔ مرہٹون کا سردار رانا خان
وہ پانی پت کی لڑائی مین تو پانی بھرتا تھا مگر یہانسے سیندھیا کو بچا کر لے گیا تھا۔ اسلئے وہ اس درجہ
پر پہنچ گیا تھا غرض مسلمان اسوقت خوب لڑے۔ رانا خان رات کو بھرتپور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ
نے پھر آگرہ کا محاصرہ شروع کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر میں یون دوڑ آیا کہ سکھون نے
اوسپر حملہ کر دیا تھا +

١٧٨٨ء کے آخر مین والی جودھپور کا ایک ایلچی آیا۔ اور ایک معقول نذرانہ اور سونے کی کنجی لایا
اور اوسنے یہ عرض حال کیا کہ بجے سنگھ نے یہ کنجی بھیجی ہے کہ حضور سپاہ لیکر تشریف لائین اور اجمیر
کے ملک پر قابض ہو جائین پرتاب سنگھ راجہ جے پور کی بھی یہی تمنا تھی۔ بادشاہ نے برخلاف

جتھہ توپین لیکر آگرہ کو روانہ ہوا ۔ اب جب سیندھیا نے یہ حال دیکھا تو اوسنے رنجیت سنگہ جاٹ سے بہت سی خوشامد کر کے استعانت چاہی اور اوسے کمک لیکر پھر لڑنیکے لئے روانہ ہوا ۔ اور قلعہ آگرہ مین سپاہ کو متعین کیا اور لکھوا دادا کو قلعہ دار بنایا ۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بہ تاکید لکھا ۔ اسمعیل بیگ بھی خالی نہ بیٹھا ۔ اول اوسنے راجپوتون کو بلانا چاہا ۔ اگرچہ ان دونون کا اتفاق ہوجاتا تو مرہٹون کا اثر پھر اوٹھہ جاتا ۔ اور نجف خان کا زمانۂ اقبال آجاتا ۔ مگر اس مغرور قوم نے اپنی کاہلی سے اوسکا ساتھ نہ دیا ۔ اب یہ کچھہ نصیب ہو ہی رہا تھا کہ ایک تازہ گل یہ کھلا کہ غلام قادر غوث گڈہ سے آیا ۔ اور اوسنے مسلمانون کے معاملات مین تازہ جان ڈالنے کا اور آپ فائدہ اوٹھانیکا قصد کیا ۔ شاہ عالم کے پیغام سلام راجپوتون سے چپکے چپکے ہو رہے تھے اونہون نے اب تک اونکی شکست اسباب کی کو دیدی تھی ۔ سیندھیا نے آخر لاچار ہو کر اس لڑائی سے ہاتھہ اوٹھایا اور گوالیار چلا گیا ۔ اور اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع کیا ۔

۱۷۸۸ء مین جب برسات ختم ہونیکو آئی تو غلام قادر نے دلی کے قریب شاہدرہ مین خیمے اسسبب ڈالے کہ اپنے باپ کا جاہ و منصب حاصل کرے ۔ اوسکا بڑا رفیق شفیق مددگار صلاح کار منظور علیخان ناظر تھا ۔ اس ناظر کو یہ منظور نظر تھا کہ نوجوان پٹھان کو دربار مین داخل کر کے انتظام ملکی مین ایسا دخل دلادے کہ کچھہ مسلمان بھرین کچھہ ہندو ۔ دیبی سیندھیا کا داماد اسوقت دیس مکھہ دلی کا تھا ۔ اور شاہ نظام الدین یعنی شاہ جی ناظم تھے ان دونو سردارونے دریا کی طرف غلام قادر کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی ۔ اوسنے بھی گولون کو چھینٹے مارنے شروع کئے ۔ اور کئی مکان قلعہ کے گولون سے توڑ ڈالے ۔ پھر یہ سپاہیانہ پیچ کھیلا کہ شہر کے مغلونکی سپاہ سے سازش کی اور اونکے وسیلہ شہر کے اندر داخل ہوا ۔ اور بادشاہی فوج اور افسر بھاگ کر بلبھ گڈہ کے قلعہ مین چلے گئے ۔ اپنا سارا گھر بار مال اسباب دشمن کے بس مین چھوڑ گئے ۔ اب منظور علیخان کی صلاح سے دیوان خاص مین جا کر اوسنے پانچ اشرفیان بادشاہ کی نذر کین اور اپنے باپ دادا کی حسن خدمات کا اظہار کر کے امیر الامرائی کی درخواست کی ۔ اور آئندہ جان نثاری خدمت گزاری کا وعدہ کیا ۔ جب دو تین روز اس گفتگو مین گذر گئے تو ایسا مضطر و بیتاب ہوا کہ وہ بادشاہ کے حکم کا منتظر نہ رہا ۔ کچھہ سوارون کو ساتھہ لے قلعہ کے اندر وہان مقیم ہوا جہان امیر الامرا رہا کرتے تھے ۔ اسی اثنا مین شمرو کی بیگم جو سکھون سے لڑنے گئی ہوئی تھی پانی پت سے جلدی کر کے قلعہ مین آگئی ساتھ

ہماری شاہانہ حکومت موروثی کو بحال کرین۔اس اثنا مین دور دور اطراف سے فتور بڑھتا گیا مرہٹہ سیندھیا پٹیل جو شریرون کا سرغنہ ہے اوسنے سرکشون کو بادشاہ سے دس گنا زیادہ سرکش کردیا ہے۔ہرچند بادشاہ نے نصایح ہوش افزا اوسکو ارشاد کین کہ وہ کافہ برایا کی تالیف قلوب مین اور عامہ رعایا کی حفاظت مین اور ممالک محروسہ کی آبادی میں ساعی ہو مگر اوسنے کچھہ نہین سنا۔اور ہر شخص سے اوسنے مخاصمت کی یہان تک کہ جیپور کے راجہ پرتاپ سنگہ سوائی اور جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگہ نے جو قدیم سے دولت عظمی کے ارکین مین سے ہین اور خاندان شاہی سے رشتہ مواصلت رکھتے ہین اوسکو شکست دی اور الامرائی کے درجے سے گرا کر ذلیل کیا۔ان انقلابات تازہ مین سرکشون کی بغاوت اندازہ سے زیادہ بڑہ گئی۔ضابطہ خان کے بیٹے غلام قادر خان نے جسکی ساری زندگی سلطنت کے استیصال کی تدبیرون مین گذری علم بغاوت بلند کیا۔اسکی دیکھا دیکھی اورون کو بھی بغاوت پر جرات ہوئی اور محل شاہی تک اس بغاوت نے سرایت کی۔میرے باپ نے اس آگ کے بجھانے کے لئے اپنے خاص شفقے مجھے اور برادر عزیز نواب وزیر و صاحبان انگریز اور گورنر جنرل کورن والس کو بھیجے کہ آن کر میری مدد کرین۔مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی درخواست پر گورنر جنرل کو یا وزیر سلطنت کو آپ نے حکم نہین بھیجا کہ وہ ہماری امداد کرین اسلئے وہ امداد مطلوبہ کرنے سے باز رہے اگر اسوقت وہ اورنگ آرائے جہان و کشور کشائے دوران ہمارے اولیائے دولت کے نشے کے لئے گورنر جنرل کو حکم محکم بھیجے تو مردمی اور مروت سے بعید نہین ہوگا کہ خاندان تیموری کی اعانت کرینگے اور اوسکو اپنی اصلی حالت پر لائینگے سرکشون اور متمردون کو خاک مین ملائے گا اور اسطرح خلق خدا کو آرام ملے گا۔رفاہ عباد اور امن امان بلاد سے آپکی روزگار مین نیک نامی پھیلے گی۔

یہ خط اسکے پہلے کہ شاہزادہ لکھنؤ سے دہلی کو روانہ ہوا تھا ۱۷۸۶ء کے شروع مین لکھا گیا تھا مگر تحقیق کرنے سے یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ انگلستان روانہ ہوا۔اس شاہزادہ نے اسمعیل بیگ کی استعانت سے ہرچند چاہا کہ قلعہ آگرہ کو فتح کرے مگر اس کام مین کامیاب نہوا۔اسلئے پھر

عقل کے یہ کام کیا کہ وہ ۵ جنوری ۱۷۸۸ء کو بہت سے شاہزادے اور شاہزادیون کو ہمراہ لیکر روانہ
ہوا۔ بادشاہ نے سیندھیا سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لین اوسکی خدمات کا کچھہ خیال نہ کیا
اسوقت جو بادشاہ کے ساتھہ لشکر تھا اوسکی تفصیل یہ ہے چھبیون کی پلٹن و لال کرتی قواعد فرنگستانی
جاننے والی مغلون کے دستے سوارون کے دو سو فرنگستانی گولہ انداز تین پلٹنین شمرو کی قواعد
سکھائی ہوئی اس سپاہ کے افسر شمرو کی بیگم تھی۔ اثناء راہ مین مٹ بھیڑ نجف قلی خان سے ہوئی جو
باغی اس سبب سے ہوگیا کہ اوسکے علاقہ مین مراد بیگ کو کسی خدمت پر مقرر کیا تھا وہ اسسے ناراض
ہوا اور اوسکو راوڑی مین قید کر لیا غرض وہ اسوقت گوکل گڈہ مین محصور کیا گیا۔ اپریل ۱۷۸۸ء کو او
سخت مقابلہ کیا اور بادشاہ کے خیمون تک حملہ کرتا ہوا آیا مگر یہان شمرو کی بیگم اور طامس صاحب نے
ایسی سرگرمی سے اوسپر حملہ کیا کہ لشکر شاہی کی عزت رہ گئی۔ پھر منظور علیخان کی سفارش اور شمرو کی
بیگم کی شفاعت سے اوسکے قصور معاف ہوگئے غرض یہہ مہم ختم ہوئی سیندھیا کے خوف سے
اور راجپوتون کے قول فعل نہ معتبر ہونیکے سبب سے ۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء کو بادشاہ اولٹا دلی مین چلا آیا
شمرو کی بیگم سردہنہ گئی۔ اوسکو بادشاہ نے زیب النسا کا خطاب دیا +

اس شہزادہ کے چلے جانیکے بعد اکبر شاہ ولیعہد شمار ہوتا تھا اب پیر جوان بخت نے ولیعہدی
کے واسطے یہ آخر کوشش کی کہ کچھہ سپاہ نواب وزیر اودہ سے لیکر دلی مین آیا۔ اوسنے ایک خط جارج سوم
شاہ انگلستان کو جسکی پیشانی اور خلاصہ مضمون ذیل کی طرح ہے خط لکھا جسکی پیشانی یہ تھی

نامۂ جناب معلی رکاب صاحب عالم مرزا جہاندار شاہ بہادر برائے گیتی آرا ممالک فرنگ

اول حمد و نعت لکھی ہے پھر لمبا چوڑا القاب ہے۔ اسکے بعد یہ لکھا ہے کہ شاہ انگلینڈ پر واضح ہو کہ
اس نیاز مند نے اس سے پہلے بتفصیل مشروحاً ممالک ہندوستان کے ارکین کی اختلاف آرائی
اور امرا کے درشت مفسدانہ کامون کو اپنے باپ کے ارشاد سے گورنر جنرل بہادر
مسٹر ہسٹنگس کی خدمت مین لکھہ کر درخواست کی ہے کہ وہ خاندان شاہی کی امداد کرین
اس امداد کی توقع مین چار سال تک صاحبان انگریز اور برادر عزیز نواب وزیر کے ساتھہ مین
متوقف رہا اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے امداد کی استدعا مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا کہ وہ

مرزا جوان بخت [illegible] بنارس مین [illegible] +

اسمعیل بیگ و غلام قادر کو خلعت دئے۔ الحاصل غلام بیگ امیر الامرا ہوا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدہ سے
موقوف ہوا۔ اسمعیل بیگ ساری سپاہ کا سپہ سالار ہوا۔ غلام قادر نے بادشاہ سے ملکر عرض کیا کہ
اب سپاہ کا ارادہ ہے کہ متھرا مین جاکر مرہٹون سے لڑین اور اوسکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دین
اور اہلکاران شاہی نے بھی اس قصد کی تائید کی۔ مگر سیتل داس خزانچی نے کہا کہ بادشاہی خزانہ
مین روپیہ اس خرچ کے لئے نہین ہے +

غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھین نکالنا۔

خزانچی کی یہ بات سنکر غلام قادر غصے کے مارے آگ ہوگیا اور منہ سے جھاگ نکلنے لگے کہین بادشاہ نے
ایک خط سیندہیا کو لکھا تھا کہ امداد کے واسطے آؤ۔ وہ غلام قادر کے ہاتھہ لگ گیا تھا۔ اسوقت اوسنے یہ خط بادشاہ
کے آگے ڈالا اور اوسکو اور اوسکے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو۔ اونہون نے حکم کی اطاعت کی اس کمبخت
موذی نے بادشاہ کو قید مین ڈالدیا۔ اور سلیم گڈہ مین سے کسی مرزا کو بلاکر بادشاہ کے تخت پر
بٹھادیا اور بیدار بخت اوسکا لقب رکھا اور سب امیرون سے اوسکو بادشاہ منوایا تین روز بادشاہ پر
بے دانہ و آب گذرے۔ اب غلام قادر نے انتظام کے ساتھہ قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ برابر کا دعویدار اوسکا
مرزا اسمعیل بیگ تھا اوسے یہ کہکر ٹالدیا کہ اپنے لشکر مین چلے جاؤ۔ وہ چلا تو گیا مگر بہت جلد اوسکو
اپنی حماقت یہ معلوم ہوئی کہ بغیر لئے دئے چلا آیا۔ ایک آدمی غلام قادر پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یار شرکت
حصہ یاد رہے سارے شہر کے دولتمند اور معزز اہلکارونکو بلاکر کہہ دیا کہ ہوشیار رہو اور اپنی
حفاظت کا بندوبست کرو اور اپنے سپاہیون اور نائبون کو حکم دیدیا کہ اگر پہلے لوٹیں تو
تم بھی لوٹو۔ غلام قادر نے اول اپنے نئے بادشاہ سے کہا کہ تمام بیگمات سے جواہرات لے لو۔ اونسے
لے لئے جب اوسکا بھی پیٹ نہ بھرا تو شاہ عالم پر دولت بتانے کے لئے غضب توڑنا شروع کیا
اوسے یقین تھا کہ اس بوڑھے کو سارے خزانے دفینے معلوم ہونگے۔ اب کوئی ظلم و ستم باقی نہ رہا
جو اس ظالم نے اس ضعیف پیرانہ سال بادشاہ اور اوسکی اولاد پر نہین کیا۔ اوسکو بیدار بخت کے
ہاتھون سے پٹوایا۔ اور طرح طرح کی جسمانی تکلیفیں دین۔ ۳۰ جولائی کو بیگمون کے بدن پر مار مار کر
نیل جما دئے۔ اونکے گلابی گال طمانچے تھپیڑونکے لال کردئے۔ اونکی دردناک آہ و نالہ سے
سارا محل تھرا تا تھا مگر اس کمبخت کے دل مین ذرا رحم نہ آتا تھا۔ اسمعیل بیگ سے ذرا کنی دبتی تھی اوس پاس

انگریزون پاس بنارس مین چلا گیا اور وہین ۱۷۸۸ء مین مرگیا - اس شاہزادہ کا نام
جہاندار شاہ مشہور ہے +

رجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین - پہر لکھوا اوا کی حمایت کے واسطے سیندھیا
آگرہ کے قلعہ مین گیا - یہان اسمعیل بیگ نے مقابلہ کیا اور غلام قادر بھی اپنی جاگیر سے اوس کی کمک کے
واسطے آیا - مگر اوسے نہ مل سکا لڑائی مین اسمعیل بیگ زخمی ہوا - پہر فیروز آباد مین ڈبونسی ایک لڑائی
ہوئی جسمین آگرہ کا قلعہ مسلمانونکے ہاتھ لگ گیا - اب غلام قادر پہر دلی مین آیا اور شاہدرہ مین اترا - اور
منظور علیخان کی معرفت اپنی خیر خواہی کا اظہار شروع کیا - اوسکا اور اسمعیل بیگ کا یہ مطلب تہا کہ کسیطرح سے
سلطنت کو مرہٹونکے ہاتھ سے بچائین - اسلیے مسلمانون نے آپسمین اتفاق کرنا شروع کیا - اور یہان لشکر کا
جماؤ ہوا مگر جولائی کا مہینہ تھا - کھانے پینے کی تنگی کچھ ایسی ہوئی کہ یہ مسلمانون کی جمعیت پریشان ہوگئی
سیندھیا کا لشکر قلعہ مین بدستور جاری رہا - اب شاہدرہ سے غلام قادر کے لشکر نے قلعہ پر گولہ زنی شروع
کی شاہ عالم نے سیندھیا کو اپنی اعانت کے لئے بلایا - اسوقت اس نائب امیر الامرا کا کام تھا کہ بادشاہ کی
اعانت کرتا وہ متھرا مین موجود تہا جہان سے ایک دو دن مین دلی مین پہنچ سکتا تہا مگر وہ بادشاہ کی تلون مزاجی
سے کچھ خفا تہا - دوسرے وہ مسلمانونکی لڑائیونکے مزے بھی بہت کچھ چکھ چکا تھا اسلئے وہ خود تو نہین آیا
مگر شمرو کی بیگم کو لکھا کہ آپ بادشاہ کی امداد کو جائے - یہ ہوشیار بیگم سمجھ گئی کہ دال مین کچھ کالا
ہے جو سیندھیا خود اس مہم مین شریک نہین ہوا - سیندھیا جی نے امباجی کو دو ہزار سوارون
کے ساتھ بادشاہ کی امداد کے لئے بھیجدیا - بلب گڈھ کے جاٹ بھی کمک کو آگئے -

جب غلام قادر نے یہ سامان دیکھا تو اوسنے اپنی سب فوجونکو غوث گڈہ سے بلا لیا - اسمعیل بیگ
نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا - اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا - یہ حال
دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گسائین بادشاہ کے ساتھ رہ گیا - اوسکو بھی مسلمانون نے
دہمکیان دیکر علحدہ کردیا - اب بادشاہ کو بڑا فکر و تردد ہوا - اوسنے منظور علیخان سے کہا کہ غلام قادر اور اسمعیل بیگ
کو میرے پاس لاؤ مین اونکی زبانی سب باتونکا فیصلہ کرونگا - یہ دونو بادشاہ کے روبرو گئے اور ہاتھ
جوڑکر عرض کیا کہ ہم جو کام کرتے ہین وہ صرف حضور کی خیر خواہی کے لئے کرتے ہین - بادشاہ نے

پر نہ تھی۔ کوئی دل نہ تھا جو اس غم سے خالی تہا۔ ۲۔ اسکو اسمعیل بیگ کے پاس بہت سا روپیہ دیکے بھیجا۔ شہر والونکو اول خبر نہ ہوئی کہ ان لال دیوارون کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جب معلوم ہوا تو اونہون نے شہر چھوڑکر بہاگنا شروع کیا۔ اسکے اتنے مین بہا۔ کو مرہٹے آگئے۔ اونہون نے کچھہ شہر والون کو تشفی کی اور جمنا کے بائین کنارے پر بہت فوج مرہٹونکی آگئی اور اونہون نے غوث گڈہ کی راہ بند کر دی اور کتنے رہیلون کو مار ڈالا۔ اسمعیل بیگ پہلے ہی سے غلام قادر کے مزاج سے واقف تھا۔ وہ بھی مرہٹون کے سردار رانا خان سے مل گیا۔ اب قلعہ مین سامان رسد کی قلت شروع ہوئی۔ اور سپاہ نے لوٹ کا حصہ مانگا یون ماہ اگست دلی پر گذرا۔ ستمبر برپا ستم کرد۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اوسنے سلیم گڈہ مین بارود کے میگزین کو اوڑایا۔ اور بہاگ کر میرٹھہ کے قلعہ مین چلا گیا +

۱۷۸۸ع غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑ کر مارنا +

اب پونہ کے دربار نے سیندہیا کی حمایت کرنی مین فائدہ سمجہا۔ اسلیئے ٹوکا جی ہلکر کو بہت سی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا۔ جب یہ لشکر آیا تو شہر والون اور رانا خان کو بڑی تقویت ہوئی۔ اس لشکر نے میرٹھہ کے قلعہ مین غلام قادر خان کو گھیرا۔ ۲۱۔ دسمبر ۱۷۸۸ء کو رانا خان اور مسٹر دمی بوائن نے سخت حملہ اوس پر کیا۔ ونکو اوسنے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ اوسکے نوکر تھمک گئے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ اس ذات شریف پر اب پوری کمبختی آگئی ہے۔ اسلیئے رات کو چھوڑکر وہ بھاگ گئے۔ جب اوسنے یہ دیکھا تو وہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنے ساتھہ وہ سارے جواہرات بیش بہا لیکر چلا گیا جو قلعہ سے ہاتھ آئے تھے۔ اور ہر دم اونکو کسی وقت کی ضرورت کے لئے ساتھہ رکھتا تھا۔ اس جاڑے کی رات مین بارہ میل وہ چلا۔ اور اوسکا ارادہ تہا کہ جمنا پار ہوکر سکھون سے جا ملون۔ مگر صبح کو کہر پڑ رہی تھی گھوڑا ایک کنوئے کے نیچے مین جا پڑا۔ چاہ کن را چاہ در پیش کا مضمون پیش آیا۔ گھوڑا تو اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اور پھر ڈہلان پر چڑہ کر باہر نکل آیا۔ مگر سوار نہ اوٹھہ سکا۔ اور وہیں پڑا رہا۔ جب صبح ہوئی تو برہمن اپنے بیلون کی جوڑی لے کنوئے پر چرس کھینچنے کے لئے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت آدمی مکلف لباس پہنے پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی حضرت ہین جنکے پاس مین یہ فریاد لیکر گیا تہا کہ تمہارے جوانون نے مجھے لوٹ لیا ہے۔ اور اونہون نے کچھہ نہ سنا تھا۔ اس برہمن نے کہا کہ نواب صاحب سلام۔ غلام قادر نے جواب دیا

۳۱ جولائی کو پانچ لاکھ روپیہ بھیجدیا اور پھر کئی روز بعد سات لاکھ روپیہ بھیجا مہاجنوں سے
بھی انسانیت کے ساتھ روپیہ لیا پہلی اگست کو پھر بادشاہ کو خزانہ بتانیکے لئے آڑے ہاتھوں لیا اسپر
بوڑھا بادشاہ چلایا کہ ارے کمبخت خزانہ کہاں دھرا ہے میرے پیٹ میں رکھا ہے او چیر کر نکال لے اب بوڑھی
بوڑھی بیگموں کی کمبختی آئی۔ ابتک اونکی تعظیم و تکریم ہو رہی تھی کہ اونسے ساری دولت کا پتا لگ جائیگا
جب اونسے کام نہ چلا تو اونپر غضب ڈھایا۔ ان سب بیگموں میں ممتاز محل سب سے زیادہ ممتاز تھیں انہیں کی
سب سے زیادہ فضیحتی کی سب مال اسباب چھین بیچاری کو قلعہ سے باہر نکالدیا جسکو بادشاہ بنایا تھا اوسکی
تعظیم و تکریم کو بھی اوسنے سلام کیا حقے کے دم اوسکے سامنے اوڑائے۔ دیوان خاص میں تخت پر بادشاہ
کی برابر جا بیٹھا۔ تاریخی تخت کو بھی آگ لگا کر سارا چاندی سونا اوسمیں سے نکال لیا تین روز کے اندر
سارا فرش اکھیڑ ڈالا کہ کہیں اوسکے نیچے سے دفینہ ہاتھ لگے۔ اب ۱۰ اگست ۱۷۸۸ء آئی۔ یہ وہ تاریخ ہے
کہ جسکو ہمیشہ خاندان تیموریہ کی تاریخ میں یاد رکھنا چاہئیے۔ غلام قادر نے یعقوب علی اور تین چار پٹھانوں کو ساتھ
لیا۔ اور شاہ عالم کو دیوان خاص میں بلایا۔ اور پھر خزانہ کو پوچھا۔ اوسنے کہا کہ اگر خزانہ مجھے معلوم ہوتا
تو میں کیوں اپنے ظروف نقرہ و طلائی کو بیچکر اپنے نوکروں کی تنخواہ تقسیم کرتا۔ اگر کوئی دفینہ گڑا دبا ہوا
ہوگا تو مجھے کیا اوسکا علم ہے۔ اوسپر غلام قادر نے کہا کہ اب تو کسی کام کا نہیں تیرا دنیا میں رہنا بیکار ہے
آنکھیں تیری نکال لینی چاہئیں۔ اسپر آہ سرد بھر کر بادشاہ نے کہا کہ یہ وہ آنکھیں ہیں جو ساٹھ برس تک کلام اللہ
پڑھتی رہی ہیں اونپر رحم کر۔ یہ سنکر ظالم نے بادشاہ کے بیٹے پوتوں کو جو اس عالم میں بھی اوسکے ہمراہ تھے بے تحاشا
مارنا دھاڑنا شروع کیا۔ اوسپر بادشاہ نے کہا کہ ان آنکھوں کے رکھنے کے لئے میں نے اس عذاب و مصیبت کے
دیکھنے کیواسطے نہیں کہا تو ابھی انہیں نکال لے۔ غرض وہ سفاک تخت پر سے کودا۔ اور بادشاہ کو
نیچے لٹا چھاتی پر چڑھ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی دوسری آنکھ نکالنے کو یعقوب علی سے کہا
اوسنے انکار کیا تو فوراً اوسکا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس خوف سے اور پٹھانوں نے دوسری آنکھ
نکال لی۔ اور پھر بادشاہ کو سلیم گڈھ میں لے چلے۔ اوسوقت جو قلعہ کی کیفیت تھی قلم سے بیان نہیں
ہو سکتی۔ کوئی شاہزادہ بے بسی کی تصویر بنا کھڑا تھا کوئی شاہزادی سکتہ کے عالم میں
بیہوش تھی کوئی ہائے شاہ عالم ہائے شاہ عالم کہکر سر پیٹ رہی تھی کوئی آنکھ تھی جو آنسوؤں سے

پینتالیس برس تک تخت نشین رہا۔ اور ۱۸۰۶ء میں مرگیا شاہ عالم نے اندھے ہونیکے بعد مرثیہ اپنا لکھا

چہ حادثہ برخاست پئے خواری ما ... داد برباد سرو برگ جہانداری ما
آفتاب فلک رفعت شاہی بودم ... برد در شام زوال آہ سیہ کاری ما
چشم من کندہ شد از جور فلک بہتر شد ... کہ نہ بینیم کہ کند غیر جہانداری ما
داد افغان بچہ شوکت شاہی برباد ... کیست جز ذات خدائے کہ کند یاری ما
کردہ بودیم گناہے کہ سزایش این بود ... چیست امید کہ بخشد گنہگاری ما
کردہ سی سال نظارت کہ مراداد برباد ... زود تریاقت تلافی ستمگاری ما
نازنینان پری چہرہ کہ ہم بزم بودند ... کیست جز محل مبارک بہ پرستاری ما
حق طفلان کہ زسی سال فراہم کردند ... کردہ تاراج نمودند سبکساری ما
عہد و پیمان عیان دادہ نمودند دغا ... محلیان خوب نمودند وفاداری ما
شیر دادیم بہ افعی بچہ پروردیم ... عاقبت گشت بجور پئے خونخواری ما
قوم افغان و مغلیہ ہمہ بازی دادند ... لیک گشتند محجوز گرفتاری ما
آن گدازادہ ہمدان کہ بدوزخ بردد ... بانی جور و ستم شد بدل افگاری ما
گل محمد کہ ز مردان لشکر ارستلم نیست ... چہ قدر کرد وکالت بہ گرفتاری ما
ہم الہ یار و سلیمان و بدل بیگ لعین ... ہر سہ بستند کمر بہر دل آزاری ما
شاہ تیمور کہ دارد سر نسبت با من ... زود باشد کہ بیاید بہ مددگاری ما
مادہوجی سیندھیہ فرزند جگر بند من ... ہست مصروف تلافی ستمگاری ما
راجہ و راؤ و زمیندار امیر و چہ فقیر ... حیف باشد کہ نسازند بغمخواری ما
حال ما گشتہ بتر ہم چو ماماں زیزید ... کرد تقدیر ازل روزی ما خواری ما
بود جائیکہ زر و مال جہان ہیچ و مرض ... دفع از فضل الہی شدہ بیماری ما
آصف الدولہ و انگریز کہ دلسوز من اند ... چہ عجب گر بنمایند مددگاری ما
آفتاب از فلک امروز تباہی دید ... باز فردا دہد ایزد سر سرداری ما

بخشے نواب کیون کہتے ہو مین غریب سپاہی ہون زخمی ہو گیا ہون گھر اپنا ڈھونڈھتا ہون جو کچھہ
میرے پاس تھا وہ سب کچھہ لٹ گیا - اب گلے کا ہار باقی ہے یہ میں تجھے دیتا ہون تو مجھے غوث گڈھہ
کا رستہ بتا دے - اوسنے کہا بہت اچھا میرے ساتھہ چلئے - اوس کو اپنے گھر مین لے آیا اور
بند کر دیا اور رانا خان پاس دوڑا گیا - وہ یہان لڑائی کے سبب سے قریب ہی فروکش تھا -
اوسنے یہ سنتے ہی آدمی دوڑائے وہ آنکر غلام قادر کو اپنے لشکر مین پکڑ لے گئے - اور سیندھیا
کے پاس اوس کو متھرا مین بھیجدیا - میرٹھہ کے قلعہ کو پٹھانون نے خالی کر دیا - ادھر ادھر
چلے گئے - بیدار بخت پکڑ کر دلی بھیجا گیا وہان وہ قتل ہوا - اور منظور علی خان بھی ہاتھی کے پیر سے
باندھے گئے - اور شہر کے بازارون مین گھسٹ گھسٹ کر مر گئے جب غلام قادر متھرا میں بھیجا
تو سیندھیا نے اوسکی بڑی فضیحتی کی - ایک گدھے پر اولٹا سوار کیا - اور ایک پہرا ساتھہ کیا
اور پہر ایک کان سے ایک ایک کوڑی نواب ون محال کے نام سے منگوائی - پہر اوسکی زبان
کاٹ لی - پہر اوسکی آنکھین پھوڑ ڈالین - پہر ناک کان ہاتھہ پیر کاٹ لئے - اسطرح لوتھڑا بنا کر بادشاہ
کی خدمت مین دلی بھیجا - مگر راہ مین موت نے بڑی رفاقت کی - کہتے ہین - ۳ مارچ ۱۷۸۹ع
ایک درخت مین اوسکو لٹکا کے پھانسی دیدی - یہ لاش قیمہ قیمہ اندھے بادشاہ کے روبرو
دیوان خاص مین پیش کش ہوئی - لوگ شاہ عالم کے استقلال وصبر وتحمل کی بڑی تعریف
کرتے ہین کہ جس وقت آنکھین اوس کی نکالی گئیں تو اوسنے اف نہ کی اور خدا کو یاد کرتا رہا
اور اس صدمہ کے بعد بھی اتنے دنون تک زندہ رہا - کاش اس استقلال اور عالی ہمتی کا سوان حصہ
وہ میدان جنگ مین دکھلاتا تو اس دفعہ اپنی سلطنت کو بحال کر لیتا - اب سیندھیا نے شاہ عالم
کو تخت پر بٹھایا - اگرچہ اب تک کوئی اندھا بادشاہ تخت پر نہیں بیٹھا تھا - اور یہ بھی مشہور رہا ہے
کہ بادشاہ اندھا نہ ہونا چاہیئے - نو لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ اخراجات کے لئے مرہٹون نے
مقرر کر دیا - اور بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے بعد ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک صاحب اپنی
انگریزی فوج لیکر دلی مین داخل ہوئے اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا اور بادشاہ کی پنشن ایک
لاکھہ روپیہ سال مقرر کردئے - اسکا مفصل حال انگریزی زمانہ کی تاریخ مین لکھا ہے - پہر بادشاہ

سازش شروع کی۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان دو بدمعاش جمع ہوئے ایک لو تیغنا اونکے معاون ہوئے
چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ ہم کلکتہ جاتے ہین اور
مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کراتے ہین۔

بادشاہ سلامت راضی ہو گئے دونو کو وکیل مقرر کرکے کلکتہ بھیجدیا۔ مولوی صاحب
یہین بادشاہ پاس سمجھانے بجھانے کیلئے رہے غرض مدت تک اس بھولے بادشاہ کو بہلاتے رہے
خطوط بادشاہ کے نام بھیجتے رہے ایک خط مین لکھا کہ جب ہم نے حضور کی پریشانیونکا حال لارڈ رسل
صاحب کے سامنے بیان کیا تو افسوس کرکے ہاتھ ملنے لگے۔ اور جب حضور کا خط پڑھا تو رنج کے مارے
ہونٹھ چبانے لگے۔ اونہون نے وعدہ فرمایا ہے کہ نظام الملک یعنے مٹکاف صاحب ریزیڈنٹ دہلی کو
گورنر جنرل کیطرف سے حکم بھجواتے ہیں کہ ہم نے تمکو بادشاہ کی آرام اور آسایش اور اعزاز و
اکرام کے لئے مقرر کیا تھا یا تکلیف و رنج پہنچانیکے واسطے اگر آیندہ کوئی ایسی حرکت سننے
مین آئیگی تو موقوف کردئے جاوگے۔ اسکے بعد پھر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ اب ہم مسٹر سیٹن صاحب
اور گورنر جنرل کے ساتھ لندن جاتے ہیں خرچ بھجوا دیجیے اور ہمارا دو ماہہ ماہوار گھر بھجواتے
رہیئے۔ غرض یون ہی بدمعاش روپیہ مارتے رہے جبتک کہ انگریزونکو اس ساری سازش کا حال
معلوم ہوا۔ بعد اوسکے لارڈ مٹکاف صاحب نے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ایسے دہوکہ بازونکی فریب
مین آیندہ نہ آئیے مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولو کہکر تمنچہ میں گولی ماری وہ اونکی ٹوپی پر
لگی۔ اس سبب سے یہ شاہزادہ الہ آباد مین عزت کے ساتھ قید کیا گیا۔ یہان بھی نچلا نہ بیٹھا شادی
کی تقریب سے نواب وزیر پاس لکھنؤ میں گیا۔ وہان بھی اوسنے انگریزونکے خلاف سازش کرنی چاہی
مگر یہ راز کھل گیا قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہان انگریزی حکومت کو مداخلت نہ تھی
اسلئے اوسکی عجیب کیفیت تھی۔ سارے شہر کے بدمعاش وہمن گھسے رہتے تھے۔ شہر سے مال چرا کر
لیجاتے تھے قلعہ مین کھلی بازار بیچا کرتے لاوارث لڑکون اور لڑکیون کو پکڑ لیجاتے اور وہان
دام کھرے کر لیتے۔ گرفتار ہو کے مارے مارے پھرتے قرضدار وہان مرزا اوڑاتے شہزادے عجیب عجیب
حرکتین کرتے کبھی مال چراتے کبھی کسی کو قتل کرتے کسی کو مارتے کسی کو پیٹتے آپس میں لڑتے

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت جب مر گیا تو یہی شاہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد ہوا ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین
پیدا ہوا - اور بعد شاہ عالم کے مرنے کے ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء مین تخت نشین ہوا - اکتیس برس تک یہ تخت
بیٹھا ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء مین اسی برس کی عمر مین مر گیا - شاہ عالم جب بوڑھا ہو گیا تھا تو اوس کے
خرچ بھی بوڑھے ہو گئے تھے - کچھہ اوسکے مزاج مین خست بھی آگئی تھی غرض کئی لاکھہ روپیہ
اوسکے خزانہ مین جمع ہو گیا جب وہ مر گیا تو اکبر شاہ بادشاہ ہوا - نہ وہ آنکھون سے اندہا
تھا نہ ہاتھون کا تنگ تھا - اوسنے یہ فریاد کرنی شروع کی - کہ ایک لاکھہ روپیہ مہینہ اوسکے خرچ کے
لئے کافی نہین ہے پہلے بادشاہونکی اولاد اور بہت سے شاہزادے جنکی پرورش بادشاہ کے
ذمہ تھی ایک لشکر تھا - شاہ عالم کی اولاد کے بڑے بڑے وظیفے تھے غرض بادشاہ کی اس
درخواست پر لارڈ منٹو نے التفات کیا - پہلے انگریزی گورنمنٹ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ جب
انتظام مالی ہماری گورنمنٹ کا درست ہو جائیگا تو اضافہ بادشاہ کی پنشن مین کیا جائے گا -
۱۸۰۹ء مین گورنر جنرل نے اضافہ کا ارادہ کیا - جبتک شاہ عالم کا روپیہ جمع کیا ہوا باقی رہا اکبر شاہ
چپکا بیٹھا رہا جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو وہ اپنے اضافہ پنشن کے لئے جسکو وہ اپنے ملک کا خراج
جانتا تھا بیقرار ہوا - اور اوسنے اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس تھا اس
مضمون کا خط لکھا کہ - نور چشم راحت جان طول عمرہٗ

بعد دعا درازی عمر معلوم ہو کہ جو روپیہ خزانہ مین شاہ عالم کا جمع کیا ہوا تھا وہ سب
خرچ ہو گیا - انگریزی گورنمنٹ نے جو خراج ملک کا مقرر کیا ہے وہ اخراجات کے واسطے کافی نہین ہے
تم ایسی تدبیر کرو کہ نواب وزیر سے میرے مدعا حاصل کرنے مین کوشش کرے - اتفاق سے یہ خط
رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھہ پڑ گیا غرض اسپر شاہزادہ کو مطلق العنانی سے روکا - اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ
دہلی نے سمجھایا کہ آپ کو ایسی حرکات سے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہو گا بلکہ اولٹا نقصان ہوگا - دلی
کے آدمی مدت سے بادشاہ اور شاہزادونکو کاٹھہ کا اُلّو سمجھتے تھے - کسی ایک بدمعاشون نے ایک

اوٹھتی ہے جب وہ مرنیکو ہوتا ہے تو سنبھالا لیتا ہے اسیطرح جب سلطنت تیموریہ کا چراغ گل ہونیکو ہوا اور آخر وقت آیا تو اوسنے اپنی وہ روشنی چمکائی اور ایسا سنبھالا لیا کہ اوسکی نظیر کہین مشکل سے تاریخ مین ملیگی ۱۸۵۷ء مین مئی کا مہینہ آیا - اور ہنگامہ بغاوت بنگالے کی انگریزی سپاہ کا برپا ہوا - کیا قدرت الٰہی اور شان کبریائی ہے کہ آن کی آن مین کیا سے کیا ہو گیا کہ اوس بادشاہ پاس جسکے خزانہ میں پھوٹا بادام نہ ہو بیندرہ بیس روز کے عرصہ مین بے طلب لاکھون روپیہ جمع کرادئے اوس بادشاہ پاس جسکے ہان چار سپاہی ایسے نہون کہ بندوق کو بھر سکین ہزارون وہ سپاہی بلائے اکٹھی کردی کہ جسکے ہاتھو نپر سارا ہندوستان فتح ہوا ہو - اور جسکے گلے میں لڑائیون کے فتح کرنے کے تمغون کے ہار پڑے ہوئے ہون - اوس بادشاہ کے پاس جسکے ہان ٹوٹی پھوٹی ایک توپ ہو گھوڑونکے توپخانے اور ہزارہا قلعہ شکن توپین ہم پہنچادین اوس بادشاہ پاس جسکے سیگزین مین سیر بھر بارود اور ایک پٹاخہ نہوا وسکے قبضہ مین دلی جیسے میگزین کا لال پٹارہ آگیا ہو جس فقیر بادشاہ کی نذر مین کوئی پھوٹی کوڑی پیشکش نہ کرتا ہوا وسکے سامنے آج شاہ اودہ کی اور کل والی رامپور کی پیشکش رکھی گئی ہو جس ساقط الاختیار اور بے اعتبار بادشاہ کو کوئی رئیس خط بھی نہ لکھتا ہوا وس پاس چارونطرف سے عمائد ملک کی عرضیان آئی ہون ہندوستان مین کوئی بڑا راجہ نواب ہوگا جسکا کوئی وکیل یا کوئی آدمی شہر کے گلی کوچون میں چھپا ہوا نہ پڑا ہوگا - اور اوسنے اگلی پچھلی کتابون کو دیکھ بھال کر خاندان تیموریہ سے اپنے پرانے ناتے رشتے اور واسطونکا مسودہ نہ گھڑا ہو اور وقت کا منتظر نہ بیٹھا ہو - اسوقت دلی کے دیکھنے سے یہ حقیقت کھلتی تھی کہ اس دم سلطنت تیموریہ کے نام کے بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دل مین مانے ہوئے اور اس شہر کو اپنا ملک کا دارالسلطنت جانے ہوئے بیٹھے تھے -

مئی ۱۸۵۷ء سے ستمبر سنہ الیہ تک ہنگامہ کارزار برپا رہا - بہتیری لڑائیاں ہوئین - سب مین باغیونکو شکست ہوئی - آخر سرکار انگریزی ہی نے دلی کو فتح کیا - باغیون کے جدھر سینگ سمائے اودھر چلے گئے - بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے تئین انگریزون

اوسکے زمانہ مین سوا خفیف خفیف بدمعاشونکی سازشون کے کوئی اور بات نہین واقع ہوئی۔ تعظیم
تکریم اوسکی اور نام بادشاہت کا اور قلعہ کی حکومت قائم رہی +

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

یہ بادشاہ ۱۱۸۹ھ مین پیدا ہوا تاریخ تولد اوسکی ابوظفر ہے۔ تعلیم اچھی ہوئی تھی خوشنویس تھا
طغرا خوب لکھتا تھا شعر خوب کہتا تھا۔ اوسکی غزلونکا شور سارے شہر مین گیا اور دور رہتا تھا چار مجلد دیوان
اوسکے یادگار ہین مرزا اسد اللہ خان غالب جو فارسی زبان مین دوسرے امیر خسرو تھے اوسکے ہان
متعلق تھے۔ ابراہیم ذوق طوطی ہند جو ریختہ گوئی مین دوسرے میر تھے وہ اوسکے اُستاد
تھے۔ بادشاہ علم التصوف مین ماہر تھا۔ ساری گلستان کی شرح علم تصوف مین لکھی ہے
وہ خاندان چشتیہ مین مرید تھا اور خود بھی پیر و مرشد تھا اور اورون کو مرید کرتا تھا خاص
مریدونکو دو دو روپیہ مہینہ بھی دیتا تھا۔ کثیر الازدواج اور کثیر الاولاد تھا۔ دو ولیعہد اوس کے
سامنے مر چکے تھے سب سے بڑا زندہ بیٹا مرزا قویاش مستحق ولیعہدی تھا۔ بادشاہ چھوٹے بیٹے مرزا
جوان بخت کے لئے ولیعہدی چاہتا تھا غریب پروری کی صفت اوسکی قابل یادرکھنے کے ہے
لنگڑے لولے اندھے بہرے اپاہج جتنے اوسکے ملازم تھے سب کی تنخواہ گھر بیٹھے پہنچتی تھی۔ فقط
انکی مہر قلعہ مین جاتی تھی۔ وہی تنخواہ لے آتی تھی۔ ساری عمر مین شاید کسی نوکر کو موقوف کیا ہو۔ ہمیشہ
نوکرونسے محبت کی باتین کرتا اور کبھی سخت کلامی نہ کرتا سوا ایکدفعہ کے کہ اوسنے دو ایک بدکار
لونڈیونکا سر منڈوا دیا اور ایک لونڈی کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا۔ روز بروز بادشاہ کی قدر کم
ہوتی جاتی تھی۔ قلعہ کی لال حویلی کا ایسا ہی لحاظ رہا تھا جیسا کہ اور دولتمند شریفون کے مکان کا
ہوتا تھا۔ نذر بھی لارڈ ڈلہوسی نے بند کر دی تھی۔ قلعہ اب شہر کے اوباشون اور بدمعاشون
کی کمین گاہ اور امن گاہ نہ رہا تھا نہ اوسمین بردہ فروشی ہو سکتی تھی۔ نہ کوئی مجرم سنگین بغیر
تحقیقات کے رہا ہو سکتا تھا۔ نہ چوری کا مال غائب ہو سکتا تھا۔ نہ کوئی قرضدار عدالت کی
ڈگری کی گرفتاری سے محفوظ ہو سکتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ جب چراغ بجھنے کو ہوتا ہے تو لَو

ایک طرف ہین تاتاری ترک بہت بیٹھے ہین جو نہایت صابر حلیم سخت جفاکش نفس کش مگر ابھی
حالت پر ایسے مستقل جمے ہوئے ہین کہ عقل و فہم کے اندر آگے ترقی کرنیکی قابلیت جاتی رہی
ہے - ایک طرف فارسی ہین کہ نہایت ذہین اور کاروبار روزگار مین ہنرمند و سلیقہ شعار مگر قوم یا
قومی خوبیون کے دکھانے کی قابلیت نہین رکھتے - ایک طرف اہل عرب ہین کہ خداپرست -
مستقل مزاج بڑے گنبھیر اپنی تنہائی مین آزاد - ایک جانب ایرانی ہین خوبصورت نفیس مزاج
زبان مین طلاقت رکھنے والے مگر کسی کام مین استقلال نہین رکھتے - بڑے متلون - ترکمان
اسلام کے غلام - ناحق پیرون کے اعتقاد کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے کہ کسی طرف حرکت
نہین کرسکتے - افغان جنگجو - کینہ خو - بہادر - غرض یہ قومین ایشیا کو جیسے عرب - الجزیرہ - ایران
افغانستان - بلوچستان مین اپنی شائستگی و تہذیب مختلف درجون کی دکھارہی ہین آپس کے
نفاق و عناد سے اور باہر کے حملون اور فساد سے کوئی خالی نہین ہان اہل عرب نے صحرا
اور ریگستان و کوہستان مین بڑے شادمان اور آزاد ہین +

اب ہم ایشیا کے چار حصے باعتبار سلطنت کے کرتے ہین - اول مسلمانی ایشیا وہ ایشیا کا
مغربی حصہ ہے - دوم انگریزی ایشیا وہ جنوبی حصہ ہے - سوم روسی ایشیا وہ شمالی حصہ ہے -
چہارم بدھ مذہب والون کا ایشیا وہ مشرقی حصہ ہے - یون چارون سمتون مین ہر سمت کی الگ
الگ کیفیت ہے - اور دو مین عیسائی اور ایک مین مسلمان - ایک مین بدھ مذہب والے سلطنت کر رہے
ہین - ایشیا گو مہد بنی آدم تھا - اور ساری قومون کو اسنے تہذیب اور شائستگی کا سبق پڑھایا تھا
اور ساری قومین اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئین تھین مگر اس زمانہ مین وہ پیر خستہ حال ہے
کہ اس مین ایسی سکت نہین ہے کہ جبتک اسکی بغل مین اہل یورپ اپنے دونو ہاتھون کو نہ دین
وہ کھڑا ہوسکے یا آگے قدم بڑھاسکے جبتک اہل یورپ اس پیر نابالغ کو بچہ بناکے اپنی
تہذیب علم و ہنر کے مدرسہ مین بٹھاکے تعلیم نہ دین تو وہ خود ایسی ترقی - شائستگی و تہذیب
نہین کرسکتا جس سے انسان انسان کہلاتا ہے - اب جہان کہین اس مین ترقی کے آثار نمایان
ہوتے ہین وہ اہل یورپ ہی کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے - غرض روز بروز اہل ایشیا

حوالہ کیا۔ رنگون کو جلاوطن ہوا۔ اپنے جوان بیٹون اور پوتون کو اپنی آنکھونکے سامنے قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اِس بادشاہ پر خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اسلئے میری تاریخ کا بھی خاتمہ بالخیر ہوا +

خاتمہ

مسلمانون کے ہاتھہ سے ہندوستان کی سلطنت کیا گئی اُن کے عروج اقبال کا زمانہ ہی گیا۔ اور اون کے زوال کا زمانہ ساری دنیا مین آگیا۔ ہم نیچے ایک مضمون لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہوگا کہ اب بہی اون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں +

مسلمانون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں اور بالفعل ونکا کیا حال ہے

اگرچہ مسلمانونکے عروج واقبال کا زمانہ وہ نہین ہا کہ اُنکی سلطنت و سطوت کا آفتاب ربع مسکون پر اپنی روشنی پھیلاتا تھا اور انکی مملکت کو وہ وسعت تھی کہ جسکے اندر ایک ہی وقت مین کہین سحر ہوتی تھی کہین دوپہر کہین شام کہین آفتاب بہ لب بام کہین افق پہ مقام مگر اس تنزل کے زمانہ مین بھی تینون براعظم ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ مین انکی چھوٹی بڑی سلطنتیں اور بری بھلی ریاستین موجود ہین ہم انکا نہایت مختصر حال جو فی الحال ہے بیان کرتے ہیں کہ اونکی وسعت کیا ہے نظم ونسق کیسا ہے رعایا کی مرفع الحالی کی کیا حالت ہے +

اول ایشیا سے شروع کرتے ہین کیونکہ وہی انکی سلطنت کا سرچشمہ تھا۔ اسی مین ابتک اُنکی بہت سی رنگ برنگ کی قومین اپنی خصائل و عادات وقابلیت استعداد مختلف درجے کی دکھا رہی ہے

حکومت کرتا ہے سترہ لاکھ تینتیس ہزار میل اور آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ سب کل رقبہ ایک کروڑ بہتر لاکھ تینتیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک ارب دو کروڑ +

تمام ایشیا میں برٹش انڈیا اور سیلون میں نظم و نسق خوب ہے سیبیریا میں وہی عملداری میں اچھا بندوبست ہے۔ وسط ایشیا میں قوقند۔ بخارا خیوا میں روسیون کے اہتمام سے انتظام ہوتا جاتا ہے۔ کیمبوڈیا کے جزیرہ نما میں فرانسیسی بھی عمل دخل کرتے جاتے ہیں۔ چین کی عملداری میں گو بعض بڑی خوبیاں ہیں مگر بحیثیت مجموعی وہ نیم وحشی ہی ہے۔ جاپان نے تمام اپنے آئین قوانین تعلیم و تہذیب میں اہل یورپ کا چربہ اُتارا ہے مگر ابھی یہ امر تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچا ہے کہ وہ اپنے سارے کامون میں اس تقلید کے اندر کامیاب ہو۔ دونو ایران اور ٹرکی ایشیا میں کسی قدیمی قوانین آئین کی ترمیم نہین ہوئی عرب میں سب سے نرالا انتظام ہے وہ اپنے قدیمی انتظام جو قبیلوں کا ہے رکھتے ہین +

سلطان روم کی فرمان روائی ایشیا میں

عرب میں اور اس حصہ میں جو جنوب مغرب میں دریائے دجلہ کے واقع ہے ان سب میں سلطان روم فرمانروا ہے۔ اسکی سرحد پر روس اور ایران کی عملداری ہے ان سلطنتوں سے اسکا ڈانڈا اینڈا کوہ ارارات کے قریب ملتا ہے۔ اسکے تینون طرف پانی ہے مصر کی طرف خشکی۔ اوسکے چار حصے ہیں ایک عرب دوم ایشیائی ٹرکی سوم شام چہارم فلسطین (پیلسٹائن) ایشیا کوچک جسکا یہ نام اسکے چھوٹے ہونے کے سبب سے رکھا گیا ہے اسکو اہل یونان انٹی اولیا کہتے تھے اسکی سرحدین ہمیشہ متغیر ہوتی رہی ہیں +

اب ٹرکی نظم و نسق کی کیفیت ایشیا میں یہ ہے کہ وہ شخصی سلطنت ہے مگر شرع اسلام کی پابندی رسم و رواج کا پاس و آداب سلطنت کو مطلق العنان نہیں ہونے دیتا۔ سوا اسکے سلطان کے بیجا ارادون کا مزاحم وزیر اعظم سلطنت اور دیوان بھی ہوتا ہے گو دیوان کے تمام ارکین کو سلطان خود مقرر کرتا ہے۔ ان ارکان سلطنت کے لئے کوئی مدت ملازمت پہلے سے نہین متعین ہوتی اس لئے

اہل یورپ کی ہر بات مین دست نگر ہوتے جاتے ہین اہل یورپ کے ہاتھہ مین سارا ایشیا ہے اگر انھون نے سارے ایشیا کو مہذب و شائستہ نہ بنایا تو سمجھو نبی آدم ہی شائستہ و مہذب ہوا اسلئے کہ ساری دنیا مین جتنے آدمی رہتے ہین انمین دو تہائی کے قریب ایشیا مین آباد ہین انکی ترقی کا معدوم ہونا اور تہذیب سے محروم ہونا گویا دو تہائی آدمیونکا انسانیت سے محروم ہونا ہے۔ کوئی ایشیا کا ایسا حصہ نہین کہ جہان اہل یورپ کا کسی نکسی پیرایہ مین پاؤن درمیان مین نہ ہو۔ زمین پر ایشیا کے تمام ملکون کا یورپ کی نسبت ایسا حال ہی جیسا کہ آسمان پر ستارونکا ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی آفتاب کے گرد طواف کرین ایسی ہی ہر ایشیائی سلطنت ضروری ہی کہ کسی یورپ کی سلطنت کے گرد صدقے ہو یعنی کوئی سلطنت یورپ کی رعب و اثر سے خالی نہین۔ شمالی حصہ جو روسیون کے عمل دخل مین ہے وہ کل ایشیا کی ایک تہائی کے قریب ہی۔ سارے ہندوستان کی مالک جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند ہین اور اسکے ساتھہ برہما سیام لنکا۔ بحر ہند کے جزائر بھی زیر فرمان ہین بلوچستان اور افغانستان مین برٹش گورنمنٹ کا رعب و اثر کرتا ہے مغرب مین شمالی ایشیا مین سلطان روم کی سلطنت مین ایشیاء کوچک شام عرب ہین جنکی حفاظت مین سلطان روم کی صلاح کار برٹش گورنمنٹ اور اور سلطنتیں ہیں اور ایران مین شاہ ایران کی حکومت ہی جسپر روس اور انگلستان دونون کا رعب و اثر کرتا ہے مشرقی سلطنت کے چار حصے ہین چین۔ جاپان۔ سیام۔ برہما۔ آخر کے دو حصہ انگریزون کی عملداری مین آگئے۔ باقی چین نے اپنے بندرگاہ تمام اہل یورپ کے ساتھہ تجارت کھولنے کے لئے کھول رکھے ہین جاپان نے اہل یورپ کی ساری شائستگی اور تہذیب کو اختیار کرلیا ہی۔ ایک چھوٹی سی ریاست مسلمانون کی ملاکا ہے جسکو کشش ثقل خود بھاری سلطنت انگریزی کی طرف کھینچے لئے جاتی ہے +

اب باعتبار آبادی اور وسعت ان چارون حصون کی کیفیت یہ ہی کہ جو مسلمانون کی سلطنت مغربی ایشیا مین ہی جسکا رقبہ اکیس لاکھہ میل ہے اور آبادی تین کروڑ بیس لاکھہ جنوبی ایشیا جسمین انگریزی سلطنت ہی اوسکا رقبہ ستائیس لاکھہ میل اور آبادی سینتالیس کروڑ مغربی ایشیا مین بدھ مذہب کی عملداری ہی رقبہ پچپن لاکھہ میل اور آبادی پچاس کروڑ شمالی ایشیا جسمین روس

تمام قوانین اور آئین سلطنت کی بنا قرآن شریف پر رکھی جاتی ہے۔ اور ساری ضرورتون میں اسی کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے مسلمانون کا مذہب تمام اور مذہبون سے مستثنی اس باب مین ہے کہ اس مے کوئی تخصیص کسی فریق کے ساتھہ مرشد و ہادی دین ہونے کے نہین مقرر کی۔ ہر مسلمان مولوی ہو سکتا ہے۔ اور وہ قرآن شریف کے احکام اور مسائل کو مسلمانون مین بیان کر سکتا ہے۔ قرآن مین فقط احکام دین ہی نہین ہیں بلکہ اس مین دنیا کے معاملات باب مین بھی احکام ہین اس لئے اُن مولویون اور عالمون کو دنیا کے معاملات و مقدمات مین فیصلے کرنے مین بھی مداخلت ہوتی ہے پس اس سبب سے شیخ الاسلام جو تمام عالمون اور مولویون کا امام و پیشوا ہے سلطان کے بعد دنیا کے معاملات مین اختیار رکھتا ہے اور دین کے معاملات مین اوسکا اقتدار سلطان سے بھی بڑھا ہوا ہے تعلیم جو اس زمانہ کے موافق ہونی چاہئے اسکے بڑے حارج اور مزاحم یہہ مولوی ہیں ۱۸۴۵ء مین تعلیم کی ترمیم ہوکر دنیاوی تعلیم کی تجویز ہوئی اور اوسکے واسطے ایک نئی یونیورسٹی قسطنطنیہ مین قایم ہوئی۔ اور ابتدائی تعلیم کے واسطے احکام جاری ہوئے ہو کہ سب کو بالجبر دی جائے۔ مگر ان عالمون کا اثر عوام کے دلون پر ایسا تھا کہ اونھون نے اس انتظام تعلیم کو چلنے نہین دیا۔ اور صرف تعلیم عوام کو قرآن شریف کے پڑہنے اور حساب کے چند قوانین سیکھنے پر محصور کر دیا غرض مسجدون اور مدرسون مین ہزارون طالب علم پڑھتے ہین۔ مگر کوئی گروہ ایسا کہ جن مین اصل تعلیم کے جوہر نمودار ہون وہ نہین دکھائی دیتا۔ پس یہی صورت تعلیم کی ٹرکی ایشیا مین ہے عرب اس سے بھی مستثنے ہی۔ جو کچھہ تعلیم اسمین ہے وہ دینی ہے اور کچھہ نہین۔

ایشیائے ٹرکی مین غیر مذہب والون کے ساتھہ رعایتین اور حسن سلوک مسلمانون کا بڑھتا جاتا ہے ✦

ٹرکی ایشیا اور عرب کی آبادی اور رقبہ کی یہ کیفیت ہے ✦

نام	رقبہ	آبادی
اناٹولیا ایشیا مائنر	۲۲۰۰۰۰	۱۰۸۵۹۱۲۴

اس مین طمع و حرص ایسی دست درازیان کرتی ہین کہ اونکا روکنا مشکل ہوتا ہی ۱۸۶۴ع مین انتظام
ملکی اور مالی کے لئے ملک کی تقسیم ولایتون مین اور سنجکون مین ہوئی - ولایت کو ایسا سمجھو جیسے یہان
کمشنری کی قسمت ہوتی ہی اور سنجک ایسا جیسے کہ ضلع ولایت کا نام جو بڑا شہر اس مین ہوتا ہی
اوسپر رکھا گیا - اسمین والی حکمران مقرر ہوا انمین جو اعلی درجہ کا والی ہوتا اوسکو مشیر یا پاشا کہتے
ہین سنجک (یعنے ضلع) مین جو حاکم مقرر ہوتا اوسکو قیما قان کہتے ہین - ان اول درجہ کے حاکم کو
متصرف یا درجہ دوم کا پاشا کہتے پھر اونکے ماتحت قضائین ہین یعنے ضلع کے حصے انمین جو
حاکم مقرر ہوتا اوسکو مدیر کہتے - اگرچہ برائے نام رعایا اوسکو اپنی طرف سے مقرر کرتی تھی - مگر
درحقیقت وہ والی ولایت کی طرف سے مقرر ہوتا تھا - ایک قاضی کا بھی عہدہ ہوتا ہی جو دینی اختیار
اور صاحب اعتبار آدمیون کی طرف سے ایک سال کے لئے مقرر ہوتا ہے - اسکے تقرر مین مدبّر
کو بڑا دخل ہوتا ہے - اور بہت سے عہدے ہین مگر کسی عہدہ کے واسطے امتحان اور لیاقت کی شرط
نہین ہی بلکہ عہدہ ونکا پانا سفارش اور رشوت پر موقوف ہی +

قاضی وہان بمنزلہ مجسٹریٹ اور پولس افسر کے اور محتسب وہان بمنزلہ پرمٹ افسر کے ہوتے ہین
خراج وہان وہ یکی کے قدیمی انتظام کے موافق لیا جاتا ہی مگر جتنا روپیہ رعایا سے وصول ہوتا
ہے اتنا خزانہ مین نہین جاتا بہت اہلکارون مین اڑجاتا ہی - عدالت فوجداری اور دیوانی کے
قوانین نہایت انصاف پر مبنی ہین - مگر انکی تعمیل ایسے ملازمون کے ہاتھ مین دی جاتی ہی کہ انصاف
و عدالت مین بڑی خرابیان پیدا ہوتی ہین عدالتون کا بڑا جز اعظم رشوت ہی - گو ترک اپنی ذات سے
بڑے دیانت دار سچے ایماندار منصف ہوتے ہین مگر کچھہ انتظام عدالتون کا ایسا ہوتا ہی کہ اگر
کوئی فرشتہ بھی اسمین حاکم بنے تو شیطان ہو جاتا ہی - بالجبر اسکو بداخلاقی اپنے مین پیدا کرنی
پڑتی ہے عیسائی جو وہان رہتے ہین انکی شہادت تمام عدالتون کی کچہریون مین لیجاتی ہی
مگر اسکی وقعت ایسی نہین سمجھی جاتی جیسے کہ مسلمان کی شہادت کی - اسی کی بڑی شکایت اونکو
ہے - اگر یہ دور ہو جائے تو شاید پھر کوئی اور شکایت نہین ہے سلطان فقط معاملات دنیا کے انتظام کے
واسطے بادشاہ نہین سمجھا جاتا - بلکہ وہ معاملات دین کے واسطے بھی خلیفہ گنا جاتا ہے - اسلئے

سلطنت ایران

۱۸۷۲ء مین جو سیستان اور افغانستان کا سرحدی کمیشن مقرر ہوا تھا اُسنے اور روس
اور ٹرکی کے ساتھ صلحنامون نے بالفعل ایران کی یہ سرحدین مقرر کی ہین شمال مین روس
کی عملداری ہے۔ روس و ایران کا سرحدی کمیشن ۱۸۸۱ء مین مقرر ہوا تھا اوسنے ابھی اس طرف
کی سرحد کا فیصلہ نہین کیا۔ اور مغرب کی طرف سرحد ٹرکی ایشیا کی عملداری سے ملی ہوئی ہے
جنوب مغرب اور جنوب مین خلیج فارس و بحر عرب ہے۔ مشرق کی سرحد افغانستان اور بلوچستان
سے ملی ہوئی ہے غرض ایران کی سرحدین مشرق و مغرب و شمال مین ایسی عملداریون سے
ملی ہوئی ہین کہ ہر وقت وہان معرکہ جنگ برپا ہو سکتا ہے۔ وزیر کرمان نے اپنا لقب امیر بلوچستان
لکھا ہے اور اوسنے اپنے علاقہ مین دو بڑے ضلعے بام بیرا اور مغربی مکران شامل کر لئے
ہین جو حقیقت مین ایران کی سلطنت سے متعلق ہین ان اضلاع کی علحدگی نے ایران کی
سلطنت کو ایک منحرف کی شکل سے مثلث کی شکل بنا دیا ہے۔ تمام پہاڑ اور میدان
ایران کی ملکر ایسی شکل اپنی بناتے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑھی یہ بلی بیٹھی ہوئی ہے
یہ مشابہت اس سبب سے بھی خوب مناسبت رکھتی ہے کہ ایران کی بلیان بڑی مشہور ہین
کل رقبہ اسکا چھ لاکھ دس ہزار مربع میل ہے۔ اور پچاس لاکھ اور کروڑ کے درمیان آبادی ہے
باوجودیکہ ایران کی سلطنت مین نو سو میل ساحل بحر واقع ہے مگر اس مین جزیرے نہین ہین
صرف ایک جزیرہ ہے اور جزائر کشم جو ہین وہ سلطان عمان کے پاس ہین اشردہ ایک
چھوٹا سا جزیرہ تھا وہ روسیون نے لے لیا ہے +

ایران مین ہمیشہ سے سلطنت شخصی چلی آتی ہے وہان بادشاہ کا لقب شہنشاہ ہے
آج کل ناصر الدین شاہ جو ترک قوم کا قاچار ہی شاہ ہے قریب سوا دو کروڑ روپیہ کے تمام
ملک کی آمدنی ہے۔ یہ آمدنی سلطنت کے خرچ کو کافی ہوتی ہے۔ آب و ہوا و زمین کی پیداوار
سے رعایا کی برائیان اور رعایا کی برائیون سے انتظام کی برائیان پیدا ہوتی ہین یہ [illegible]

نام	رقبہ	آبادی
آرمینیا (ترکی)	۳۰۰۰۰	۶۷۴۶۰۸
کردستان (ترکی)	۵۰۰۰۰	۲۵۰۵۸۷
میسوپوطانیہ (الجزیرہ)	۲۲۰۰۰۰	۹۳۴۳۳۳
شام یعنے سریا	۱۰۸۰۰۰	۲۳۰۹۸۳۷
فلسطین یا پیلسٹائن	۱۲۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
ترکی عرب	۳۰۰۰۰۰	۱۶۱۴۸۵۰
آزاد عرب	۵۰۰۰۰۰	۳۴۰۰۰۰۰
میزان	۱۴۴۰۰۰۰	۲۷۰۵۵۳۴۶

ان صوبون مین ترک - عرب - شامی - کرد - سرکیشین - یورک ترکمان
لینزی متولی مسلمان رہتے ہین اور ۳۶۱۰۰۰ عیسائی بھی آباد ہین بعض اور قومین یہودی اور
سندی مصری بھی جنگلی تعداد ۲۶۰۰۰۰ ہے آباد ہین تمام ملک ۲۶ ولائتون اور ۷۵ سنجک مین
تقسیم ہین - ان مین یہ ولائتین مشہور ہین سقوطرہ - قنیہ - ارض روم - بغداد - دمشق مین ۱۸۷۸ء
مین روس و روم کی لڑائی کے سبب سے بطوم وغیرہ روسیون کے پاس اور جزیرہ سائپرس
انگریزون کے پاس اور قطور شاہ ایران کے پاس ترکون کی عملداری سے نکل کر آگئے ہین
قصبے و شہر جنمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ آباد ہین ساٹھہ تعداد مین ہین انمین سے یہ مشہور ہین
سمرنا - اسمین ڈیڑہ لاکھہ آدمی رہتے ہین - دمشق اسمین ایک لاکھہ تیس ہزار قیصریہ ساٹھہ ہزار
مسقط مین ساٹھہ ہزار - ارض روم مین پچپن ہزار - مکہ معظمہ مین پینتالیس ہزار - دیار بکر
مین پینتالیس ہزار - عرفہ چالیس ہزار - جدہ تیس ہزار - عدن مین تیس ہزار - اور شلیم مین
اٹھائیس ہزار - قنیہ مین پچیس ہزار - جدیدہ مین پچیس ہزار - مدینہ منورہ مین بیس ہزار
طائف مین آٹھہ ہزار - مخا مین سات ہزار - ینبوع مین چھہ ہزار - بصرہ مین چھہ ہزار
بایزید مین پانچ ہزار +

جوانمرد سپاہی ہین مل سکتے۔ اگر یہ قومین اہل یورپ کی قواعد سیکھین اور اسلحہ جنگ فرنگستانی انکے ہاتھ مین ہون تو ایک سپاہ بے مثل و نظیر تیار ہو سلطنت ایران مین پہلے زیادہ تر تعلیم فقط مذہبی ہوتی تھی۔ مگر اسکی اب ترقی ہوئی ہے کہ ۱۸۸۱ء مین اصفہان مین بڑے بڑے مدرسے قائم ہوئے ہین جس مین شرقی و مغربی زبانین اور علوم و فنون و ہنر سکھائے جاتے ہین۔ ایران کا پہلے اصفہان اور اب طہران دار السلطنت ہے سارا ملک تفصیل ذیل ان اضلاع مین جنکو مملکت وہان کہتے ہین تقسیم ہوا ہے۔

	نام	رقبہ	آبادی
شمال مین	استرآباد	۱۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰
	مازندران	۸۰۰۰	۲۵۰۰۰۰
	گیلان	۶۰۰۰	۴۰۰۰۰
	آذربائجان	۳۵۰۰۰	۱۳۰۰۰۰۰
جنوب مین	عراق عجم	۱۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
	اردلان	۶۰۰۰	۵۰۰۰۰
	خجستان	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰۰
	لورستان	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰
	فارستان	۶۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰
جنوب	لارستان	۲۰۰۰	۸۸۰۰۰
	کرمان مع کوہستان	۱۵۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
	مکران مع سیستان	۱۴۰۰۰	۸۶۰۰۰۰
		۶۱۰۰۰۰	۶۹۹۸۰۰۰

ایران مین اکثر مسلمان شیعہ مذہب کے رہتے ہین اونکی تعداد کا تخمینہ سٹر سٹھہ لاکھہ ستر ہزار ہوا ہے ایک لاکھہ چھیتر ہزار عیسائی رہتے ہین ۵۳ ہزار اور مذہب کے یہودی وغیرہ رہتے ہین علی الہی بلا

ایک دور چلا جاتا ہے - ملک مین ریگستان و کوہستان بہت ہی - قاعدہ ہے کہ جب ریت اوڑکر دیوار سنے ٹکراتی ہے تو وہ اونچی ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ دیوار کے اوپر اوڑنے لگتی ہے اور پھر اوسکے تودے میدان مین لگنے شروع ہوتے ہیں اور وہ بلندی مین بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ اوس دیوار کے نشان باقی نہین رہتے ہیں میدان مین فقط ریگستان ہی ریگستان نظر آتا ہے - اس طرح شہر کے شہر ریت کے تلے دب جاتے ہیں - پس جب ملک کی یہ صورت ہو کہ ریت یون اوڑتی ہو اور پہاڑ اس سے اٹھتے ہون سلو پھر آئے دن آپس مین فساد رہین چارون طرف سے دشمنون کے حملے ہوتے رہیں تو سلطنت کا کیون نہ زوال ہو آخر صدی مین ان سببون سے یہ سلطنت وسعت مین بہت کم ہو گئی ہے - اور قوت مین ضعیف - نادرشاہ کے زمانہ سے اس ملک پر زوال آنا شروع ہوا ہے جس شان و شکوہ کی یہ سلطنت دنیا مین تھی اسکے سارے نشان لڑائیون نے مٹائے ہیں - بادشاہان سلف کی عمارات عالیشان کا نام و نشان باقی نہین رہا - انکے وہ بڑے بڑے شہر ہین نہ میوہ دار باغ ہین غرض سارے ملک پر ایک ویرانی برستی ہے شاہ ایران جو آج کل ہے وہ نہایت مدبر دانا ہے اوسنے اپنی سلطنت کی صورت بنا رکھی ہے - ایک لاکھ سپاہی جسمین سے ایک تہائی مسلح رہتی ہے باقی مسلح نہین رہتی کھیتی کا کام کرتی ہے مگر وہ ایک ساعت کے اندر ضرورت کی حالت مین جمع ہو سکتی ہے - اونکے ہتیار بندوق و تپنچے پرانی وضع کے فرانسیسی انگریزی ہین ۱۸۸۶ع مین سو توپین بھی انہین ملکون کی بنی ہوئی آگئی ہین - افسر مطلق جاہل ہین اور نہ قواعد دان ہین - سپاہیون کی وردی اکثر دریدہ اور بوسیدہ ایسی رہتی ہے کہ وہ محافظ ملک نہین معلوم ہوتے بلکہ مفلسون کی سی صورت ہوتی ہے - مگر اسمین کچھ نہ کچھ خرابی ہوتی ہے کبھی کبھی تنخواہ چڑھ جاتی ہے - گو انکے لباس اور ہتیارون کی حالت اچھی نہ ہو مگر سپاہیون کی صورت پر بہادری اور بشرہ پر دلاوری برستی ہے وہ اس دریدہ بوسیدہ وردی مین بہادرانہ شان دکھا دیتے ہین سخت جفاکش ترکمان کرد - آذربائیجان کی لودی قومین کردستان اور بختیار کے کوہستانی آدمی اکثر سپاہی ہوتے ہین - ایران کے برابر دنیا مین کہین اد

کرتے ہین کہ وہ اپنے خیل کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں انہیں پوندہ کے خیل ایسے بھی ہیں کہ وہ
دنگہ و فساد نہین پسند کرتے زراعت تجارت کرتے ہین باوجودیکہ ان کو اور ہمسایگی قومین ستاتی
ہین۔ موسم گرما میں وہ اپنے خیمے قلات غلزی اور غزنین کے میدانون مین لگاتے ہین اور
امیر کو کچھہ خراج دیکر وہان مویشی کے چرانے کا استحقاق حاصل کرتے ہین۔ اور عورتون اور بچون
کی بڑی حفاظت کرکے خود ثمر قند۔ بخارا۔ ہرات۔ کابل مین تجارت کرنے چلے جاتے ہین
جاڑے مین وہ ہندوستان مین ملتان۔ لاہور۔ بنارس وغیرہ مین جاتے ہیں۔ وہ اپنی اونی
ریشمی کپڑے گھوڑے۔ زعفران مشک میوے اور اور چیزین بیچتے ہین۔ پھر اپریل مین
قندھار اور غزنین کو چلے جاتے ہین +

بلوچستان مین فرمان روا بلوچی نہیں ہیں بلکہ برھو قوم کے آدمی سلطنت کرتے ہیں
وہی اس ملک کے اصلی باشندے ہین۔ وہان یہ نام بلوچستان کا کوئی نہیں جانتا۔ یہ نام انکے ملک کا
باہر والے آدمیون نے رکھہ لیا ہے۔ برھو سنت جماعت ہین۔ بلوچ شیعہ اکثر وہ کھیتی کرتے ہین۔ امیر
دوست محمد خان کا جب سے انتقال ہوا ہے آپسکے عناد و فساد کے سبب سے امیر کابل ملک کا انتظام
سوا اسکے کہ زمین کا خراج وصول کرلے اور کچھہ نہیں کرسکتا۔ وہان اپنی جان و مال کی
حفاظت ہر شخص آپ ہی خود کرسکتا ہے کوئی گورمنٹ کی طرف سے اسکا انتظام نہین ہے۔ امیر شیر علی خان نے
جو انتظام کیا تھا سو وہ بھی اب جاتا رہا امیر عبدالرحمن خان جو بالفعل امیر ہے وہ انتظام کرتا ہے
مگر اسکو لڑائیوں سے فرصت نہین ہوتی۔

بلوچستان مین ایک امیر ہوتا ہے اوسکے ماتحت بہت سے جاگیردار رئیس ہین مگر ان میں
ایسے تعلقات رہتے ہیں کہ جس سے ملک کے امن و امان پر اطمینان نہین ہو سکتا۔ افغانستان اور
بلوچستان مین یہ بڑے بڑے صوبے ہین۔ داغستان۔ بدخشان قندز بلخ۔ اندخوئی شبرغان
اکچہ۔ سیرپل میمنہ غزنین۔ کافرستان چترال سوات +

مشہور شہر کابل جسمین ستر ہزار آدمی رہتے ہین قندھار جسمین ساٹھہ ہزار آدمی ہرات میں
پچاس ہزار آدمی۔ مزار شریف مین پچیس ہزار آدمی بستے ہیں +

نصیری بھی بعض جگہہ ہین وہ مسلمان نہین سمجھے جاتے نسبت عرب یہان بکس شیعہ ہوگئے
اصل باشندے یہان کے آتش پرست ۔ بہت تھوڑے چالیس پچاس ہزار ہتے ہونگے ۔
خاکستری رنگ کی کلاہ انکی علامت ہے سات ہزار باشندونسے زیادہ جن شہرون و قصبون مین
آدمی رہتے ہین ان مین سے مشہور یہ ہین تبریز آبادی ایک لاکھہ بیس ہزار ۔ طہران آبادی
ایک لاکھہ ۔ اصفہان آبادی ساٹھہ ہزار ۔ مشہد آبادی ساٹھہ ہزار ۔ کرمان شاہ تیس ہزار ۔ شیراز
تیس ہزار ۔ قزوین بتیس ہزار ۔ ستو ستر پچیس ہزار ۔ رشت پچیس ہزار ۔ بوشہر پچیس ہزار ۔ کرمان پچیس ہزار
استرآباد بیس ہزار کاشان بیس ہزار قم بیس ہزار ۔ بندر عباس ہزار ۔ نیشاپور آٹھہ ہزار ۔ کل آمدنی
ملک سوا دو کروڑ روپیہ اور خرچ دو کروڑ قرض کچھہ نہین ۱۸۸۱ع مین ڈاکخانون کا انتظام ہوا
ہے ۔ ۹۰ ڈاکخانے ہین جنمین تین لاکھہ اسی ہزار خط سالانہ روانہ ہوتے ہین ۔ چالیس ہزار روپیہ
سالانہ کی آمدنی ان ڈاکخانون کی ہے ۔ ۶۶ دفتر تار برقی کے ہین ۔ اسکی لین ۴۰۱۲ میل
طول مین ہے ۔ ۵۵۰۰ میل تار لگا ہوا ہے ۔ اور پچاس ہزار پیغام اس تار پر آتے جاتے ہین +

افغانستان اور بلوچستان

بلوچستان کا رقبہ ایک لاکھہ ستر ہزار میل کا ہے ۔ ان کو خانات قلات کہتے ہین ۔ اور افغانستان
کا رقبہ دو لاکھہ بتیس ہزار ہے ۱۸۸۳ع مین امیر کابل کو ایک لاکھہ رقبہ ستر ہزار مربع میل کا سلطنت
ایران مین سے مل گیا ہے اسکو افغانی ترکستان کہتے ہین غرض اب افغانستان کی سلطنت کا
رقبہ تین لاکھہ مربع میل ہے اور اوسکی آبادی کا تخمینہ پچاس ساٹھہ لاکھہ آدمیونکے درمیان کیا
جاتا ہے ۔ کابل اور قلات کے درمیان جو سرحد ہے وہ ابھی طرح مقرر نہین ۔ مگر ان دو سلطنتون
کی حدود جو برٹش گورنمنٹ کی سلطنت سے ملحق ہین وہ بہت اچھی طرح مقرر ہیں ۔ غرض ان دو
سلطنتونکا رقبہ ملکر چار لاکھہ ستر ہزار میل کا ہوگا جسکی آبادی تقریباً پینسٹھہ لاکھہ آدمیونکی ہوگی +
افغانستان مین جو قومین رہتی ہین جنگجوئی ان کی طبیعت مین ہے ۔ وہ نہایت مضبوط
اور توانا زندہ دل ہوتے ہین ہمیشہ اپنے ہمسایہ سے لڑتے رہتے ہین اور زیادہ تر خونریزی اسلئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد دہم

اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ جلد دہم کو پہلے نو جلدوں کا ضمیمہ بنا کے بہت سے مفید مضامین لکھوں مگر تاریخ اس قدر بڑھ گئی کہ ان سب مضامین لکھنے کی گنجایش نہین ہی چند ضروری مضامین تحریر کرتا ہون

(۱) ہندوستان اور ہندوؤن کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا۔

یہ مقدمہ ایسا ہی کہ اسکو کوئی مسلمان یا ہندو انصاف سے بے تعصب فیصلہ کرے نہایت مشکل ہے اسلئے ہم اس فیصلہ کو لکھتے ہین جو اس مقدمہ کا مسٹر ملصاحب نے اپنی بیمثل تاریخ برٹش انڈیا کے باب پنجم مین لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مورخ نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے کہ مسلمانون کا یا ہندوؤن کا طرفدار ہوگا۔ بلکہ وہ عیسائی ہی اور عالی دماغ ایسا ہے کہ اسکی برابر مشکل ہے کہ کوئی ہندو یا مسلمان فیصلہ کر سکے۔ وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون کی تہذیب و شائستگی کا تحقیق کرنا تاریخ کا واقعہ عظیم ہے اسکا تحقیق کرنا اسلئے ضروری ہی کہ جس سے معلوم ہو کہ مسلمانون کی سلطنت و غلبہ سے ہندوؤن کا تنزل ہوا یا ترقی ہوئی — یہ تحقیق ثابت ہو گیا ہے کہ ایشیا کے مغربی حصہ مین جو قومین آباد تھین یعنی ایرانی اور عرب اور نیز ترک بہ نسبت ان قومون کے جو اسکے مشرق مین رہتی تھین (ہندو) دماغی قابلیتون مین بڑھی ہوئی تھین۔ کیونکہ یہ جاہل سوسائٹی کی بیہودہ اور مزخرفات مین کم مبتلا تھین اور شائستگی کے بلند تر درجہ کو پہنچ چکی تھین۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہی اور غالباً آیندہ اسکی تردید بھی زیادہ نہ کیجاویگی۔ اس تحقیق سے بڑا مقصد اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ قومین جنہون نے ہندوستان پر حقیقت مین

جبکہ مغلوں نے مغربی ملکوں کی طرف بڑھنا شروع کیا تو وہ کوئی وحشی قوم نہ تھے۔ یہ بات
بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ان میں تحریر کا رواج تھا۔ ان کے حروف ہجی ا۔ ب۔ ت۔
الگ تھے جیسے حروف کی طرح وہ مشکل نہ تھے۔ بلکہ وہی حروف کی طرح نہایت سہل اور عمدہ تھی
مغل ملکی کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے فتوحات کیں اور چین ایران
اور بعد ازاں ماوراء النہر پر انہوں نے نہایت ہی دیانت اور عقلمندی سے باقاعدہ حکومت کی
اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کس حد تک اپنی دانش کے لحاظ سے مغلوں نے اپنے آپ کو ایشیا کی
نہایت مہذب اور روشن ضمیر قوموں کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ ان ملکوں پر چنگیز خان کے جانشینوں
نے جس دانائی اور لیاقت سے حکومت کی شاید پھر کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی ہوگی اپنے
فتوحات کے زمانہ میں تہذیب کے میدان میں قدم بڑھانے کے لیے مغل ایسے آمادہ رہتے تھے
کہ جیسے چین اور ایران کے تہذیب یافتہ لوگوں میں پہنچے تو انہوں نے حیرت انگیز عجلت سے
اپنے آپ کو ان کی مثل کر لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ وہاں سے اصلی باشندوں سے
کچھ کم تہذیب یافتہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے آداب اخلاق اور خصائل کی وجہ
ممیز ہو گئے ایران و ماوراء النہر میں علوم کے سیکھنے میں انکی مستعدی مشہور تھی۔ خاص کر
انہوں نے علم نجوم۔ علم جغرافیہ اور علم ہندسہ کو بہت ترقی دی۔ خاص سمرقند میں جو چنگیز خان
کے بیٹے اور اس کے جانشینوں کا پایہ تخت تھا ایک بڑا مشہور درسگاہ تھا جسکی نسبت
ایک یونیورسل ہسٹری کے مورخ نے لکھا ہے کہ یہ دار العلوم مسلمانوں کی درسگاہوں
میں سب پر تفوق رکھتا ہے اور جہاں قریب کے ملکوں سے مسلمان پڑھنے آتے ہیں ابو الفدا
مسلمانوں کے اعلیٰ تہذیب کے دو ثبوت دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اسکی زندگی میں پختہ
سڑکیں بنی ہوئی تھیں دوسرے شہروں میں پانی سیسہ کے نلوں کے ذریعہ سے لایا جاتا تھا۔
سمرقند کا کاغذ جو ریشم سے بنایا جاتا تھا ایشیا میں نہایت نفیس کاغذ خیال کیا جاتا
تھا۔ اور ایشیا کے تمام ملکوں میں اسکی بڑی مانگ رہتی تھی۔

سلطان محمود غزنوی جسنے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی بنیاد ڈالی

حملہ کیا اور جو ہندوستان کے اسی بڑے حصہ ملک کے باشندون پر حکمران رہی وہ بہ اعتبار شائستگی کے اس درجہ تک پہنچ چکی تھیں جس پر ایرانی اور عرب بھی تہذیب کے معراج کے زمانہ میں پہنچ چکے تھے۔

مسلمان جنہون نے ہندوستان مین اپنی حکومت قائم کی وہ زیادہ تر اس بڑے ملک کے مغربی حصہ سے آئے تھے۔ جو کہ وسیع سلطنت ایران کی حدود مین واقع تھا۔

اس زمانہ مین جبکہ مسلمانون کی حکومت کو ہندوستان مین قائم کرنے والے مسلمان پیدا ہوئے۔ ایران کے مشرقی صوبجات بلخ اور ماوراء النہر اور اسکے مضافات تہذیب یافتہ ہونے کے اعتبار سے ایران کے سب شہرون پر فضیلت رکھتے تھے بلخ کی فارسی زبان نہایت ہی فصیح اور پاکیزہ زبان سمجھی جاتی تھی اور مسلمانون کے عقیدہ کے موافق خدا تعالی اپنے عرش کے کروبی فرشتون سے اس بلخ کی زبان مین نرم اور دھیمی آواز سے باتین کرتا ہے۔ فارسی کے علم ادب مین جو نامور گذرے ہین وہ اکثر بلخ ہی کے رہنے والے تھے ان مین صرف تین شخصون کا ذکر کرنا ہم کافی سمجھتے ہین محمد ابن عمر خاوند شاہ جسکو اہل یوروپ خوند کے نام سے زیادہ جانتے ہین۔ اس شخص نے ایک مکمل تاریخ لکھی ہے۔ اہل یوروپ کو ایران کی تاریخ زیادہ تر اسی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے۔ رشید یہ ایک نامور شاعر گذرا ہے۔ انوری ایک نامی شاعر اور علم نجوم کا بڑا ماہر ہوا ہے چنگیز خان کے جانشینون کے عہد حکومت مین بلخ ایسی ترقی پر تھا کہ قبۃ الاسلام کہلاتا تھا۔

بخارا مشرق مین بہت بڑا دار العلوم تھا۔ یہان کے مشہور معروف دار العلوم مین تحصیل علم کی غرض سے دور دراز ملکون سے طالب العلم آتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مغلون کی زبان مین لفظ بخارا کے معنی ایک عالم آدمی کے ہین۔ ان نامور فاضلون مین سے جنکی وجہ سے بخارا کی درسگاہون کی شہرت تھی ایک شخص تھا جو اُس وقت دنیا کے بڑے فاضلون مین شمار کیا جاتا تھا یہ شخص شیخ بو علی سینا تھا۔ اسکی تصانیف سو سے زیادہ ہین سنہ ۴۲۸ مین ۵۸ سال کی عمر مین اس نے وفات پائی کچھ بڑی عمر نہ پائی۔

غیر تھے۔ یا یہ کہ انکا مذہب اسلام ہے۔ حکومت کی اور خوبیوں کو نظر انداز کرنا محض
تعصب کی بات ہے اور عقل کے خلاف ہے۔ مغلوں نے ہندوستان پر اس طرح حکومت
نہیں کی کہ ہندوستان کو کوئی غیر ملک خیال کیا ہو اور اسکو اپنے ملک یا وطن کی ترقی
اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیا ہو۔ بلکہ انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن اور اپنا ملک سمجھا۔
جسکی وجہ سے مغلیہ حکومت کا ہندوستان سے اتنا قریبی تعلق ہو گیا جتنا کہ شخصی حکومت
میں پادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ ہونا ممکن ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ مغلوں کا برتاؤ
ایسا نہ تھا جیسا کہ غیر قوموں سے ہوتا ہے بلکہ ایسا جیسا کہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ ہوتا ہے
جس وقت کوئی محقق ان سب باتوں پر غور کریگا تو اس کو اسبات میں بحث کرنے کی
گنجایش نہیں ہیگی کہ ہندوؤں کے ہاتھ سے مسلمانوں کے ہاتھ میں عنان حکومت
جانے سے ہندوستان کو فائدہ ہوا اور بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ اس بات کا کافی
ثبوت بغیر تفصیلی حالات کے لکھنے کے ہمکو یہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ جیسی ہندوؤں کی حکومت
خرابیوں اور برائیوں سے بھری ہوئی تھی ایسی مسلمانوں کی حکومت میں انکی برابر
برائیاں نہ تھیں۔

ہندوؤں کی تہذیب کا حال زیادہ تر نامعلوم اور پوشیدہ ہے۔ برخلاف اسکے
ایران کی تہذیب کا علم اہل یورپ کے تعلیم یافتوں پر بخوبی ظاہر ہے۔
مسلمانوں اور ہندوؤں کا مقابلہ ان
چند عنوانوں سے معلوم ہوگا۔

(۱) رعایا کی تقسیم اور تفریق۔

اس اہم کام کو مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا وہ بیان سے
باہر ہے مسلمانوں میں ذات کے جھگڑے نہ تھے۔ جتنی رسوم کہ تلون مزاجی
اور خود غرضی کی وجہ سے جاری کی گئی ہیں۔ ان سب سے زیادہ انسان کی
ترقی کے مانع ذاتوں کی تفریق ہے جمہوری سلطنتوں کی مانند مسلمانوں کی

ایشیا مین سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسکے دربار مین فاضلون کا ہجوم رہتا تھا ایشیا کے
ملک الشعرا فردوسی نے اسکی دارالحکومت مین اپنی کتابین تصنیف کین اور سلطان کے سایۂ
عاطفت مین پلا۔ سلطان محمود اور اسکے اراکین نے غزنی مین وہ عالیشان عمارتین تعمیر کرائین
کہ ایشیا مین غزنی اول درجہ کا خوبصورت شہر ہوگیا۔ سلطان نے اسمین ایک یونیورسٹی بھی قائم
کی جسکے لئے رقم کثیر وقف کی اور غزنی کو ایشیا مین علوم وفنون کا مرکز بنا دیا۔۔

محمود غزنوی نے اپنے تخت کے گرد بڑے بڑے عالمون اور فاضلون کو جو کہ
اسوقت کی تہذیب پیدا کر سکتے تھے جمع کیا تھا یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ ہندو اسکے
عہد حکومت مین ایسے لوگون کے ماتحت تھے جو شائستگی مین ہندؤن سے کم ہون اور نہ
یہ بات محمود کے جانشینون کی نسبت کہی جا سکتی ہے۔ اگرچہ ذاتی لیاقتون مین تو وہ محمود کے
ہم پلہ نہ تھے تاہم انھون نے اور انکے تمام اراکین نے ایران کے علوم وفنون مین تعلیم پائی
تھی چنانچہ ایسا ہی حال خاندان غوری کے بادشاہون کا تھا وہ اور سردار جو انکی خدمت
مین ہتے تھے علم وتربیت کے لحاظ سے حقیقت مین ایرانی ہی تھے۔ اس بات کا کوئی انکار
نہین کریگا کہ خاندان مغلیہ جو کہ ہندوستان مین مسلمانون کا آخر حکمران خاندان تھا
ہندوستان کے فتح کرنے سے پہلے ایران اور ماوراءالنہر مین کافی عرصہ تک رہ چکا
تھا اور اسنے وہان کی تہذیب اچھی سیکھ لی تھی۔ ان کی زبان ایران کی زبان تھی
انکا قانون اور مذہب ایران کا قانون
اور مذہب تھا وہ ایران ہی کا لٹریچر پڑھتے تھے اور جبکہ وہ ہندوستان پر قابض
ہوئے تو وہ ایران کے علوم وفنون سے بخوبی فائدہ اٹھا چکے تھے۔۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ایسی طرز وحکومت کی جگہ جسکا نظم ونسق ہندؤن کے
طریقہ تمدن کے موافق ہوتا تھا وہ طریقہ سلطنت قائم ہوا جسکا انتظام ایران کے
اعلی تہذیب اور اصولون کے مطابق ہوتا ہو تو ہندؤن کو فائدہ پہنچا یا نقصان؟
صرف اسوجہ سے مسلمانون کی حکومت سے نفرت کرنا کہ مسلمان ہندؤن سے

پادشاہ کی مخالفت کر رہے ہین۔ کیونکہ جسطرح ملکی تدبیرین بغیر مدبران سلطنت کے چل
نہین سکتین اسی طرح مذہب بھی بغیر پیشوایان مذہب کے کچھہ کام نہین کر سکتا۔ مذہب
کے پیشوا صرف اس حالت مین راجہ کی مخالفت کر سکتے ہین جس صورت مین لوگون مین
انکا رسوخ ہوا ور انکے اختیارات اتنے بڑھے ہوئے ہون کہ پادشاہ انکو
ناراض کرنے سے ڈرتا ہو۔ راجاؤن کی سختیون سے رعایا کو پیشوایان مذہب سوقت
بچا سکتے ہین جبکہ پادشاہ ملکی اختیارات مین انکو اپنا صلاح کار بنائین جس صورت مین
کہ راجہ پیشوایان دین کو اپنا صلاح کار بنا لیتے ہین اور انکے ظلم کرنے سے پیشوایان دین کو
بھی فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان راجاؤن کو ناجائز حرکتون سے روکتے نہین بلکہ انکو
اور ترغیب دیتے ہین۔ ہندوؤن کے طرز سلطنت مین پیشوایان دین اور راجاؤن کے
اختیارات ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔ کہ راجہ تو برائے نام ہوتے تھے۔
حقیقت مین پیشوایان دین راج کرتے تھے۔ جب کہ راجاؤن کی سختیون سے انکو
فائدہ پہنچتا تھا تو انکو کیا غرض تھی کہ وہ راجاؤن کو برائیون سے روکتے۔
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہندو راجاؤن کو بدظلمیون سے مذہب نے کبھی نہین روکا
مسلمانون کی طرز حکومت مین مذہب و سلطنت مین ایسا قریب کا تعلق نہین
تھا۔ یہ بالکل درست ہے کہ ایک زمانہ مین خلیفہ ملک اور دین دونون کے پادشاہ
ہوتے تھے لیکن اکثر حالتون مین مسلمان پادشاہون کے عہد مین سوا چند باتون
کے جو رواج پر منحصر تھین علماء دین کو بہت کم ملکی اختیارات حاصل تھے۔ لیکن وہ
رعایا کی حالت کو بہتر نہین کر سکتی تھی۔ مسلمانون کی حکومت مین پیشوایان مذہب کو
کبھی کافی رسوخ پیدا نہین ہوا۔ اور نہ ظاہر مین انہون نے اپنا میلان خاطر اس
طرف ظاہر کیا کہ پادشاہ کی طرف سے جو سختیان رعایا پر ہوتی ہین انکا انسداد
ہو اس بات مین مسلمان ہندوؤن کی مذہبی جماعت سے اختلاف رکھتے ہین اور
یہ بہت بڑا فرق ہے کہ مسلمانون کی پیشوایان مذہب ان لوگون سے الگ ہو

خود مختار شخصی حکومت مین کل انسانون کے ساتھ یکسان برتاؤ کیا جاتا تھا - امرا و شرفا
کی کوئی خاص جماعت نہ تھی - بلکہ صرف منصب اور سرکاری عہدے کے موافق لوگون کی عزت
ہوتی تھی - عہدے کسی خاندان کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ ہر روز ادنیٰ درجہ کے لوگ ترقی
کرکے اعلیٰ عہدون پر پہنچتے تھے ہر ایک کی قدر و منزلت اسکی ذاتی لیاقت اور قابلیت
کی وجہ سے ہوتی تھی - نہ کہ صرف اسکے باپ کی ثروت و امارت کی وجہ سے -

(۲) طرز سلطنت مسلمانون کی طرز سلطنت کی خوبیان جو ہندؤن کے
طریقہ حکمرانی سے ممتاز ہین وہ یہ ہین -

مسلمان پادشاہ انتظام سلطنت کے واسطے عہدہ دار مقرر کرتے تھے مثلاً
بخشی وزیر امیرالامراء وغیرہ وغیرہ - ہندو راجاؤن کے وقت مین عجب بے ترتیبی
اور ابتری تھی - راجہ برہمنون کی جماعت کے وسیلہ سے حکومت کرتا تھا - جو راج
کے اختیارات کو مجوزہ قانون کے مطابق عمل مین نہین لاتے تھے - بلکہ جو شخص سازش
کرکے یا شہرت کی وجہ سے عروج پا جاتا تھا سو کرتا تھا اس زمانہ مین یہ دستور
تھا کہ بعض لوگ قوت حاصل کر لیتے تھے اور اور لوگ ہر بات مین انکی فرمانبرداری
کرتے تھے ایسے لوگ وزارت یا پیشواؤن کا رتبہ جیسے کہ مرہٹون مین ہوئے
حاصل کر لیتے تھے - جس صورت مین یہ برہمنون کی جماعت باضابطہ مقرر نہین
کیجاتی راجہ ایک وزیر منتخب کر لیتا ہے جسکو راج سے کل اختیارات حاصل
ہوتے ہین اور وہ اختیارات کو ضرورت کے موافق عمل مین لاتا ہے اور رسم و رواج
یا کسی خاص قاعدہ کا پابند نہین ہوتا -

اگر پادشاہ مطلق العنان ہو اور سلطنت کا انتظام اچھی طرح نہ کرے تو جو
بدنظمیان پیدا ہوتی ہین انکے انسداد کے لئے صرف تین چیزین ہین (۱) اول مذہب
دوسرے بغاوت کا اندیشہ - تیسرے اخلاقی حالت (۱) دل جب یہ کہین کہ پادشاہ
کی مرضی کا مخالف مذہب ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ پیشوایان دین

پادشاہ سچیتون سے باز رہین جسقدر انسان لوگون کی تعریف سے خوش ہوتا ہی اور انکے برا کہنے سے برا رنجیدہ دل ہوتا ہے اسی قدر اخلاق اسکے بیجا اختیارات کو روکتا ہے۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان پادشاہون پر اخلاق کا عمدہ اثر نہین ہوا تھا۔ اگر کچھ اثر پایا بھی تھا تو مسلمانون مین تھا۔ مسلمان فاتحان ہند کے اوضاع و اطوار مین ایسی انسانیت اور دلیری اور عملی قابلیت پائی جاتی تھی کہ مسلمانون مین خودمختار حکومت اس قابل نفرت اور وحشیانہ عیاشی کے درجہ کو نہین پہنچ سکتی تھی جیسے کہ ہندؤن کی سلطنت کا اس درجہ کو پہنچنا آسان تھا۔

اگرچہ وحشت کے آثار مسلمان قومون مین بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ ایشیا کے تمام باشندون مین لیکن ساتھ ہی مسلمان فاتحین مین فہم اور فراست تھی برخلاف اسکے ہندوستان کے اصلی باشندون مین وحشی قومون کے علاوہ کام کرنے کی عقل سب قومون سے کم ہے جس قوم مین کام کرنے کی قابلیت ہوتی ہے اسکا اثر طرز حکومت پر اور پادشاہون کے دماغ پر ضرور ہوتا ہے چنانچہ ذیل مین تیمور کے آئین سے یہ بات ثابت ہی کہ مغلون نے ہندوستان مین آنے سے پہلے حکمرانی کی عمدہ عمدہ طریقے ایجاد کئے تھے وہ لکھتا ہی کہ

مینے ایک قاضی مقرر کیا جو کہ نہایت عالی خاندان اور مقدس آدمی تھا۔ تاکہ وہ دیندار آدمیون کے چال چلن کو دیکھتا رہے اور اس وقت کے آداب اور اخلاق کو درست کرے اور مذہبی امور کے واسطے لوگ معین کرے اور ہر ایک شہر اور قریہ مین تیز فہم اور زیرک قاضی اور مفتی مقرر کرے اور محتسب مقرر ہون جو تجارت اور اوزان وغیرہ اور پیمانون کے نگران رہین۔ ایک قاضی فوج کے واسطے اور دوسرا قاضی رعیت کے واسطے مینے مقرر کیا اور ہر ایک صوبہ اور شہر مین مینے شارع بھیجا تاکہ وہ لوگون کو برائیون سے باز رکھے اور انکو راہ راست پر لائے مینے حکم دیا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ مین ایک مسجد۔ درسگاہ۔ خانقاہ۔ غربا و محتاجون کے لئے خیرات خانہ اور مریضون کے لئے شفاخانہ بنایا جائے اور طبیب نوکر رکھا جاے جو شفاخانہ مین ہردم موجود رہے ہر ایک مین سرکاری مکان اور عمارتین بنائی جائین۔ اور نگران مقرر کئے جائین تاکہ وہ مزروعہ زمینون اور زمیندارون کی خبرگیری کرین۔

نہین ہوتے جو اختیارات کے بل پر رعایا پر ظلم کرتے ہین مسلمانون کے پیشوایان
مذہب کو خود ان لوگون سے پناہ نہین ہوتی۔
(۲) ایشیائی طرز حکومت مین بغاوت کا اصول رعایا کے حق مین اکثر مفید ثابت
ہوا ہے اگر رعیت کو ہر قسم کی خوشی اور آسایش میسر ہوسکتی ہے تو صرف اسی ذریعہ
سے ہوسکتی ہے جس صورت مین پادشاہون اور انکے ارکین کی آرزون خواہشون
اور تلون مزاجی کی کوئی حد نہ ہو تو حکام بالا دست کی بیشمار خواہشون آرزؤن اور
تلون مزاجی کی وجہ سے رعیت پر جو تباہی اور مصیبت آتی ہے۔ رعایا کو اس سے
پناہ دینے والی کوئی چیز ایسی نہین ہے جیسا کہ انکے باغی ہونے کا ڈر۔ لیکن جس صورت
مین آدمیون کے پاس کوئی چیز نہو جسکے جاتے رہنے کا انکو اندیشہ ہو تو رعیت کو
بغاوت پر آمادہ کر دینا کوئی دشوار بات نہین ہے۔ ایشیائی پادشاہون کو
اسبات کا تجربہ ہے کہ اگر رعیت پر ایک خاص حد سے زیادہ ظلم کیا جائے تو وہ
غدر کر دیتی ہے اور ظلم کرنے والون کو پائمال کر ڈالتی ہے اور ایسی حالت مین انکو
سرگروہ کی بھی ضرورت نہین ہوتی۔ یہ خیال ہمیشہ حاکمون کے پیش نظر رہتا ہے
اور انکو اعتدال کے ساتھ حکومت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایشیائی خود مختار
حکومت مین کچھ خوبیان پائی جاتی ہین تو صرف اسی وجہ سے ہین لیکن ہندوستان
مین بغاوت کا خوف بالکل جاتا رہا تھا۔ کیونکہ ہندؤن کو لڑائی کی طرف سے نفرت تھی
اور مصیبت کے وقت مین انکا صبر اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ دنیا کی سب قومون سے
بڑھی ہوئی تھی۔ البتہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کی جرأت اور دلیری اور بہادری
نے ہندوستان کے پادشاہون کو لیاقت اور دانائی سے حکومت کرنے کی
تحریک کی تھی۔
سوم جو تہذیب ہندؤن اور مسلمانون مین پائی جاتی ہے اس سے کہین بڑھ کر
تہذیب اسبات کے لئے درکار ہے کہ محض نیکی اور اخلاق کی وجہ سے

اور جنکو مینے اس لائق سمجھا کہ سلطنت کے کاموں میں اُن سے صلاح لیجاوے اور ان سے میں سلطنت کے
راز کہہ سکوں انکو مینے اپنا رازدار بنایا۔ درست اور اہم اور پوشیدہ کام مینے اُن پر ظاہر کیے
وزیروں اور منشیوں اور محرروں کے ذریعہ سے مینے دربار عام کا انتظام اور انصرام کیا۔ مینے
اونکو اپنی سلطنت کا آئینہ بنا دیا جسمین کہ انہوں نے سلطنت کے تمام کاروبار دکھائے۔ اور
رعیت اور لشکر کی ضرورتوں سے مجھے آگاہ کیا۔ انہوں نے شاہی خزانہ کو زر و مال سے مالامال
رکھا اور رعیت کی بہبودی میں اور ہر چیز اُن کے واسطے افراط سے مہیا کی۔ جہان جہان
ملک میں بدنظمی تھی نہایت مناسب اور بہترین طریقہ سے انہوں نے اسکا انسداد کیا۔ سلطنت کی
آمدنی اور خرچ کو انہوں نے درست رکھا اور ملک کی آبادی بڑھانے میں انہوں نے سعی کی۔
حاذق طبیبوں اور تجربہ کار معالجوں اور نجومیوں اور مہندسوں کو جو سلطنت کی زینت کے
واسطے ضروری ہیں مینے اپنے گرد جمع کیا۔ طبیبوں اور جراحوں سے مینے بیماروں کو تندرست
کرایا۔ نجومیوں کی مدد سے ستاروں کا ملک پر نیک و بد اثر اور سیاروں کی رفتار اور
گردش۔ مینے دریافت کی۔ مہندسوں اور معماروں کی مدد سے مینے باغ لگوائے۔
اور عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں۔

علم تاریخ کے جاننے والے اور واقف کار لوگ میرے پاس موجود رہتے تھے۔ وہ انبیا
و پیغمبروں اور شاہان سلف کا حال سنایا کرتے تھے اور میں ان واقعات کو غور سے سنا
کرتا تھا جنکی وجہ سے لوگ پادشاہی کے رتبہ تک پہنچے یا جو اُن کی سلطنت کی تباہی کا باعث
ہوئے۔ زمانہ قدیم کے پادشاہوں کے تاریخی حالات سے اور روایتوں اور انکے اخلاق اور
چال و چلن سے میرا تجربہ بڑھا اور میرے علم کی توسیع ہوئی۔ ان لوگوں کی زبانی مینے
روئے زمین کے مختلف مقامات کی کیفیت اور وہاں کی روایتیں سنیں اور مینے معلوم کیا
کہ سلطنتیں کہاں واقع ہیں۔

ہر ایک ملک کے مسافروں اور سیاحوں کو مینے تحریک دی تاکہ وہ تمام قوموں کی فراست
اور کاروبار سے مجھکو اطلاع دیں۔ سوداگروں اور کاروان سرائے کے سرداروں کو مینے

میں نے حکم دیا کہ معابد اور خانقاہیں تعمیر کی جائیں اور شاہراہ پر مسافروں کے ٹھیرنے کے واسطے
سرائیں بنائی جائیں اور دریاؤں پر پل تعمیر کرائے جائیں۔
میں نے حکم دیا کہ شکستہ پلوں کی مرمت کی جائے اور دریا ندی نالوں پر پل بنائے جائیں اور
سڑکوں پر ایک ایک منزل کے فاصلہ پر کاروان سرائے تعمیر کرائیں۔ اور محافظ اور چوکیدار سڑکوں
پر تعینات ہوں۔ ہر ایک کاروان سرائے میں آدمی رہیں اور سڑکوں کی حفاظت اُن کے سپرد کی جائے
اور اگر سڑک پر غافل مسافروں کی کوئی چیز چوری جائے تو ان چوکیداروں سے باز پرس ہو۔
میں نے حکم دیا کہ صدر اور مفتی وقتاً فوقتاً میرے مملکت کے دینی امور میرے سامنے پیش کریں اور
میں نے ایک قاضی مقرر کیا تاکہ تمام ملکی نزاع کے مقدمات جو کہ میری سپاہ اور رعایا کے درمیان ہوں
وہ میرے پاس بھیجتا رہے۔
حکومت کے نہایت ضروری مقاصد میں سے چار منتخب مقصد تھے جنکے پورا کرنے میں شاہان
مغل نے بہت کوشش کی۔ اول عدل گستری کی۔ دوم انہوں نے لوگوں کو تعلیم اور تربیت دی۔
تیسرے سفر کرنے میں آسانی کردی۔ چوتھے جو کچھ انکے ملک میں واقع ہوتا تھا اس سے وہ باخبر
رہتے تھے۔ اس بات کا ہمارے پاس کافی ثبوت ہے کہ ان مقصدوں کو خاطر خواہ تو وہ
پورا نہیں کرسکے لیکن جس وقت سے یہ مقصد ضروری ثابت ہو گئے اس وقت سے طرز
حکومت کے علم و فن میں بہت کچھ ترقی ہو گئی اور جب سے انکے حاصل کرنے میں سرگرمی سے
کوشش کی گئی تو اور بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔
تیمور کی طرز حکومت کے بارہ اصولوں کا انتخاب حسب ذیل ہے
نہایت ذی عقل۔ فہمیدہ۔ ہوشیار۔ محتاط۔ تجربہ کار و دور اندیش لوگوں
کو اپنا مشیر و صلح کار بنایا۔
سپاہ اور رعیت کو ایک نظر سے دیکھا اور ان دونوں میں ایسا بندوبست کیا کہ ایک
دوسرے پر ظلم تعدی نہیں کرسکتا تھا۔
دور اندیش اور عاقل لوگوں میں سے چند آدمی منتخب کیے۔ جو کہ مجھے معتبر معلوم ہوئے

نے حکم دیا کہ اگر ضرورت پڑے تو رعایا کو دھمکا کر محصول جمع کریں لیکن آنپر ظلم و جبر نہ کریں ورنہ زمانے نہ لگایئں۔ وہ حاکم جسکا رعب لوگ اتنا بھی نہ مانیں جتنا کہ کوڑے سے ڈرتے ہیں حکومت کرنے کے لائق نہیں ہے۔

نے حکم دیا کہ مالگذاری اور محصول اس طرح جمع کیا جاوے کہ رعایا کی تباہی کا باعث نہ ہووے اور ملک غیر آباد نہ ہو جاوے۔

زرخیز اور شاداب مینوں کی پیداوار کا ایک ثلث سرکار میں داخل کیا جاتا تھا اور یہی آمدنی کا ذریعہ تھا۔

نے حکم دیا کہ جو شخص ویران زمین میں کاشت کاری کرے یا نہر لاوے یا باغ لگاوے یا غیر مزروعہ زمین پر زراعت کرے اس سے پہلے سال کچھ نہ لیا جائے دوسرے سال جو وہ خوشی سے دیوے لیلو تیسرے سال سے قانون کے مطابق اس پر جمع مقرر کرو۔

نے حکم دیا کہ اگر غریبوں پر امیر ظلم کریں اور انکے مال و متاع کو نقصان پہنچایئں تو ظالم امیروں سے نقصان کے برابر رقم لیکر مظلوم غریبوں کو دو تاکہ انکی پھر پہلی سی حالت ہو جائے۔

نے حکم دیا کہ ہر ایک ملک میں وزیر مقرر ہوں ایک وزیر رعایا کے واسطے ہو اس کو یہ خدمت سپرد کی جائے۔ کہ وہ مالگذاری اور راہ داری کا باقاعدہ حساب لکھے کہ رعیت نے کیا اور کتنی رقمیں کس مد میں اور کس بات کی دیں وہ ان سب کا نقشہ تیار رکھے۔ دوسرا وزیر خرچ میں مقرر ہو جو حساب لکھے کہ سپاہ کو کتنا روپیہ دیا گیا ہے اور ان کو کتنا روپیہ اور دینا باقی ہے۔ تیسرے وزیر کو متفرق کام دئے ہیں جنکے بیان کرنے کی یہاں گنجایش نہیں ہے۔

یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ مغل جب کہ وہ پہلی ہی دفعہ ہندوستان میں آئے علم سیاست مدن خوب جانتے تھے اور انکے آنے سے ہندوستان کو بڑا فائدہ پہنچا۔ خاندان مغلیہ کے پچھلے بادشاہوں کے عہد میں مثلاً اکبر کے زمانہ میں سلطنت کے اختیارات بڑھے ہوئے تھے اور ایسی لیاقت سے حکومت کی جاتی تھی جو علم اور تہذیب کے اعتبار سے اس مشہور زمانہ

ہر ایک ملک اور مملکت کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ ختن چین۔ ماچین۔ ہندوستان۔ عرب کے شہروں
سے مصر۔ شام۔ روم اور عیسائیوں کے ملکوں سے ہر قسم کے قیمتی اسباب تجارت اور نادر
روزگار اشیار لاویں اور ہر ملک کی حالت اور وہاں کے باشندوں کی عادات اور اخلاق
سے مطلع کریں اور غور سے دیکھیں کہ ہر ملک کے بادشاہ کا برتاؤ اسکی رعیت کے ساتھ کیسا ہے
اور مجھ سے آکر کہیں۔

یہ باتیں جو حکومت کے قابل غور اور ضروری مقاصد میں لکھی ہوئی تھیں صاف بتلاتی ہیں
کہ تیمور کے وقت میں لوگ عقل و دانش میں وحشی قوموں سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔

ناقص طریقہ حکمرانی میں رعیت کی خوشی زیادہ تر مالگذاری کے جمع کرنے کے طریقہ پر منحصر
ہوتی ہے اسلئے واسطے حسب ذیل قانون جاری کیا۔ یہ قوانین انتظام کرنے کے اعلےٰ درجہ
کی قابلیت ظاہر کرتے ہیں۔

میں نے حکم دیا کہ مقررہ محصول اور راہداری سے زیادہ لوگوں سے ہرگز امیر نہ لینے
پاویں۔

میں نے حکم دیا کہ ہر ایک صوبہ میں جو بادشاہ کی طرف سے بطور جاگیر کے امراء کو دیا گیا ہو
اسکے دو عہدہ دار نگران مقرر ہوں۔ ان میں سے ایک تو مالگذاری کا معائنہ کرے۔ اور
رعایا کے حقوق کی نگہبانی کرے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رعیت تباہ ہو جاوے۔ یا جاگیردار
اسپر ظلم کریں اور تمام رقوم جو صوبے سے جمع کی جائیں انکا حساب رکھے۔ دوسرا عامل
اخراجات کا رجسٹر اپنے پاس رکھے اور مالگذاری کے روپیہ کو سپاہیوں پر صرف کرے

میں نے حکم دیا کہ ہر ایک جاگیردار کے پاس جاگیر تین سال تک رہے اس کے بعد
صوبہ کا معائنہ کیا جاوے۔ اگر وہاں کے باشندے جاگیردار سے خوش ہوں اور
ملک میں ترقی ہو اور آبادی بڑھ گئی ہو تو پھر اسی کو جاگیر واپس دیدی جائے۔
لیکن اگر صوبہ کی حالت اسکے خلاف پائیں تو جاگیر سرکار کو واپس کردی جائے اور
تین سال تک جاگیردار کو جاگیر کی آمدنی نہ دی جائے۔

کئے ہین۔

سب سے عمدہ اور بہتر ذریعہ جسکے بغیر لوگون کے حقوق کی حفاظت ناممکن ہی یہ ہے
کہ لفظ حق کی صحیح اور درست تعریف کی جائے۔ حقوق کی درست اور ٹھیک تعریف
کرنے کے اعتبار سے رومی اور انگریزی اور مسلمانون کے قانون ایکسے ہین۔ تعریفات کا
درست ہونا گویا قانون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دینا ہے اور یہ بات اس وقت
حاصل ہوتی ہے جب کہ قوم تہذیب کے اعلے درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ تعریفات کے واسطے
اول تو تمام مختلف واقعات کے تجربہ پر عبور ضرور ہے۔ دوسرے انسان کا دماغ
اتنا مشاق نہین ہے کہ تمام واقعات کو ترتیب دیسکے اور بغیر عمدہ ترتیب کے صحیح
تعریف کرنا ناممکن ہی۔ تیسرے رسوم کا منسوخ کرنا بہت دشوار ہے مقنن رسوم
کی ناپائداری سے خوش ہوتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ کہین رسوم ترقی
نہ پکڑ جائے اور اختیارات کی وجہ سے وہ اپنی کوششون مین کامیاب ہوتا
زمانہ حال تک یورپ کے کسی ملک مین بھی قانون مال قلمبند نہین کیا جاتا تھا یعنی
لوگون کے حقوق کی کیفیت مقررہ الفاظ مین نہین بتائی جاتی تھی۔ تمام قانون بانی
تھا۔ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہین جانتے تھے کہ لفظ حق کیا چیز ہے جج کے پاس
اسکی رہبری کے لئے کوئی مقررہ تعریف نہین ہوتی تھی وہ ہر موقع پر حسب ضرورت
نت نئی تعریف گھڑ لیتا تھا۔ یہ بیشمار تعریفات جو مختلف ججون نے بے شمار موقعون پر
کی تھین۔ ایک دوسرے سے کم و بیش مختلف تھین اگر تعریفات مین کچھ صحت و درستی تھی
تو صرف اس وجہ سے کہ فیصل شدہ مقدمات سے ایک حاصل کھینچ لیا تھا اور جج
ہر موقع پر تغیر و تبدل ان فیصلون کی حد کے اندر کرتا تھا۔ کیونکہ جو شخص بے انصافی
کرنے کی غرض سے مقررہ حد سے تجاوز کرتا تھا اسکو لوگ برا سمجھتے تھے۔ چند سال
ہوئے کہ جرمن کی بعض ریاستون نے کوشش کی تھی کہ ضابطہ قوانین بنائین اور خاص
عبارت مین لکھ کر قانون کو مستقل کردین۔ یہ کوشش صرف تھوڑے ہی لوگون کی

شایان تھی۔
اگرچہ شخصی حکومت مین بہت سی چیزون کا انحصار بادشاہ کی صفات پر ہوتا ہے لیکن
اگر حکمرانی کا عمدہ طریقہ ایکدفعہ بخوبی رواج پا جاتا تھا تو تھوڑے عرصہ تک تو اسکا اثر ضروری
رہتا تھا اور اکثر وہ قاعدہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو جاتا تھا۔
(۳) **قانون**۔ ہندوؤن کا قانون ایسے لوگون نے بنایا تھا جنکی دماغی قوت ایسی ضعیف تھی
کہ اسسے زیادہ اور ضعیف نہین ہوسکتی۔ قانون کا بڑا نتیجہ عظیم یہ ہے کہ ملک کو فائدہ پہنچین۔
لیکن دنیا مین جتنے قوانین آجتک بنائے گئے ہین۔ ان سب مین بدتر ہندوؤن کا قانون ہے
جسسے بہت ہی کم ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور قانون کی علت غائی ملک کی نفع رسانی کی بعقدر ہے
اگر مفروضہ بہترین قانون سے مسلمانون کے ان قوانین کا مقابلہ کیا جائے جنکو اُنہون نے
ہندوستان مین جاری کیا تو بہت سے نقص ہین گے۔ لیکن اسکا کسی ملک کے موجودہ
نظم قوانین سے مقابلہ کرو مثلاً قوانین روم یا قوانین انگلستان سے تو وہ خوبیون
مین ایسا کمتر نہین ہوگا جیسا کہ اُن قوانین کی نظمون سے جاننے والے جاہل آدمیون کے تعریف
پر غش ہونے والے یقین کرتے ہین۔ مسلمانون کے قوانین لکھنے مین ہم انگریزی قوانین کا بھی
ذکر کرینگے۔ تاکہ لوگ دونون قومون کے قانون سے واقف ہو جائین اور یہ اس وجہ کے
اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین مسلمانون کا قانون منسوخ ہوکر
انگریزی قانون جاری ہوا ہے خاص ہدایتین ہوگئین۔
اول تو قوانین دیوانی ہین جنمین فوجداری کا قانون شامل نہین ہے۔ وہ حقوق شامل ہین
جو قوم کے ہر فرد کو قوم کی بہبودی کے واسطے حاصل ہونے چاہئین۔ یا یون کہو کہ قانون
دیوانی ان اختیارات پر مشتمل ہے جو قوم کی ترقی کے واسطے ہر شخص کو آدمیون اور
اشیا پر حاصل ہونے چاہئین یہ اختیارات حقوق کے قائم کرنے کے لئے ضرور ہین اور
عام تجربہ سے خوب معلوم ہوا ہے کہ اس باب مین مہذب قومین ایک دوسرے سے اتفاق
کرتی چلی آئی ہین۔ البتہ حقوق کے استحکام کے واسطے اُنہون نے مختلف طریقے اختیار

مالگذاری کے مفصل حالات سے آگاہ ہونا دشوار اور مشکل تھا اور اسکے واسطے رعایا کے اخلاق
اور زبان سے واقف ہونا ضروری تھا اور یہ واقفیت صرف ہندوؤن ہی کو ہوسکتی تھی۔
ہندو اس کام مین مدد دینے کے تو قابل تھے لیکن انمین اتنی قابلیت نہ تھی کہ خود کر سکین۔
مالگذاری جمع کرنیکا وہ طریقہ جو اکبر کے وقت مین اختیار کیا گیا تھا تا کہ مالگذاری کی بدانتظامیون
کا انسداد کیا جاوے اور رعایا پر ظلم ہونے نہ پائے اور تحصیل مین غبن نہ ہو جسوقت تک کہ مغلیہ
حکومت مین کچھ بھی قوت رہی بے کم و کاست۔ وہی طریقہ چلا آتا تھا لیکن جب ملک کئی
حصون مین تقسیم ہو گیا اور ہر ایک صوبہ خود مختار بن بیٹھا اور وہان کے حاکم صوبہ کی بدانتظامیون کا
انسداد نہ کر سکے تو وہ طریقہ ٹوٹ گیا

(۵) مذہب۔ اسپر ہم بحث نہین کرتے۔

(۶) اخلاق و اوضاع مسلمانون کے۔ اخلاق و اوضاع ہندوؤن کے
اخلاق سے بہتر تھے۔ ہندوؤن کا اخلاق زیادہ تر ذات کی ظالمانہ زبون پابندی پر
مبنی تھا لیکن جو اخلاق مسلمانون کے اخلاق کی طرح نوع انسان کی مساوات و اخوت
پر مبنی تھا وہ اس اخلاق سے جو سرتاپا بادشاہ کی بھلائی پر مبنی ہو ایسا فرق رکھتا ہے
جسکی مشکل سے کوئی قیمت مقرر ہوسکتی ہے۔ ہندوؤن کا اخلاق مذہبی رسوم کے ادا
کرنے پر مشتمل تھا۔ یہ رسمین آزار رسان و بیہودہ تھین۔ ہر ایک ہندو کی زندگانی کا بڑا حصہ
بیہودہ رسمون کے ادا کرنے مین صرف ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے مسلمانون کا مذہب تمام مذہب قومون
مین سب سے زیادہ رسمون سے مبرا اور منزہ ہے۔
انسان کی زندگی کا بڑا حصہ لطیف اور لذیذ پکوانے اور کھانے مین صرف ہوتا ہے
ہندو و مسلمانون کی خوراک مین فرق تھا مسلمان گوشت خوار تھے۔ ہندو گوشت نہ کھاتے
ان کی غذا نباتات تھی۔ ان غذاؤن کے فرق سے بھی انکے درمیان فرق تھا شراب و لنہ
ہندو و مسلمانون مین ممنوع تھی۔
مسلمانون کی طرز گفتگو بہ نسبت ہندوؤن کے ملائم و دلاویز کم ہوتی ہے انگریزی

طرف سے تھی اور اسمین زیادہ کامیابی حاصل نہین ہوئی۔ شہنشاہ نپولین پہلا شخص تھا جسنے
قانون کی تدوین کر کے رعیت کو بیحد فائدہ پہنچایا۔ اگر ہم نکتہ چینی کرین تو نپولین کے
ضابطہ قانون مین بہت سے نقص نکال سکتے ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے
فرانسیسیون کو بہ اعتبار قانون کے سب قومون پر تفوق حاصل تھا۔ انگلینڈ کا من لا
(رسم و رواج) عام قانون جسمین دیوانی اور فوجداری دونون شامل ہین صرف
زبانی تھا۔ قانون جو سٹیٹوٹ لا (آئین پارلیمنٹ) کے نام سے مشہور تھا
وہ فضول لفظون سے مملو تھا۔ آئین عجب بے ترتیب فقرے ایسے مہمل و ذومعنی ہین
کہ مقنن کہتے ہین کہ عام قانون جسمین تغیر و تبدل ہمیشہ رہتا ہے اس سے زیادہ
قابل اعتبار ہے۔ صاحب ممدوح نے بہت کچھ اس قانون کے بابت لکھا ہے اور
یورپ و مسلمان و ہندوون کے قوانین کے مقابلہ کر کے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مسلمانون
کے قوانین عیسائیون کے قوانین سے تہذیب مین بعض برابر بعض کم تھی مگر مسلمانون کے
قوانین دیوانی اور فوجداری ہندوؤن کے قوانین سے بدرجہا بہتر ہے۔
(۵) ٹیکس محصول لگانے مین مسلمانون نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہندوؤن کے عہد حکومت
مین تھا۔ پیداوار کا ایک خاص حصہ بادشاہ کو دیا جاتا تھا اور یہی سلطنت کی
آمدنی کا ذریعہ تھا۔ اکبر بادشاہ نے مالگذاری جمع کرنے کے عمدہ طریقے مقرر کئے مالگذاری
و بندوبست کے قانون کو ایسی ترقی دی جو دوسرے بادشاہ کے عہد مین کبھی نصیب
نہین ہوئی تھی۔ جو کچھ کہ ہمکو ہندوؤن کی طرز حکومت کی بابت معلوم ہی اور جس لیاقت
سے مسلمانون نے سلطنت کے کام کو انجام دیا اس سے ہم یہ نتیجہ بخوبی نکال سکتے
ہین کہ مغلون کے آنے سے ہندوستان مین بہت ترقی ہوئی۔ یہ بات کہ مسلمانون نے
مالگذاری کے کام مین اکثر ہندوؤن سے کام لیا اور ہندوؤن کی مدد سے انھون نے
اصلاحین کین اس خیال سے متناقض نہین ہی کہ مسلمانون کے عہد مین مالگذاری کا کام
ہندوؤن کے زمانہ سے بہتر کیا گیا تھا۔ چونکہ پیداوار کا ایک خاص حصہ لیا جاتا تھا علاوہ

ان چیزون کا شوق تھا۔

علم موسیقی اور نقاشی اور سنگ تراشی مین مسلمان چینی اور ہندو ترقی کے میدان مین برابر تھے۔ نقاشی کے واسطے ان تمام قومون کا مذاق اور قابلیت ایک دوسرے سے ایسی ملتی جلتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی۔ علم موسیقی مین ہندو ایسے ہی گھٹے ہوئے ہین جیسے سنگ تراشی مین فارس کے لوگ ہندو اور چینیون سے بڑھے ہوئے ہین۔

فن جنگ خواہ ان فنون مین شامل ہو سکے یا نہ ہو سکے اور انسانی قابلیتون مین سے کتنی ہی قابلیتین اسکے لئے درکار ہون مسلمان جیسا کہ امید کیجا سکتی ہے بوجہ ذہین اور عقلمند ہونے کے بہ نسبت ہندوؤن کے لڑائی کے فن سے بہتر واقف تھے جبکہ کوئی قوم جو تعداد مین قلیل ہو اپنے سے بڑی جماعت پر غالب آجائے اور انکو اپنا تابع رکھے تو اس صورت مین یہ نتیجہ نکالنا بالکل درست ہے (بشرطیکہ قلیل التعداد فریق کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہو) کہ بمقابلہ مفتوح کے فاتحین فن جنگ کو بہتر جانتے ہین جو باتین ہم ان دونو قومون کی بابت جانتے ہین وہ ہمارے اس نتیجہ کی تصدیق کرتی ہین۔

(۴) **علم ادب** ۔ یہ بات ثابت کرنی ناممکن ہے کہ ہندو علم مین مسلمانون سے بڑھے ہوئے تھے۔ غالباً اس بات مین کوئی بحث نہین کریگا کہ ہر قسم کا علم مسلمان حملہ آورون مین ہندوؤن سے زیادہ تھا۔ علوم ہندسہ اور شاعری مین ہندوؤن کی بہت تعریف کیجاتی ہے علوم ہندسہ مین زیادہ تر تعجب اسکی فرضی قدامت پر کیا جاتا ہے نہ کہ اسکی ترقی پر وہ خواہ کتنا ہی قدیم ہو۔ یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ مسلمانون مین بھی یورپ کا علم ریاضی اتنا موجود تھا جتنا کہ ہندو جانتے تھے اس موقعہ پر صرف اتنا ہی ثابت کر دینا کافی ہے۔ جو لوگ ہندوؤن کی نظم کی بہت تعریف کرتے ہین اور تعریف کرانی چاہتے ہین یہ بات تسلیم کرتے ہین کہ فارسی نظم ہندو نظم سے بہتر ہے۔ ہندوؤن کی مشہور نظم مہابھارت کا شاہنامہ سے مقابلہ کرلو۔ شاہنامہ مین غیر حقیقی اور ناممکن باتین اس کثرت سے نہین پائی جاتین جیسی کہ مہابھارت مین آئین واقعات بعید از عقل نہین ہین اور افسانے صنعتون سے مملو ہین۔

حکام انکو پسند نہین کرتے کیونکہ وہ انکو محض ابنا تابعدار بناکر رکھنا چاہتے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ ہندو
خواجہ سراؤن کی طرح غلامانہ صفات مین بڑھے ہوئے ہین۔ انگریزی حکام سرکاری کام اور خانگی
امور مین دیکھتے ہین کہ انکے عیش و حفاظت اور خود بینی مین ہندو سب قومون سے کم مخل اور مانع ہوتے
ہین۔ اگرچہ مسلمان ہندو جیسے نرم نہین ہین مگر اسکے ساتھ ہی وہ مردانہ وار اور طاقتور ہین وہ
زیادہ تر ہمارے نیم مہذب بزرگون سے ملتے جلتے ہین جو کہ برتاؤ مین تو ایسے نرم نہ تھے لیکن ہندؤن
کے مقابلہ مین اعلی درجہ کی تہذیب سیکھنے کی قابلیت رکھتے تھے۔

ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندؤن کا چال وچلن بہت خراب ہوتا ہے مسلمان ان سے کسی قدر
بہتر ہین۔ ظاہرداری۔ دروغگوئی۔ بیوفائی۔ اور دوسرون کی دلآزاری کی طرف سے
بے پروائی اور زرپرستی مین ہندو اور مسلمان دونون کی ایک سی حالت ہے مسلمانون کے
پاس جب دولت آتی ہے تو وہ فضول خرچ اور عیاش ہو جاتے ہین۔ ہندو ہمیشہ کنجوس اور
محتاط ہوتے ہین۔

(۷) **ارٹ صناعی وغیرہ**۔ یہ بات سب لوگ بخوبی جانتے ہین کہ مسلمان
فاتحین ایران کے فنون کو اپنے ساتھ ہندوستان مین لائے۔

عمارت اور زیور اور کپڑے کے بنانے مین ہندؤن کی بہت تعریف کی جاتی ہے
پہلے دونو چیزون مین مسلمانون سے ہندو بہت کم لیاقت رکھتے تھے۔ مسلمانون کی بعض
عمارتین تو یورپ کے بہترین عمارتون کے نمونہ کی برابری کرتی ہین۔ محراب بنانے کی
ترکیب سے ہندو بالکل ناواقف تھے اگر ہندؤن سے مسلمان کسی چیز مین کم ہوئے تھے تو
کپڑا بنانا تھا یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا فارس کے ریشمی کپڑے اور مخمل بھی صناعی کے
ایسے حیرت انگیز نمونے تھے جیسے ہندؤن کی ململ دوسوتی اور بیلون کے بنانے
مین جسمین کہ سخت محنت اور ہنر درکار ہے مسلمانون کے حملہ سے پہلے ہندو وحشی
قومون سے کچھ یونہی سے بہتر تھے۔ تیمور کے قوانین کے انتخاب مین جس کا اوپر
ذکر آیا ہے ہم دیکھ چکے ہین کہ مغلون کو ہندوستان فتح کرنے سے پہلے ہی سے یہ

اندر نے یہان پرستھ کیا تھا۔ اسلیئے یہ نام رکھا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پرستھ کے معنے کھلے
میدان کے ہین اسلیئے اس شہر کا نام اندرپرستھ یعنی اندر کا کھلا میدان رکھا گیا۔ اسکو اندر کھیڑا
بھی کہتے ہین۔ اس شہر کی بنیاد ١٤٥٠ برس پہلے حضرت عیسیٰ سے بتائی جاتی ہی یہ صحیح
نہین معلوم ہوتا کہ شمالی ہندوستان مین گنگا کے کنارہ پر ہستنا پور دوسرا دارالسلطنت
پانڈو کا کب بنا۔ یدھشٹر کے خاندان مین بیس پیڑھی تک راج نسلاً بعد نسل چلا آیا اور حضرت عیسیٰ
سے پیشتر پندرہ صدی سے ساتوین صدی تک اندرپرست پانڈو کی راج دہانی رہا۔
جب اس خاندان کی سیناپت ولیسار دلمنے یہ راج چھین لیا تو اسکے خاندان کے چودہ راجاؤن کا
یہ شہر راج دھانی پانچسو برس تک رہا۔ بعد اسکے گپتا کے خاندان مین راج آیا جسنے اپنی
راجدھانی پالی پوتھرا کو مقرر کیا اسلیئے اندرپرستھ شمالی ہندوستان کا دارالسلطنت نہ رہا۔
میرے ولی دوست بڑے عالم پنڈت لشیشر ناتھ سرگ باشی نے نہایت تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے
کہ یہ شہر موضع دکھلا سے موضع براری تک پھیلتا تھا۔ ابتک اس شہر کی دو یادگارین موجود ہین
ایک جمنا کا گھاٹ نگم بودھ دوسری نیلی چھتری جہان یدھشٹر نے ہوم کرکے ایک مندر
بنایا تھا جسکی وہ یادگار ہی۔ اندرپرست کی جگہ دہلی قائم ہوئی بکرماجیت راجہ اجین نے اندرپرستھ
کو فتح کرکے اپنے راج مین ملایا اس شہر کو کہتے ہین کہ تواریخ مین سے کسی نے حضرت عیسیٰ سے
٩١٦ برس پیشتر آباد کیا اور اسکا نام دہلی اسلیئے رکھا کہ اسکی زمین ڈھیلی ہی۔ یہان کی زمین
ایسی پولی ہی کہ اسمین میخین نہین گڑ سکتین بعض یہ کہتے ہین کہ قنوج کے راجہ دیلو کا نائب السلطنت
سروپ دت تھا جسنے اندرپرستھ کی جگہ جو ویران ہو گیا اس شہر کو آباد کیا اور اپنے راجہ کے
نام پر اسکا نام دہلی رکھا مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راجہ دیلو ٢٢٨ برس حضرت
عیسیٰ سے ہوا ہے جسکو راجہ پورس نے مغلوب کیا ہی اور اس وقت دلی راجہ کمایون پاس تھی
اس سے بہت پہلے دلی آباد ہو چکی تھی غرض کسی راجہ نے جسکا نام دیلو تھا اس شہر کو آباد
کیا ہے گو تاہم کے راجہ دھرم راج یا دھرنی دھر نے اپنا راج دلی مین جمایا اس کی
آخری راجہ کو قنوج کے راجہ نے مغلوب کیا اور بعد اسکے کئی خاندانون کے راج بدلے

لیکن جس علم مین کہ مسلمان ہندؤن سے بہت بڑھے ہوئے ہین وہ علم تاریخ ہی ہمارا تمام علم تجربہ پر مبنی ہی اور تاریخ کی خوبی اس بات مین ہی کہ زمانہ ماضی کے واقعات کو اس طرح قلمبند کیا جائے۔ کہ لوگ آنیوالے زمانے مین اس سی سبق سیکھین۔ علم تاریخ سے ہندو بالکل بے بہرہ تھے ہندوستان کے مسلمانون نے ایشیا کے سب ملکون سے زیادہ علم تاریخ کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا تھا تاریخ فرشتہ اور غلام حسین کے تذکرہ سیر المتاخرین ایسی سلیس عبارت مین ہین اور ایسے معنی خیز ہین کہ فارسی زبان مین وہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ یہ بات بھی قابل غور ہی کہ تاریخ کے علاوہ فارسی کی بہترین نظم شاہنامہ بھی ہندوستان کے مسلمان فاتحین کے عہد مین لکھی گئی

(۲) دہلی مین مسلمان پادشاہون کے پایۂ تخت کا بدلنا اور انکی عمارات کا بننا

جمنا کے بائین کنارہ اور وہاں تغلق آباد و مہرولی و چندراون کے درمیان ایک قطعہ زمین ۴۵ مربع میل ہے جس سے زیادہ دلچسپ کوئی اور قطعہ زمین کہین روئے زمین پر مورخون کے مطالعہ کے لئے انقلابات و عمارات کے مشاہدہ کرنے کے واسطے موجود نہین ہے۔ اسی مین تیرہ شہر ہندو راجاؤن اور مسلمان پادشاہون کے دارالسلطنت بنے اور بگڑے انمین سے ایک تو اب بھی سلامت ہی۔ باقی سب کے سب اپنی کھنڈرون یا حکایتون سے یاد دلاتے ہین بعض کے کھنڈر اپنی خاموش زبان سے پکار رہے ہین

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید است صنادید عجم را

بعض کے کھنڈر بھی نہین ہین جو اپنی گنگی زبان سے انگلیون کے اشارون سے کچھ بتلائین۔ صرف انکی روایتین اور حکایتین باقی ہین۔ فرنگستانی محققین کی یہ رائے ہی کہ حضرت عیسی سے پندرہ سو برس پہلے راجہ یدھشٹر نے پانڈو کی سلطنت عظیم قائم کی اور جمنا کے بائین کنارہ پر شہر اندرپرست یا اندرپت آباد کیا۔ جو بعض اوقات اسکا پایۂ تخت رہا۔ یہ شمالی ہندوستان کا دوسرا دارالسلطنت تھا۔

اندرپرستھ کی تاریخ اگر کچھ صحیح مل سکتی ہی تو وہ اندرپت مہابھارت مین ہی۔ اندرپرستھ نام ظاہرا اندر کے نام پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اسکی وجہ تسمیہ یہ کہتا ہے کہ

پادشاہ کیقباد نے جو نامور بلبن کا پوتا تھا موضع کیلوکھیری مین قلعہ بنانا شروع کیا۔ اس نے
جمنا کے کنارہ پہ باغ لگایا غرض اس گاؤن کو جو پہلے سے بھی مشہور تھا ایک خوبصورت
شہر بنا دیا۔ ۶۸۶ھ ۱۲۸۶ء مین کیقباد نے جو قلعہ بنانا شروع کیا تھا سلطان جلال الدین خلجی
نے اسکی تعمیر کو پورا کیا۔ تھوڑے دنون بعد اس کیلوکھیری کو نیا شہر اور قلعہ رای پتھورا کو
پرانا شہر کہنے لگے۔

جلال الدین خلجی نے کوشک لال بنوایا جسکا اب کچھ نشان نہین ہی۔ جلال الدین کے
بعد اسکا بھتیجا علاء الدین جانشین ہوا۔ وہ کچھ دنون قلعہ رای پتھورا مین رہا۔ بعد اس کے
اسنے موضع سیری مین ایک قلعہ بنایا جو دہلی کی سلطنت کا پایہ تخت بنا۔
علاء الدین خلجی کے پسر خورد مبارک شاہ کا اور اسکے قاتل خسرو خان کا دار السلطنت
سیری رہا۔ اس قلعہ کی قصر ہزار استون بڑی عمدہ عمارت تھی۔ بعد اسکے خسرو خان کو
غیاث الدین تغلق شاہ مار کر پادشاہ ہوا۔ اسنے سیری سے تغلق آباد مین دار السلطنت کو
منتقل کیا۔ ۷۲۱ھ مین اس شہر اور قلعہ کی تعمیر شروع ہوئی اور ۷۲۳ھ مین ختم ہوئی۔ ابتک
اس قلعہ کو شکستہ حالی کی صورت مین جو باہر سے دیکھا ہے تو اسکی شوکت ہیبت
دل مین ہیبت پیدا کرتی ہی اور اندر جاکر اسکی ویرانی دیکھنے سے عجب عبرت ہوتی ہے
اب گوجر اسمین بستے ہین مثل مشہور ہے کہ یا بسے گوجر یا رہے اوجڑ۔ سلطان غیاث الدین
تغلق کے بیٹے محمد شاہ عادل نے عادل آباد یا محمد آباد بسایا۔ جو تغلق آباد سے تھوڑے
فاصلہ پر تھا۔ اس مین دو قلعے ہین جو قلعہ تغلق آباد کے نمونے پر بنائے گئے ہین۔
کچھ تھوڑے دنون کے بعد اسنے قلعہ رای پتھورا اور سیری دونو کو ملا کر ایک حصار
اسکے گرد بنایا اور اسکا نام جہان پناہ رکھا اسکے جانشین فیروز شاہ تغلق نے
اس دار السلطنت کو چھوڑ کر شہر فیروز آباد بسایا۔ یہ شہر ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء مین بسایا گیا ہے۔
پرانی دہلی کی عمارات کو مسمار کر کے انکا مصالح اس شہر کی عمارت مین لگایا گیا ہے اور
عمارت کا مفصل حال تاریخ جلد دویم مین لکھا گیا ہے۔ امیر تیمور کے حملے نے پٹھانون کی

تونوار بنس کا راج قائم ہوا ۷۳۶ء میں اننگ پال نے دلی کو ۵۲ سنہ میں اور اسکے جانشینون میں سے اننگ پال دوم نے اس شہر کو دوبارہ بسایا۔ ان خاندانون کی انقلابات میں ۹۲ برس تک دلی کو دار السلطنت ہونے کا شرف نہ حاصل رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اجین کے راجہ کے فتح کرلنے اور اننگ پال کے دلی دوبارہ آباد کرلنے کے درمیان گذرا ہے۔

۱۱۵۱ء میں چوہانون نے توار کے راجاؤن کو شکست دیکر اپنا راج قائم کیا اور انکا آخری راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا شمال ہندوستان میں سب راجاؤن کا راجہ بنا اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اب رائے پتھورا کا قلعہ لیا جاتا ہے۔ یہ قلعہ ۱۱۸۰ء یا ۱۱۸۶ء میں اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ شہر کو شمالی ہندوستان کے مسلمانون کی حملہ آوری سے بچائے اس قلعہ کے بعض حصے اب بھی موجود ہیں۔

۱۱۹۱ء میں مسلمانون نے دلی کو فتح کرلیا اور انکا پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک یہان تخت نشین ہوا۔ شمالی ہندوستان سے ہندؤن کا راج کالعدم ہوا۔

قطب الدین کے بعد جو آٹھ بادشاہ (۱) آرام شاہ (۲) شمس الدین التمش (۳) رکن الدین فیروز شاہ (۴) سلطان رضیہ بیگم (۵) معز الدین بہرام شاہ (۶) علاء الدین مسعود شاہ (۷) ناصر الدین محمود (۸) غیاث الدین بلبن ہوئے انہون نے قلعہ رائے پتھورا ہی میں اپنا دار السلطنت قائم رکھا اور اسمین عمارات ذیل بنوائین۔

(۱) قصر سفید ۱۲۰۵ء میں رائے پتھورا کی وفات سے سولہ برس بعد قطب الدین ایبک نے بنوایا اسکا ذکر تاریخ کی جلد اول میں دیکھو۔ اب اس قصر کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔

(۲) کوشک فیروزی اسکو شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۳) قصر سبز یہ ناصر الدین محمود کے زمانہ میں بنایا گیا۔

(۴) چبوترہ ناصرہ۔ ناصر الدین محمود نے بنایا۔

(۵) مسجد قوت الاسلام۔ قطب الدین ایبک نے رای پتھورا کے مندر کی جگہ بنوائی ان عمارات کا ذکر اپنے محل پر یعنی تاریخ جلد اول میں بیان کیا ہے ۶۸۵ ہجری ۱۲۸۶ء میں سوین

سلطنت کا خاتمہ کیا اور سیدون کی سلطنت کا عہد آیا ۸۱۶ھ مین اول سیدون مین اول بادشاہ
خضر خان نے خضر آباد جمنا کے کنارہ بسایا - خضر خان کی قبر ۸۲۴ھ مین بیٹے سید
مبارک شاہ نے بنوائی - جسکو خضر کی گمٹی کہتے ہین اسی بادشاہ نے ۸۳۷ھ مین جمنا کے
کنارہ پر ایک شہر مبارک آباد بنانا چاہا مگر وہ پورا نہ ہوا تھا کہ اسکے اندر وہ شہید ہوا اور شہر
مبارک آباد سے نا مبارک آباد ہوا - سیدون کے بعد لودیون کے خاندان کی سلطنت
شروع ہوئی - بہلول لودی نے آگرہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا اور دہلی کو چھوڑا -
ہمایون نے اسکے بیٹے کو شکست دی اور ہندوستان سے نکالے جانے سے پہلے شہر
دین پناہ کی عمارات کو شروع کیا اسکے پاس ایک گاؤن اندرپت ابتک اندرپرستھ
کو یاد دلاتا ہے یہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جسکا نام پرانا قلعہ مشہور ہے
ہمایون نے اس قلعہ کی مرمت کی اور اسکا نام دین پناہ رکھا - یہان کے دہاتی
اس قلعہ کے بعض حصہ کو پانڈو کے عہد کا بتاتے ہین - اس دین پناہ کا حال تذکرہ ہمایون
جلد سوم مین بیان ہوا - جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالا اور دہلی پر اسکا
قبضہ ہوا تو اسنے بھی شیر گڈھ آباد کیا جسکو دہلی شیر شاہی کہتے ہین شیر شاہ نے دین پناہ کے
حصار کو پورا کیا اور اسی کا نام شیر گڈھ رکھا جسکا بیان اپنی مجلد رزم نامہ شیر شاہی مین
مینے لکھا ہے - شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ سلیم گڈھ جمنا کے اندر بنایا پھر ہمایون نے
خاندان سور سے سلطنت چھین لی اور دین پناہ مین وہ مر گیا - اسکا بیٹا اکبر اور پوتا
جہانگیر اکبرآباد مین رہے اسکے پڑپوتے شاہجہان نے شاہجہان آباد کیا - جسکا حال ظفر نامہ
شاہجہان مین مینے مفصل لکھا ہے - یہ شہر ۱۸۵۷ء تک دارالسلطنت رہا - پھر اس کو
انگریزون نے فتح کر لیا - جب سے وہ دارالسلطنت نہین رہا - مگر اب بھی وہ ہندوستان
کے اعلے درجہ کے شہرون مین شمار ہوتا ہے مسلمان بادشاہون مین سے اکثر بادشاہون
کو اپنے نام و نمود کے لئے ایک نیا دارالسلطنت بنانے کا خیال رہا اسلئے پایہ تخت نے
اپنے مقامات بدلے -

(۱۵) شہاب الدین عمر۔ مخلوط سکے ۵۴ و ۵۵ گرین۔

(۱۶) مبارک شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹٫۵ گرین و مخلوط ۵۵ گرین۔

(۱۷) خسرو خان مخلوط ۷، ۵۵۔

(۱۸) غیاث الدین تغلق سونے کا سکہ ۱۷۲٫۴ چاندی کا سکہ ۱۷۰٫۲ و تانبے کا سکہ ۳۵۲ و ۱۳۲ و ۳۰۱ و ۵۴ (۱۹) محمد بن تغلق سونے کے سکے ۱۹۸٫۵ و ۱۷۲٫۳ و ۱۷۰ و ۱۹۹ و ۲۵۴ و ۱۶۹ چاندی کے سکے ۱۴۰ و ۱۶۸٫۵ و ۵۶ و ۵۲ و تانبے کے سکے ۵۳ و ۱۳۶ و ۱۰۳ و ۴۸ پیتل کے سکے ۱۳۲ و ۱۲۱ و ۲۷ و ۵۵ و مخلوط ۱۴۰ و ۲۵۔

(۲۰) فیروز شاہ تغلق سونے کا سکہ ۱۷۰ گرین۔ مخلوط ۱۴۱ گرین و ۴۵ گرین و ۴۸ گرین ۱۴۳ و ۱۷٫۴ گرین تانبے کا سکہ ۵۵ گرین و ۶۰٫۱ گرین اس بادشاہ کے حال میں سکوں کی بڑی تفصیل لکھی ہے بعض سکے ایسے بھی ہیں کہ انہیں دو نام فیروز شاہ و فتح خان کے لکھے ہیں سونے کا سکہ ۱۶ گرین مخلوط ۱۳۸ گرین اور ایسے سکے بھی ہیں جنہیں دو نام فیروز اور بیٹے ظفر کا نام لکھا ہے سونے کا سکہ ۱۶۸٫۴ گرین چاندی کا سکہ ۱۴۰ گرین مخلوط ۱۳۶ گرین ۱۸۷ گرین تانبے کا ۸۷ گرین۔

(۲۱) غیاث الدین تغلق شاہ دوم مخلوط ۱۳۴ گرین ۱۴۳ گرین و ۸۰ گرین و ۵۰ گرین ۶ گرین

(۲۲) ابو بکر شاہ بن ظفر خان مخلوط ۱۴۶ گرین۔ ۷۴ گرین و تانبے کا ۱۴۴ گرین و ۱۵۵ گرین و ۱۴۰ گرین و ۵۸ گرین۔

(۲۳) محمد شاہ فیروز شاہ۔ سیم قلب ۱۶ گرین و تانبے کا ۶۷ گرین۔ سونے کا سکہ ۱۷۰ مخلوط ۱۴۰ گرین و تانبے کا ۶۸٫۶ گرین ۳۰ گرین و ۵۲ گرین۔

(۲۴) ناصر الدین محمد۔ مخلوط ۱۴۲ گرین تانبے کا ۱۳۴ گرین و ۶۷ و ۳۰ گرین۔

(۲۵) محمود بن محمد۔ سیم قلب ۱۴۱ گرین تانبا ۱۴۰ گرین و ۶۵ گرین و ۳۲ گرین۔

(۲۶) نصرت شاہ تانبا۔ ۱۴۳ گرین و ۷۵ گرین و ۴۷ گرین۔

(۲۷) دولت خان لودہی۔ اور

فہرست سے سمجھ سکتے ہین

(۱) معز الدین بن سام اول خاندان سلاطین کا بانی ہے اسکے سونے کے سکون کا وزن یہ تھا ۹۶ و ۱۶۱
و ۲۳ گرین چاندی کے سکے ۸۶ و ۴۷ و ۱۳۳ و ۶۴ و ۱۰۸ ½ گرین و چاندی و تانبے کے مخلوط
سکے ۹۴ و ۴۸ و ۳۲ و ۵۵ گرین مخلوط سکے سے سب جگہ یہ سمجھو کہ وہ چاندی اور تانبے کے مرکب کرنے
سے بنائے ہین۔

(۲) قطب الدین ایبک کے عہد مین اوپر کے سکے جاری رہے۔

(۳) آرام شاہ کے عہد مین سونے و چاندی و مخلوط پہلے سکے جاری رہے اور تانبے کا سکہ
۴۵ گرین کا اس بادشاہ کے نام جاری ہوا۔

(۴) شمس الدین التمش سونے کا سکہ ۱۶۰ و ۷۰ گرین چاندی کے سکے ۴۵ و ۴۸ و ۱۵ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۶ گرین
تانبے کے سکے ۴۵ و ۴۴ و ۳۸ و ۴۰ گرین و مخلوط سکے ۵۰ و ۴۶ و ۵۳ و ۲۶ و ۹ و ۳۸ گرین۔

(۵) رکن الدین شاہ کے مخلوط سکے ۵۱ گرین (۶) سلطانہ رضیہ بیگم چاندی کے سکے ۱۶۵ و ۱۶۷ و ۴۹

(۷) معز الدین بہرام شاہ۔ چاندی کا سکہ ۱۶۷ گرین مخلوط سکے ۵۶ گرین۔

(۸) علاء الدین مسعود شاہ چاندی کے سکے ۱۶۷٫۵ گرین۔ و تانبے کے سکے ۵۶
و ۴۹ ½ مخلوط سکے ۵۲ و ۵۱۔

(۹) ناصر الدین محمود۔ تانبے کے سکے ۴۵ و مخلوط سکے ۵۱ و ۱۲۶۔

(۱۰) غیاث الدین بلبن تغلق سونے کا سکہ ۱۶۲ و چاندی کا سکہ ۱۶۷٫۵ و تانبے کا سکہ ۴۲ ½
و ۶۷ گرین و مخلوط ۳۶ گرین۔

(۱۱) معز الدین کے قباد۔ چاندی کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط سکہ ۵۲ گرین و ۶۹ گرین۔

(۱۲) جلال الدین فیروز خلجی چاندی کا سکہ ۱۶۸ و مخلوط سکے ۵۲ و ۶۹ گرین۔

(۱۳) رکن الدین ابراہیم۔ چاندی کا سکہ ۱۶۸ و تانبے کا سکہ ۵۹ و ۳۸ و مخلوط ۵۲

(۱۴) علاء الدین محمد شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹ و ۱۶۹ گرین و چاندی کا ۱۶۸ گرین و تانبے کا
سکہ ۶۴ و ۵۵ و مخلوط ۵۵ و ۷۷۔

مستحقات کو ہم نے اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے ۔ تمغہ اور جلیبی وغیرہ سکّون کا بیان بانوشان ہون کی تاریخ مین ہوا ہے + فقط

اشتباہ

اوّل کل کتاب مین چار قسم کے سنون کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) ہجری (۲) عیسوی (۳) جلوس (۴) سمبت ۔ زیادہ تر سنہ کے اوپر ہجری اور نیچے عیسوی لکھے گئے ہین سن ہجری سے سنہ عیسوی چھہ سو برس کے قریب بڑا ہے اسلیئے اونکے ساتھہ ھ و ع کا اشارہ نہین کیا گیا بغیر ان کے فقط سنون کے چھوٹے بڑے ہونے سے پڑھنے والے اُنکو سمجھہ سکتے ہین سن جلوسی اکثر چالیس پچاس برس سے زیادہ نہین ہوتا ۔ وہ سن ہجری سے بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے اسلیئے بغیر اسکے کہ جلوس کا لفظ اوسکے ساتھہ لکھا جائے وہ خود بخود سمجھا جائیگا

دوم خطوط قوسی (   ) کے درمیان جو نام یا الفاظ یا عبارت لکھی گئی ہے اوسکی یہ صورتین ہین (۱) ایک مورخ کے بیان مین دوسرے مورخ کا بیان ان خطون کے اندر زیادہ کیا گیا ہے (۲) فارسی کتابون مین نامون کی املا مین بہت اختلاف ہوتا ہے پس ان اختلافون کو ان خطوط مین لکھہ دیا ہے (۳) کسی لفظ کے معنی بھی لکھے ہین +

سوم ہندوستان کے مختلف حصون مین بعض الفاظ کی املا مین اختلاف ہے اور سر رشتۂ تعلیم نے اون کے کچھہ قواعد مقرر کیئے ہین مثلاً پورب مین یاے معروف کے اوپر ہمزہ نہین لکھتے وہ اس سے کو ہی بجاے ہمزہ سمجھتے ہین مثلاً ہوئے و کئے کو ہوے و کیے لکھینگے ایسا ہی نون غنّہ کا بعض الفاظ مین حال ہے کوئی ہنسا لکھتا ہے کوئی ہسنا ۔ ایسی ہی ھ ہے جو الفاظ کے آخر مین ہوتی ہے اوسکی جگہ الف بھی لکھتے ہین جیسے بنگالہ کی جگہ بنگالا لکھینگے اور ان ہی کی جگہ انہین اور جون ہی کی جگہ جونہی اور بعض اور الفاظ اسی قسم کے ہین ۔ میرے قلم کو ان الفاظ مین نون لکھنے کی عادت پڑ گئی ہے خواہ وہ غلط ہو یا صحیح تلفظ پر زیادہ خیال رہتا ہے +

(٢٨) خضر خان نے کوئی سکہ اپنے نام کا نہین جاری کیا۔
(٢٩) مبارک شاہ دوم چاندی کا سکہ ١٧٠ اگرین مخلوط ١٧٢ اگرین ۵۵، ٣٨ گرین ۴٠ گرین
(٣٠) محمد شاہ مخلوط ١٤٢ گرین تانبا ١٣٦ اگرین و ٣٣٣ ½ گرین۔
(٣١) عالم شاہ۔ تانبا ١٣۵ اگرین و ٦٦ گرین و ٦٤ گرین۔
(٣٢) بہلول شاہ۔ تانبا ٦٧ گرین اوسط وزن ١٤٠ اگرین چاندی ١٣٩ و ١٤۵۔
(٣٣) سکندر شاہ لودی۔ تانبا ١٣٩ اگرین و ۵٠، ۵۵ گرین۔
(٣٤) ابراہیم سکندر شاہ۔ تانبا ١٤٨ گرین و ٢٢٤ و ١٠٠ اگرین و ١٢٠ اگرین۔
(٣۵) ہمایون۔ سونا ٨ و ١٠ و ١٣١ اگرین چاندی ١٧ گرین۔
(٣٦) شیر شاہ۔ سونا ١٦۵،۵٠ چاندی ١٧٦ اگرین۔ تانبا ٣٢٩ گرین۔
(٣٧) اسلام شاہ۔ چاندی ١٦٨ اگرین تانبا ١٧٨ و ٢٧ اگرین و ٣١۵ گرین۔
(٣٨) محمد عادل شاہ۔ چاندی ١٧٤ اگرین۔
(٣٩) ابراہیم سور۔ چاندی ١٧۵ اگرین۔
(٤٠) سکندر شاہ کے بعد ہمایون پھر فرمان روا ہوا تانبا ١٧۵ اگرین۔
اکبر کے سکون کا مفصل حال اقبال نامہ اکبری مین پڑھو۔ سکون کی اصلاح و درستی
سب طرح سے شیر شاہ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اُسنے سکون مین جو پہلے سے
عیب و نقص چلے آتے تھے دور کئے۔ اول سب سے بڑی بُرائی سکون کی یہ دور کی
کہ سب ٹکسالون مین مخلوط دھاتون کا سکہ بننا بالکل موقوف کردیا۔ ظاہر ہے کہ جب سکے
مین دو دھات جنمین سے ایک بیش قیمت دوسرا کم قیمت ہو۔ کیسی بیچ بیچاو مین دشواریان پیدا کرتا ہے
اور ٹکسالون کے اہلکارون کے ہاتھ مین دغا بازی کا کیسا اوزار دیتا ہے۔ یہ
تحقیق نہین معلوم کہ شیر شاہ کے زمانہ مین سونے چاندی کے سکون مین مبادلہ کیا کیا نسبت رکھتا تھا
مگر تخمیناً یہ تحقیق ہوا ہے کہ ۱۵۲۵ء مین اُنکی قیمتون مین ٧ یا ٨ اور ١ کی نسبت تھی سونے
کے سکے کو چاندی کے سکے سے نسبت ٩٤ اور ١ کی تھی۔ آئین اکبری سے سکون کی

چہارم مین نے ہر جلد کے ساتھہ غلط نامہ لکھہ دیا ہے مگر اکثر لفظون کی غلطیون کو
یہ سمجھہ کر چھوڑ دیا ہے کہ سہ عاقلان پیروی نقطہ نکنند + یا نخوانند یا غلط نکنند +
بہتر ہوگا کہ پڑھنے سے پہلے غلط نامہ کے موافق کتاب کو صحیح کر لین۔

پنجم۔ نام خواہ مقامون کے ہون یا آدمیون کے اون کی املا مین فارسی کتابون
مین بڑا اختلاف ہے۔ مین نے اونکو اسلیئے مختلف طرح لکھا ہے۔ حروف ثقیلہ کا تلفظ
مسلمانون کے زبان سے پہلے زمانہ مین نہین ہوتا تھا اسلیئے وہ ڈ کی جگہ د اور ڑ کی ر
اور علیٰ ہذا القیاس لکھتے تھے۔ مین نے اس بات پر خیال رکھا ہے۔

زمانۂ سابق و حال کے مسلمانون کے تلفظ مین بڑا فرق ہو گیا ہے۔ مین اس
تلفظ کا بھی نامون کے لکھنے مین پابند رہا ہون فقط

اشتہار

تاریخ ہندوستان

قیمت عہ ر — ہندوؤن کا عہد — محصول ۰ر

صفحہ ۱۱۰

اس تاریخ مین معتبر کتابون سے حالات لکھے گئے ہین - قدیم جغرافیہ و نقشہ ہند - ہندوستان کی
قومین اور انکی زبانین - آریا قومون کا حملہ اور ویدون کا بیان - ہندوستان کو آریا کا فتح کرنا
مہابھارت و رامائن کا حال اور اون سے جو تاریخی حالات معلوم ہوتے - برہمنون کا اختیار کرنا
اور منو کے قوانین - ہنود کی حکمت نظری - بدھ مذہب کا حال - اور اوسکی ترقی کا حال فیثاغورث
اور سکندر کا حملہ باختر و تاتاریون کا حال - ہندوستانیون کا حال جو یونانیون نے لکھا
بدھ کے زمانہ کا حال اور موریا بنس مگدھ کا اور اوسکے جانشینون کا - بدھ مذہب والون کا زوال
و برہمنون کا بحال ہونا - دکھن کی قدیمی تاریخ - سنسکرت کا علم ادب +

محمد عطاء اللہ مالک شمس المطابع

دہلی چیلون کا کوچہ